

الكوکب المنیر

شرح اردو و مخیرا

مع

ترکیب بے نظیر

بالتحفة النادرة فی التکات الخویة

تالیف

مولانا ابوالحسن ابن کوشعلی صاحب

مکتبہ دانش دیوبند

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمِنَّةُ لَهُ
فَائِدَةٌ عَجِيبَةٌ الْمَسْتَعِينُ بِهَا

ذِكْرُ الْمُبْرَكِ

شرح اردو مخیر
مع تراکیب بے تفسیر

المصنف: المصنف

بِالتَّحْقِيقِ السَّادِثِ فِي النَّكَاتِ النَّجْوِيَّةِ

مؤلف: مؤلف

مولانا ابوالحسن صاحب ابن کوثر علی

شیراز

مولانا، ابوالحسن

دمعہ علی

کوکب المنیر شرح نجومیر

میر سید شریف کی شہرہ آفاق کتاب نجومیر کی اہمیت اور مقبولیت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ عالم اسلام کے تقریباً تمام دینی مدارس میں یہ کتاب داننا و سنا ہے۔ یہ کتاب علم نحو کے بے بہا موتیوں کا خزانہ ہے۔ میر سید شریف نے اصول نیالی میں بڑی جاہدیت اور اختصار کو اختیار کیا ہے جس بنا پر یہ کتاب تلخیص متن النحو کا درجہ رکھتا ہے۔ بریں بنا بہت سے علماء اور ارباب علوم و فنون نے اس کی شرح لکھ کر شائقین کو مستفید کیا ہے، لیکن کتاب "کوکب المنیر شرح نجومیر" کو ان تمام شروح پر ایک امتیازی فوقیت اور مقام حاصل ہے، میر سید شریف کی عبارتوں کی تشریح مناسب حل، نکلنے ہوئے جزئیات کو اسکی تہ تک پہنچا دینا، اور ہر مسئلہ کی علت اور دلائل سے ترصیح، عالمانہ بحث، تدقیق، تحقیق، تشریح کے ساتھ ساتھ تفسیری لب و لہجہ، حشو و زوائد سے بھری، سلاست اور شیرینیت

سے آراستہ، مسائل سے لبریز، دلائل سے بھرپور علم نحو کے شائق طلباء اور اسانذہ کیلئے بیش بہا قیمتی اور ذریعہ سرخاب، اور نایاب تحفہ، اور بیش بہا قیمتی خزانہ ہے۔

عرضِ نائثر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ درس نظامی کی مشہور و معروف کتاب "نخویر" کو علمِ نحو میں جو مقام حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے جب بندۂ ناچیز نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا اسی وقت سے دل میں یہ جذبہ ابھر رہا تھا کہ اس کی کوئی شرح لکھوں۔ لیکن وقت اور حالات اجازت نہیں دے رہے تھے، لیکن کچھ دنوں کے بعد دوستوں اور ساتھیوں کے اصرار پر بندۂ ناچیز اس میں لگ گیا اور بحمد اللہ یہ کتاب میں نے تیار کی دورانِ تالیف علمِ نحو کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ اور استفادہ کیا لیکن فیض المیزج جو حضرت مولانا عبیدالحق کی تالیف ہے اس سے بہت استفادہ کیا اور بہت مواد اس سے مجھے دستیاب ہوا یہ کیفیت جو کچھ بن پڑا انا نظریں کی نذر نظر ہے، اگر اسپس کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی بغرض اصلاح حقیقہ کو مطلع فرمائیں تاکہ اگلی ایڈیشن میں اس کا خیال رکھا جائے۔

(مولانا ابوالحسن غفرلہ)

تقریظ

حضرت مولانا علامہ نسیم احمد صاحب غازی مظاہری

شکیمہ الحدیث جامع الہدیٰ مراد آباد۔ یوپی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا ابوالحسن سیف الدین صاحب کی کتاب

کو کب المیز شرح نخویر کی زیارت ہوئی عدیم القرضی کے سبب بالاستیعاب اس کا مطالعہ نہ کر سکا، معتبر علمائے اس پر بالاستیجاب نظر فرمائیے۔ کتاب بہت ضخیم اور مفید ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مولانا سے موصوف کی اس گرانقدر کاوش کو قبول فرما کر غلبہ و استاذۃ علمِ نحو کیلئے نافع و مفید بنائے آمین و ما ذلک علی اللہ بعزیز و صلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

السلام
نسیم احمد غازی مظاہری خادم حدیث و العلوم جامع الہدیٰ

مراد آباد

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ ۱۴ فروری ۱۹۹۳ء

یکشنبہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی
علیہ الدین صاحب

مدقمہ دارالعلوم دینیہ رحمت نگر مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ والصلوة علی نبیہ

ابوالحسن، زین الدین میر سید شریف کی معروف و مشہور کتاب نحو میر کا

مقام اسکی ضرورت، مقبولیت اہل علم سے مخفی نہیں تو اعلیٰ علم نحو کے قارئین کو سب

پہلے اسکی کتاب سے واسطہ پڑتا ہے بریں بنا اور پچی سطح کے تمام دینی اداروں میں یہ کتاب داخل

درس ہے یہ کتاب علم نحو کا بیش قیمت خزانہ ہے، میر سید شریف نے انتہائی اختصار اور جامعیت کو

مد نظر رکھ کر قواعد نحو کے اتہا سمندر کو مختصر سے کوزہ میں نمودیا ہے جس بنا پر کتاب نحو میر کا شمار طحفات

اور متون میں ہے۔ بریں بنا اسکی بہت سی شریحیں لکھی گئیں لیکن مولانا ابوالحسن سیف الدین کی یہ کتاب

کو کب میر شرح نحو میر ان تمام شروعات میں بڑی امتیازی اور انوکھی معلوم ہوئی بوض تفسیر از

اول تا آخر اس کتاب کا بندہ ناچیز نے مطالعہ کیا اور حسب ضرورت ترمیم و توضیح بھی کی۔

واقعاً اس کتاب کے اندر ہر مسئلے کی تحقیق کو اسکی تہ تک پہنچا دیا گیا ہے اور نہ نحو میں

کے اختلافات مع دلائل و علل ذکر کر دیئے گئے، میں ساتھ ہی ترکیب کی جتنی صورتیں

حضرات نحویین سے منقول ہیں وہ سب اس کتاب میں مذکور ہیں۔ ناشار اللہ مولانا ابوالحسن صاحب

نے بڑی محنت کی ہے یہ موصوف کی پہلی علمی کاوش اور جدوجہد ہے جو طلباء اور علماء کے ہاتھوں

میں جا رہا ہے۔ خدا کرے اور ہو زور قلم زیادہ، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے

اور شاہیقین علم نحو کیلئے نفع بخش بنائے۔ آمین یا رب العالمین

رازم الحروف :- العبد علیہ الدین غفرلہ خادم دارالعلوم دینیہ رحمت نگر

مراد آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقَدِّمَةٌ

حَامِدَةٌ أَوْ مُصَلِّیَّةٌ مُّسَلِّمَةٌ

نحو کی ضرورت

۱۔ اَمَّا بَعْدُ :- واضح ہو کہ دنیا میں جتنی زبانیں ہیں ہر ایک کے لئے کچھ نہ کچھ خصوصیت لسانی ہے، جیسا کہ لسانِ بنگلہ کے لئے بنگالی خصوصیت اور لسانِ فارسی کے لئے فارسی خصوصیت ہے علیٰ ہذا القیاس لسانِ عربی کیلئے بھی کچھ خصوصیت ہے لیکن لسانِ عربی کی خصوصیت اور زبانوں کی خصوصیت سے اہم و بالغ و اثقل و ادق ہے جیسا کہ لسانِ عربی میں رفع کی جگہ نصب یا برعکس پڑھنے سے معنی میں تغیرِ فاحش ہو جاتا ہے جیسے ضَرْبٌ نَمَیْدٌ میں زید فاعل کو اگر مفعول بہ کی بنا پر نصب پڑھے تو یہ لازم آئے گا پہلی صورت میں زید ضارب تھا دوسری صورت میں مضروب بن گیا علیٰ ہذا القیاس یہ تو اجلی البدیات سے ہے کہ غیر اہل عرب بلکہ کم فہم عربی کے لئے بھی قواعد و ضوابطِ عربیہ کو حفظ و ضبط کرنا فرض کا سا ہے کیونکہ یہ تو کتابِ اعظیم سمجھنے کے لئے ایک بڑی سیڑھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی معرفت کیلئے وسیلہ ہے و یا عتبِ تحصیلِ خوشنودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ حدیث میں مذکور ہے اصل حدیث اس طرح ہے - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَوِ الْعَرَبَ لثَلَاثِ لَآئِنِ عَمَّابِي وَالْقُرْآنَ عَرَبِيًّا وَكَلَامَ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيًّا - بیہقی - یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی کو تین وجہ سے محبوب سمجھا اول میں قبیلہ عربی سے ہوں اور قرآن مجید و فرقانِ جمید بھی عربی ہے (اور قیامت کے دن) اہل جنت کی زبان بھی عربی ہے بناؤ علیہ ہم پر بھی اسکو محبوب سمجھنا اور اسکے قواعد و ضوابط کو حفظ و ضبط کرنا ضروری و لا بدی ہے - ایضا اسلامی فتوحات جب عرب سے عجم کی طرف منتقل ہونے لگے، اسکے ساتھ ہی لسانِ عربی کی فتوحات بھی اردو پذیر یا دہونے لگیں تب عجمیوں کے لئے لسانِ عربی بولنا دشوار ہو گیا کیونکہ وہ عربی بول نہیں سکتے ہیں اگرچہ کچھ پر قادر ہوں اس میں بھی غلطی کر دیتے ہیں اب ایسے چند قواعد و ضوابطِ حفظ و ضبط کرنا ضروری ہیں جس سے اہل عجم بلکہ کم فہم عربی بھی لسانِ عربی کو اچھی طرح بول سکے اور حفاظتِ قرآن و حدیث و تصحیحِ عربی کا وسیلہ ہو سکے اس کو علمِ نحو کہتے ہیں -

تعریفِ علمِ نحو :- واضح ہو کہ لفظ نحو بفتح النون و سکون الحاء المہمل کے معنی نحوی چند میں شاعر نے اپنے شعر میں

سات کو لایا جیسا کہ سہ ہفت معنی خود اور جملہ را از من بخوبی تصدق و مقدار و قبیلہ نوع و شرح و تشبہ و تمویہ نحو بمعنی طریق
 جیسے ہذا انحو السوی ای ہذا اطریق المستوی۔ فصاحتہ جیسے ما احسن نحوک فی الکلام ای ما احسن
 فصاحتک فی الکلام۔ نحو بمعنی پھرانایا جیسے نہوت بصوی الیہ ای صرفت بصوی الیہ میں اپنی آنکھ کو اس طرف
 پھرایا، نحو بمعنی اعراض کرنا جب صلہ عن ہو جیسے نہوت عن ای عرضت عن، نحو بمعنی اعتماد کرنا جیسا کہ نہوت علیہ ای
 اعتمادت علیہ نحو بمعنی میل کرنا اگر صدائی ہو جیسے نہوت الیہ ای ملت الیہ اور اصطلاح محاشا میں نحو ایسے چند قواعد و
 ضوابط جاننے کو کہتے ہیں بسکو جان کر یاد رکھنے سے کلمہ تلمذ کی آخری حالت معرب و معنی ہونے کی حیثیت سے معلوم
 ہو اور کلمہ کی بعض جزو کو بعض کے ساتھ ترکیب دینے کی کیفیت و طریقہ معلوم ہو جیسے ہم کو فعل کے ساتھ اور
 فعل کو اسم کے ساتھ باہم ترکیب کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع علم نحو کلمہ اور کلام ہے اور بعض نے اس مرکب کو علم نحو کا موضوع قرار دیا جو اسناد اصل کے
 ساتھ مرکب ہو۔ موضوع شئی اسکو کہتے ہیں جس کی گفتگو یا سخن فیہ میں کیا جاوے یا جسکے
 عوارض ذاتیہ سے بحث کیا جاوے اسکو موضوع کہتے ہیں

عروض علم نحو ذہن کی ان لفظی غلطیوں کے وقوع سے حفاظت کرنا جو معرب و معنی ہونے کی حیثیت سے
 ہوتی ہے کلام عرب میں مگر بعض شارحین نے اس کا خلاف تعریف کی جیسا کہ فرمایا علم نحو
 کی عروض ترکیب عروضہ کو معانی و صفت اصلہ پر مطابقت کرنا علم نحو کا عروض ہے۔ مگر وہ بتدیان کے ذہن
 سے بعید ہونے کی وجہ سے ناچیز نے بیان نہ کیا نا حفظوا کما حفظہ۔

مدون علم نحو پوشیدہ ذر ہے کہ مدون علم نحو کے بارے میں مؤرخین کا مختلف قول ہے
 ناچیز غاری من العلم چند اقوال کو بیان کرتا ہے اس کو خوب غور و فکر
 سے حفظ و ضبط کرے تاکہ جمیع الاوقات اس سے فائدہ حاصل کرے اور ناچیز کے لئے دعائے خیر فرماویں۔

قولہ اولہ۔ علم نحو کا واضح اولاً مدینۃ العلم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ کذا فی
 طریقہ تدوین یہ ہے کہ حضرت ابوالاسود دویلی جو کبار تابعین و صالحین میں تھے، نے کہا کہ ایک دن
 امیر المؤمنین علی بن ابی طالب . . . پیہ میں داخل ہوا پس ان کے ہاتھ میں ایک کاشکھڑا دیکھا پس میں نے سوال
 کیا اے امیر المؤمنین کیا چیز ہے آپ نے جواب دیا کہ میں کلام عرب میں فکر کیا ہوں پس اس کو غلط و سلب و فساد پایا
 یہ غلط ہونے کی وجہ سے ہے کہ عجیوں کا عربی کے ساتھ مخالفت ہو پس میں ایادہ کرتا ہوں کہ ایسی ایک چیز کو مدون
 کروں جسکی طرف سب راجع ہو اور اعتماد کرے اس بات کو کہہ کر علی نے کاغذ کو میری طرف ڈال دیا اور اس کا غلط
 میں یہ لکھا ہوا تھا الکلام کلمۃ اسم و فعل و حرف فالاسم ما انبأ عن المستوی والفعل ما انبأ عن المستوی
 ما افاد المعنی یہ کہہ کر کہا یہ نحو ہے اور اس میں تو زائد کر جو سمجھ میں ہے یعنی جو تم جانتے ہو تو اسکو اس کا غلط میں
 زائد کر پھر امیر المؤمنین نے یہ کار کر بولا ابعثہ نا انا الاسود ان الاسماء تلمذ طاهر مضمون اس

لا ظاہر و لاسمائی نفاضل الناس یا ابوالاسود فیما لیس بظاہر و لا مضموداً و لاسم بذلک الاسم
 البہرہ یعنی جان لو اسے ابوالاسود بے شک اسم تین قسم ہے اول اسم ظاہر۔ دوم اسم ضمیر سوم یہ کہ نہ
 ضمیر ہو نہ ظاہر بے شک لوگ ظاہر و ضمیر کے درمیان فرق کرتے ہیں یا ابوالاسود جو ظاہر و ضمیر نہیں وہ اسم
 بہم ہے جیسا کہ اسم اشارت و موصولات پھر ابوالاسود دو ٹکٹی نے باب عطف و نعت پھر باب مجب و استفہام
 کو لکھا یہاں تک کہ باب ان و اخواتہا تک لایا بغیر لکن کے حکم حضرت علیؑ لکن کو بھی حروف مشبہ میں داخل کیا پھر
 حضرت علیؑ کے سامنے پیش کیا حضرت علیؑ نے اس کو دیکھ پڑھ کر خوشی کا اظہار کر دیا ما احسن هذا النحو
 الذی قد نعت۔ یعنی جس نحو کو تو نے لکھا وہ کس قدر اچھا ہے اب حضرت کی زبان مبارک سے جو لفظ نکلا یعنی
 لفظ نحو اس کے ساتھ نام رکھ دیا اسلئے شاعر نے اپنے قول میں فرمایا

ابوالاسود کہ نحو تدوین کردہ بخو یکہ عملی فرمان دادہ
 حکم حضرت علیؑ کا رکروند نحو کردہ مستثنیٰ زائل نہاوند

اور بعض نے طریقہ تدوین یہ بتایا کہ ایک اعرابی سے یہ سنا کہ لایا کلمۃ الخاطیئین جگہ میں الخاطیون
 کے پس علیؑ نے علم نحو کو وضع کیا (۳) اور بعض نے طریقہ تدوین نحو یہ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت معاویہؓ
 پر داخل ہوئی اور وہ داخل ہو کر بولی ابی مات و تراث لی مال یعنی میرے باپ مر گئے اور میرے لئے مال چھوڑا،
 اصلی عبارت یہ ہوگا ابی مات و تراث لی مالاً نصب کے ساتھ کیونکہ مفعول یہ ہے اب حضرت معاویہؓ نے اسکو
 برا سمجھا پس یہ واقعہ حضرت علیؑ پر نقل کیا گیا پس حضرت علیؑ نے علم نحو کے تدوین کرنے کیلئے ابوالاسود دو ٹکٹی کو ارشاد
 فرمایا پس علم نحو کو ابوالاسود دو ٹکٹی نے وضع فرمایا ان تینوں روایات سے معلوم ہوا کہ واقعہ علم نحو علیؑ مسند ابوالاسود
 دو ٹکٹی کے طرف۔

قول دوم: بعض مؤرخین فرماتے ہیں کہ اول واقعہ علم نحو خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ ہیں طریقہ تدوین
 یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے زمانہ میں ایک اعرابی نے مدینہ منورہ میں آکر کہا کون شخص ہے کہ جھکو وہ قرآن کچھ سکھو
 جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا پس ایک شخص نے سورۃ برات سے اس آیت کریمہ کو پڑھا۔ قوله تعالیٰ ان الله
 یوتی من المشرکین دس سولہ جر کے ساتھ جسکے معنی یہ بنتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری مشرکین سے اور اپنے رسول سے
 العیاذ باللہ یہ خبر حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچی اور آپ نے اعرابی کو بلایا اور کہا کہ تم اللہ کے
 رسول سے بیزار ہو تب اعرابی نے واقعہ مذکورہ کو بیان کیا اب واقعہ کے مطابق میں رسول سے بیزار کا قائل ہوا۔
 آپ نے فرمایا آیت اس طرح نہیں بلکہ رسولؐ بالضم لفظ اللہ پر عطف ہے آیت اصلی اس طرح یہ ہے ان الله یوتی
 من المشرکین دس سولہ پھر اعرابی نے کہا ای امیر المؤمنین یہ تو ہمارا تصور نہیں اب اعرابی نے قرآن صحیح کو سن کر کہا
 ان مشرکوں سے بری و بیزار ہوں جس سے خدا اور اس کا رسول بیزار ہے پس عمر نے عمومی طور پر حکم کیا کہ قرآن کو عالم
 باللذ العربیہ کے بدون کوئی نہ پڑھے پھر حضرت نے ابوالاسود دو ٹکٹی کو علم نحو کے تدوین کا حکم فرمایا پس اپنے مذکورہ
 طریقہ پر علم نحو کو وضع کیا۔

قول سوم :- بعض مؤرخین نے اول واضح علم نحو زیاد بن ابیہ کو تصریح کیا طریقہ تدوین یہ ہے زیاد نے ایک شخص کو ابوالاسود دوئلی کی طرف مبعوث کیا اور فرمایا کہ عجمی اب عرب میں زیاد ہو گئے اور اختلاط عجمی سے لسان عربی میں فساد آگیا لہذا تم ایک ایسی چیز تیار کرو جس سے وہ کلام عرب میں زیادہ رہ کر لسان عربی کو صحیح بول سکے پس ابوالاسود نے انکار کر دیا پھر دوسری مرتبہ اور ایک شخص کو اسکے پاس بھیج دیا اور فرمایا کہ ابوالاسود جس راستہ پر فروغ فرمائے اس پر بیٹھ رہے اگر وہ نکلے تو کسی آیت قرآنیہ کو قصداً غلط پڑھ دے پس وہ شخص بیٹھا رہا ابوالاسود دوئلی باہر نکلے تب قصداً ان اللہ بوی من المشکین دسا سولہ آیت کو غلط پڑھ دیا پس ابوالاسود نے تعجب ہو کر کہا کہ تو اللہ کے رسول سے پزار ہے پس فوراً زیاد کی طرف گئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں اس ارشاد کا جواب دوں یعنی علم نحو کو جمع کروں پس جمع کرنے لگے۔

قول چہ ماہم :- بعض مؤرخین نے فرمایا کہ اول واضح علم نحو عبد الرحمن ہرمز الاعرج ہے جو ابوالاسود دوئلی کا معلم ہے۔

قول پنجم :- بعض کے نزدیک نصر بن عاصم ہے۔

قول ششم :- بعض مؤرخین اول واضح علم نحو میمون الاقرن ہے۔

قول ہفتم :- بعض مؤرخین نے واضح علم نحو متاخرین کو کہا ہے۔

قول ہشتم :- بعض نے ابوالاسود دوئلی کو کہا کیونکہ اس کو آپ کی لڑکی نے کہا ما احسن السماء یعنی کس چیز نے آسمان کو حسین کیا ابوالاسود نے جواب دیا لہما نجوئہما یعنی ستارہ نے آسمان کو اچھا کیا پس عورت نے کہا کہ میں تو ستارے کو نہیں دیکھتا ہوں۔ بے شک تعجب کرتا ہوں اس کے حسن سے فقال لہا اذن پس عورت نے کہا ما احسن السماء جگہ میں ما احسن السماء بالنصب پس اس واقعہ پر ابوالاسود دوئلی نے علم نحو کی تدوین و جمع کرنا شروع فرمایا۔ الحاصل صحیح یہ ہے کہ پہلے علم نحو کے واضح حضرت علیؑ اور سند ہے ابوالاسود دوئلی کی طرف۔ دلیل یہ ہے کہ ابوالاسود دوئلی سے سوال کیا گیا علم نحو کہاں سے پایا آپ نے جواب میں فرمایا حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے اسوجہ سے واضح ہے اور قول اول کی سند قال ابوالقاسم الزجاجی فی الامالیۃ حدثنا ابو جعفر محمد بن مسلم الطبری حدثنا ابو حاتم سجستانی حدثنی یعقوب بن اسحق الخضر می سعید بن سلیمان الباہلی حدثنا عن جدی عن ابی الاسود وقال عن جدی ابی الاسود وقال دخلت علی امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پھر حضرت ابوالاسود دوئلی سے بہت لوگوں نے علم نحو حاصل کر لیا جن کی تعداد معلوم نہیں مگر مشہور چند حضرات کے نام کو بیان کرتا ہوں۔ ۱۱، غنبتہ البقیل (۲) میمون الاقرن (۳) نصر بن عاصم (۴) عبد الرحمن ہرمز الاعرج (۵) عمر بن یحییٰ (۶) یحییٰ بن یحییٰ۔ ان حضرات سے جم غفیر اور بے شمار لوگوں نے علم نحو کو حاصل کیا اسکے

بعد مسلسل زمانہ بعد زمانہ سلسلہ چل رہا ہے یہاں تک کہ زمانہ بارون الرشید میں خلیل بن احمد قرادبی نے ابواب ابواب کر کے مدون کیا پھر اس سے سیبویہ نے علم نحو کو حاصل کیا اور علم نحو کو تفصیلی طور پر اس نے تہذیب دستا کیا اور کتاب السبویہ سے ایک کتاب لکھ دیا جو سلف کی تالیفوں کا داصل و ماخذ تھی۔ پھر ابو علی فارسی اور ابو القاسم زجاج نے مختصر رسالہ لکھا پھر اسکے بعد اہل کوفہ و بصرہ کے درمیان اختلاف کثیر واقع ہوا اسکے بعد لا علی التبعین لوگوں نے علم نحو میں مختصر و مطول رسالہ لکھا ان میں سے مقبول عام کتاب نحو میں ہے جو سید صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

بصرہ و کوفہ سے متاخرین کا مرتبہ ہے جیسے ابن حاجب و صاحب مفضل و غیرہ اہل بصرہ سے اکثر اوقات یہ حضرات مقصود و مراد ہوتے ہیں (۱) سیبویہ (۲) یعقوب (۳) اخفش (۴) یونس (۵) حفصی (۶) ابو علی بن ہرآن (۷) علی بن عیسیٰ الکرمانی (۸) ابواسحق زجاجی (۹) مبرد (۱۰) ابن درستیہ (۱۱) ذائیر۔ اور کوفیان سے مراد چار ہیں (۱) کسائی (۲) فرا (۳) حمزہ (۴) مازنی کذافی جامع النوض۔

نکتہ :- نحو میر کے معنی میر سید شریف کے لکھے ہوئے قواعد نحو

تذکرہ صاحب نحو میر

تَحْمَدُہٗ وَتُصَلِّیْ عَلٰی سَامِیۡہِ الْکَرِیْمِ ۡ اٰمَنَّا بِہٖ

مخفی مبارک صاحب نحو میر کا اسم گرامی علی اور آپ کے باپ کا نام محمد اور دادا کا نام علی آپ کا نسب مبارک علی بن محمد بن علی الحنفی ابو آپ کا لقب زین الدین اور عرف مشہور میر سید شریف صاحب اور کنیت ابوالحسن مگر بعض مؤرخین نے آپ کا نام محمد لکھا ہے یہ غلط ہے کما لا ینفخ علی امر باب التحقیق آپ کی پیدائش قسریہ طاعون طغقات استمر آباد میں ۲۲ شعبان المکرم ۱۱۳۷ھ میں آپ کی وفات ملک سمرقند میں روز چہار شنبہ ۲۷ ریح الاول ۱۱۳۷ھ بمصر میں ہوئی سَقَاہُہُ مَرَدًا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاہُہٗ۔ آپ نہایت ذکی تھے میرسنی میں ہی عقل کا سورج چمک رہا تھا آپ صغریٰ میں علوم ادبیہ کو تحصیل کرنے کے بعد علوم عقلیہ تحصیل کرنے مفتش ہوئے مگر آپ کے دل میں ہمیشہ اس بات کا شوق تھا کہ ہر کتاب کو اس طرح پڑھنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ شرح المطالع و قطبی پڑھنے کے لئے مؤلف علامہ قطب الدین کے پاس گئے لیکن حکم الہی وہ بڑھاپے کی وجہ سے پڑھانے سے معذور ہو گئے تھے انہوں نے مبارک شاہ کو جو انکے بڑے شاگردوں میں سے تھے کے پاس ایک خط لکھا جس میں مبارک شاہ کو قاہرہ کا اکابر العلماء لکھا گیا۔ پس میر سید شریف صاحب اس خط کو لے کر مبارک شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے پھر مبارک شاہ نے اپنے استاد کا خط دیکھنے کے بعد غور و فکر

سے سید صاحب کو اپنا مدرسہ میں داخل ہو کر کے بعد شرح المطالع اور قطبی پڑھایا بعدہ علوم عقلیہ و نقلیہ کو آپ نے مبارک شاہ سے حتی الامکان حاصل فرمایا و ایضاً شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بایرنی سے جو صاحب غنیہ خاشیہ ہدایہ کو لکھا اسکے مفتاح العلوم کتاب کے علوم کو حاصل کیا اور نور طاسی شارح مفتاح سے علم کتاب مفتاح سے تحصیل فرمایا الحاصل آپ ہر قسم کے علوم میں خواہ عقلیہ ہو خواہ نقلیہ آپ اسالی فائز ہوا مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے متصل تھا اور مبارک شاہ طالب علم کے علمی تکرار و بحث تفتیش کرنے کے لئے ایک مرتبہ نصف رات میں مدرسہ میں تشریف لائے اور مدرسہ کے صحن میں کچھ وقت پھرنے کے بعد میر سید صاحب کے حجرہ کے پاس کھڑے ہو کر دیکھا کہ وہ کس حالت میں ہیں اب مبارک شاہ نے ان کو روزانہ خواندہ اسباق کے مطالعہ کرنے میں پایا اور دیکھا آپ اس بات کو کہتے تھے اس مسئلہ کے اندر مصنف نے کیا فرمایا اور شارحین نے کیا فرمایا اور استاد نے کیا کہا مگر میرا خیال یہ ہے مبارک شاہ کو اس واقعہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اس کے بعد صبح سے سید صاحب کے لئے مستقل درس کو مقرر کیا اور مبارک شاہ سے بہت علوم عقلیہ نقلیہ کی تحصیل فرمائی یہ سب تو علوم ظاہری کی بات چیت تھی۔ آپ علوم باطنیہ میں بھی بھرپور تھے آپ علوم تصوفیہ میں خواجہ علاء الدین محمد بن محمد عطار الدین بخاری کے خلیفہ خاص ہیں اور خواجہ خواجگان سید بہار الدین سے بھی حاصل کیا تھا، آپ علوم تصوفیہ میں بھی اپنے ہم عصر سے بڑے تھے اس کی دلیل ان کی تصنیفات میں آپ کی تصانیف تو تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تینالیس سے زائد تھیں مگر اس کا بیان آنے والا ہے اور ناچیز نے مختصراً قدر کافی دشانی آپ کے حالات کو ذکر کیا تاکہ بتدیان کے خاطر مطمئن ہو جاویں اور آپ کے بارے میں کچھ واقف ہو جاویں بندہ نے فوائد نحو میر کے بارے میں کچھ نہ لکھا کیونکہ یہ تو ظاہر و باہر بات ہے کہ سب علوم کی جڑ اور غرلی خواہ کے لئے مفتاح کی مانند ہے، —

تصانیف میر سید شریف صاحب

۱۱ شرح فوائد غائیہ (۲) شریفیہ شرح فارسی کافیہ (۳) شرح مواقف (۴) شرح مفتاح العلوم (۵)
 شرح منتہی السوال والال فی علم الاصول والجدال لابن حاجب (۶) شرح ایسا غوجی (۷) وافیہ شرح کافیہ
 (۸) صفری (۹) کبری فی المنطق (۱۰) صرف میر فی الصرف (۱۱) نحو میر فی النحو (۱۲) حاشیہ لواع الاسرار (۱۳) شرح
 مطالع الانوار (۱۴) حاشیہ بر سالہ شرح شرح کافیہ (۱۶) حاشیہ فی شرح الوقایا (۱۷) حاشیہ بیضاوی
 فی التفسیر (۱۸) حاشیہ مشکوٰۃ (۱۹) حاشیہ ہدایہ (۲۰) حاشیہ بر (۳۱) حاشیہ علی عوامل جرجانیہ (۳۲) شریفیہ
 شرح سراجیہ فی الفرائض (۳۳) شرح اصغابانی (۳۴) حاشیہ بر تذکرہ نصیریہ (۳۵) حاشیہ بر تلویح (۳۶) حاشیہ
 بر شرح حکمۃ لیسین لا ۲۷۰ کا شرح شرح لطالع (۳۷) حاشیہ مطول (۳۹) حاشیہ خلاصہ فی اصول الحدیث .

۳۰۰ تعلق برنصاب البیان (۱۰۱) تعلق براروبہ التوضیح (۳۲) تعلق برعوارف المعارف (۳۳) تونقیات العلوم (۳۴) تفسیر الزہراء (۳۵) رسالہ فی الانس والافاق (۳۶) رسالہ البہائم (۳۷) رسالہ فی تقسیم العلوم (۳۸) رسالہ مرثیہ (۳۹) رسالہ فی الاوراد (۴۰) رسالہ فی الوجود (۴۱) شرح جنینی وغیرہ وغیرہ ان تصانیف سے بھی معلوم ہوا کہ وہ تمام فنون میں ماہر تھے۔ قائل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
 خَیْرِ خَلْقِهَا وَآلِہَا اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ :- شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے :-
 جس حمد یا جمع حمد یا مخصوص حمد اللہ بزرگ برتر کے لئے مخصوص ہے جو مالمین کا راب و حافظ ہے اور
 خیر العاقبتہ یا عاقبتہ محمودہ متقیوں کے واسطے مخصوص ہے اور رحمت کاملہ اور سلام دائم نازل ہو جو
 بہترین مخلوق پر جس کا نام گرانی محمد ہے اور آپ کی آل و عیال پر سب کے سب پر۔

تشریح :- واضح ہو کہ مصنف نے چند وجہ سے اپنی تصنیف کو تسمیہ کے ساتھ شروع فرمایا
 اول اتباع حدیث کے لئے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ کل امر ذی بال کفر بیداء بسم اللہ
 فہو اذتر واقطع اذ اجزم ای مٹھوت عن البرکۃ یعنی ہر ذی شان کام جو تسمیہ کے ساتھ نہ ہو
 وہ دم بریدہ اور برکت سے خالی ہوگا۔

(۲) اقتداء کتاب اللہ کے لئے یعنی قرآن کے جیسا کہ بسم اللہ سے شروع کیا مصنف نے بھی اپنی تصنیف
 کو بسم اللہ سے شروع کیا۔

(۳) اتباع سلف صالحین کے کیونکہ سلف صالحین کسی تصنیف کے وقت بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں اور
 مصنف نے اتباع سلف کیا ہے (۴) رد الکافرین یعنی کفار کسی کام کو الہ باطلہ کے نام سے شروع کرتے ہیں
 جیسے کہتے ہیں باسم اللات والعزى پس ہم مسلمانوں کے لئے تردیداً ہمارے معبود برحق کے نام کو کار ذی شان
 کے ابتداء کی وقت لینا چاہیے (۵) رجاء الشیاطین کیونکہ شیطان مرحوم ہر کار غیر میں دسوس باطلہ پیدا کرتا
 ہے لہذا تسمیہ کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے، تسمیہ کے ساتھ شروع کرنے سے شیطان دسوس باطلہ کو
 پیدا نہ کر سکے گا کیونکہ تسمیہ کے ذریعہ شیطان اس طرح کھل جاتا ہے جیسا کہ شیخ یحییٰ جانا ہے آگ میں
 جیسا کہ حدیث نبویہ میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال بسم اللہ الرحمن الرحیم
 یدوب الشیطان کما یدوب الرصاص فی النّاس (۶) تحصیل شفا رشح ملائکہ کے لئے کیونکہ حدیث شریف

میں ہے جس شخص نے تسمیہ کو پڑھا ہے اور تسمیہ میں جتنے حروف ہیں ہر حرف کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک ایک فرشتہ کو تیار کر دیتے ہیں اور وہ فرشتہ تسمیہ پڑھنے والے کے لئے دعائے منفرت کرتے ہیں حتیٰ یوم القیامت، تسمیہ کو برکت حاصل کرنے کی مقصود سے ابتداً کتاب میں لایا یعنی عربی حرف میں ایک ایک برکت ہے جیسے بار سے برکت و تار سے توبہ اور تار سے ثواب اور حیم سے جنۃ الخواب تصنیف تو اوجہ الابرکت ہے اسلئے تحصیل برکت کے لئے تسمیہ کے ساتھ شروع کیا (۸) حدیث قدسی کے متابوہ اور تحصیل برکت کی غرض ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ للقلوب بعد خلقہ اکتب قال ما اکتب قال اکتب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اذکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

قولہ بِسْمِ اللّٰهِ باحرف جروہ بحسب استقرار و مشہور بارہ معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ علامہ جسر جالی نے مائۃ عاقل میں دس معنی کو تصریح فرمایا فاطب ہناک اور یہاں بار استعانت و مدد چاہنے کیلئے بار استعانت اس کو کہتے ہیں جس بار کے ذریعہ تکلم مدخول بار سے مدد تلاش کرے جیسے مصنف نے اسم اللہ کی برکت سے اپنی تصنیف کو شروع فرمایا اب لفظ اسم کی تحقیق بحث کلام میں تفصیلاً مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اب ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ باگسرہ کیوں ہوا عاقل جار تو نہیں۔ جواب یہ ہے تمامی حروف مبنی ہے اور مبنی کی اصل سکون ہونا ہے اب اسم کے الف حذف ہونے کے بعد سین ساکن ہوا اب دوساکن جمع ہوا بار اول سین کے درمیان بار کو کسرہ دیا اور ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ الف کو حذف کرنے کی وجہ کیا ہے۔ جواب اس کا استدوہ ہے۔ الجواب الاول۔ حدیث کی موافقت کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا جیسے حدیث میں بغیر الف باسما اللہ مصنف نے بھی بغیر الف لایا۔ جواب دوم کثرت الاستعمال کی وجہ سے الف کو حذف کیا۔ جواب سوم۔ کافرن مضیلین کے روکے لئے کیونکہ کافرن مضیلین اباطلہ کے نام کو الف کے ساتھ لکھتے ہیں۔ پس ہم پر واجب ہوا کہ الف کو حذف کریں جواب چہارم۔ بعض آیات قرآنیہ بھی بغیر الف ہے جیسے بسم اللہ فخر بہا الخواقر باہم کے ساتھ اعتراض وارد ہوا کیونکہ وہ قلیل ہے۔ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بک و بزید میں بار کو دراز سے نہیں لکھتے ہیں باوجود حذف جبر کے اب مصنف نے بار کو درازی سے کیوں لکھا۔ الجواب الاول بار کو دراز کر کے اس لئے لکھا ہے تاکہ وہ الف محذوفہ پر دلالت کرے۔ جواب ثانی۔ کتابت کے رسم خط موافق ہونے کے لئے کیونکہ تحسین کتابت کیلئے حروف اول کو درازی سے لکھتے ہیں اسلئے بار کو درازی سے لکھا کما لاینبی علی ارباب اللقب

جواب سوم بار کو اسلئے دراز لکھا تاکہ مجود برحق کے نام اور غیر مجود برحق کے درمیان فرق نام ہو جاوے۔ جواب چہارم۔ اظہار علویت الہی کے لئے مصنف نے بار کو دراز لکھا۔ جواب پنجم عمر بن عبدالعزیز بزرگوں میں سے ایک بڑے بزرگ ہیں ان کے حکم کی تابعداری کرنے کیلئے کیونکہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ حکم عام کئے طو لو امر دس الباد و اظہار السین و دورد المین یعنی بار کو دراز کر اور سین کو ظاہر کر اور ہم کو گول کر کے لکھو۔

قولہ اللہ۔ لفظ اللہ کے معنی لغوی معبود برحق کو کہے ہیں اور اصطلاح میں وہ ایسی ذات واجب الوجود کا نام ہے جو جمع حمد اور صفات کمالہ کا مستحق ہے اور نقصان زوال سے ہمزہ و منترہ ہو پھر لفظ اللہ کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک لفظ اللہ اسم ذات ہے کیونکہ وہ صفت نہیں ہوتا ہے مگر اس کی صفت بیان کی جاتی ہے مگر بعض نے اسم کو اسم صفت قرار دیا اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ لفظ اللہ اقوال مختلفہ سے متغیر ہے کیونکہ وہ بعض مذہب کے نزدیک مہوز فار ہے اور بعض کے نزدیک مثال داوی ہے اور بعض مذہب کے نزدیک لفظ عربی نہیں بلکہ لفظ سریانی و یونانی عبرانی ہے اب غلطی وہ چیز ہے جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہو یہ تو علم ہونے کیلئے شرط ہے فاذا فانت شرط فانت المشروط اب وہ علم نہیں کیونکہ وہ متغیر ہے لفظ اللہ کے بارے میں تین مذہب ہے۔

مذہب اول۔ لفظ اللہ اصل میں اللہ تھا مہوز فار بمعنی معبود ہمزہ کو حذف کر کے اس کی عوض میں الف و لام تعریفی لایا اور لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا۔

مذہب دوم۔ اصل میں اللہ تھا مثال داوی و مفتوحہ کو امر و اناۃ کی قاعدہ سے ہمزہ کے ساتھ تبدیل گیا اور اللہ ہوا اب حرکت ہمزہ کو نقل کر کے ما قبل لام میں دید بقاعدۃ یسل کہ اصل میں یسل تھا پھر ہمزہ کو حذف کرنے کے بعد لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا۔

مذہب سوم۔ اصل میں تھا اسم معرب بالفتح راء مہملہ کی قاعدہ سے اس پر الف و لام کو داخل کیا پھر لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا اسم معرب اس کو کہتے ہیں جو غیر عربی تھا اس پر الف و لام یا فارسی حرف کو کوئی ہم موافق عربی لفظ کے ساتھ بدل کرے جیسے جنگ جنح وغیرہ اب گاف فارسی کو یمن کے ساتھ بدل گیا کذاتی پنج گنج۔ اور بعض الولاۃ سے ماخوذ ہونے کے قائل ہیں لیکن یہ صحیح نہیں اب لفظ اللہ جامد ہے یا مشتق۔ اس کے بارے میں علماء اسلام کا اختلاف ہے مذہب اول جمہور علماء و امام الحرمین و شافعی و حسین بن محمد و نعمان بن ثابت یعنی امامنا الاعظم رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ اسم جامد اور علم ہے۔

مذہب دوم۔ بعض الناس کے نزدیک اسم مشتق ہے کیونکہ وہ مختلف اقوال و مادہ و متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہو وہ علم نہیں ہوتا۔ مگر مذہب اول یعنی لفظ اللہ جیسا کہ تغیر و تبدل سے پاک ہے اس کا اسم ذاتی بھی تغیر و تبدل سے پاک ہے اس کو اسم صفت اور اسم مشتق من الولاۃ اللہ سے کہنا سزا بہ نہ ہوگا۔ ایضا بعض مورخین سیویہ کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے سیویہ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے سوال کیا کہ تو کس سبب دوزخ کی آگ سے رہائی پایا آپ نے فرمایا مجھ کو اس قول نے ناریہم سے رہائی دیا جو دنیا میں لفظ اللہ کو عرف المعارف و جامد قرار دیا ہوں اس واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اللہ کا اسم جامد و علم ہونا یقینی ہے۔ کما لا یشغنی علیہ اسباب العقول

الْحَمْدُ الرَّحِيمِ۔ دونوں لفظ صفت مشبہ ہے اور اسم فاعل و مبالغہ ہونے میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے۔ مذہب اول الرّحمان بفتح الّیاء لفظ غیر الف علی الیم صفت مشبہ اور الرّحیم بروزن فیصل اسم فاعل مبالغہ ہے۔ مذہب دوم دونوں صفت مشبہ۔ مذہب سوم۔ دونوں اسم فاعل مبالغہ ہے۔ دونوں کے معنی لغوی رقت قلب یعنی قلب نرم ہونا مگر دونوں کا لفظ اللہ کے حق میں استعمال ہونا مجازی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قلب نہیں وہ قلب سے منزہ ہے مگر معنی حقیقی و مجازی کے درمیان مناسبت ہے الرّحمان کہا ہوا الظاہر اور علامہ تھانوی برعکس کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قلب ہے من قدر بہ ہمارے قلب کا سا نہیں۔ اور اصطلاح میں بخشش کرنے والے کو رحمن اور رحیم کہتے ہیں مگر دونوں کے درمیان فرق ہے اب بیان سابق سے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ واضح ہو کہ ظرف و قسم ہے اول طرف لغو۔ دوم ظرف مستقر ظرف لغو اس کو کہتے ہیں جس کا متعلق ملفوظ ہو جیسے ذہبت بزیب۔ دوم ظرف مستقر اس کو کہتے ہیں جس کا متعلق ملفوظ نہ ہو بلکہ مقدر ہو جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے متعلق ملفوظ نہیں اب بسم اللہ الخ بالاتفاق ظرف مستقر ہے پھر ظرف مستقر کے بارے بصری و کونی کا اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک فعل مقدر رہتا ہے کیونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور کونی کے نزدیک محل خبر میں شبہ فعل واسم مشتق کو مقدر ماننا اولیٰ ہے کیونکہ خبر کی اصل مفرد ہونا ہے اور اس محل کے غیر میں بصری کے ساتھ موافق ہے پھر فعل مقدر ہونے میں اختلاف ہے کہ افعال عامہ مقدر مانا جائے یا افعال خاصہ عموماً افعال عامہ ماننا اولیٰ ہے مگر کسی قرآن کی وجہ سے افعال خاصہ مقدر مانا جاوے جیسے فریہ ابتداء کی وجہ سے ابتدائی واصناف واصناف مقدر مانا جاوے مگر بعض کے نزدیک صرف افعال خاصہ مقدر مانا جائے گا پھر یہ بات رہ گئی کہ فعل مقدم مانا جاوے یا مؤخر مگر مؤخر کی صورت میں مقدر ماننا اولیٰ ہے تاکہ حدیث کے موافق ہو مگر مقدم بھی جائز ہے لیکن اولیٰ نہیں اب تقدیم و تاخیر سے چند صورتیں حاصل ہوں گی۔ اول فعل مقدر و مؤخر ہوتیہ سے مگر وہ فعل مقدر افعال خاصہ سے ہوتیہ عبارت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُصْنَفُ، دوم مؤخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُصْنَفُ۔ سوم۔ شبہ فعل خاصہ مؤخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے تو اس وقت عبارت یہ ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَلَا بِسْمِ تَصْنِیْفِی جہاں شبہ فعل عامہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے مؤخر ہوتیہ عبارت یہ ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثَابِت۔ اب فعل و شبہ کی تقدیم کی بھی چار صورتیں ہیں۔ پنجم اُصْنَفُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ششم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہفتم۔ تَصْنِیْفِی مَلَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ثامن۔ تَصْنِیْفِی ثَابِت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ فعل مقدرات و پوشیدہ کے مناسب اور فعلوں کو بھی ماننا جائز ہے۔ راقم الحروف شہرت کی بنا پر آٹھ ترکیبیں بیان کیں ورنہ تسبیح

کی ترکیبیں سینکڑوں ہیں مطولات میں مذکور ہے یہ مختصر اتنی ترکیبوں کا حامل نہیں اسلئے ناچیز نے نہ لایا۔
 ہذا کلاماً خود من استاذنا المکرم حضرت شامولانا مرشدنا عزیز اللہ صاحب مدظلہ، ترکیب افعال خاصتہ
 مقدم۔ اُصنِف بسم اللہ الرحمن۔ اصنف فعل ضمیر نامرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل با حرف جار اسم
 مضاف لفظ اللہ موصوف الرحمن صفت اول الرحیم صفت ثانی موصوف اپنے دونوں صفتوں سے مل کر
 مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا حرف جار کا جار اور مجرور ملکر
 متعلق ہوا اصنف فعل کا اصینف فعل اپنے فاعل سے ملکر اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ یا تو انشائیہ (بیت
 خبریہ مع اختلاف القولین) ہوا۔ (۱۷) اثبت بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ترکیب بعینہ وہ ترکیب ہے
 جو اصنِف والی لکھنؤ کی لیکن فرق یہ ہے کہ اول میں فعل اصنِف خاصہ اور ثانی میں اثبت عامہ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم اصنِف یا اثبت ان دونوں کی ترکیب اوپر کی ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے پہلے
 دونوں میں فعل پہلے تھے آخری دونوں صورت میں فعل آخری ہو گا پس اوپر سے قیاس کرو۔

ترکیب شبہ فعل خاصہ مقدم تصنیفی ملائیس بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تصنیف شبہ فعل مضاف
 یا مثلاً ضمیر مجرور متصل فاعل مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور فاعل مضاف الیہ مل کر متبادر ملائیس
 بصیغہ اسم فاعل شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل راجع تصنیفی کی طرف
 حرف جار اسم مضاف لفظ اللہ موصوف الرحمن صفت اول الرحیم صفت ثانی موصوف دونوں صفتوں
 سے مل کر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا با حرف جار کا جار مجرور سے
 مل کر متعلق ہوا ملائیس شبہ فعل کا ملائیس شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہو تصنیفی متبادر کا متبادر
 و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ انشائیہ مع اختلاف القولین۔

ترکیب شبہ فعل عامہ مقدم تصنیفی ثابت بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کی ترکیب گذری ہوئی ترکیب کے مانند
 ہے مگر اول میں شبہ فعل عامہ ملائیس ہے ثانی میں فعل عامہ ثابت ہے جس علی الذکورہ

ترکیب شبہ فعل خاصہ مؤخر۔ ملائیس بسم اللہ الرحمن الرحیم تصنیفی ملائیس شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر
 محلاً مرفوع فاعل راجع تصنیفی کی طرف با حرف جار اسم مضاف اور لفظ اللہ موصوف الرحمن الرحیم دونوں
 صفت مل کر مضاف الیہ اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا با حرف جار کا جار و مجرور سے مل کر
 متعلق ہوا ملائیس شبہ فعل کا شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم تصنیفی ترکیب اضافی ہو کر متبادر
 مؤخر خبر مقدم متبادر مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مع انشائیہ ہوا انکی کی مانند اختلاف سے خبریہ و انشائیہ
 کے سلسلے میں۔ ترکیب شبہ فعل مؤخر عامہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ثابت تصنیفی اس کی ترکیب مذکورہ ترتیب
 پر قیاس کرو بعینہ ہے۔

چند اعتراضات کے جوابات

سوال اول کسی وہم کرنے والے کے وہم میں یہ بات گذر سکتی ہے کہ حدیث میں تو لفظ اللہ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ کام شروع کرنے کے لئے حکم آیا اب لفظ اسم کو کیوں لایا

جواب اول :- اگر بار کو لفظ اللہ کے ساتھ ملا کر لکھے تو بار تسمیہ کے ساتھ التباس ہوگا اور التباس جائز نہیں۔ جواب دوم :- حدیث شریف میں بار لفظ اللہ کے ساتھ مل کر نہ آیا بلکہ لفظ اسم کے ساتھ متقبل ہو کر آیا اب حدیث میں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اس طرح لکھا گیا اب مطابق حدیث ہو گیا اب کوئی خرابی نہیں۔

سوال :- لفظ اللہ کو رحمان اور رحیم پر کیوں مقدم کیا۔ جواب :- لفظ اللہ اسم ذات ہے رحمن و رحیم اسم صفت ہے اسم ذات اسم صفت پر مقدم ہوتا ہے کیوں کہ اسم ذات اصل ہے اس لئے لفظ اللہ کو رحمن اور رحیم پر مقدم کیا۔ سوال :- رحمن کو رحیم پر کیوں مقدم کیا۔ اس کے چند جوابات ہیں۔ جواب اول :- رحمن عام ہے اور رحیم خاص ہے اب عام کو عموماً ہمیشہ خاص پر مقدم کرتے ہیں اس لئے رحمن کو رحیم پر مقدم کیا وجہ عموم یہ ہے کہ رحمن یہ دنیا و آخرت دونوں کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے یا رحمن الدنیا و الآخرة مگر رحیم خاص ہے کیونکہ وہ صرف آخرت کے لئے مستعمل ہوتا ہے پس یا رحیم الدنیا کہنا صحیح نہ ہوگا مگر بعض نے اس کے برعکس کہا۔ کذا فی المطولات۔ جواب دوم :- لفظ رحمن یہ بمنزلہ ذات ہے کیونکہ لفظ رحمن کا کبھی اسم ذات کے مقابلہ میں اطلاق ہوتا ہے نہ کہ رحیم کا جیسے قولہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ ادعوا الرحمن۔ آیت کریمہ میں الرحمن لفظ اللہ کے مقابلہ و قائم مقام ہوا اب بمنزلہ ذات ہونے کی وجہ سے رحیم صفت پر مقدم کیا۔

جواب سوم :- ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ وزن فعلان فعل پر اور فعلیل فاعل پر ہمیشہ مقدم ہوتا ہے اس قاعدہ سے رحمن رحیم پر اور رحیم رحیم پر مقدم ہوتا ہے بمطابق قاعدہ رحمن کو رحیم پر مقدم کیا گیا۔

جواب چہارم :- لفظ رحمن بغیر اضافۃ اللہ کے غیر پر اطلاق نہیں ہوتا ہے بخلاف رحیم کے کہ اس کا بغیر اضافۃ بھی غیر اللہ پر اطلاق ہوتا ہے جیسے رحیم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر اضافۃ کے اطلاق ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ بالمومنین ہادف الرحیم یہاں آیت کریمہ میں لفظ رحیم کا رسول پر اطلاق ہوا کیونکہ رحیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مذکورہ چند وجوہات سے رحمن کو رحیم پر مقدم کیا مگر یہ بات رہ گئی کہ تعریف تو ادنی صفت سے اعلیٰ کے طرف چھٹی ہے اب بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اس کے خلاف کیوں ہوا کہ پہلے اللہ رحیم ذات ہوا پھر رحمن پھر رحیم حالانکہ قاعدہ کے مطابق رحیم رحمن اللہ ہوتا ہے جو اب قبیلہ اللہ کے بدون کسی کو کہا علم نہیں پس اللہ جس طرح کیا انکو نام کر لیتا یہی باعث محبت ہے۔ واللہ اعلم بموادہ۔

(فائدہ) رحمن کے اسم کے بعد الف نہیں لکھتے ہیں کیونکہ رحمان یا مہمیلہ اللذاب کا نام تھا جس ملوں نے دعویٰ

بموت کیا تھا۔ اب اللہ کی صفت اور اس نملون کے نام کے درمیان فرق ہونے کیلئے ہم کے بعد الف نہیں لکھتے ہیں۔ قولہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ حمد کے لغوی معنی ستودن تعریف کرنا اور بعض کے نزدیک فعل خیر و جیل کو حمد کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک حمد اس وصف کو کہا جاتا ہے جو تعظیم و تکریم کے قصد سے کیا جاتا ہے اور اصطلاح میں حمد بمعنی تعریف کرنا زبان کے ذریعہ اختیاری طرز پر خواہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو مگر نعمت دینے والے کی تعظیم کے قصد سے ہونا شرط ہے اب حمد کے متحقق ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں۔

۱، زبان کے ساتھ ہونا (۲) علی قصد التعظیم ہونا (۳) اختیاری خوبی پر ہونا۔ شکر کا معنی لغوی شکر تہنیت کرنا اور اصطلاح میں شکر بمعنی تعریف کرنا نعمت کے مقابلہ میں خواہ زبان کے ساتھ ہو یا تو اعضاء و جوارح وغیر زبان سے اور مدح بہ کے معنی لغوی مدح کرنا اور اصطلاح میں تعریف کرنا کسی کار خیر پر مطلقاً یعنی خواہ وہ تعریف اختیاری خوبی پر ہو یا نہ ہو جیسے مدحت اللہ لو کہا جاوے گا مگر حمدت اللہ لولہ کہنا جائے گا کیونکہ موتیوں کو جہیل اختیاری نہیں ہر کے ایک کے نابین کی نسبت مطولات شرح تہذیب میں مذکور ہے فاطب ہنات اذ اشت

قولہ لفظ اللہ کا بیان نسبتہ میں مذکور ہوا قولہ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ لفظ رب کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک رب مصدر ہے بمعنی کسی چیز کو آہستگی کے ساتھ کمال حد میں پہنچانا مگر اس لفظ کا اللہ ذات پر اطلاق ہونا یعنی صفت ہونا علی وجه المبالغہ ہے جیسے تَرَبُّدًا عَدْلًا کہتے ہیں۔ زید کو کثرۃ عدل سے بعینہ ذات عدل کہتے ہیں۔ کما فی الکشاف اور بعض کے نزدیک رب اہم فاعل ہے، اصل میں رابٹ تھا بر وزن فاعل کثرت استعمال کی وجہ سے الف کو حذف کیا گیا اور بار کو با میں ادغام کیا گیا جس کا حرف ہونے کی وجہ سے رب ہوا۔ رب کے معنی لغوی پالنے والا اور اصطلاح میں رب اس کو کہتے ہیں جو شروع میں ماں سے پیدا کرنے والا ہے اور حالت زندگی میں پالنے والا ہے اور موت کی بعد گناہوں کو معاف کرنے والا ہے فی الہامیہ۔ اور بعض نے کار خیر کی تربیت دینے والے کو رب کہا ہے اور بعض کے نزدیک رب وہ واجب الوجود ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے نقصان و زوال سے پاک ہو یہ معنی اولیٰ ہے۔ اور بعض کے نزدیک لفظ رب صفت مشبہ بر وزن ضغث بار کو بار میں ادغام کر ڈالار رب ہوا معنی لغوی اس وقت مالک ہو گا۔ یہ وہم کرنا غلطی سے خالی نہیں کہ رب یہ تو فعل متعدی ہے۔ اب فعل متعدی صفت مشبہ کس طرح آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی فعل متعدی سے صفت مشبہ کے معنی کو ادا کرنا مقصود ہو تو اس فعل متعدی کو لازم کی طرف نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس سے صفت مشبہ بناتے ہیں جیسا کہ علم الصیغہ میں بالتفصیل مذکور ہے اس بنا پر رب سے صفت مشبہ بنا نا جائز ہو گا۔ اور رب تخفیف بار بھی پڑھا جاتا ہے جیسا کہ علامہ ازہری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا فیلطالعة۔ فائدہ لفظ رب غیر اضافت کے وقت اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے غیر اللہ پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا بخلاف حالت اضافت کے کیونکہ حالت اضافت میں غیر اللہ پر

بھی اطلاق کیا جاتا ہے جیسے سب افعال و سبب الکناس یعنی مال کا صاحب اور گھر کا صاحب۔ لیکن
 اضافت میں بھی غیر اللہ پر اطلاق کرنا مکروہ ہے جیسا کہ علمائے متعین یہ دلیل لاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ
 ﷺ نے فرمایا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ رَبِّي وَ
 لِيُقَدِّمَ مَوْلَايَ وَسَيِّدِي الْحَدِيثُ۔ یعنی تم غیر اللہ کسی کو ربی یا صافت مت کہو اگر اس رب کی سنی ادا کرینیکی
 غیر اللہ پر ضرورت پڑے تو مولای و سییدی کہے اور پہلے قول کی تائید کیلئے قرآن کی ایک آیت کریمہ موجود
 ہے جیسا کہ قول تعالیٰ فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ وَأَذْكُرْ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ هَاهُنَا رَبُّهُ بِإِضَافَةِ هُنَا إِلَىٰ رَبِّكَ وَ
 اللَّهُ تَعَالَىٰ بِإِضَافَةِ هُنَا إِلَىٰ رَبِّكَ۔ قولہ الغائبین۔ جمع ہے عالم کی بالفتح کی صیغہ اہم آرا فاعل کے
 وزن پر جیسا کہ خاتم و عالم یہ دونوں اسم آل نادر و زنی پر ہے کذافی علم الصیغہ عالم لفتح اللام کا معنی لغوی
 کا علم ہے انشی کو عالم کہتے ہیں یعنی جس چیز کے ذریعہ شئی کا علم حاصل ہو اس کو عالم بالفتح کہتے ہیں عالم کو اسلئے
 عالم کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا وجود الہی پر دلیل و علامت ہے جیسا کہ علامہ جامی فرماتے ہیں سے

زہر ذرہ بدور ولی و راہ ست بر اثبات وجود او گواہ است

مگر بعض کے نزدیک عالم اصل میں علم تھا اشتباہ کے لئے عین کی بعد الف کو زائد کیا۔ عالم بالفتح ہوا
 اب علم بمعنی علامت عالم کو اسلئے عالم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ وجود واجب الوجود تعالیٰ پر بڑی علامت ہے
 اور اسکی بارے میں اور مختلف قول ہے مگر ناچیز طوالت کے خوف کی وجہ سے نقل نہیں کیا۔ اور اصطلاح میں
 بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزیں کو عالم بفتح اللام کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک تین قسم
 ذی روح کو عالم کہا جاتا ہے (۱) عالم انسان (۲) عالم ملائکہ (۳) عالم جن اور بعض کے نزدیک انسانی ذاتوں
 کو عالم کہا جاتا ہے کیونکہ نفوس انسانی عالم صغیر ہے چونکہ نفوس انسانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزیں
 علم و دانش انسانی نفوس سے ہوتی ہے اسلئے نفوس انسانی کو عالم کہتے ہیں یہ صاحب بیضاوی نے اختیار کیا
 الحاصل معنی اول اولیٰ و اقرب ہے اب بظہر ایک اعتراض وارد ہوتی ہے جبکہ ماسوا اللہ تعالیٰ کو
 عالم کہا جاتا ہے اب عالمین جمع بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ جواب مصنف عالمین کو جمع لاکر اس بات کی
 طرف اشارہ کیا کہ اسکے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک عالم بفتح اللام کلی افراد ہی ہے۔ کبھی افراد ہی اس
 کو کہتے ہیں جو ہر افراد کو شامل کرنے والا ہے جیسا کہ انسان سے تمامی انسان کو شامل کرتی ہے اور افراد کی لفظ سے
 تمامی گھوڑا شامل کر لیتے ہیں یہ عالم بھی ماسوا اللہ تمامی کو شامل کر لیتے ہیں اور ابن مالک کے نزدیک عالم بفتح اللام
 اسم جمع ہے اسم جمع اس کو کہتے ہیں جس میں معنی جمعیت موجود ہو لیکن اس کا مفرد مستعمل نہیں کذافی بعض الحواشی۔

اس بعض کے نزدیک اسم جنس ہے اسم جنس اس کو کہتے ہیں جو قبیل و کثیر دونوں پر صادق آئے۔

مذکورہ تینوں معانی کے لئے جمع بنانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر مصنف متوہموں کے وہم کو دور کرنے کیلئے جمع لائے
 کیونکہ بعض گمان کرتے ہیں کہ عالم بالفتح جب کہ اسم جنس ہے اس کی جمع مستعمل نہیں ہوتی ہے اب مصنف اس وہم

کو دود کرتے ہوئے فرماتے ہیں عالم مذکور معنیوں کے لئے جیسے آتا ہے دنیا ہی معنی جمعیت کے لئے بھی آتا ہے ورنہ
 اللہ تعالیٰ کی پرورش جنس واحد کے لئے مخصوص ہوگا حالانکہ یہ باطل البطلان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمامی چیزوں
 کی پرورش کرتے ہیں اب اس پر اور ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اب ماسواہ اللہ دنیا میں دو قسم ہے۔ (۱)
 ذوی العقول (۲) غیر ذوی العقول۔ اب صرف مصنف ذوی العقول کے لئے واؤنوں کے ساتھ کیوں جمع لائے
 حالانکہ اس میں غیر ذوی العقول ہے۔ جواب یہ ہے کہ بات مسلم و صحیح کہ ماسواہ اللہ میں ذوی العقول و غیر ذوی العقول
 دونوں مشترک ہے لیکن ذوی العقول غیر ذوی العقول سے اولیٰ و اشرف ہے اب مصنف صناعت تغلیب کو
 اختیار کر کے واؤنوں کے ساتھ جمع لائے۔ صناعت تغلیب اس کو کہتے ہیں جس میں دو شئی یا اس سے زائد ہے لیکن ایک
 دوسرے سے اولیٰ و اکمل ہے اب جمع و تثنیہ لاتے وقت جو اولیٰ و اکمل ہے اس کے ساتھ جمع لاتا ہے اور جو غیر
 اولیٰ و اکمل ہے اس کو تابعہ اس میں داخل کرتے ہیں جیسا کہ عرف میں ماں اور باپ کو والدین اور دادا اور دادی
 سے جدین کے ساتھ جمع لاتے ہیں کیونکہ ماں اور باپ میں باپ اولیٰ و اکمل ہے اسلئے اس کی ساتھ جمع لایا جس علیٰ ہذا
 اب واؤنوں کے ساتھ جمع لانے سے کوئی خسارہ لازم نہیں آ۔ جواب دوم۔ یقیناً و جمیعاً دونوں کے ساتھ
 ہم وزن ہونے کے لئے غالبین یا دونوں کے ساتھ جمع لایا۔ جواب سوم۔ ثمنوں اجناس کے لئے جمع لایا کیونکہ دنیا
 میں بہت قسم کی جنس ہے اگر جمع نہ لائے تو دنیا کی تمامی جنسوں کو شامل نہ کرے گا۔ اب سب کو شامل کرنے کے لئے
 واؤنوں کے ساتھ جمع لائے اگر کوئی اعتراض کرے کہ بسم اللہ الف کے بعد الحمد اللہ کو کیوں لیا جواب اس کا متعدد ہے
 جواب اول۔ قرآن کے اتباع کے لئے یعنی قرآن مجید و فرقان جمید میں جیسے بسم اللہ کی بعد الحمد کو لایا مصنف بھی
 اپنی تصنیف میں بسم اللہ کے بعد الحمد کو لائے۔ جواب دوم۔ اتباع حدیث کے لئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر
 وہ کلام جو الحمد اللہ سے شروع نہ کیا جاوے وہ بے برکت و دم پریدہ ہوگا۔ سوال واضح ہو کہ ہر شئی کی ابتدا
 و شروع ایک ہوتی ہے اب بسم اللہ کی حدیث مذکور نے بھی شروع کو تقاضا کرتے ہیں اب دونوں کے
 درمیان تعارض وارد ہوا بطریق کا طریقہ کیا ہے جواب اصول فقہ میں یہ قاعدہ مسلمہ ہے اگر کہیں قرآن و حدیث
 میں تعارض ہو جاوے تب غور و فکر کرنا چاہیے اگر دونوں کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہو تب تو عمل کرے گا ورنہ
 قرآن پر عمل کرے اور حدیث شریف کو ترک کر دے اب یہاں بھی ایسا واقعہ ہوگا اب فکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ
 ظاہر ہوا کہ یہاں دونوں کے ساتھ تطبیق و عمل کرنا ممکن ہے۔ طریقہ یہ ہے ابتدا میں قسم کی ہے (۱) ابتدا حقیقی۔
 (۲) ابتدا اضافی (۳) ابتدا عرفی۔ ابتدا حقیقی اس کو کہتے ہیں جو تمامی چیز خواہ مقصود یا غیر مقصود سب پر مقدم ہو
 جیسا کہ بسم اللہ۔ ابتدا اضافی اس کو کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے اور غیر مقصود کے بعد ہو جیسا کہ الحمد اللہ یہ بسم اللہ
 غیر مقصود کے بعد اور مقصود سے پہلے ہوا۔ ابتدا عرفی اس کو کہتے ہیں جو بیدار معین کے مقصود سے نظر کرتے ہوئے
 ابتدا ہوا اور اس کے پہلے کوئی عبارت ہو۔ تطبیق یہ ہے کہ بسم اللہ کی حدیث کو اسکے برعکس ابتدا حقیقی
 کی بنا پر سے شروع میں مقدم کیا اور الحمد اللہ کی حدیث کو ابتدا و شروع اضافی و عرفی کی بنا پر بسم اللہ

کے بعد لایا قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو گیا اور اس کے برعکس بسم اللہ کو ابتداء اضافی و عرضی پر اللہ
 الحمد اللہ کو ابتداء حقیقی پر عمل نہ کیا کیونکہ بسم اللہ اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں (۱) اللہ
 (۲) الرحمن (۳) الرحیم۔ الحمد اللہ فرع ہے کیونکہ اس میں ایک نام صرف اللہ ہے اب ابتداء
 حقیقی بھی اصل ہے اب بسم اللہ اصل کو ابتدائی حقیقی اور الحمد اللہ فرع کو ابتداء فرعی، اضافی و عرضی پر عمل کیا
 سوال :- مصنف الحمد اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہ کہا۔ جواب :- اگر اس طرح کہتا تو قرآن و حدیث کے مخالف ہو
 جاتا اور مخالفت قرآن و حدیث کرنا جائز نہیں اسلئے مصنف نے کیا ^{یسا} اور ایضا مصنف نے الشکر اللہ نہ کہا کیونکہ
 شکر سے حمد عام ہے اور محل تعریف میں لفظ عام ہونا اصل ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ سوال :- لفظ اللہ اسم ذات
 ہے الحمد یہ صفت ہے قاعدہ ہے کہ ذات صفت پر مقدم ہو اب الحمد صفت کو ذات پر کیوں مقدم کیا اللہ
 الحمد کیوں نہ کہا۔ جواب اول وہ صفت جو ذات موصوف کے لئے مخصوص ہو اس کو ذات پر مقدم کرنا جائز ہے۔
 کیونکہ وہ بمنزلہ ذات ہو جاتی ہے تقدیم الصفت علی الذات لازم نہ آیا۔ جواب دوم اگر بیان متکلم سے کسی
 ذات کے وصف کو بیان کرنا مقصود ہو تو اس وقت صفت کو مقدم کرنا واجب ہے تاکہ وہ صفت دوہون
 کے ساتھ متعلق و وابستہ ہو کیونکہ صفت اگر حیکہ ذات نہ ہو مگر مقصود متکلم ہونے کی وجہ سے بمنزلہ ذات
 ہوگی۔ ذات اگر حیکہ وہ ذات ہو مگر مقصود متکلم نہ ہونے کی وجہ سے وہ بمنزلہ صفت ہوگی اسلئے الحمد اللہ
 کہنا صحیح ہو گا۔ سوال :- الحمد اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہ کہا۔ جواب اللہ اسم ذات ہے وہ بمنزلہ مفرد ہے
 کیونکہ وہ صرف ذات پر دلالت کرتا ہے بخلاف الرحمن الرحیم کے وہ اسم صفت ہے، مرکب ہے کیونکہ
 وہ ذات مع الوصف ہے مفرد کے ساتھ بیان شروع کرنا اولیٰ ہے مرکب سے اسلئے مصنف الحمد اللہ
 کہا۔ سوال :- لفظ اللہ موصوف ہے رَبِّ الْعَالَمِينَ جو اضافت لفظی ہے وہ صفت ہے چونکہ کافائدہ
 دیتی ہے اب وہ لفظ اللہ جو کہ علم ذات معرفہ ہے اسکی صفت واقع ہونا کس طرح صحیح ہوا جواب رب اسم
 فاعل بقول بعض یا صفت مشبہ بقول بعض اب وہ اضافت لفظی اسوقت ہو گا جب کہ زمانہ حال یا
 استقبال کی معنی میں ہو مگر جب کہ ماضی کے معنی میں ہو گا تو اسوقت اضافت معنوی کافائدہ دیتی ہے اور اضافت
 معنوی تعریف کافائدہ دیتی ہے اب رَبِّ الْعَالَمِينَ میں رب سے زمانہ ماضی مراد ہے اب وہ معنی معرفہ کافائدہ دیا
 اب لفظ اللہ جیسے معرفہ ہے رَبِّ الْعَالَمِينَ بھی معرفہ ہوا اب لفظ اللہ موصوف و صفت کے درمیان مطابقت ہوگی
 فلا اشکال جیسا کہ قولہ تعالیٰ خَالِقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (کذا فی الفوائد) الضیائیہ۔

قولہ۔ العاقبة للمتقين۔ عاقبتہ کے معنی لغوی انجام کار اور اصطلاح میں عالم آخرتہ کو عاقبتہ کہا جاتا
 ہے۔ العاقبتہ میں الف و لام عہد خارجی ہے یعنی العاقبتہ الحمد وہ یہ مفتی اعظم حضرت مولانا فیض اللہ صاحب
 مرحوم مغفور کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک الف و لام عوض مضاف ہے

اصل میں خیر العاقبۃ تھا اب مضامین خیر یا منافع کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف و لام عوض کو لایا العاقبۃ ہوا۔ قولہ متفقین یہ جمع مذکر سالم ہے واحد متقی اسم فاعل از باب افتعال مادہ تقی بمعنی پرہیز کرنا اور اصطلاح صوفیہ میں مختلف اقوال ہیں مذہب اول بعض کے نزدیک متقی اس کو کہتے ہیں جو شرک و گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے۔ مذہب دوم متقی اس کو کہتے ہیں جو شرک و گناہ کبیرہ و صغیر و شبہات سے بھی بالکل پرہیز کرے۔ مذہب سوم بعض کے نزدیک متقی اس کو کہتے ہیں جو اپنے کو کسی سے بہتر نہ سمجھے۔

مذہبِ نجوم متقی اس کو کہتے ہیں جو ایسے کاموں سے احتراز کرے جو آخرت میں ضرر و نقصان میں ڈالے خواہ وہ کام اعتقاداً ہو یا عملاً یا خصلتاً باقی طریق کان سبب احتراز کرے مگر اصطلاح فقہ میں متقی کے تین درجے ہیں جو بیان کئے جا رہے ہیں۔ اول وہ جو صرف جہنم کی آگ سے مامون ہونے کیلئے شرک سے احتراز کرے۔ دوم۔ وہ جو کہ صرف گناہ سے احتراز کرے۔ سوم وہ جو شرک و گناہ صغیرہ و گناہ کبیرہ و شبہات سے بھی احتراز کرے۔ کذافی الصوفیہ و اکثر ثانی تصانیف ابوالحسنات مولانا عبدالحی صاحب۔ سوال اس جملہ معترضہ کو کیوں لاتے ہیں۔ جواب اول۔ اس جملہ کو لا کر بعض متوہین کے وہم کو دور کرتے ہیں کیونکہ بعض وہم کرتے ہیں کہ رب العالمین دنیا میں جیسا کہ کافروں کی پرورش کرتا ہے آخرت میں بھی پرورش کرے گا اب اعمال صالحہ کرنے سے کیا فائدہ ہے اس کا جواب یہ جملہ معترضہ ہے یعنی کفار پر آخرت میں رب العالمین رحم نہ کرے گا بلکہ متقیوں کو رحم کرے گا۔ جواب دوم۔ یہ جملہ معترضہ نہیں بلکہ حمد سے ہے وَاَوْعَاظُفِیْ فَلَاحَسْرَج۔

قولہ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَلُوْةٌ مِّنْ لَّدُنِّیْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ
صلوٰۃ راعی آمد در لغت چہار۔۔۔ درود و تسبیح و رحمت استغفار

تفصیل یہ ہے صلوٰۃ کے معنی رحمت ہے جب کہ لفظ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور صلوٰۃ یعنی استغفار جب کہ لفظ صلوٰۃ ملائکہ کی طرف منسوب ہو اور صلوٰۃ یعنی دعا جب کہ لفظ صلوٰۃ بندہ کی طرف منسوب ہو اور صلوٰۃ یعنی تسبیح جب کہ لفظ صلوٰۃ وحوش و طیور کی طرف منسوب ہو۔ کذافی بعض الحواشی۔ اور اصطلاح میں صلوٰۃ اس ارکان مخصوصہ کو کہا جاتا ہے جو ہیتہ مخصوصہ پر فعل مخصوص کو ادا کیا جاتا ہے۔ قولہ السَّلَامُ۔ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ معنی لغوی تسلیم کرنا یا سلامتی بھیجنا اور اصطلاح میں اس کلام کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں اور ایک مسلمان بھائیوں کو تعظیم کے طور پر شریعت سے منقول شدہ لفظ کے ساتھ اہل ایمان عرف میں بولتے ہیں۔

قولہ خیر یہ اسم تفعیل کا صیغہ ہے۔ معنی لغوی بہتر اور اصطلاح میں خیر وہ ہے جو دوسرے کے اعتبار سے اچھا ہو۔ یا تو خلاف قیاس نہیں بلکہ مع القیاس ہے وہ یہ ہے کہ خیر اصل میں اخیر تھا حرکت یاء کو ماقبل حرف صحیح ساکن ہونے کی وجہ سے ماقبل میں دیا پھر اتبادار بالسکون لازم نہ آنے کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیا مگر بعض اسکے قائل نہیں بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ براسہ خلاف قیاس اسم تفعیل ہے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اٰهْلِ الصَّرْفِ۔ کذافی جامع الغموض فی بحث مفعول المطلق۔

نیکتہ۔ لفظ صلوٰۃ خاص ہے کیونکہ وہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے نہ کہ آپ کے لئے جیسے آدم علیہ السلام نہ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ **قوله خلق**۔ خلق مصدر بمعنی مفعول بمعنی مخلوق کیونکہ مصدر دو قسم پر ہے۔ اول مصدر بمعنی اسم ناعل جیسے خلق بمعنی خالق دوم مصدر بمعنی اسم مفعول جیسے خلق بمعنی مخلوق یہاں معنی ثانی مراد ہے۔ کذا فی الکافیہ لابن حاجب۔ **قوله محمد**۔ یہ صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل معنی لغوی بطور مبالغہ تعریف کیا ہوا کہ محمد کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں وہ علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کا۔ محمد کو اس لئے محمد کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں معنی خودیت زیادہ ہے۔ سوال حمد کے بعد صلوٰۃ و سلام کو کیوں لایا گیا۔ **جواب**۔ اتباع قرآن کے لئے **قوله تعالیٰ قل الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ**۔ یعنی قرآن میں جیسے حمد کے بعد سلام **مصنف** بھی حمد کے بعد سلام کو لائے تاکہ مطابقت بالقرآن ہو جاوے **جواب دوم**۔ اتہام و اکمال کے لئے حمد کے بعد سلام کو لائے۔ **جواب سوم** اتباع حدیث شریف کیلئے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے **قال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام**۔ اذا ذکرتم اللہ فاذکرونی معہ۔ یعنی جب کہ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو مجھ کو بھی یاد کرو اس کے ساتھ یعنی مجھ پر درود پڑھو۔ **جواب چہارم**۔ فضائل غیر متساوی درود کو حاصل کرنے کیلئے۔ **سوال**۔ صلوٰۃ کو سلام پر کیوں مقدم کیا **جواب** اتباع قرآن مجید کیلئے جیسا کہ قرآن میں ہے۔ **قوله تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً** (پارہ ۲۲، احزاب) یہاں آیت کریمہ میں صلوٰۃ کو سلام پر مقدم کیا اب **مصنف** نے بھی صلوٰۃ کو سلام پر مقدم کیا۔ **جواب دوم** اتباع حدیث کے لئے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے یہ تو دلیل نقلی ہے دلیل عقلی یہ ہے کہ بندہ ذات صدیقی سے بالنظر الی الجاز بعید ہے کیونکہ بندہ کسی عبادت کو عبودیت اللہ کے لائق نہیں کر سکا اس لئے ایک وسیلہ کے ساتھ اسکو بھیجا اب وسیلہ الذین جو اعلیٰ مادی ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے باری تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں تاکہ وسیلہ قبول ہو کیونکہ آپ حبیب و محبوب خدا ہیں۔ **قوله والہ**۔ یہ مشہور قول کے مطابق اہم جمع ہے۔ اہم جمع اس کو کہتے ہیں جس میں معنی جمعیت ہیں لیکن اسکا واحد متعلق نہیں ہوتا مانند قوم درھط وغیرہ کے۔ آل کا معنی لغوی فرزند اور اصطلاح میں یگانوں کو آل کہا جاتا ہے۔ خواہ فرزند ہو یا نہ ہو اب آل سے مراد کون ہے اسکے بارے میں سخت اختلاف ہے مذہب اول جابر بن عبد اللہ و سفیان ثوری و بعض شوافع کے نزدیک آل البنی سے متبع البنی مراد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ **من صلات طریقی فہو آل الحدیث**۔ یعنی جو میرے راستہ کو اختیار کرے اسکی تابعداری کرے پس وہ میری آل میں داخل ہے مذہب دوم اکثر شوافع کے نزدیک آل البنی سے مراد بنی عبد المطلب و بنی ہاشم مراد ہے۔ مذہب سوم۔ حنفی و مالکی کے نزدیک آل البنی سے مراد صرف بنی ہاشم ہے۔ مذہب چہارم۔ بعض کے نزدیک آل البنی سے مراد اہل بیت المؤمنین ازواج مطہرات و اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ مذہب پنجم۔ بعض کے نزدیک آل علی و آل عباس و آل جعفر و آل عقیل

وآل حارث بن عبدالمطلب مراد ہے۔ کذافی الحدوری۔ پھر لفظ آل کی بارے میں مختلف قول ہے۔ قول اول آل اصل میں آل تھا جس کی اصل اصل تھا خلاف قیاس صا کو الف کے ساتھ بدل ڈالا دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اصل آتی ہے تصغیر کی وجہ سے اسم کی اصل کو معرفت ہوتی ہے یہ قول بقرین کا ہے۔ قول دوم۔ کنائی کے نزدیک آل اصل میں اول تھا پھر واؤ کو الف کے ساتھ بقاعدہ یقال بدل ڈالا آل ہوا دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اول آتی ہے۔ امام صہبی سے منقول ہے کہ وہ فصیح عرب سے آل اہل و آل داویل دونوں طرح مستعمل ہونے کو سنا۔ مذہب اول مشہور ہے مگر خلاف قیاس لازم آتا ہے اور مذہب ثانی ادنیٰ ہے کیوں کہ خلاف قیاس لازم نہیں آتا ہے۔ کنائی المطولات۔ اب یہ بات رہ گئی کہ آل و اہل دونوں ایک ہے یا متغایر اس کے جوابات متعدد ہیں۔ جواب اول۔ بعض کے نزدیک آل و اہل دونوں ہم معنی ہیں۔

جواب دوم۔ بعض حضرات دونوں کے درمیان فرق فرماتے ہیں اس طرح کہ آل خاص ہے اور اہل عام ہے کیونکہ اہل شرافت کو آل کہا جاتا ہے جیسے آل موسیٰ و آل فرعون یہاں شرافت سے مراد عام ہے خواہ دنوی ہو یا اخروی اور اہل شرافت و غیر شرافت دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے اہل سلطان برائے شرافت۔ اہل حجام برائے غیر شرافت۔ جواب سوم۔ آل کی صرف ذوی العقول کی طرف اضافت کی جاتی ہے۔ بخلاف اہل کے اضافت دونوں کی طرف ہوتی ہے جیسے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم و آل فرعون کی اہل زبید و عمرو بکر و اہل زبان و اہل مکان وغیرہ۔ جواب چہارم۔ آل کی اضافت اسم ظاہر و ضمیر دونوں کی طرف کی جاسکتی ہے۔ بخلاف اہل کے آل اسم ظاہر کی مثال گذرا۔ ضمیر کی مثال اہل کل مومن تقی یہاں آل یائے تکلم کی طرف منشا ہوا۔ قولہ اجمعین۔ یہ جمع مذکر سالم اجمع کی معنی جمع کرنا یا تو ہونا یہ تاکید معنوی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے کذافی بحث التاکید۔ اجمعین کو روافض و خوارج جو دونوں فرقہ باطلہ ہیں ان دونوں کو رد کرنے کیلئے مستعمل ہوا کیونکہ ان میں سے بعض کل اصحاب رضی اللہ عنہم کو عدول نہیں مانتے ہیں اور بعض اصحاب کو مانتے ہیں اور بعض کو العیاذ باللہ سب و شتم کرتے ہیں۔ لعن اللہ المحدثین و اللذین۔

کی تفصیل شرح عقائد وغیرہ میں مذکور ہے۔ نکتہ بندہ سیاہ کار ان تقریرات بسم اللہ الرحمن الرحیم بعض ضرورت کی وجہ سے لایا ہے اب مجھ پر اعتراض نہ کرے گا کیونکہ بعض طلباء ازکیما کے ذہن میں مذہبون ہون رہ سکتے ہیں۔

اما بعد ہاں ارشد اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصر سیت مضبوط در علم نحو کہ مبتدی بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات تشریف باسانی بحقیقت ترکیب بی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا و سواد خواندن توانائی دهد بتوفیق اللہ تعالیٰ و نحو

توجہ دے۔ بہر حال حمد و صلوة کے بعد جان تو سیدھا راستہ دکھلا دے اللہ تعالیٰ تجھ کو کہ یہ ایسا مختصر ہے جو علم نحو کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ متدیان طالبانِ علم نحو کو مفردات لغات اور مشتق اور مشتق مزید کے قواعد کو پہچاننے کے بعد اور علم صرف کی مہات میں قواعد اور قانون صرفی کو ضبط کرنے کے بعد ترکیب عربی کی کیفیت کی طرف آسانی کے ساتھ راستہ دکھلا دے اور عرب اور سنی کو جلد سے جلد پہچاننے کی طرف راستہ دکھلا دے اور عربی عبارات و تحریرات پڑھنے کی طرف سہولت کے ساتھ راہ نمائی کرے تو فیق الہی اور اسکی مدد سے تشکر ہے۔ فائدہ - واضح ہو کہ ہر علم کے جاننے سے پہلے روس ثمانیہ کو معلوم کرنا چاہیے تاکہ وہ علم علی وجہ البصیرت مخاطب کو معلوم ہو اب مصنف نے اپنی عبارت کے اشارہ سے اسکی تصریح فرمائی جیسا کہ اول یہ کہ کتاب کس علم میں ہے یہ مضبوط در علم نحو سے معلوم ہوا۔ دوم۔ یہ کہ کتاب کس درجہ کے طالب علم کو پڑھانا چاہیے بعد از حفظ مفردات لغت سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب علم صرف اور مفردات لغت جیسے میزان وغیرہ میں جو مصدر ہے اور صفت المصادر کے لغتوں کو حفظ و ضبط کرنے کے بعد پڑھنا چاہیے۔ سوم۔ یہ کہ اس کتاب کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا یہ تو بحقیقت ترکیب عربی و بزودی در معرفت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو ضبط اور حفظ و سمجھ کر پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ چہاں علم کی تعریف۔ اور پنجم۔ علم کا موضوع ششم۔ غرض علم ہفتم احوال مصنف ہفتم۔ ان سب امور کو سیاہ کار عاری عن العسل نے مقدمہ میں لکھا ہے۔

قولہ اقا۔ بفتح الہزہ مع تشدید المیم حروف شرط اور اس ل اصل کے بارے میں علمائے نحویان کے مختلف اقوال ہیں ۱۱، بعض کے نزدیک یہ آتا برابر کلمہ ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے کیونکہ حرف کی اصل تغیر و اور تبدل نہیں ہے کیونکہ حرف کی اصل تغیر اور تبدل نہ ہوتا ہے ۱۲ اور بعض کے نزدیک آتا برابر اصل میں ماما تھا ہمزہ کے و صدارت کلام کو مقتضی ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو مقدم کیا پھر میم کو میم میں متجانس حرف ہونے کی وجہ سے ادغام کیا آتا ہوا۔ ۱۳ اور بعض کے نزدیک آتا اصل میں مہا تھا ہا کو ہمزہ کے ساتھ بدل کیا بقاعدہ ازت اصل میں ہرت تھا پھر ہمزہ کو صدارت کی وجہ سے مقدم کیا پھر میم کو میم میں ادغام کیا آتا ہوا۔ ۱۴ اور بعض کے نزدیک آتا اصل میں ان نا تھا اب فون کو میم کے ساتھ بدل کیا پھر میم کو میم میں ادغام کیا آتا ہوا مگر آتا تردید کے ساتھ التباس ہونے کی وجہ سے کسرہ ہمزہ کو فتح کے ساتھ بدل ڈالا آتا ہوا (۱۵) اور بعض کے نزدیک آتا اصل میں ای نا تھا ای ام شرط مابہا میہ پھر میم کے ساتھ بدل ڈالا اور میم کو میم کے اندر ادغام کیا آتا ہوا۔ پھر آتا مذکورہ دو قسم ہے اول تفصیلی۔ دوم استنباطی۔ اور آتا تفصیلی اس نا کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ مانی الضمیر کا اظہار کیا جاتا ہے یا تو کسی کلام مجمل کی تکمیل کی جاتی ہے اور آتا تفصیلی کی صورت میں تکرار ہوتا اور اس کے جواب میں فار لانا واجب ہے اور حذف فعل بھی واجب ہے اور آتا استنباطی اس کو کہتے ہیں جو کسی اجمال کی تفسیر نہیں کرتا ہے مگر اوائل و شروع کتاب میں ذکر کیا جاتا ہے

اور اس کا حکم اما تفصیلیہ حکم کے مناسرے مگر یہی بات کہ اما تفصیلیہ اور استثنائیہ دونوں شرط کے معنی متضمن ہے اس مذکورہ پر ہمایکن من شئی بعد الحمد والعشوة ہوگا اور بعض کے نزدیک اما تفصیلیہ منی شرط متضمن ہے مگر استثنائیہ شرط کو متضمن نہیں۔ مگر امانہ ہوگا کیونکہ غافلہ کے ساتھ التباس ہوگا اور تخفیف میں بھی نہ ہوگا کیونکہ حرف تنبیہ کے ساتھ التباس ہوگا۔ قولہ بَعْدُ۔ یہ منی علی الفہم ہے یہ اسمائے لازمہ الاضافہ ہے اس کی تفصیل آئندہ اسم ظروف میں مذکور ہوگی۔ قولہ بدل۔ یہ فکارسا میں امر کا صیغہ ہے یہ صیغہ عادت مصنفین میں جاری ہے کسی بات سے شروع کرتے وقت اس قسم کے کلمہ کو لاتے ہیں تاکہ مخاطب غیرو فکر کے ساتھ اس بات کی طرف مائل ہو اور کوئی بات سمجھنے سے نہ رہ جاوے خوب سمجھ لےوے یا تو کسی سوال کا جواب دینے کیلئے یا کسی فوائد کی طرف اشارہ کرنے کیلئے۔ قولہ اَسْئِدَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اور مصنف کے دُعَا کو عربی میں اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لسان عربی عند اللہ مقبول و اقرب ہے اور جملہ معترضہ و جملہ دُعَا یہ ہے اور دُعَا کہہ کر مبتدیوں کو تحریض و ترغیب الی التحصیل دیا ہے۔ اَسْئِدَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی تَجْهَرُ بِهَلَاكِي كِي طرف راستہ دکھلاوے ارشاد یہ صیغہ واحد غائب بحت ماضی معروف مصدر الارشاد در راہ نمودن ایساں ماضی بمعنی مضارع ہے کیونکہ دُعَا کی جگہ میں ماضی بمعنی مضارع ہوتا ہے جیسا کہ میزان اور شغب کے حاشیہ میں مذکور ہے۔ قال شاعر

آدمہ ماضی بمعنی مضارع چند جا عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتداء
بعد موصول و مدار و لفظ حیث کلمہ در جزاء و شرط عطف ہر دو باشد در رد

لفظ اللہ کی تحقیق مذکور ہوئی۔ تعالیٰ ماضی کا واحد غائب بحت ماضی معروف تَعَالَوْ تَعَالٰی کے وزن پر از باب تفاعل و او متحرک ناقبل فتح ہونے کی وجہ سے اس کو الف کے ساتھ بدل ڈالا تعالیٰ ہوا مصدر علو سے بمعنی بلند۔ تعالیٰ بمعنی بلند برتر ہے۔

توکیب :- ارشد فعل کاف خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ لفظ اللہ موصوف تعالیٰ فعل ضمیر ہوا فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر محلاً مرفوع صفت موصوف اور صفت مل کر لفظ اللہ ذوالحال تعالیٰ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً منصوب حال۔ ذوالحال اور حال مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول ہر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور انشائیہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن دُعَا کی جگہ استعمال ہونے کی وجہ سے انشائیہ ہو جاتا ہے۔

قولہ ایں مختصر بیت الخ ایں ام اشارہ اس کا اشارہ الیہ محذوف ہے، محذوف اشارہ الیہ دو ہونے
(۱۱) وہ چیز جو ذہن میں متصور ہو (۲) کتاب یعنی خطبہ اور خطبہ دو قسم ہے (۱) خطبہ ابتدائیہ (۲) خطبہ الحاقیہ۔
اس کا اشارہ الیہ اگر خطبہ ابتدائیہ ہو تو وہ ہے جو ذہن میں حاضر اور ماضی ہے اگر خطبہ الحاقیہ ہو تو ایں کا اشارہ

کتاب ہوگا۔ اور خطبہ ابتدائیہ اس کو کہتے ہیں جو مقصودات سے پہلے لکھا جائے۔ اور خطبہ الحاقیہ وہ ہے جو کتاب کو لکھ کر اس کے بعد آخر میں الحاق کر دیا جائے۔ سوال۔ این اسم اشارہ کا مشار ایضی محسوس ہونا ضروری ہے اب کتاب اور ماہر فی الذہن محسوس نہیں کیونکہ وہ دیکھا اور چھوٹا اور سوچا بھی نہیں جاتا ہے۔ جو اب ماہر فی الذہن اور کتاب اگرچہ محسوسات سے نہیں لیکن وہ جب ذہن میں سماتا ہے اب اس کا بھی محسوسا حکم میں شمار ہوگا۔ کیونکہ وہ کتاب ذہن میں حفظ کی جاتی ہے اب مشار ایضی محسوس ہونا لازم نہیں آیا قاعدہ مستر ہے معقولات کا مرتبہ محسوسات کے نزلہ میں ہے کیونکہ دونوں کے درمیان مناسبت ہے۔ قولہ مختصر یہ خبر ہے این اسم اشارہ کی مختصر صیغہ واحد اسم مفعول از باب افعال مصدر الاختصار یعنی کمی کرنا اور مختصر اس کو کہتے ہیں جس میں عبارت کم ہو اور معنی و مطلب زیادہ ہو اب مصنف کی کتاب بھی اگرچہ چھوٹی ہے لیکن علم نحو کو حادی و جامع و مانع ہے جیسے اس قول سے ظاہر ہے اور ایک اس کا الثانی یعنی مقصر قاف کی ساتھ اور مختصر اس کو کہتے ہیں جس میں عبارت زیادہ ہو اور معانی کم ہو اور ایک مطول ہے جس میں عبارت و معانی دونوں زیادہ طول و طویل ہو جو طویل طبع کے لئے اہل بے مصنف کی تصنیف انشاء اللہ تعالیٰ ایسی ہی ہوگی۔

قولہ مضبوط در علم نحو۔ مضبوط یہ صیغہ واحد اسم مفعول از باب نصر ثلاثی مجرد مصدر مضبوط یعنی ضبط رکھا حفظ یعنی حفاظت کرنا دونوں کے درمیان بعض کے نزدیک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ حفظ صرف یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ اور ضبط حفظ کے بعد خوب تکلیف اور مشقت سے بار بار پڑھنے کو کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک حفظ اور ضبط دونوں مراد لفظ ہے قولہ در علم نحو۔ یہ جار مجرور متعلق ہوا مختصر کے ساتھ تو اس وقت عبارت یہ ہوگی این مختصر بیت در علم نحو مضبوط۔ ترجمہ یہ ہوگا یہ ایسا ایک مختصر ہے علم نحو میں جو مشور و زیادت سے محفوظ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مضبوط کے ساتھ متعلق ہو تو اس وقت عبارت یہ ہوگی جیسے کتاب میں ہے ترجمہ یہ ہوگا ایسا ایک مختصر ہے جو علم نحو میں مضبوط یعنی محفوظ یعنی جو محفوظ ہے مشور و زیادت سے اور بعض نے مضبوط یعنی مکتوب لکھا تو اس وقت معنی یہ ہوگا یہ ایسا ایک مختصر ہے جو علم نحو کے بارے میں لکھا گیا یعنی یہ ایسا ایک رسالہ ہے جو اپنے قواعد اور قوانین میں مکتوب ہے جس کے ذریعہ کلمہ علامتہ یعنی اسم و فعل و حرف کی آخری حالت معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے معلوم ہو اب علم نحو کی تعریف اور منوع اور غرض سب مقدمہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ قولہ کہ۔ کاف بیان ہے این مختصر کا مبتدی صیغہ اسم فاعل از باب افعال مصدر الابتداء۔ بدر بالہمزہ یعنی شروع کرنا اور بدو بالواو یعنی ظاہر کرنا یہاں بدو ہمزہ کے ساتھ اور اصطلاح میں نئے کام کے شروع کرنے والے کو مبتدی کہتے ہیں یہاں مبتدی سے مطلق مبتدی مراد نہیں ہے بلکہ مبتدی علم نحو مراد ہیں کیونکہ وہ کتاب علم نحو کی ہے۔ قولہ بعد حفظ۔ حفظ کے معنی لغوی نگاہ داشتن اور اصطلاح میں کسی چیز کے یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ قولہ مفردات۔ جمع ہے مفرد کی نہ کہ مفردہ کی دلیل یہ ہے کہ مفرد اسم کی صفت ہے

موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت شرط ہے اب اسم مفرد کہیں گے نہ کہ مفردۃ۔ سوال۔ مفرد کی جمع
 تو مفردوں آتی ہے مفردات نہیں۔ جواب اول۔ موصوف مذکر لایعقل کی صفت الف اور تار کے ساتھ بھی آتی
 ہے جواب دوم۔ خلاف قیاس سنون وارضین کے مانند ہے یہ بھی خلاف قیاس الف تار کے ساتھ لائی گئی ہے
 قولہ لغت جمع کی لغات ہے یہ اصل میں لٹو تھا واو کو الف کے ساتھ بدل ڈالا اب دوساکن جمع ہوا الف
 اور لون ساکن کے درمیان اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا اب الف مخذوف کے عوض میں تار کو
 لایا لغت ہوا اور لغت اس آواز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان کے مقاصد اور مطالب کو ظاہر کیا جاتا ہے
 اور اصطلاح میں لغت اس کو کہتے ہیں جس میں چند مفردات معنی کا اجتماع ہو۔ قولہ در معرفت بفتح الیم و
 سکون تار مصدر می عرف سے معنی پہچانا اور اسکے بنانے کا طریقہ علم صرف میں مذکور ہے۔ قولہ اشتقاق
 مصدر از باب اتعال شت سے معنی پھاڑنا اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس کے ذریعہ مصدر و جامد سے کلمات
 کے بنانے کا طریقہ معلوم ہو اور اس کو عالم الاشتقاق کہتے ہیں مثال مصدر جیسا کہ نصر سے نصر فعل بنایا جاتا
 ہے اسی طرح ناصر اور منصور وغیرہ اسم فاعل اور مفعول و ظرف و آلہ و تفضیل بھی مثال جامد جیسا کہ تار سے تار
 اور لبن سے لابن اور اس کو فاعل ذی کذا بھی کہتے ہیں جیسا کہ علم الصیغہ میں مذکور ہے۔ قولہ مہات
 بضم میم و تشدید ہار مہل جمع مؤنث سالم مہتہ کا اسم فاعل از باب افعال اہام یعنی غم و پریشانی میں ڈالنا
 اب مہات یعنی پریشانی میں ڈالنے والے اور عرف میں ایسے امر عظیم کو کہتے ہیں جس کے حصول میں تکلیف ہو
 قولہ۔ تشریف کے معنی لغوی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف پھرانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں واحد کو
 مختلف اوزان کی طرف نقل کرنا تاکہ معانی مختلفہ پر دلالت کرے جو مقصود متکلم ہے جیسا کہ نصر نصر وغیرہ
 فائدہ ۱۰۔ اس حفظ مفردات لغت سے مقصود میزان و منشعب و صفوۃ المصادر وغیرہ کو حفظ کرنا
 اور جو کثیر الاستعمال لغت ہے اس کو معلوم کرنا قولہ معرفت اشتقاق سے مراد مشتق و مشتق منہ اور طریقہ
 اشتقاق کے قواعد کو معلوم کرنا اور تشریف سے مراد علم صرف کی تعلیل و تبدیل و تخفیف و تحذیف کے قواعد و
 ضوابط کو حفظ و ضبط کرنا لیکن بعض نے مطلق گردان کو مہات تشریف سے مراد لیا لیکن یہ ذہن سے بعید ہے
 کیونکہ وہ تو پہلے سے معلوم ہوا۔ قولہ باسانی اسم جامد یعنی سہولت و خفت مصنف ترغیب بتدیان کے لئے لفظ
 باسانی و بزود سے کو ذکر کیا یعنی طلباء نحو کی طبیعتاً ابتدائے فن نحو سے خوف زدہ ہونگے اور طال پذیر ہونگے اس کی ذریعہ
 منزل مقصود سے محروم رہیں اسلئے باسانی اور بزودی کو زائد کیا۔ قولہ کیفیت شکل و صورت کو کہتے ہیں۔
 ترکیب کے معنی لغوی مرکب کردن شیئی یعنی کسی شئی کو مرکب کرنا اور اصطلاح میں دو کلمہ یا اس سے زائد کلمہ کو ایک کرنا
 یعنی اس طرح ملانا جس سے اس پر ایک کلمہ کو صادق کرنا صحیح ہوے جیسا کہ عبد اللہ ایک شخص کا نام رکھا اس میں عبد ایک
 کلمہ ہے اور لفظ اللہ ایک کلمہ ہے۔

قولہ عربی اسم مشوب ہے جو عرب کی طرف نسبت کیا یعنی انسان عربی کو۔ قولہ اعواب مصدر از باب افعال یعنی

مُکْرَبٌ ظاہر کرنا یہاں مصدر بمعنی اسم مفعول مکرَّب ہونا۔ قولنا بنا مصدر ہے فعال کا وزن پر بمعنی برقرار رہنا۔
 از باب مفاعلة دونوں کی تحقیق مکرَّب اور مکرَّبی کے بحث میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔
 قولنا سواد بالفتح یا بالکسر بمعنی عبارت پڑھنے کی قدرت حاصل ہونا اور کتاب کو نقل کرنا اور توانائی بمعنی قدرت
 قولنا توفیق۔ مصدر از باب تفعیل بر وزن تہریف اور معنی لغوی کسی شخص کو کار خیر و شہر میں قدرت اور مدد دینا
 اور اصطلاح میں کار خیر کے لئے اسباب کو مہیا اور تیار کرنا جس مقصود کو سہولت کے ساتھ حاصل کر سکے۔
 سوال۔ اس عبارت کو عربی میں کیوں لایا گیا۔ جواب۔ اس عبارت سے مصنف اس بات کی طرف اشارہ فرمایا
 کہ طالب علم جس قدر ذکی و جید ہو لیکن یہ علم اللہ پاک کی توفیق بغیر حصول ناممکن ہے اور علامہ سید صاحب مقدمہ
 سے چند امور کی طرف تفسیحا اشارہ فرمایا جس کو اصطلاح میں رُوس ثمانیہ کہتے ہیں جیسے علم کا موضوع اور غرض اور
 مصنف کا نام جیسا کہ ظاہر ہے۔ قولنا۔ مضبوط در علم نحو سے معلوم ہوا کہ یہ علم نحو ہے پھر بعد از حفظ مفردات لغت
 و معرفت اشتقاق و ضبط نبات سے ظاہر ہو گیا کہ اس علم کو اور خاص طور سے اس کتاب کو کئی علوم کے بعد پڑھنا
 چاہیے۔ قولنا ہسانی ابو معلوم ہو گیا کہ اس کتاب سے کیا فائدہ ہوگا اور باقی پانچ چیزوں کو ناچیز بالتفصیل ذکر
 کر چکا ہے جیسا کہ (۱۱) توفیق (۱۵) علم کا موضوع (۱۶) علم کی غرض۔

فصل ۱۰۔ بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنہا کہ
 دلالت کند بر یک معنی و آں را کلمہ گویند و کلمہ بر قسم است اسم چوں کہ جمل و فعل چوں کہ ضرب
 و حرف چوں کہ ہن چنانکہ در تہریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل
 شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید مفید آنست کہ چوں قائل براں سکوت کند سماع
 را خبرے یا طلبے معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بر دو قسم است خبریہ و انشائیہ۔

تشریح۔ واضح ہو کہ مصنف مقدمہ سے فارغ ہونے کے بعد اب اصل مقصد کو بیان فرما رہے ہیں۔
 قولنا فصل بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است۔ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان عرب میں استعمال
 ہونے والا لفظ دو قسم پر ہے مفرد اور مرکب۔ قولنا فعل کے معنی لغوی جدا کرنا از باب ضرب اور اصطلاح
 میں کلام ایک ایسے ٹکڑے کا نام ہے جس میں مختلف قسم کے مسائل مذکور ہوں جیسا کہ فصل مذکور میں مفرد و مرکب
 مفید اور غیر مفید وغیرہ کے مختلف مسائل ہیں اور لفظ فصل کو اسلئے استعمال کیا تاکہ وہ اس بات پر دل ہو کہ
 ماقبل کے مضمون کا مابعد کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں بلکہ منافات ہے۔ سوال نحو میر نصف اول کو فصل کے
 ساتھ کیوں ذکر کیا حالانکہ نصف اخیر میں باب اول و دوم و سوم سے تعبیر کیا۔

جواب اول ۱۔ مصنف نصف اول میں مجازاً فصل کہا۔ ورنہ باب کہنا زیادہ اولیٰ تھا۔ جواب دوم ۱۔
 نصف اول میں مسائل مختلف قسم کے ہیں بخلاف نصف آخر کے کہ اس کے ہر ایک باب میں ایک قسم کا مسئلہ
 ہے ہر باب ایک قسم مسئلوں پر مشتمل ہے جیسا کہ باب اول میں صرف حروف کا باب اور باب دوم میں صرف
 فعلوں کے باب علیٰ ہذا القیاس۔ جواب دوم اور کبھی مطلقاً جزو کو بھی فصل کہتے ہیں خواہ اس میں تفرق علیہ
 مسئلے ہوں یا مختلف فیہ۔ قول لفظیہ مصدر ہے بمعنی پھینکنا ڈالنا اور ڈالنا یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ زبان
 سے اور دوسرا غیر زبان سے اور زبان جس چیز کو پھینکتی ہے اسکی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ زبان نے
 لفظ پھینکا جیسا کہ زید و عمر و بکر وغیرہ منہ سے پھینکا یا منہ سے غیر لفظ کو پھینکا جیسا کہ اکت التمرۃ و
 لفظت النواۃ یعنی میں نے کھجور کو کھایا اور اسکی گٹھلی پھینک دی اور لفظت بمعنی ڈالنا ہے جو غیر زبان سے
 غیر لفظ کو ڈالے جیسے لفظت الریح الدقیق۔ یعنی چکی نے آٹا کو ڈالا اور اصطلاح میں ما تین لفظ
 بہ الانسان ابتداءً او نقلًا حقیقتاً او حکماً موضوعاً او مہملاً مفرداً او مرکباً کو کہتے ہیں اب
 ناچیز نے ان قیودات کو زائد کر کے بہت سے سوالات کا جواب دے دیا ہے یعنی لفظ کا اصطلاحی معنی یہ ہے
 کہ انسان جس کے ذریعہ بات چیت کر سکے ابتداءً جیسا کہ انسان نے زید اور عمر و اور بکر سے تلفظ کیا اور
 جیسا کہ کلام اللہ و کلام الجنات و کلام الملائکہ کو انتقلاً تلفظ کرے اور حقیقتاً اور حکماً جیسا کہ جو
 کلمات منویٰ ہے وہ داخل ہو گئے جیسا کہ زید ضرب میں ہو اور ضرب میں ائت یہ منویٰ ہے لیکن یہ تلفظ نہ
 کیا جاسکتا ہے بلکہ استعارہ احکام لفظی کو جاری کئے اب یہ بھی ہے اب یہ سوال نہ کیا جائے کہ کلام اللہ اور
 کلام جنات اور کلام ملائکہ لفظ نہ ہوگا کیونکہ وہ انسان کے منہ سے نہیں نکلا ہے جیسا کہ کلام اللہ کی بات تو
 ظاہر ہے اور ملائکہ کا قول جیسا کہ عثر فی مدح الاماین ان فی الجنة نہ ہر امن لبن۔ یعنی وحین وحین
 اور کلمات جنات جیسا کہ قہر حوب بمکان تغرب۔ لیس بقرب قہر حوب قہر۔ کلمات جنات جیسا
 کہ لعن کا تہ علی کتا و تکم علی ذی الجن افر نفعوا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ کلمات جنات
 نہیں بلکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص پر چند لوگ جمع ہو گئے اس شخص نے جہاد کیا لیکن اصح قول یہ ہے کہ جنات
 کا قول ہے کیونکہ جن شخص کو جنات پکڑتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے اور غالب ہو کر تب یہ الفاظ کہتا ہے اور یہ
 کلمات جنات سے صادر ہوتے ہیں جنات کی آواز ہے۔ بیان مذکورہ سے لفظ کی چار صورت ہوئی، ۱، یہ کہ ابتداءً
 وہ لفظ جو انسان کے منہ سے نکلا ہو (۲) کلام الہی ہو (۳) کلمات ملائکہ وہ کلمات جنات۔ قول مستعمل صیغہ
 اسم مفعول از باب افتعال مادہ علی بمعنی کوئی کام کرنا اور اصطلاح میں جس چیز کو کسی کام میں استعمال کیا جاتا ہے
 اس کو مستعمل کہتے ہیں۔ قول سمن اسم جامد بمعنی بات اور کبھی عبارت و الفاظ و شعر پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے اور
 عرب میں ایک خاص زبان کا نام ہے قول قسم جس کو ٹکڑا ٹکڑا کیا جائے اس کو قسم بفتح سین کہتے ہیں اور ٹکڑے
 کو قسم کہتے ہیں اور ٹکڑا ٹکڑا جو ایک دوسرے سے بڑا چھوٹا ہو اس کو قسم کہتے ہیں جیسا کہ لفظ مستعمل قسم ہے

اور مفرد اور مرکب قسم ہے اور مفرد اور مرکب ہر ایک دو سے کیلئے قسم ہے اسی طرح کلمہ مقسم اور اسم و فعل و حرف
 قسم اور ہر ایک دو سے کے لئے قسم ہے۔ فائدہ ہر ایک لسان خواہ عربی ہو خواہ عجمی دو قسم پر ہے اول معنی
 دار اس کو لفظ موضوع اور لفظ مستعمل کہتے ہیں اور جس کا معنی نہیں اس کو لفظ مہل اور غیر مستعمل کہتے ہیں مصنف
 کو لسان عربی بیان کرنا مقصود ہے۔ اسلئے لسان عربی کے لفظ کو تقسیم کرنا شروع فرمایا اور کہا لفظ مستعمل در
 سخن عرب مصنف نے لفظ مستعمل کو اختیار کیا کیونکہ لفظ مہل کے ساتھ بحث نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ
 نہیں ہوتا۔ سوال۔ لفظ مستعمل پر دو قسم کیوں کہا۔ جواب۔ لفظ مستعمل کی دو حالت سے اول یہ کہ وہ لفظ
 ایک معنی والا ہو یا نہ ہو مگر ایک معنی والا ہو تو اس کو مفرد اگر ایک معنی سے زائد والا ہو تو اس کو مرکب کہتے ہیں
 اب دو قسم سے زائد ہونا تو محال ہے سو اس کو مفرد کو مرکب پر کیوں مقدم کیا حالانکہ مرکب و مفرد کہنے سے
 بھی مقصود حاصل ہو جاتا۔ جواب اول۔ مفرد جزو ہے اور مرکب کل ہے اور کل کا وجود بغیر وجود جزو کے
 محال ہے اسلئے مفرد کو مرکب پر مقدم کیا۔ جواب دوم۔ مفرد کو مقدم کرنے سے کوئی نقصان نہیں اگر مرکب
 کو مقدم کیا جاتا تب بھی اعتراض سے خالی نہ ہوتا۔ قول، مفرد صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب افعال مصدر
 افراد یعنی اکیلا ہونا اور اصطلاح میں مفرد تنہا لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنی پر دلالت کرے۔ قول، مرکب
 یہ بھی صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل مصدر ترکیب اس کا معنی لغوی واحد طلائی سامنے آنے والا ہے
 سوال۔ مؤلف کیوں نہ کہا جواب۔ مرکب اور مؤلف میں فرق ہے مرادف نہیں ہے مرکب مطلقاً دو جزو یا
 اس سے زائد کو ایک کرنے کو کہتے ہیں خواہ ان دو جزو کے درمیان مناسبت ہو یا نہ ہو اور مؤلف اس
 کو کہتے ہیں جس میں دو جزو یا اس سے زائد کو ایک کیا گیا ہو لیکن دونوں جزو ایسا ہو جس کے درمیان مناسبت
 ہو الخاصل مرکب عام ہے مؤلف سے اس لئے مصنف نے لفظ عام کو اختیار فرمایا۔ قول، لفظ میں جو پارہ ہے
 وہ یا موصوف ہے لفظ تنہا اسکی صفت ہے۔ فائدہ اہل عرب کے نزدیک لفظ مفرد کے چار معنی ہیں۔
 (۱) مرکب نہ ہونا جب کہ لفظ مفرد مفرد و مرکب کے بحث میں مستعمل ہو۔ (۲) مفرد یعنی تیشہ و جمع نہ ہونا
 جبکہ لفظ مفرد اعراب کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ مفرد منصرف صحیح وغیرہ (۳) مفرد یعنی مضاف اور شبہ
 مضاف نہ ہونا جب کہ لفظ مفرد لائے نفی جنس کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ قول مصنف اگر اسم لائے نفی
 جنس نکرہ مفرد باشد (۴) مفرد یعنی جملہ اور شبہ جملہ نہ ہونا اگر لفظ مفرد تیز کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ
 اگر تیز مفرد باشد اور منطقیوں کے نزدیک بھی لفظ مفرد کے معنی چار ہیں اول یہ کہ ایسا مفرد جس کا کوئی جزو
 نہیں جیسا کہ ہمزہ استعظام اس کا کوئی جزو نہیں۔ دوم۔ لفظ کا جزو ہو لیکن اس کا معنی نہ ہو جیسا کہ زید اس کا
 جزو تھی، د ہے لیکن اس کا علیحدہ زید کے معنی نہیں ہیں سوم لفظ کا جزو بھی ہو اور اس کا معنی بھی ہو لیکن وہ
 معنی مقصود نہ ہو جیسے عبداللہ کو اگر ایک شخص کا نام رکھا جائے تو نام کے پہلے جو عبد عبودیت پر اور اللہ البتیت

پر دلالت کرتا وہ نہ رہے گا بلکہ ایک شخص معین کا نام ہو گیا وہ، چہدم لفظ کا جزو ہو اور اس کا معنی مقصود بھی ہو لیکن وہ معنی مقصود نہ ہو۔ جیسے حیوان ناطق میں سے لفظ حیوان حیوانیت پر دلالت کرتا ہے اور لفظ ناطق نطقیت پر دلالت کرتا ہے لیکن حیوان ناطق سے مراد حیوان ناطق کہنا مقصود نہیں بلکہ ایک کا نام رکھنا ہے تعریف مفرد سے آخری دو قسم یعنی عبد اللہ اور حیوان ناطق مفرد کی تعریف سے خارج ہو گئے پہلے دو قسم داخل رہے علت یہ ہے کہ خاتہ اعراب سے بحث کرتے ہیں اب جہیں ایک اعراب ہو تو وہ ایک کلمہ ہے اور جس میں لفظ کے اعتبار سے دو اعراب ہے لیکن معنی کے اعتبار سے ایک ہے اب وہ لفظ مرکب ہو گا معنی مفرد کا اعتبار نہ ہو گا کیونکہ مخویوں کا مقصود نہیں اب عبد اللہ اور حیوان ناطق مرکب ہو گا نہ کہ مفرد کیونکہ دو لفظوں میں دو اعراب ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے ایک شخص معین کا نام ہے یہ مذہب زنجشیری کا ہے مگر ابن حاجب فرماتے ہیں اگرچہ اعراب دو ہے لیکن معنی ایک ہے لہذا وہ مفرد ہو گا نہ کہ مرکب اسلئے ابن حاجب نے الکلمہ لفظ کہا نہ کہ لفظ۔ الحاصل حیوان ناطق اور عبد اللہ حالت علیت میں ابن حاجب کے نزدیک مفرد ہو گا اور زنجشیری کے مذہب کے مطابق وہ مرکب ہو گا اور غیر حالت علیت میں سب کے نزدیک مرکب ہے۔ قولنا لفظ اس کی تحقیق گذر گئی لفظ کی یاریار موصوفہ ہے اور موصولہ بھی ہو سکتی ہے۔ سوال۔ مصنف نے لفظ تنہا کیوں اضافہ فرمایا۔ جواب۔ لفظ تنہا کو لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عبد اللہ اور حیوان ناطق وغیرہ مفرد کی تعریف سے نکل گیا۔ کیوں کہ وہ لفظ تنہا نہیں ہے کیونکہ اس میں دو اعراب ہے۔

الحاصل۔ مثل عبد اللہ و حیوان ناطق حالت علیت میں سید صاحب اور زنجشیری کے مذہب کے مطابق مرکب ہو گا۔ کیونکہ اعراب دو ہے اور ابن حاجب کے نزدیک مفرد ہو گا کیونکہ مصداق کے اعتبار سے ایک ہے اور عبد اللہ غیر علیت کی صورت میں بالاتفاق مرکب ہے کیونکہ اعراب دو ہے اور مصداق بھی دو ہے بعد سے عبودیت اور اللہ سے البتہ۔ قول کا معنی اور معنی کی معنی انہی اصطلاح خاتہ میں ما يتعلق بہ المقصد مفرداً اور مرکباً حقیقتاً اور حکماً یعنی جس چیز کے ساتھ قصد متعلق ہوتا ہے اس کو معنی کہا جاتا ہے خواہ وہ شیء مفرد ہو یا مرکب ہو حقیقی ہو یا محکی ہو قیودات قولہ لفظ تک سب شامل ہیں خواہ مفرد خواہ مرکب مفید ہو یا غیر مفید پس لفظ تنہا سے وہ مفرد خارج ہو گیا جس کے لئے لفظ کا جزو اور معنی کا جزو ہے لیکن لفظ کے جزو کا معنی کے جزو پر دلالت مقصود نہ ہو جیسا کہ عبد اللہ اور حیوان ناطق وغیرہ۔ اور قولہ ہر ایک معنی سے مرکب مفید اور غیر مفید سب خارج ہو گیا کیونکہ ایک معنی والا نہیں ہے قولہ کلمہ معنی مبارک لفظ کلمہ جامد ہے یا مشتق اسکے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کلمہ و کلام دونوں اسم جامد ہے مشتق نہیں اس کو واضح کرنے عندالوضع اسی طرح وضع کیا ہے کیونکہ اگر مشتق ہوتا تو مشتق منہ اور مشتق کے درمیان مناسبت ہوتی اب وہ نہیں۔ اور بعض کے نزدیک کلمہ مشتق ہے۔ کلمہ فصح کاف اور کمر کاف و کون لام سے نہ کہ کمرہ لام کیونکہ وہ جمع ہے اب مفرد کو جمع سے بنا نا ضعیف و با جائز ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ کلمہ اور کلام کلمہ سے مشتق ہے کیونکہ

لفظاً و مشتقاً اور مشتق منہ کے درمیان مناسبت ہے اور مناسبت لفظی جیسا کہ صورتہ ظاہر ہے اور مناسبت کہ کلمہ کاف و کبر کاف و کون لام یعنی جیک کہ اس کا معنی زخمی کرنا ہے اسی طرح کلمہ سے بھی انسان زخمی ہو جاتا ہے اب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان مناسبت تاہر حاصل ہوگی جیسا کہ حضرت علی کا قول ہے ۔

جراحة السنان لهما التیام ولا یتسام ما جرح اللسان

ترجمہ :- یعنی تیروں کے زخمی کیسے تو دو دوا ہے مگر زبان کے زخمی کے لئے دو انہیں ہے اب اس معلوم ہو گیا کہ کلمہ بمعنی زخم ہے ۔ سوال کلمہ کی مناسبت مشتق اور مشتق منہ سے لفظاً ظاہر ہے معاً تو نہیں ہے کیونکہ اصطلاح میں کلمہ لفظ وضع بمعنی مفرد الخ کو کہتے ہیں ۔ جواب :- مناسبت تین قسم پر ہے مطابق و تضامی اور التزامی یہاں اگرچہ مطابق اور تضامی نہ ہو ۔ مناسبت التزامی سے ہی کلم کے لئے جراحت لازم ہے اب مناسبت التزامی کافی ہے ۔ پھر لفظ کلم اہم جنس ہے یا جمع اسکے پارے میں بھی اختلاف ہے ۔ جمہور کے نزدیک اہم جنس ہے نہ کہ جمع اور اسم جنس اس کو کہتے ہیں جو قلیل و کثیر پر صادق آئے اور جمہور کی دلیل اول قول ما تعالیٰ یصفد الطیب الکلم الطیب یہاں الکلم موصوف ہے ، الطیب صفت ہے اگر الکلم جمع ہوتا تب الطیب ہوتا ۔ کیونکہ موصوف اور صفت کے درمیان واحد و تشبیہ و جمع مذکور و تانیث میں مطابقت ضروری ہے جب مطابقت نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ جمع نہیں بلکہ اہم جنس ہے ۔ دلیل دوم یہ مرکبات کی تمیز واقع ہو سکتی ہے جیسا کہ قرأت احد عشر کلما یعنی گیارہ کلموں کو پڑھائیں ۔ اب گیارہ کی تمیز تو مفرد ہونا ضروری ہے جب کہ کلمہ تمیز واقع ہو معلوم ہوا کہ وہ جمع نہیں ہے ۔ دلیل سوم کلم کی تصغیر کلیم آتی ہے کلم اگر جمع ہوتا تصغیر لانصح نہ ہوتا اب تصغیر سے معلوم ہوا کہ جمع نہیں ، اور بعض نماۃ لفظ کلم کو جمع کہتے ہیں اور جمہور کے نزدیک اہم جنس تین دلیل کے ساتھ فرمایا ہے اور جمہور کی دلیل اول کے چند جواب ہیں اول یہ کہ الیہ یصفد الکلم الطیب میں لفظ کلم جمع ہے اور الطیب میں تار نہ لانے کی وجہ یہ ہے کیونکہ قاعدہ مسد سے وہ جمع جس کو تار کیساتھ واحد اور جمع کے درمیان فرق کرتے ہیں یعنی اگر بدون تار ہو تو جمع ورنہ واحد ایسی جمع کی صفت بغیر تار کے آتی ہے اب الکلم بھی ویسا ہی ہے اسلئے اسکی صفت میں تار کو نہ لایا جواب دوم یہ کہ آیت کریمہ میں اور ذرہ یہ ہے کہ لفظ کلم آیت مذکورہ میں موصوف نہیں بلکہ موصوف محذوف ہے بلکہ الطیب موصوف محذوف کی صفت ہے اصل میں بعض الکلم الطیب تقاب لفظ بعض جیسا کہ مفرد مذکر ہے اسکی صفت بھی مفرد مذکر ہوگی اب موصوف اور صفت کے درمیان مناسبت ہوگی مرکبات کی تمیز واقع ہونا یہ قلیل ہے القلیل کا المعدم کے قاعدہ سے وہ مسلم نہیں کلم کی تصغیر کلیمہ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ جمع ہوگا نہ کہ اسم جنس اور یہ قول قوی اور صحیح ہے مگر جمہور اسکی تاویل کرتے ہیں اور بغیر ضرورت کے تاویل جاتے نہیں ہے قول ما کلمہ برسہ قسم است ۔ سوال کلمہ کو تین قسم پر منحصر کیوں کیا ۔ جواب حصہ دوم پر ہے اول استقرائی یعنی تلاش کر کے جو تقسیم مصنف فرماتے ہیں

اس کو حصہ استقرانی کہتے ہیں دوم حصہ عقلی جو عقلاً تقسیم کیا جاتا ہے حصہ استقرانی کے سوا اور ایک قسم پایا جاتا ہے
 امکان ہے بخلاف حصہ عقلی کے کہ عقل نے جو تقسیم کیا اس کا غیر پایا جانا محال ہے اور بعض نے چار
 قسم بتلایا ہے ۱۔ عقلی ۲۔ استقرانی ۳۔ قطعی ۴۔ جمعی۔ ہر ایک کی تفصیل مطولات میں مذکور ہے۔ اب
 مصنف حصہ عقلی کے طور پر فرماتے ہیں کہ اول کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو معنی مستقل پر دلالت کرے یا نہ کرے
 اگر دلالت نہ کرے تو حرف ہے اگر دلالت کرے تو پھر دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ زمانہ سے خالی ہو یا نہ
 ہو اول امم ہے اور ثانی فعل ہے اب دلیل سے حصہ تین قسم ہوا نہ کہ اس سے زائد اور تین مستقل کا مطلب یہ ہے
 کہ بدون ملائے دوسرے کلمہ اس کے معنی سمجھ میں آجاویں۔ سوال کلمہ اسم فعل وحرف مجموعہ مل کر ہوا جیسے اوپر
 سے معلوم ہوا کیونکہ واو عاطفہ جمعیت کے لئے آتا ہے۔ جواب تقسیم دو قسم ہے۔ تقسیم الکل الی الاجزاء یعنی کل کو
 جز کی طرف تقسیم کرنا جیسا کہ سالن یہ کل ہے تقسیم ہوتا ہے ترکیاری اور مھلی اور نمک وغیرہ کی طرف جو اجزاء
 ہے اور دوسری تقسیم الکل الی الجزئی جیسا کہ انسان تقسیم ہوتا ہے زید اور عمر اور بکر اور خالد وغیرہ کی طرف
 اور تقسیم الکل الی الاجزاء میں عطف مقدم اور حکم مؤخر ہوتا ہے یعنی اعتراض سائل نے تقسیم کلمہ پر کیا وہ اس وقت
 جبکہ تقسیم الکل الی الجزئی ہو یہ تو تقسیم الکل الی الجزئی ہے۔ اب اسمیں حکم مقدم اور عطف مؤخر ہے یعنی ہر ایک قسم کے
 احکام علیہ علیہ ہیں جیسا کہ اسم کا حکم علیہ اور فعل کے احکام علیہ علیہ القیاس۔ قولہ امم۔ اسم ایسے
 کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور اسکے معنی میں زمانہ وضعی طور پر پایا جائے اب اسماء افعال وغیرہ
 تعریف میں داخل ہو گیا کیونکہ اسمیں وضعاً زمانہ نہیں ہے جیسا کہ رجل امم جامد کی مثال ہے مصنف امم صفت کا
 مثال نہ لائے کیونکہ اسم جامد اصل ہے اب جب اصل کو ذکر کیا فرع کی کوئی ضرورت نہیں یا تو امم صفت کا بیان
 سامنے آئیو لائے یا تو بطور مثال ایک کو لے آئے اس کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ سوال۔ مصنف نے اسم
 کی تعریف کیوں نہیں کیا۔ جواب اول مشہور ہونے کی بنا پر۔ جواب دوم۔ علم صرف میں اس کا بیان و تعریف مذکور
 مثل پنج بگج و مصدر فیوض میں مذکور ہونے کی وجہ سے ذکر نہ کیا۔

سوال۔ اسم کی اصل کیا تھی۔ جواب روشن باد کہ اسم کی اصل میں بصریان اور کوفیان کے درمیان اختلاف
 ہے اور بصریان کے نزدیک اسم اصل میں سموتھا بکسر سین و کون الیم تھا معنی لوی بلند ہونا اور اسم کو اسم اسلئے
 کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دونوں قسموں یعنی فعل اور حرف پر بلند ہے کیونکہ وہ مسند اور مسندالیہ دونوں ہو
 سکتا ہے جیسا کہ سابقہ میں آنے والا ہے اسلئے صاحب ہدایۃ النحو فرماتے ہیں یسئ اسم السموہ علی قسیمہ ای مسلوہ
 علی قسیمہ یعنی اسم اصل میں سموتھا اب آخری کلمہ میں واو پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے کو گرا دیا۔ ابتداء
 بالسکون کی وجہ سے شروع میں ہمزہ کو لایا اب سین کے کسرہ کو ہمزہ کی طرف نقل کیا اور یم کو ضمہ دیا کیوں کہ
 اہل عرب کے نزدیک اسم کے آخر میں اعراب ہونا ضروری ہے اسی لئے یم کو تین دیا اسم ہوا دلیل یہ ہے کہ اسکی

جمع اسماء اسامی اور تصنیف ستمی آتی ہے اسم کو اصل کی طرف لوٹا دیتا ہے اور کوئیوں کے نزدیک اسم اصل میں وہم بگم
 واو و سکون بین یعنی علامتہ اور داغ ہے اب احد اور اناة کے قاعدہ سے واو کو الف کے ساتھ بدل ڈالا اسم
 ہو گیا اور اس کی جمع کو فیان کے نزدیک او سام اور تصنیف و ستم ہے اب مذہب کو فیان مغلوب ہوا کیونکہ
 اب اسم اگر وہم سے مشتق ہوتا تو بمعنی داغ اور علامت ہوتا پس فعل کو بھی اسم کہنا لازم آتا کیونکہ فعل بھی اپنے معنی
 کے لئے علامت اور داغ ہے حالانکہ فعل کو کوئی اسم نہیں کہتا۔ قولنا فعل الخ۔ فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مستقل
 پر دلالت کرے اور اسکے معنی میں تین زمانہ سے کوئی ایک زمانہ پایا جاوے جیسے ضرب اس نے مالہ ایضرب وانرب
 وغیرہ اور فعل کی مثال ضرب کیوں لائے اسکی علت مثل علت اسم رجل کے ہے۔ فلان فاسق بینہما بذات اللہ
 و جرتیبہ اور فعل کا معنی لغوی کہہ لیا کسی کام کا فعل کو فعل اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقت میں مصدر ہے اور مصدر
 حقیقت میں فاعل کا فعل ہے جیسا کہ ضرب میں ضرب فعل ہے اب مصدر جب کہ حقیقت میں فاعل کا فعل ہے اب
 وہ فعل لغوی ہے اب فعل لغوی کے نام سے فعل اصطلاحی کو بھی فعل کہتے ہیں تاکہ معنی لغوی اور اصطلاحی کے درمیان امتیاز
 ہو یا تو فعل اصطلاحی متضمن یکسر میم اسم فاعل کیونکہ وہ معنی حدیثی اور اقتران بالزمان اور نسبت الی فاعل ما کو ضمن میں
 لینے والا ہے اور مصدر متضمن بفتح الیم اسم مفعول کیونکہ اس کو ضمن میں لیا ہوا ہے اب متضمن بالفتح کے نام سے متضمن باکسر
 کا نام رکھ دیا اسلئے علامہ صاحب الہامیہ فرماتے ہیں کہ یسعی بالفعل لمتضمنہ فعلاً لغویاً کیونکہ تسمیۃ فعل الاصطلاحی باسم
 الفعل اللغوی اور تسمیۃ المتضمن باسم المتضمن۔ قولنا حرف الخ اور حرف اس کلمہ کو کہتے ہیں جو غیر مستقل معنی پر
 دلالت کرے یعنی بغیر ملائے ہوئے دوسرے کلمہ کو اس کے معنی سمجھ میں نہ آوے جیسا کہ من ابتدائینہ بمعنی شروع اب
 یہ اپنا معنی سمجھانے کیلئے دوسرے اسم کی طرف محتاج ہے جیسا کہ سرت من البصیرۃ الی الکوفتہ یا تو فعل
 کی طرف محتاج ہو جیسا کہ قد ضرب اور حرف کو حرف اسلئے کہا جاتا ہے کہ حرف کے معنی لغوی طرف کے ہیں یعنی
 وہ کلام کا کوئی جز نہیں ہو سکتا ہے نہ مسند اور نہ مسند الیہ بلکہ وہ کلام کے ایک طرف میں رہ جاتا ہے
 اسلئے حرف کہتے ہیں۔ سوال اسم کو کیوں مقدم کیا فعل و حرف پر۔ جواب اول۔ اسم مسند اور مسند الیہ ہو سکتا
 ہے بخلاف فعل کے وہ صرف مسند ہو سکتا ہے نہ کہ مسند الیہ اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اب حرف
 اسم سے کلام حاصل ہوتا ہے اسلئے اس کو مقدم کیا۔ جواب دوم۔ اسم مشتق منہ ہے اور فعل مشتق سے مشتق نہ اصل
 ہے مشتق سے لہذا اصل کو فرع پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جواب سوم۔ اسکی علت و جرتیبہ میں مذکور ہوئی۔
 جواب چہارم۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان سے اسم مقدم الکلام ہے اسی طرح پر مقدم رکھ دیا تاکہ کمال بقیۃ
 و باعث برکت ہو۔ اور فعل کو حرف پر مقدم کرنے کی علت یہ ہے کہ فعل مسند ہوتا ہے لہذا وہ حرف سے مشتق
 مقدم ہے یا تو مطابقت مذکورہ کے لئے یا یہ سمجھانے کیلئے کہ حرف بھی طرف ہے سو خر کیا۔ سوال۔ ضرب فعل کی مثال
 دینا کس طرف صحیح ہوگا کیونکہ فعل تو مفرد ہے اور ضرب یہ تو مرکب ہے۔ جواب اول۔ ضرب مرکب نہیں بلکہ

مفرد ہے کیونکہ وہ ہیتہ فعل ہے نسبت الی فاعل تا اور زمانہ سے قطع نظر ہے۔

جواب دوم۔ ضرب کا دو حال ہے اول اس کا فاعل اسم ظاہر نہ ہو تو اس وقت مرکب ہوگا دوسرا یہ کہ مفرد اگر اس کا فاعل اسم ظاہر ہو جیسا کہ ضرب زید تو اس وقت مفرد ہو اب مصنف نے جو مثال دی یہ فاعل اسم ظاہر ہونے کی مثال ہے اس سے فاعل کو حذف کر کے صرف فعل کو لایا ہے اب بغیر فاعل تو وہ مفرد ہوگا۔ ورنہ مصنف کی مثال غلط و یقین ہوگی قولنا اما تفصیل ہے اب مفرد اور مرکب کو اجمالاً ذکر کر کے اس کے بعد تفصیل کو مشہدع کیا تو لہٰذا مرکب لفظی باشد ان دونوں کی تحقیق اوپر مذکور ہوئی اور مرکب کا معنی لٹوی ملایا ہوا یعنی وہ چیز جس کے ذریعہ انسان بات چیت کرتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کو کلام کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس لفظ کو کہتے ہیں جو دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مل کر بنا ہو اور دونوں کلمہ مستقل ہو حقیقتاً ہو یا حکماً ہو یا صراحتاً ہو یا تا دیر لفظاً ہو یا تقدیراً اب ان قیودات سے بہت سے سوال کا جواب ہو گیا اور تعریف مرکب خالص اور بے شمار ہو گئی۔ سوال۔ اضراب کو کلام کہنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ ایک کلمہ ہے۔ جواب اضراب کلام ہے کیونکہ اس میں دو کلمہ ہے اول اضراب فعل اور دوسرا انت فاعل اب دو

کلمہ ہو گیا اور دو کلمہ ہونا عام۔ خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً ہو۔ سوال دیز مقلوب زید اور دیز مہل یہ کلام نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ لفظ دیز و جس سے یہ دونوں کلمہ نہیں کیوں کہ دونوں لفظ مہل و بے معنی ہے۔ کلمہ ہونے کیلئے لفظ موضوع ہونا ضروری ہے جواب کلام کے اندر دو کلمہ ہونے میں عموم ہے۔ خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً اب دیز مقلوب زید کو لہٰذا لفظ مقلوب زید اور جس مہل کو لہٰذا لفظ مہل کی تاویل کرتے ہیں اگرچہ دیز و جس لفظ مہل ہے لیکن وہ تاویل اس کلمہ ہے اب دونوں اگرچہ صراحتاً نہ لایا لیکن حکماً کیا ہے جیسے دیز و جس کے معنی ہیں اس لئے یہ

دونوں صحیح ہے اور دوسرا حقیقی ہے۔ سوال۔ نہایت ضرب ابو عمرا کلام نہ ہوگا کیونکہ یہاں دو کلمہ سے زائد ہے مسند ہوا یعنی ضرب زید عمرا مجموعہ خبر و مسند ہے۔ جواب اول دو کلمہ ہونا عام ہے خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً ہو۔

جواب دوم کم میں دو ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں اب مذکورہ مثال مرکب ہوگا اگرچہ دو سے زائد ہو۔
فائدہ۔ مرکب لفظی باشد کہنے سے مفرد و مرکب موضوع اور مہل سب مرکب کی تعریف میں داخل ہو گئے اور دو کلمہ کی قید سے مفردات اور مہلات سب خارج ہو گئے کیونکہ کلمہ سے کلمہ مستقل اور موضوع مراد ہے۔

قولنا کلمہ سے عقلی چھ صورت حاصل ہوتی ہے اول جنس واحد کے اعتبار

سے جیسا کہ دو اسم سے اسم اسم۔ (۲) فعل و فعل سے (۳) حرف و حرف سے دو جنس سے (۴) اسم و حرف سے (۵) اسم و فعل سے اور فعل و حرف سے جیسا کہ ناظم نے فرمایا ہے

اسم و اسم و فعل و فعل و حرف و حرف اسم و فعل و فعل و حرف و اسم و حرف

اب دو صورت سے کلام حاصل ہوتا ہے اول یہ کہ اسم و فعل سے دوم اسم و اسم سے کیونکہ دونوں صورت مذکورہ میں مسند و مسند الیہ ایک ہی ساتھ پایا جاتا ہے بخلاف اس کے غیر میں فعل و حرف میں مسند اور مسند الیہ

نہیں ہے حرف و حرف میں مستند و مستدالیہ دونوں مفقود ہے اور اسم و حرف میں مستدالیہ ہے اسلئے اس فعل و حرف میں مستند ہے اور مستدالیہ نہیں ہے کیونکہ حرف مستند اور مستدالیہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے ۔ پھر مرکب افادہ کے اعتبار سے دو قسم ہے اول مفید اور دوم غیر مفید ۔ سوال مفید کو غیر مفید پر کیوں مقدم کیا ۔ جواب اول ۔ وہ نجات کا مقصود ہے (۳) یا تو اس کے ذریعہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اب جو فائدہ دیتا ہے وہ غیر فائدہ دینے والا پر مقدم ہوتا ہے ۔ (۳) یا تو مفید وجودی ہے اور غیر مفید عدنی ہے پس وجود عدم پر مقدم ہوتا ہے یہ مشہور قاعدہ ہے ۔ قولنا ، مفید یہ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال مصدر افادۃ فائدہ پہنچانا ۔ اصل میں مفقود تھا کرم کے وزن پر میزان کے قاعدہ سے داو یا ہو گیا مفید ہوا اور اصطلاح میں مفید اس مرکب کو کہتے ہیں جس کا قائل جب اپنے قول پر سکت کرے تو سماع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو

اس سے اسکی تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی مخاطب کو فائدہ تاتر حاصل ہو فائدہ اس کو کہتے ہیں جس کو سنتے ہی مخاطب کو نفع حاصل ہو جیسا کہ ضرب زیدؑ اور یہ مرکب مفید ہے جو ہی تکلم اسکا اور اگر تائے مخاطب سمجھ لیتا ہے کہ زید نے عمر کو مارا ۔ اور خبر اسکو کہتے ہیں جس کے قائل کو سچایا جو ٹٹا کہا جائے جیسا کہ مثال مذکور میں زید نے عمر کو مارا یہ فی الواقع مارنے کا بھی احتمال ہے اور نہ مارنے کا بھی دونوں مساوی ہے ۔ انشائیہ اس کو کہتے ہیں جس کے کہنے والا کو سچایا جو ٹٹا کہا جائے جیسا کہ ضرب مار تو اب اس میں مارنے میں کوئی احتمال کذب کے اور مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں اور کلام بھی اب مرکب مفید کے چند نام ہیں ۔ (۱) جملہ (۲) کلام (۳) مرکب اسنادی کیونکہ اس میں اسناد موجود ہے وہ مرکب تام کیونکہ اس کے ذریعہ فائدہ تاتر حاصل ہوتا ہے قولنا کلام کی تحقیق کلمہ میں مذکور ہو چکی ہے اور بعض نے کہا کہ کلام مصدر ہے ورنہ کلمت کلام میں مفعول مطلق واقع ہونا کس طرح صحیح ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ کلام اگرچہ مصدر کے وزن پر ہے لیکن مصدر نہیں لیکن کبھی غیر مصدر مصدر کی جگہ میں مستعمل ہو سکتا ہے اس بنا پر کلام کا مفعول مطلق واقع ہونا صحیح ہوا ورنہ فی الحقیقہ مصدر نہیں بلکہ کلم سے مشتق ہے اور معنی لغوی ہا یتکلم بہ الانسان قليلاً او کثیراً کو کلام کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس کی ذریعہ انسان بات چیت کرتا ہے اس کو کلمہ کہتے ہیں خواہ قلیل ہو یا کثیر اصطلاح میں جو دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ کما قال ابن حاجب الکلام ما تضمن بالاسناد قولہ ، جملہ یہ واحد ہے جمع جمل یعنی تمام اور اصطلاح میں جملہ کی تعریف وہی ہے جو کلام کی ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ تعریف ہے ۔ سوال :- جملہ اور کلام دونوں مرادف ہے یا غیر ۔ جواب ۔ واضح ہو کہ اس کے بارے میں نجات کا اختلاف ہے صاحب مفصل اور صاحب اللباب اور ابن حاجب کا مذہب یہ ہے کہ جملہ اور کلام دونوں مرادف لفظ ہے یعنی جملہ کی تعریف صادق آتی ہے اس پر کلام کی تعریف بھی صادق آتی ہے جیسا کہ صاحب اللباب فرماتے ہیں کہ جو شئی دو کلمہ یا اس سے زائد سے مرکب ہو اس طرح کہ مخاطب کو

فائدہ تاثر حاصل ہو جائے اس کو جملہ اور کلام کہیں گے اسلئے مصنف نے فرمایا کہ آں را جملہ و کلام نیز گویند نیز مگر صاحب تسمیل فرماتے ہیں کہ کلام جملہ سے خاص ہے کیونکہ کلام اس کو کہتے ہیں جو دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو لیکن دونوں کلمہ کے درمیان اسناد مقصود و فائدہ کامل ہو بخلاف جملہ کے فی الواقع ہو اعتباراً یا اوصافاً اور بعض کے نزدیک جملہ خاص ہے اور کلام عام ہے کیونکہ جملہ کے لئے افادہ تاثر شرط ہے بخلاف کلام کے الحاصل بعض کے نزدیک دونوں مرادف اور بعض کے نزدیک کلام خاص اور جملہ عام ہے اور بعض کے نزدیک جملہ خاص اور کلام عام ہے کذا فی اللباب۔ قولہ پس جملہ بردو قسم است خبریہ و انشائیہ الزمینی جملہ دو قسم پر ہے خبریہ وہ جس میں خبر مقصود ہو انشائیہ جس میں طلب مقصود ہو یہ مصنف نے حصر عقلی کہا کہ کلام دو حال سے خالی نہیں یا تو خبر معلوم ہو اگر خبر معلوم ہو تو خبریہ و انشائیہ اسی طرح مرکب تمام خبریہ اور مرکب تمام انشائیہ مرکب اسنادی خبریہ اور مرکب اسنادی انشائیہ۔ سوال خبریہ کو انشائیہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اول۔ جملہ خبریہ وجودی ہے کیونکہ وہ صدق اور کذب کا محتمل ہے اور جملہ انشائیہ عدنی ہے وجودی عدنی پر مقدم ہوتا ہے اسلئے خبریہ کو انشائیہ پر مقدم کیا۔ جواب دوم۔ خبریہ زمانہ ماضی سے تعلق رکھتا ہے بخلاف انشائیہ کے کہ وہ زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ماضی مستقبل پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا کیونکہ انشائیہ کے معنی لغوی نو پیدا کرنا جیسا کہ اضرب ضرب کو پیدا کر اور لا اضرب ضرب کو پیدائمت کر زمانہ مستقبل میں اور ماضی مستقبل پر طبعاً و ضمناً مقدم ہوتا ہے اسلئے مقدم کر دیا۔ جواب سوم جملہ خبریہ کثیر الاستعمال ہے کیونکہ وہ خبر اور صفت اور صلہ وغیرہ ہو سکتا ہے بخلاف انشائیہ کے وہ بلا تاویل صفت اور صلہ اور خبر وغیرہ نہیں واقع ہو سکتا ہے۔ اور کثیر الاستعمال قلیل الاستعمال پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے خبریہ کو انشائیہ پر مقدم کیا۔

فصل :- بیاں کہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تو اں کرد و اں بردو نوع است اول آں کہ جزو اولش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چون نہایت عالم یعنی رید و انا است جزو اولش مسند الیہ است و آں را مبتدا گویند و جزو دوم مسند است و آں را خبر گویند دوم آں کہ جزو اولش فعل باشد و آں را جملہ فعلیہ گویند چون ضرب زید بز زید جزو اولش مسند است و آں را فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ است و آں را فاعل گویند و بدانکہ مسند حکم است و مسند الیہ آنچه بر حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نہ تواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ۔

تشکر ہے :- قولہ بدانکہ جملہ خبریہ الیٰ واضح ہو کہ مصنف ہر ایک کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں اور خبریہ میں یائے نسبتی ہے سنی خبر والا جیسا کہ بانسکھالی سے بانسکھالی یعنی بانسکھالی میں رہنے والا اور خبریہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ کسی واقعہ کی خبر دی جاتی ہے اور اصطلاح میں جملہ خبریہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو نفس جملہ کے اعتبار سے بغیر لحاظ امور خارجیہ کے تپا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ اب بغیر لحاظ امور خارجیہ کے قید سے ان جملوں سے اس تعریف پر اعتراض وارد نہ ہو گا جن کے بولنے والے کو واقعہ میں کسی طرح کاذب نہیں کہہ سکے بلکہ وہ بہر حال صادق یا صادق ہے جیسا کہ قل هو اللہ احد ولا الہ الا اللہ الخ یا خواصہ خمسہ ظاہرہ صحیح رکھنے والا شخص کا قول السماء فوقنا والارض تحتنا یعنی آسمان ہمارے اوپر ہے اور زمین ہمارے نیچے ہے اور عطر خوشبو ہے اور مجھ کو میرے باپ دادا اور بھائی نے کھانا کھانے کیلئے بلایا ہے ان جملوں سے بھی اعتراض وارد نہ ہو گا کیونکہ اوپر مذکورہ چیز صادق ہے فقط کذب کا قائل نہیں ہے یہ نفس جملہ پر نظر کرتے ہوتے نہیں بلکہ امور خارجیہ یعنی باہر کی علامت دیکھنے سے اور سننے سے اور اللہ اور رسول کے اعتبار سے صادق ہے کاذب نہیں ورنہ نفس جملہ خبر ہونے کی حیثیت سے کذب کا قائل ہے ایسا ہی السماء تحتنا والارض فوقنا وغیرہ سب کاذب ہے امور خارجیہ کے اعتبار سے الحاصل دونوں قسم کے جملہ کو جملہ خبریہ کہا جائے گا۔ کیونکہ قسم اول صرف صادق اور قسم دوم صرف کاذب پر دلالت کرتا ہے مشاہدہ کے ذریعہ ورنہ جملہ کی حیثیت سے بغیر لحاظ امور خارجیہ کے دونوں کا قائل ہے۔ سوال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والسماء فوقنا والارض تحتنا۔ یا اسکے برعکس سب جملہ انشائیہ ہو گا کیونکہ کذب کا قائل نہیں کیونکہ وہ تو سہرا یا صادق ہے۔ جواب اول اس کا بیان اوپر الان بیان ہوا۔ جواب دوم۔ صدق و کذب کے درمیان جو واو غافلہ ہے وہ اد کے معنی میں ہے اب جملہ خبریہ کی تین شاخ ہے اول یہ کہ صدق اور کذب کا قائل ہو جیسا کہ ضرب زید عمرو یعنی زید نے عمرو کو متکلم نے جو اس جملہ کو ادا کیا وہ فی الواقع صحیح بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹ بھی ہو سکتا ہے ۱۲ یا تو صرف کذب پر دلالت کرے جیسا کہ السماء تحتنا والارض فوقنا وغیرہ ۱۳ یا تو صرف صدق پر دلالت کرے جیسا کہ لا الہ الا اللہ اب مذکورہ تینوں قسم سے جملہ خبریہ متحقق ہوتا ہے۔ جملہ خبریہ اس کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے یہ جملہ خبریہ کی دوسری تعریف ہے اب دونوں تعریف کے درمیان فرق یہ ہے تعریف اول میں صدق اور کذب متکلم کی صفت ہے اور تعریف دوم میں صدق اور کذب قول کی صفت ہے کما فی سائر کتب النحو والمیزان ۱۴ سوال۔ صدق اور کذب اور باطل میں کیا فرق ہے۔ جواب یہ کہ اگر حکم واقعہ کے مطابق ہو تو اس کو صدق کہتے ہیں اور ثانی یہ کہ اگر واقعہ حکم کا مطابق ہو تو اس کو حق کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ اگر حکم واقعہ کے مطابق نہ ہو تو اس کو کذب کہتے ہیں۔ رابع یہ کہ اگر واقعہ حکم کے مطابق نہ ہو تو اس کو باطل کہتے ہیں ۱۵

کذا فی التلخیص ص ۱۰۶۔

قوله وَاَنْ يَرْدُوْهُ عَاسْتِ الْاَرْضِيْنَ جملہ خبریہ دو قسم ہے اور وجہ حصر یہ ہے کہ جملہ کا جزو اول یا تو اسم ہوگا یا نہیں اگر اسم ہو تو اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں اور اگر جزو اول فعل ہو تو اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔

الحاصل۔ جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونا جزو اول کے اعتبار سے ہے جبکہ اد پر مذکور ہوا اور خبر جملہ کا جزو نہیں بن سکتا ہے اسلئے مصنف اس کو بیان میں نہ لائے۔ فائدہ۔ جملہ اسمیہ کی تحقیق چار صورت سے حاصل ہوتی ہے بتدار اور خبر دونوں اسم ہو لیکن بتدار اسم ذات ہو اور خبر اسم صفت ہو جبکہ زید عالم (۱۲) اس کا برعکس جبکہ عالم زید (۱۳) بتدار اسم ذات اور خبر فعل جبکہ زید قرظ (۱۴) بتدار اسم صفت اور خبر فعل جبکہ الفاضل قرظ۔ سوال جملہ اسمیہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ جواب اسمیہ میں یا نسبتی ہے یعنی اسم والا اسمیہ کو اسلئے اسمیہ کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر دو اسم سے مرکب ہوتا ہے۔ سوال۔ آخری دونوں صورت میں ایک جزو تو فعل ہے اسمیہ کیوں کہا گیا ہے۔ جواب آخری دونوں میں مجازاً تسمیہ الكل باسم الجزا کے اعتبار سے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے چون زید عالم زید جاننے والا ہے۔

توکیب۔ زید بتدار عالم شبہ فعل غیر ہو مرفوع متصل مستر ملام مرفوع فاعل مزج زید شبہ فعل اور فاعل سے مل کر خبر بتدار اپنی خبر سے جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولنا جزو اولش مسند الیہ است الیٰ یعنی جملہ اسمیہ کا جزو اول مسند الیہ ہے اسکو بتدار کہتے ہیں الحاصل بتدار کے چند نام ہیں (۱) مسند الیہ اسلئے کہ اسکی طرف خبر کی اسناد ڈالی جاتی ہے جیسے عالم کی زید کی طرف اسناد کی گئی (۲) بتدار اسلئے کہ وہ شروع کلام میں واقع ہوتا ہے۔ (۳) محکوم علیہ اسلئے کہ اس پر خبر کے حکم کو وار د کیا جاتا ہے (۴) خبر غنیہ اسلئے کہ اس کے متعلق خبر دی جاتی ہے۔ (۵) موضوع اسلئے کہ خبر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ قولنا جزو دوم مسند است وَاَنْ رَاجِعٌ لِّزَيْدٍ دوسرا جزو مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں الحاصل خبر کے چند نام ہیں (۱) خبر کیونکہ اس کے ذریعہ بتدار کی خبر دی جاتی ہے۔ (۲) محکوم بہ کیونکہ اس کے ساتھ حکم دیا جاتا ہے (۳) خبر کیونکہ اس کے ذریعہ خبر دی جاتی ہے (۴) مسند کیونکہ اس کے ذریعہ اسناد کی جاتی ہے (۵) محمول کیونکہ وہ بتدار پر عمل ہوا ہے۔

رَفْوَةٌ اَلْعَلْمِيَّةُ بِطَلَبِ الْبَحْرِ تَرْتِيبًا فِي الْجُمْلَةِ اِلِوَسْمِيَّةٍ

جملہ اسمیہ اس کو کہتے ہیں جس کا جزو اول اسم ہو خواہ حقیقتاً یا حکماً مثال حقیقی جبکہ گذرا اور مثال حکمی کقولہ تعالیٰ وَاَنْ تَصُوْمُوا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ مثال حکمی بان تقدیری کقولہ شاعرٍ سَمِعْتُ بِالْمَعِيْدِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَرَاهُ اِلِوَسْمِيَّةٍ وہ ہے جو اصل میں فعل ہو لیکن حرف مصدریہ اس کے شروع میں لانے سے مصدر و اسم ہو گیا ہو جبکہ مثال ثانی اور ثالث میں ان تقدیری ہے۔

فائدہ ۶ - بتدا بحسب استقرار تین قسم ہے (۱) وہ ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور ترکیب میں سندا لفظ واقع ہو جیسے زید عالم میں زید سندا لفظ ہے (۲) قسم دوم یہ کہ بتدار ایسا صیغہ صفت ہو جو حرف نفی ماو لادان و حرف استفہام ہمزہ و ہل کے بعد واقع ہو کہ اسم ظاہر یا مضمر بار زکو رفع کرے جیسے اقائد ضہید و ما قائد ضہید و هل قائد ضہید و ان قائد ضہید۔ لہذا قائد ضہید۔ یہاں قائم بتدا و حرف نفی اور استفہام کے بعد واقع ہوا زید اسم ظاہر کو رفع دیا۔ قسم سوم بتدا اسم فعل ہو جیسا کہ شتان عمرو میں شتان بتدا عمرو خبر۔ فائدہ - خبر دو قسم ہے (۱) مفرد ہونا (۲) مرکب ہونا لیکہ مفرد ہونا اصل ہے کیونکہ وہ کثیر الاستعمال ہے پھر خبر مفرد بھی دو قسم ہے اول یہ کہ ضمیر راجع سے خالی ہو لیکن ضمیر کو متضمن ہو جیسا کہ زید غلامک میں کاف ضمیر راجع نہیں بلکہ بتو کے قائم مقام ہے دوسرا یہ ہے کہ ضمیر راجع کا ہو جیسا کہ مثل زید عالم میں عالم میں ضمیر ہو راجع ہے زید کی طرف۔ قسم دوم جملہ خبریہ ہونے کا نشانیہ علت آنے والی ہے مگر خبر جملہ ہونے میں بتدا کی طرف ایک عامہ کی ضرورت ہے تاکہ بتدا کے ساتھ مناسبت ہو کیونکہ جملہ مستقبل ہونے کی حیثیت سے کسی کے ساتھ تعلق نہیں جیسا کہ زید ابوہ قائم و قام ابوہ مثال اول خبر جملہ اسمیہ ہے اور اس میں ابوہ کی ضمیر علت ہے زید کی طرف اور مثال ثانی جملہ فعلیہ اس میں ابوہ کی ضمیر علت ہے اور بعض نماۃ خبر مفرد ہونے کی صورت میں بھی ضمیر لانے کو ضروری کہا ہے خواہ مشتق ہو خواہ جامد ہو تو اس کو بتدا و لیل مشتق کرے جیسا کہ زید ابوک جامد کو والدک کے ساتھ تاویل کرتے ہیں اب والد صیغہ صفت ہے۔

فائدہ ۷ - بتدار اور خبر ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اس کے عامل کی تحقیق عامل معنوی میں مذکور ہوگی اشارۃ اللہ تبارک و تعالیٰ (۱) بتدار اکثر اوقات مقدم ہوتا ہے اور خبر مؤخر ہوتی ہے (۲) بتدار معرفہ یا حکم معرفہ مثل نکرہ مخصوصہ کے ہونا نکرہ مخصوصہ اس نکرہ کو کہتے ہیں جس کی صفت لائی جاوے جیسے عبد مومن میں عبد نکرہ مخصوصہ ہے کیونکہ اسکی صفت مومن لائی گئی ہے اور صرف نکرہ بتدا واقع نہیں ہو سکتا ہے اور خبر نکرہ ہوتا ہے مگر کبھی معرفہ بھی ہوتی ہے لیکن اسوقت مؤخر ہونا واجب ہے جیسے اللہ اللہنا خبر نکرہ ہونے کی مثال زید عالم اس مثال میں مؤخر کرودہ بتدا اسم جامد اور غیر جامد دونوں ہو سکتا ہے لیکن خبر مشتق یا حکم مشتق ہونا ضروری ہے جیسے مذکور ہوا ہے۔

فائدہ ۸ - بتدار اور خبر کے درمیان مذکر و مؤنث و وحدہ ثنویہ و جمع میں مطابقت ہونے کیلئے چند شرائط ہیں اول یہ کہ بتدار اور خبر اسم ظاہر ہو جیسے زید عالم اور دوسرا یہ کہ بتدار کی خبر اسم مشتق ہو کماثر مثلاً تیسرے خبر ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے جیسے الرجل جریح المرأة جریح مرد اور عورت زنی ہیں۔ چوتھا خبر خالص مؤنث کی صفت نہ ہو جیسے عالم یہ خالص مؤنث کی صفت نہیں ہے بلکہ مذکر و مؤنث دونوں پر صادق آتا ہے بخلاف خالص کے وہ خالص مؤنث کی صفت ہے جیسے امرأة خالص ہے کیونکہ مرد کا خالص ہونا محال ہے۔ پنجم - جب کہ بتدار اسم اشارہ اور ضمیر ہو تو اس وقت صرف مذکر اور مؤنث میں مطابقت کا ہونا ضروری ہے باقی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں ہے جیسے هو اسد ہذا البتجال۔ (۲) بتدار اسم اشارہ و ضمیر ہو تو اس وقت ضمیر کا مرجع اور اسم اشارہ کا اشاریہ تا بعداری کے بدون رعایت جزا اولیٰ ہے۔

فائدہ :- چار جگہ مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے اول یہ کہ مبتدا ایسے سنی کو ضمن میں یوں جو صدمات و شروع کلام کا محتاطی ہو یعنی شہد و کلام کے بغیر وہ مستقل نہ ہوتا ہو اور وہ چھ چیزیں ہیں (۱) حرف نفی (۲) قسم (۳) شرط (۴) لام ابتداء (۵) تجب جیسے من ہوک میں من مبتدا متغییر ہوک خبر یعنی کون ہے تیرا باپ - دوسرا مبتدا اور خبر تھیں ہی خاص ہونے میں برابر ہو جیسے افضل عنک و افضل منی یعنی مجھ سے افضل تجھ سے افضل ہے۔ تیسرا مبتدا اور خبر حرف ہو جیسے اللہ الہنا و محمد نبینا اور نہ التباس لازم آوے گا اور وہ جار نہیں ہوتا۔ مبتدا کی خبر فعل ہو جیسے زید ضرب در نہ جملہ فعلیہ کے ساتھ التباس ہو گا جیسا کہ باب دوم میں مذکور ہوا ہر ایک کی علت کا یہ وغیرہ میں تلاش کر لو۔ چار جگہ میں خبر کو مقدم کرنا واجب ہے اول یہ کہ خبر ایسا ہی کو متضمن ہو جو صدارت کلام کا تعلق ہی جیسا کہ آئن الہوک میں کہا ہے تیرا باپ یہاں آئن خبر مقدم ہے کیونکہ آئن طرف کبھی مبتدا واقع نہیں ہو سکتا ہے (۲) اگر مبتدا نکرہ ہو خبر ظرف یا توجہ مجرور ہو جیسے عندی مال دنی اللہار رجل یہاں مال اور رجل مبتدا واقع ہوا دونوں نکرہ ہے اسلئے خبر کو مقدم اور مبتدا کو مؤخر کرنا واجب ہے تیسرا مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجح ہوتا ہو ورنہ اضداد قبل الذکر لازم آوے گا جیسا کہ علی التمرۃ شلبا زبدا یہاں شلبا میں عا ضمیر التمرۃ کی طرف راجح ہے اسلئے خبر کو مقدم کرنا واجب ہوا۔ چوتھا اگر آئن اپنا اسم و خبر سے مبتدا واقع ہو ورنہ تخفیف سے ثقیل کی طرف اور عام سے خاص کی طرف راجح ہونا لازم آوے گا جیسے عندی انک قائم۔

فائدہ :- چار جگہ میں مبتدا کی جگہ خبر میں فاعلا ناما صحیح ہے کیونکہ مبتدا بمنزرا شرط اور خبر بمنزرا جزاء کے ہوتی ہے اول مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ جملہ فعلیہ ہو جیسا کہ انذی ضربتہ فذہ دیرھف یہاں الذی ضربتہ صلہ مع الموصول مل کر مبتدا فاعلہ دریم خبر اسلئے فاعلا ناما صحیح ہے (۲) مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ ظرف یا جار مجرور ہو جیسے الذی فی الدار فذہ دریم یہاں فی الدار صلہ ہے الذی اسم موصول کا فاعلہ دریم اسکی خبر ہے۔ تیسرا مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جسکی صفت جملہ فعلیہ ہو۔ جیسا کہ کل رجل ضربتہ فذہ کتاب یہاں ضربتہ رجل نکرہ کی صفت واقع ہوا اسلئے فاعلہ دریم خبر میں فاعلا ناما ہے۔ چوتھا مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جسکی صفت ظرف ہو جیسا کہ کل رجل فی الدار فذہ دریم علت مذکورہ فی المطولات۔ فائدہ بحسب استقرار چند جگہ نکرہ محض مبتدا واقع ہو سکتا ہے۔ (۱) اگر مبتدا یا نتیجہ ہو جیسا کہ عا حسن نہایتنا کیونکہ یا نتیجہ نکرہ ہے اسن زبدا خبر ہے (۲) مبتدا کلمات استفہام سے ہو جیسا کہ من الہوک (۳) مبتدا اباشہ طیبہ کے بعد واقع ہوا تا غلام فلیس بقائم (۴) اگر نکرہ کسی سائل کے جواب میں واقع ہو جیسا کہ کسی شخص نے سوال کیا من جارک اسکے جواب میں کہا جاوے رجل جار (۲) اگر مبتدا نکرہ ہو خبر جار مجرور یا ظرف ہو مثال مذکور ہوا۔ اللہم اغفر کتابتہ و موثقہ۔

قول دوم :- آنکہ خبر وادش فعل یا شد لوزن یعنی جملہ خبریہ کی دوسری قسم جس کا جز و اول فعل ہوا اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسا کہ ضرب زید و زید نے مارا، تو کیب بر ضرب فعل زید فاعل فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال۔ اس جملہ کو جملہ فعلیہ کیوں کہتے ہیں جواب جملہ فعلیہ میں ایک جملہ فعل ہوتا ہے اب تسمیۃ الكل باسم
الجز مجاز کے اعتبار سے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ قولنا جز اولش مسند الخ یعنی جملہ فعلیہ کا پہلا جزو مسند ہے کیوں کہ
فاعل کی طرف اسناد کیا جاتا ہے جیسا کہ ضرب کو زید کی طرف اسناد کیا گیا اور اس زید کو فاعل کہتے ہیں
کیونکہ وہ فعل ضرب کو کرنے والا ہے ہر ایک کام کرنے والا کو اس کام کا فاعل کہتے ہیں۔

سوال: مصنف نے دونوں مثال کا ترجمہ فارسی میں کیوں دیا گیا ہے۔ جواب علم نحو کے مبتدی طلباء
عربی کو نہیں سمجھ سکیں گے اسلئے بنظر شفقت فارسی میں ترجمہ کو کر دیا تاکہ مبتدیوں کے لئے آسان ہو جائے

سوال ۱۔ جملہ اسمیہ کو فعلیہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ اسم کو جیسا کہ تقسیم کلمہ میں مقدم کیا اب جملہ اسمیہ
جو اس سے مرکب ہوا اس کو بھی مقدم کیا تاکہ مناسبت ہو جاوے۔ جواب دوم۔ اسم و فعل و حرف میں اکم عمدہ
ہے کیونکہ وہ کلام کا رکن عمدہ ہے فاعل یعنی مسند الیہ اب اسمیہ بھی عمدہ ہو گیا بسبب تعلق ہونے اسم کے اسلئے عمدہ کو
فضلہ پر مقدم کیا۔ جواب سوم جملہ اسمیہ میں زمانہ کا لحاظ نہیں اس وجہ سے وہ دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے
بخلاف فعلیہ کے اس میں زمانہ کا لحاظ ہے اور زمانہ غیر دوام پر دلالت کرتا ہے اب فعلیہ بھی غرضی وغیر دوام پر
دلالت کرتا ہے اور دوام غیر دوام پر ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے اسلئے بھی اسمیہ کو مقدم کیا۔ سوال۔ جملہ اسمیہ
و فعلیہ ہونے کیلئے جزو اول کا اعتبار کیوں کیا۔ جواب۔ اگر جزو اول کا اعتبار نہ کرتے تب مبتدیوں کو دشوار ہو
جائے کہ جملہ اسمیہ ہے یا فعلیہ اب جزو اول کا اعتبار ہونے سے اول ہی سے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ اسمیہ ہے اور یہ
فعلیہ ہے۔ قولنا بدال کہ مسند حکم مست الخ واضح ہو کہ مصنف بدال الخ کہہ کر ایک فائدہ کی طرف اشارہ فرماتے
ہیں وہ یہ ہے کہ کلام کس طرح بن سکتا ہے وہ بیان کر رہے ہیں جیسا کہ اشارہ سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ
مرادہ معلوم نہ ہو۔ قولنا مسند حکم مست اور حکم کے چھ معنی ہیں (۱) محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان نسبت ربلی
کو حکم کہتے ہیں (۲) محکوم بہ (۳) تصدیق (۴) قضیہ یعنی جملہ (۵) اثر مرتب علی شئی یعنی کسی چیز کا اثر کسی شئی پر مرتب
ہونے کو حکم کہتے ہیں (۶) خطاب اللہ جیسا کہ اقیما المشاؤون الخ یہاں معنی ثانی مراد ہے اول و ثالث و رابع
اہل منطق کے نزدیک اور معنی پنجم اہل سخاۃ کے نزدیک اور معنی سادس اہل اصول کے نزدیک۔ قولنا مسند الیہ
آپ نے جو حکم کنند الخ مسند الیہ اس کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی شئی کی اسناد کی جائے اور وہ اسم مسند بھی ہوتا ہے مگر
دونوں ایک ساتھ ایک حالت میں مسند اور مسند الیہ نہیں ہو سکتا ہے اگر مسند الیہ ہو تو مسند نہ ہوگا اور اگر مسند
ہوگا تو مسند الیہ نہیں ہوگا۔ سوال۔ اسم مسند و مسند الیہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جواب اسم معنی مستقل بالذات
پر مطابقتاً دلالت کرتا ہے بخلاف فعل کے وہ صرف مسند ہوتا ہے نہ کہ مسند الیہ کیوں کہ وہ معنی مستقل بالذات
پر تفنناً دلالت کرتا ہے اسلئے مسند و مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اسلئے مصنف نے اشارہ فرمایا فعل مسند باشد
و مسند الیہ نہ تواند بود و حرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ۔

فصل بیاں کہ جملہ انشائیہ آنست کہ قابض را بصدق و کذب صفت نہ تواند کرد و آل بر چند
 قسم است امر چوں اضرب و نہی چوں لا تضرب و استفہام چوں هل تضرب نہید و تمنی چوں لیست نہید
 حاضر و ترحی چوں لعل عمر و اغائب و عقود چوں بعث و اشتویت و نذا چوں یا اللہ و
 عرض چوں الاستغول بنا فتصیب خیرا و قسم چوں واللہ لا ضرین نہید و تعجب چوں ما احسنہ و احسن

تشریح :- جان تو کہ مصنف نے جملہ خبریہ کا بیان پورا کر کے جملہ انشائیہ کے بیان کو شروع فرمایا اور
 انشائیہ میں یا کے نسبتی ہے یعنی انشاء والا اور انشاء کا معنی لغوی نیا پیدا کرنا چوں کہ جملہ انشائیہ تکلم خود نیا معنی پیدا
 کرتا ہے نہ کسی واقفونی الوجود کی خبر دیتا ہے اسلئے انشائیہ کو انشائیہ کہتے ہیں اور اصطلاح میں جملہ انشائیہ اس کو
 کہتے ہیں جو بغیر محال امور خارجہ کے صدق و کذب کا احتمال نہ رکھے صدق اور کذب کے احتمال نہ رکھنے کا مطلب
 ہے کہ صدق اور کذب کے ساتھ جملہ متصف نہ ہو۔ کیونکہ انشائیہ سے مقصود تکلم کا خود اپنی طبیعت سے بات پیدا
 کرنا یہاں کوئی احتمال نہیں مگر بعض شارحین نے لکھا ہے کہ جملہ انشائیہ کی چند صورتیں ہیں (۱) طلب پایا جانا جیسے امر
 نہی و تمنی و استفہام و نذا وغیرہ (۲) یا تو صدق اور کذب کا احتمال رکھنے والا نہیں ہوتا جیسا کہ بعث و اشتویت
 وغیرہ پھر وہ انشائیہ ہے جو وضع کے وقت انشاء کے لئے وضع کیا انشائیہ غیر وضعی اس کو کہتے ہیں جسکو واضح نے
 عندالوضع انشاء کے لئے وضع نہ کیا پھر ثانیاً انشائیہ دو قسم ہے (۱) انشائیہ مشہورہ (۲) انشائیہ غیر مشہورہ
 اور مشہورہ جیسے امر و نہی وغیرہ اور غیر مشہورہ جیسا کہ عقود و قسم و تعجب وغیرہ اور اس میں بھی صدق اور کذب
 قول کی صفت ہو سکتا ہے تب تعریف یہ ہوگی جملہ انشائیہ اس قول کو کہتے ہیں جسکو صدق اور کذب کے ساتھ
 متصف نہ کیا جاسکے۔ فتولما امر، اور امر کا معنی لغوی حکم کرنا

مصدر ہے از باب
 نقر ہوزفا اور چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ علم اصول مثل اصول انشائی وغیرہ میں مذکور ہے اور
 اصطلاح میں امر اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کوئی کام تلاش کیا جاوے جیسا کہ اضرب (مار تو)
 تو کیب :- اضرب فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
 قول ما نہیں معنی لغوی روکنا کسی کام سے اور اصطلاح نماۃ میں طلب ترک فعل کو نہی کہتے ہیں جیسا کہ لا تضرب
 میں حکم نے مخاطب سے عدم ضرب کو تلاش کیا اور دوسری تعریف میں وجود فعل کو طلب کرنا جیسا کہ
 لا تضرب (مت مار تو)

تذکیب :- لا تضرب فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ
 سوال :- و ما بھی تو انشائیہ میں شامل ہے لیکن مصنف نے اس کو کیوں ذکر نہ کیا۔ جواب دعا و دعاوہ سے

خالی نہیں یا تو امر ہوگا یا نہ ہو، اب دونوں قسم دعائیں داخل ہے اسلئے اس کو مستقلاً ذکر نہ کیا دعا امر کی مثال
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي فَاغْفِرْ لِي
 تَوَاخَذُ فِيهَا هَيْلًا دَلِي مَت پکڑ تو بھکوس بلاک ہوں میں،

نکتہ :- یہاں امر اور نہی سے مراد امر و نہی نحو یان مراد ہے نہ کہ غیر۔ سوال۔ نفی تو بھی انشائیہ میں داخل
 ہے کیونکہ جواب کا مقصدی ہے خواہ نفی مزع ہو یا ضمنی جواب نہی میں نفی بھی داخل ہے نفس انتقام میں اسلئے مستقلاً
 ذکر نہ کیا جیتا کہ مائتائنا فتح تارینی نہیں آیا تو ہمارے پاس میں بات چیت کرے تو ہم سے۔

سوال تخفیف بھی انشائیہ میں داخل ہے مصنف اس کو بیان میں کیوں نہیں لائے۔ جواب تخفیف نفی میں داخل
 ہے کیونکہ تخفیف نفی سے پیدا ہوتی ہے جیتا کہ لَوْلَا انْزَلَ عَلَيْكَ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا۔ کیوں نہیں
 اتلا گیا اسپر فرشتہ پس اس کے ساتھ نذیر ہوئے۔ قولنا استغفام مصدر از باب استفعال مادہ فہم جی سمجھنا۔
 اب باب استفعال کا ایک خاصہ جو کہ طلب ہے اس اعتبار سے یہ معنی ہوگا جو چیز متکلم نے نہیں جانتا ہے مخاطب سے
 معلوم کر لینے کو استغفام کہتے ہیں پھر استغفام چند قسم پر ہے (۱) استغفام انکاری جس سے انکار مقصود ہوئے (۲)
 استغفام استغباری اس کو کہتے ہیں جو متکلم جان کر پھر سوال کرے۔ جیتا کہ قرآن مجید میں جتنے استغفام میں سب
 استغفام استغباری ہے جیتا کہ اللَّهُ تَجَدَّدَ لَهُ عَيْنٌ نَوْدُودٌ استغفام اقراری جس سے اقرار مقصود
 ہے جیسے بل تجدی درہما کیا پایا مجھ سے درہم تھی پایا جیتا کہ ہل ضرب زید کیا زید نے مارا، یہاں
 متکلم کو زید کے ضرب کا علم نہیں اسلئے مخاطب عالم سے معلوم کرنے کے قصد سے سوال کیا جائے۔

تو کیب :- ہل حرف استغفام ضرب فعل زید فاعل فعل و فاعل ملکہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال یہ جملہ فعلیہ کس طرح ہوا حالانکہ جملہ اول اسم ہی اور فعل ہی نہیں بلکہ حرف ہے جیتا کہ ہل۔ جواب
 جزو سے مقصود مسند و مسند الیہ ہوتا اب سابق سے معلوم ہوا کہ حرف مسند اور مسند الیہ کوئی نہیں ہوتا ہے
 اب ہل جزو جملہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ہل معنی استغفام کے مادہ دینے کے لئے لایا گیا ہے ویسا ہی لیت و لعل
 وغیرہ سب تہنی اور تہنی کے لئے آیا وہ جزو جملہ نہیں ہو سکتا۔ قولنا تہنی یہ باب تفعیل کا مصدر سے متی مادہ یعنی
 آرزو کرنا اب تہنی نون کو یا کی نسبت سے کسرہ سے بدل گیا تہنی ہوا۔

یعنی آرزو کرنا اور اصطلاح میں تہنی اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ متکلم اپنی کسی چیز کا آرزو بیان کر کے جیتا کہ
 لیت زیداً حاضر د کاش کہ زید حاضر ہوتا، یہاں متکلم نے حضور زید کی تمنا اور آرزو کیا۔

تو کیب :- لیت حرف مشبہ بالفعل یعنی علی القبح زیداً اسم لیت حاضر خبر لیت اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ
 انشائیہ ہوا۔

نکتہ :- لیت و لعل حرف مشبہ بالفعل ہے یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں

ہے اور مبتدا کو اسم لیت وعلیٰ اور خبر کو خبر لیت وعلیٰ کہتے ہیں قولنا ترجمی چون لعل عمر وانا غائب ترجمی مصدر از باب تفعیل مادہ رجاء بالمدح یعنی امید کرنا نہ کہ رجاء بالکسر کیونکہ اس کا معنی کنارہ ہے اور اس کی جمع ارجاء آتی ہے یہاں وہ مقصود نہیں بلکہ بالمدح مقصود ہے اصل میں ترجمی ضمیر جیم کو کسبہ کے ساتھ بدل ڈالا یا کی مناسبت سے ترجمی ہوا اور اصطلاح میں شئی امکان الوجود کی آرزو کرنے کو ترجمی کہتے ہیں۔

فائدہ ۱۰۔ تمنی اور ترجمی کے درمیان دو قسم سے فرق ہے ۱، یہ کہ ممکنات یعنی جن چیز کا وجود ممکن ہو اس کے لئے لیت استعمال کرتے ہیں جیسا کہ شمال میں گذرا اور منتفات یعنی جن چیزوں کا وجود میں آنا محال ہے اسکے لئے بھی لیت مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لیت الشباب یعود رکاش کہ جوانی پھر آئی بخلاف ترجمی کے کہ وہ صرف ممکنات میں مستعمل ہوتا ہے نہ کہ منتفات میں پس لعل الشباب یعود کہنا صحیح نہ ہوگا اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ترجمی شئی پسندیدہ کیلئے مستعمل ہوتی ہے جیسا کہ لعلی کون عالماتی شاید میں عالم ہوتا اور شئی ناپسندیدہ کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لعلی زید اشیر۔ بخلاف تمنی کہ وہ شئی پسندیدہ ہی کیلئے مستعمل ہوتی ہے نہ کہ اس کے غیر میں ترکیب :- لعل عمر وانا غائب :- شاید عمر وانا غائب ہوتا۔ لعل حشر مشبہ بالفعل عمرقا اسم لعل غائب خبر لعل اپنی اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیۃ انشائیۃ قولنا عقود، یہ مصدر ہے فحول کے وزن پر معنی نوبی جوڑ دینا نہ کہ جمع ہے عقد کی جیسا کہ صاحب بدر المیز فارسی نے اس کو جمع قرار دیا ہے اور مصدر ہونا قوی ہے نہ کہ جمع ہونا کیونکہ ترجمی اور تمنی وغیرہ جیسا کہ مصدر ہے یہ بھی مصدر ہوگا تاکہ ماقبل کے ساتھ مطابقت ہو اور اصطلاح میں عقود اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ لوگوں کا آپس میں معاملہ ہوتا جیسا کہ بیع وشرار وغیرہ چون بعت وشرت یعنی بائع نے کہا ان شمار الشریع کرتا ہوں اور مشتری نے کہا ان شمار الشریع کرتا ہوں۔ سوال بعت وشرت جملہ خبریہ ہے کیونکہ متکلم بیع وشرار سے خبر دیتا ہے۔ جواب بعت وشرت جملہ خبریہ وانشائیہ دونوں ہو سکتا ہے اگر متکلم کا مقصود بیع وشرار سے احداث وایجاد مقصود ہو تو بعت وشرت جملہ انشائیہ ہوگا کیونکہ شئی بیع کو لے کر بائع نے بعت کہا اور مشتری نے اشترت کہا اب اس قول میں صدق وکذب کا احتمال نہیں ہے اسلئے انشائیہ ہوگا۔ اگر متکلم کا مقصود بعت وشرت سے گذشتہ زمانہ کے بیع وشرار کی ہے خبر دنیا مقصود ہو تو اس وقت جملہ خبریہ ہوگا کیونکہ اس وقت صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہے۔

جواب دوم۔ یہ بعت وشرت جملہ انشائیہ ہے بصورت خبر بعت فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر موطوب علیہا واو حرف عطف اشترت فعل بفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر انشائیہ ہو کر معطوف۔

قولنا تذاہیہ یہ مصدر ہے از باب مفاعلة نادى نادى و منادى بصیغۃ اسم فاعل کہا جاتا ہے اور جس کو پکارا جاتا ہے اس کو منادى کہتے ہیں اور جن حروف کے ذریعہ آواز دی جاتی ہے اس کو حرف ندا کہتے ہیں جیسا کہ یا اللہ (ای اللہ)

تَرْكِيْبُ :- يا حرف نداء قائم مقام ادعوا فعل کے ادعوا فعل ضمیر نامرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل لفظ اللہ
 منادی مفرد مبنی علی الضم محلاً منصوب منادی مفعول بہ فعل وقابل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ۔

سوال اگر لفظ اللہ مفعول بہ ہو تو رفع کیوں دیا ۔ جواب تیبہ محل قریب کے اعتبار سے منادی مفرد معرفہ ہے
 اور بنا علیہ مرفوع ہوا مگر محل بعید کی اعتبار سے مفعول بہ ہے کیونکہ ادعوا کا مفعول بہ سے محل قریب اولیٰ ہے
 بعید سے حرف نداء کی بحث میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ قولنا عرض کا معنی لغوی لایح دلانا اور پیش کرنا
 اور اصطلاح میں عرض اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ مخاطب کو نرمی سے کسی چیز کی طرف رغبت دی جاتی ہے
 کذاتی زینتی زاوہ ۔ جیسا کہ الّا تنزل بنا فتصیب خیرا دیکھیں نہیں اترا تو ہمارے پاس پس بھلائی کو پہنچے تو
 غور کرنا چاہیے کہ مثال مذکور میں جملہ اول جملہ انشائیہ یعنی الّا تنزل بنا اور جملہ ثانی یعنی فتصیب خیرا جملہ
 خبریہ ہے ۔ قاعدہ مسئلہ ہے کہ جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر نہیں ہوتا مگر بعد التاویل عطف ہو سکتا ہے
 بنا علیہ اس جملہ مذکورہ کی دو طرح تاویل کی جاسکتی ہے تاویل اول عطف المفرد علی المفرد ۔ تاویل دوم عطف
 جملہ علی الجملہ ۔ عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی الّا یكون منک نزول فاصابة
 خیر مبنی ۔ اور عطف الجملہ علی الجملہ کی صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی الّا یكون منک نزول فیکون اصابة
 خیر مبنی ۔

تَرْكِيْبُ :- عطف المفرد علی المفرد الّا یكون منک نزول فاصابة خیر مبنی ۔ ہمزہ حرف استفہام
 لانا فیہ یكون فعل ناقص منک جار مجرور مل کر معطوف علیہ مبنی جار مجرور مل کر معطوف ۔ معطوف علیہ اور معطوف
 مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ثابتاً شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل
 وقابل اور متعلق مل کر خبر مقدم نزول معطوف علیہ فاعل عطف اصابتہ شبہ فعل مضاف خیر مفعول
 بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ سے ملکر معطوف معطوف اور معطوف علیہ مل کر اسم
 مؤخر خبر مقدم اور اسم مؤخر مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا ۔

تَرْكِيْبُ :- عطف الجملہ علی الجملہ ۔ الّا یكون منک نزول فیکون اصابتہ خیر مبنی کا ہمزہ حرف استفہام لانا فیہ یكون
 فعل ناقص منک جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ساتھ ثابتاً شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً
 مرفوع فاعل شبہ فعل وقابل اور متعلق سے مل کر خبر ناقص مقدم نزول اسم مؤخر خبر مقدم اور اسم مؤخر
 مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہا فاعل عطف یكون فعل ناقص اصابتہ شبہ فعل مضاف خیر مفعول مضاف الیہ شبہ
 فعل مضاف اور مفعول مضاف الیہ ملکر اسم ناقص مبنی جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ثابتاً شبہ فعل
 ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل اور قابل اور متعلق مل کر خبر مقدم اور اسم ناقص اور خبر
 سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف ہوا ۔

نکتہ: بعض نے الایکون کو حرف عرض کہا لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ حروف عالم اور غیر عالم میں کوئی عرض نہیں۔ کمالا یحقی۔ سوال حرف تو استفہام میں داخل ہے اب اسکو مصنف نے علیحدہ رہنے پر کیوں بیان کیا۔ جواب: عرض اگرچہ استفہام سے پیدا ہوئی لیکن اب معنی استفہام باقی نہیں اسلئے مستغلا ذکر فرمایا۔ کذا فی حاشیہ بعد الغفور و حاشیہ متفرقہ وغیرہ۔ قولنا قسم بفتح قاف معنی لغوی کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم و پختہ ارادہ کرنا اور اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کرنے یا نہ کرنے پر اللہ جل شانہ کے نام کے ساتھ عزم کیا جاتا ہے اور قسم کو توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔ کما فی علم الفقہ اور جن حروف کے ذریعہ قسم کھائی جاتی ہے اس کو حرف قسم کہتے ہیں جیسے با و تا و واو وغیرہ اور حرف قسم جس پر داخل ہو اس کو مقسم کہتے ہیں لفظاً ہو یا تقدیراً اور جس چیز پر قسم کھا جاتی ہے اس کو مقسم علیہا کہتے ہیں جیسے واللہ لا امرین زیداً خدا کی قسم البتہ مار زنگا میں زید کو یہاں واو حرف قسم اور لفظ اللہ مقسم ہے اور زید کو مار نام مقسم علیہا ہے۔

ترکیب :- واو قسمید حرف جمل لفظ اللہ مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہوا اقم و فعل محذوف کے اقم فعل ضمیرانا مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل اور قابل اور متعلق مل کر جمل فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم۔ لام تاکید یہ لفظ مقسم امرین فعلی ضمیرانا مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل زید مفعول بہ فعل وقابل اور مفعول بہ مل کر جمل فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم۔ نکتہ: قسم جمل انشائیہ ہے نہ کہ جواب قسم جیسے ترکیب میں مذکور ہوا اور جن حضرات نے قسم و جواب قسم دونوں کو انشائیہ قرار دیا ہے اور دونوں کو ملا کر جمل قسمیہ قرار دیا ہے۔ ان لوگوں نے کس وجہ سے یہ بات کہی مجھے معلوم نہیں کیونکہ جمل قسمیہ اصلی جملہ بھی نہیں صفتی جملہ سے بھی نہیں کما فی الجملہ۔

سوال :- جواب قسم میں لام تاکید کیوں لاتے ہیں۔ جواب قسم سے مقصود تاکید ہے اور لام تاکید کو قسم کی تاکید کیلئے لاتے ہیں تاکہ تاکید علی تاکید ہو۔ سوال :- تاکید کے لئے حرف لام کیوں لایا جاتا ہے قد وغیرہ کیوں نہیں لاتے۔ جواب :- حروف تاکید قسم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر جواب قسم جملہ اسمیہ مثبت ہو تب ان یا لام ابتداً اگر اسمیہ منفیہ ہو تب ما و لا و ان تا قید لاتے ہیں اگر جواب قسم جملہ فعلیہ مثبت خواہ ماضویہ ہو یا مضارع غیر تب لام وقد دونوں یا صرف لام کو تاکید کے لئے لاتے ہیں جیسا کہ مثال مذکور میں لاضرین فعل مضارع مثبت ہے اسلئے صرف لام لایا اگر جواب قسم جملہ فعلیہ منفیہ ہو پس اگر ماضی منفی ہو تب نطقاً ما ہوتا ہے اگر مضارع منفی ہو تب ما و لا و ان لاتے ہیں ہر ایک کی مثال شرح مائتہ قابل میں مذکور ہے فاطلب ہناک۔

قولس :- تجت ما حسنة کس چیز نے اچھا کیا اسکو، واحسن بہ روہ زیادہ اچھا ہے، تجت کاسمی لغوی و اصطلاحی ذرا کیب وغیرہ سب باب دوم کے آخر میں ہے۔ فاطلب ہناک ولا تغفل عنه،

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا

طلبے حاصل نہ شود و آں برک قسم است۔ اول مرکب اضافی چون غلامزید جزو اول
 راضفان گویند و جزو دوم راضفان ایہ و مضاف ایہ ہمیشہ مجرور باشد۔ دوم
 مرکب بنائی و او آنت کہ دو اسم رایکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چون احد عشر
 تا تسعہ عشر کہ در اصل احد و عشر و تسعہ و عشر بودہ است و او را حذف کردہ ہر دو
 اسم رایکے کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح الاثناعشر کہ جزو اول معرب است۔ سوم
 مرکب منع صرف و او آنت کہ دو اسم رایکے کردہ باشد اسم دوم متضمن حرفے نباشد چون
 بعلبت و حضر موت کہ جزو اول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جزو دوم معرب
 بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چون غلامزید قائم عندی احد عشر
 در ہنا و جاد بعلبت۔

تشریح :۔ قولہ مرکب غیر مفید آنت کہ چون قائل بر آں سکت کند۔ سماع را خبرے یا طلبے حاصل نہ
 شود انہ۔ مخفی مباد کہ مصنف مرکب مفید اور اس کے اقسام و تعریف بیان کر کے مرکب غیر مفید کو بیان کرنا
 شروع کیا اور فرمایا کہ مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے جس کا کہنے والا بات کہہ کر چپ ہو جائے مخاطب کو
 کوئی خبر اور طلب معلوم نہ ہو یعنی مخاطب کو مرکب غیر مفید سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ ہو بلکہ فائدہ کے لئے
 دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہونا پڑے اسلئے مرکب غیر مفید جزو کلمہ ہوتا ہے جیسا کہ ۲ گے سے معلوم ہوگا
 اور اس کو مرکب ناقص اور غیر تام اور غیر اسنادی بھی کہتے ہیں۔ قولہ و آں برک قسم است المراد مصنف
 نے مشہور پر اکتفا کیا ورنہ مرکب غیر مفید کی پانچ قسمیں ہیں و جو حصہ یہ ہے کہ جزو ثانی جزو اول کی قید
 ہوگا یا نہیں اگر قید ہو تو اس کو مرکب تقیدی کہتے ہیں اور وہ دو قسم ہے۔ اضافی۔ توصیفی۔ اگر قید نہ
 ہو تو اس کو مرکب غیر تقیدی کہتے ہیں پھر غیر تقیدی دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو جزو ثانی حرف کو
 متضمن ہوگا یا نہ ہوگا اگر جزو ثانی حرف کو متضمن ہو تو وہ مرکب بنائی و تعدادی ہے اگر جزو ثانی حرف
 کو متضمن نہ ہو پھر وہ بھی دو حال سے خالی نہیں ہے اول یہ کہ جزو ثانی لفظ صوت ہو یا نہیں اگر جزو
 ثانی لفظ صوت نہ ہو تو اس کو مرکب منع صرف اور اگر لفظ صوت ہو تو اس کو مرکب صوتی کہتے ہیں۔

الحاصل نحوایان کے نزدیک مرکب شش قسم ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔
 بود ترکیب بز و نحوایاں شش۔ یادش گیر اگر خائف ز فونی

سوال۔ جزو ثانی جزو اول کے لئے قید کا کیا مطلب ہے۔ جواب جزو ثانی جزو اول کی قید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جزو اول کے معنی مقصود جزو ثانی کا معنی مقصود بدون تمام رہے گا جیسا کہ صفحہ آئندہ غلام زید میں ہمارا مقصود زید کا غلام کہنا ہے اگر صرف غلام کو بدوں زید کے کہے تو مقصود نام تمام رہے گا اور بعض شارحین نے قید ثانی اول کے لئے ہونے کا یہ مطلب بتایا ہے کہ جزو اول میں افراد کثرت اور زیادہ سے اور بدریقہ قید جزو ثانی سے افراد کم ہو جاوے جیسے غلام یہ بہت شخص کا غلام ہو سکتا ہے اور جب کہ جزو ثانی زید کو لایا معلوم ہوا کہ کسی کا غلام نہیں مگر زید کا غلام ہے خصوصاً اگر بعض شارحین نے مرکب تقیدی کی تعریف کی مرکب تقیدی وہ ہے جس میں جزو اول کو ثانی کے لئے قید ہو جیسے مثال مذکور میں غلام زید کے لئے قید ہوا مگر یہ قابل قبول نہیں ہے۔ قول اول مرکب اضافی جو غلام زید یعنی زید کا غلام اور مرکب اضافی اس کو کہتے ہیں جو مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ہوتا ہے جیسا کہ غلام زید۔ زید کا غلام۔ غلام مضاف اور زید مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر ترکیب اضافی۔ پہلے جزو کو مضاف اور ثانی جزو کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اور مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کو دوسرا اسم کی طرف منسوب کیا جائے اور جس کی طرف نسبت کی جائے اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں جیسا کہ مثال مذکور میں غلام مضاف ہے اور زید مضاف الیہ ہے کیونکہ غلام کی نسبت زید کی طرف ہے، سوال۔ غلام کو کس نے پیش دیا۔ جواب غلام زید دونوں معنی علی السکون ہے اور جن لوگوں نے بظاہر عبارت میں رفع پڑھتے ہیں یہ پیشین بتدار کی بنا پر ہے اور جزو محذوف ہے جیسا کہ غلام زید ضرب معنی زید کے غلام نے مارا ہے۔ غلام زید ترکیب اضافی ہو کر محلاً مرفوع ہو کر مبتدا ہے۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۲۱) یا تو غلام زید۔ بتدار محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت، ہذا غلام زید۔ ہذا بتدار غلام زید ترکیب اضافی ہو کر خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور غلام مرفوع پڑھنا یہ اولیٰ ہے کیونکہ نصب فقہ ہے لیکن نصب بھی پڑھا جاسکتا ہے باعتبار مفعول بہ فعل محذوف کا ای معنی غلام زید۔ سوال :- ترکیب اضافی کو کیوں مقدم کیا۔ جواب مرکب اضافی یہ معرب ہے یقیناً اور معرب اصل ہے اسلئے مرکب اضافی کو مقدم کیا پھر مرکب بنالی کو مرکب متع صرف پر مقدم کیا کیونکہ مرکب بنالی میں اختلاف ہے اسلئے بلا اختلاف مع اختلاف پر مقدم کیا قول، مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد یعنی مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے جیسا کہ مثال مذکور میں زید مضاف الیہ اور مجرور ہے۔ سوال۔ مضاف الیہ مجرور کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ خبر مجرور رہ کر مضاف الیہ کو جر کر دیتے ہیں جیسا کہ غلام زید اصل میں غلام زید تھا۔ لام کو حذف کر دیا اور بعض نے مضاف الیہ کا عامل نفس مضاف کو کہا ہے۔

نکتہ :- مضاف الیہ سے خبر جرحذف کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ مضاف اسم ہو اگر فعل ہوتا

صرف جو حذف کرنا ناجائز ہے جیسے مُرْتُ بَرِید۔ سوال ہمیشہ کی قید کیوں لگائی گئی حالانکہ مضاف الیہ مجبور ہوتا ہے۔ جواب۔ ہمیشہ کی قید لگا کر ایک وہم کو زائل کیا ہے جیسا کہ غلام احمد نے جب کہ مضاف الیہ غیر منصرف ہو تو اس وقت مضاف الیہ مجبور نہ ہوگا بلکہ مفتوح ہوگا کیونکہ غیر منصرف میں حالتہ خبرتی میں ہی فتح ہوتا ہے۔ اب لفظ ہمیشہ کو لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مضاف الیہ مجبور حقیقی ہو یا حکمی ہو لفظی ہو یا تقدیری ہو یا محلی ہو سب حکم میں برابر ہے۔ اب غلام احمد میں جر حکمی ہے اس کا فتح بھی کے جر حکم میں داخل ہے پس اگر مضاف الیہ غیر منصرف ہو تو حکمی۔ اگر مضاف الیہ محلی ہو تو اعراب محلی ہوگا۔ اگر لفظ اعراب مضاف الیہ میں ظاہر ہونا منع ہو تو تقدیری ہوگا جیسے غلام موسیٰ وغیرھا۔

فائدہ نَادِرًا۔ مضاف ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) اسم ہونا (۲) سحر ہونا (۳) نکرہ ہونا۔ (۴) الف و لام سے خالی ہونا۔ (۵) تونین سے خالی ہونا۔ (۶) منصرف ہونا۔ ترکیب اضافی میں جزو اول جزو ثانی کے لئے قید ہے جیسے مثال مذکور میں غلام زید کے لئے قید ہو اور ترکیب توصیفی میں جزو ثانی جزو اول کی قید ہے جیسے رجل عالم میں عالم قید ہے رجل کی یہ بات اقرب ہے۔ اور اس کا علت رطلولات ثلاثہ و حات کافیہ میں موجود ہے۔

فائدہ :- اضافت کے ذریعہ توفیق کا فائدہ ہوتا ہے اگر مضاف نکرہ کو سوزہ کی حرف مضاف کیا جائے جیسا کہ غلام زید اور تھمیں کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی شریک دار جو اضافت کے پہلے تھا وہ بعد الاضافت کم ہو جاوے گا جیسے گذر۔ پھر اضافت دو قسم ہے لفظی اور معنوی۔ پھر معنوی تین قسم ہے (۱) لامی (۲) ذمی (۳) ذنی۔ ہر ایک کی تفصیل شرح مائتہ عامل میں ہے۔

دو مرکب توصیفی۔ وہ مرکب ہے جو موصوف اور صفت سے مل کر بنتی ہے جیسا کہ جَاءَ رَجُلٌ عَابِدٌ یعنی آیا عالم شخص اب رجل موصوف اور عالم صفت ہے جَا ر فعل رجل موصوف اور عالم صفت موصوف اور صفت ملکر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ تعلیلہ خبریہ ہوا۔ سوال :- مصنف ترکیب توصیفی کو کیوں ذکر نہ کیا۔ جواب اول شہرت کی بنا پر چھوڑ دیا۔ جواب دوم اسکا بیان تفصیلاً تابع کے درمیان آنے والا ہے اسلئے بیان نہ کیا۔

قول دوم مرکب بنائی وادانت کہ دو اسم رایکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چوں احد عشر تا تسع عشر کہ دراصل احد عشر و تسع و عشر۔ بودہ است الخ یعنی مرکب بنائی وہ مرکب ہے جس میں دو اسم کو ایک کیا جاوے اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو۔ ضمن میں رہنے والا حرف خواہ حرف غطف ہو یا غیر غطف ہو جیسا کہ احد عشر سے تسع عشر تک جو اصل میں احد عشر سے تسع عشر تک تھا واد غطف کو حذف کئے مرکب کرنے کی نیت سے کیونکہ واد غطف جدائی کو چاہتی ہے۔ اور مرکب بنائی ملنے کو چاہتا ہے اب دونوں کے درمیان مناقات تاثر ہے اسلئے مرکب کے قاعدے واد کو حذف کیا اور دونوں اسم کو ایک کیا اب احد عشر ہو گیا لہذا الی تسع عشر الخ اور دو اسم کو ایک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسم کو معنی دہدینے

موسوع کیا ہو اس طرح کہ بعد مرکب اس معنی پر دلالت نہ کرے جو مرکب ہونے کے پہلے تھا جیسا کہ احد یعنی ایک اور
 عشر جیسے دس علیحدہ علیحدہ ہے مگر بعد مرکب احد عشر گیارہ سمجھا جاوے علیحدہ علیحدہ نہ سمجھا جاوے۔
 سوال دوسرے اسم کے کسی حرف کو متضمن ہونے سے کیا مراد ہے۔ جواب اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم یا اسم
 کسی حرف عطف یا غیر عطف کے بعد ہو جیسا کہ مثال مذکور میں عشر واو غلط کے بعد واقع ہو ورنہ لفظ
 عشر کو کس طرح واو کے ضمن میں لیا جائیگا اور یہ سمجھنا غلط ہے کہ واو عشر کا ذریعہ ہے کیوں کہ یہاں متضمن ہونے
 مجازی مراد ہے نہ کہ حقیقی۔ قائل،

قائداً :- أَحَدٌ عَشْرٌ - دَانِئَا عَشْرًا وَثَلَاثَةُ عَشْرًا وَأَرْبَعَةُ عَشْرًا وَخَمْسَةُ عَشْرًا وَسِتَّةُ عَشْرًا
 وَسَبْعَةُ عَشْرًا وَثَمَانِيَةُ عَشْرًا وَتِسْعَةُ عَشْرًا يَدُ أَصْلِ فِي أَحَدٍ وَعَشْرًا وَثَلَاثِينَ وَعَشْرًا وَ
 ثَلَاثَةَ عَشْرًا الخ. - سوال - عادی عشر جو نسبت کے لئے مستعمل ہوتا ہے اس میں توجہ دہانی حرف
 کا متضمن نہیں۔ اب اس کو مرکب تعدادی میں شمار کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ جواب عادی عشر اگرچہ مرکب
 کیلئے ہے لیکن پھر بھی حکماً اس میں جزو ثانی حرف کو متضمن ہے کیونکہ عادی عشر احد عشر سے ماخوذ اور مشتق
 ہے کیونکہ متضمن حرف ہونا عام ہے خواہ حقیقتہً ہو یا حکماً ہو پس اخذ عشر میں متضمن حرف حقیقتہً اور
 عادی عشر میں حکماً ہے۔

قولہ ہر دو جزو دہنی باشد بر فتح - یعنی مرکب بنائی جو گیارہ سے آئیں تک ہے اسکے دونوں جزو دہنی ہیں فتح
 پر اور اسکی مثال مذکور ہوئی۔ سوال - مرکب بنائی جی کیوں ہوتا ہے حالانکہ اسم کا اصل عرب ہوتا ہے۔
 جواب جزو اول کے معنی ہونے کی وجہ سے۔ اول یہ کہ اخذ عشر وثلثہ عشر وغیرہ میں اعراب جاری
 کیا جاوے تو وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا کیونکہ مرکب ہونے کی وجہ سے کلمہ واحد کے حکم میں ہو گیا
 حالانکہ اعراب کا آخری حرف ہے اگر عشر کے آخر میں اعراب جاری کیا جاوے تو حقیقتہً دوسرے کلمہ میں
 اعراب جاری کرنا لازم آئیگا۔ وہ بھی خلاف واقع ہے اب بہر کیف عرب نہ کرنے کی وجہ سے جی ہے۔

وجہ دوم - جزو اول گیارہ ہونے کے لئے عشرہ کی طرف محتاج ہے جیسا کہ حرف دوسرے کلمہ کی طرف
 اپنا معنی سمجھانے کیلئے محتاج ہے۔ اب محتاج میں حرف کے ساتھ مشابہ ہے حرف جیسا کہ جی ہے اس کے ساتھ
 مشابہت رکھنے والا بھی جی ہوگا۔ اور جزو ثانی جی ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ وہ حرف کو متضمن ہوا ب حرف
 جس طرح جی ہے اسکا متضمن بھی جی ہوگا۔ سوال - جی کی اصل تو سکون پر ہونا ہے اب فتح پر جی کیوں کیا گیا۔
 جواب یہ تو اصلی جی نہیں کہ سکون پر جی ہوتا بلکہ مشابہ جی ہے اب مشابہ جی ہونے کی وجہ سے سکون پر
 نہ ہوا اور فتح پر ہونے کی وجہ سے کہ اخذ عشر مرکب ہونے سے پہلے علیحدہ علیحدہ تھا اور وہ خیف تھا
 اب بعد از ترکیب ثقالت پیدا ہو گئی۔ اسلئے جی علی الفتح ہو گیا تاکہ ثقالت دور ہو جاوے نہ کہ جی علی الکسر والضم۔

قولہ الا اثنا عشر کہ جسز و اول معرب ست یعنی گیارہ سے انیس تک سب سب دونوں جزو میں علی الفتح ہے۔
مگر بارہ میں جسز و اول میں نہیں بلکہ معرب ہے اور جزو ثانی میں علی الفتح ہے۔

سوال :- اثنا عشر میں جزو اول معرب کیوں ہوتا ہے۔ جواب اثنا عشر اصل میں اثنا عشر تھا و اول کو
مرکب کرنے کے قصد سے اخذ عشر کی مانند اثنا عشر سے بھی حذف کیا اب اثنا عشر ہوا۔ اب مرکب ثانی
انفصال کو چاہتا ہے اور نون تثنیہ کے ذریعہ کلمہ مکمل ہوتا ہے اور وہ انفصال کو چاہتا ہے اب دونوں کے درمیان
مخالفت ہے اسلئے مرکب کی غرض سے نون تثنیہ کو بھی گرا دیا تاکہ مرکب ہو جاوے اثنا عشر ہوا اب نون تثنیہ
گرنے سے مضاف کے ساتھ مشابہ ہوا کیونکہ نون تثنیہ اور جمع اضافت کے وقت گرا جاتا ہے یہاں اگرچہ
اضافت نہ ہو لیکن بغرض ترکیب نون کو حذف کر دیا اب دونوں کے درمیان مناسبت ہونے کی وجہ سے
مضاف جیسا کہ معرب ہوتا ہے اثنا بھی معرب ہوگا۔

قولہ مرکب منع صرف الخ۔ مرکب منع صرف کا معنی لغوی ایسا مرکب جس کو منصرف پڑھنا منع ہے ہمد صلب
مشہور کے غیر منصرف پڑھنا ضروری ہے یہاں صرف بمعنی منصرف اب منع صرف اکی منع صرف یعنی منصرف پڑھنا
منع ہے۔ اور اصطلاح میں مرکب منع خراس کو کہتے ہیں جس میں دو اسم کو ایک کیا جاوے اور دوسرا اسم کسی حرف
متضمن نہ ہو جیسے بعلبک۔ حضرت موت۔ بعلک اصل میں بل اور بک تھا بل ایک بت کا نام ہے اور بک ایک
بادشاہ کا نام تھا اب کاز بادشاہ نے اپنا بت اور اپنے نام سے ملا کر اس شہر کا نام رکھ دیا اس بادشاہ کے
نام پر جس نے اس شہر کو بسایا تھا۔ ویسالی حضرت موت۔ حضرت بمعنی قاتل ہوا صیغہ واحد غائب ماضی۔ موت
بمعنی مرنا۔ اب دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا۔ یا تو ایک شخص کا نام۔ یا تو ایک قبیلہ کا نام
رکھ دیا۔ اور بعض لغت میں حضرت کی ضار کو ساکن کیا تاکہ اب نام ہونے کے بعد فعل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔
اور بعض لغت میں حضرت کی ضاد کو بعینہ حکایت فتح رکھ دیا۔ مگر بڑے حضور نے حضرت کو اسم قرار دیا نہ کہ فعل۔

نکتہ ۵ :- مصنف دو اسم نہ کہہ کر دو کلمہ کہتا مثل صاحب بد الخ کے اس وقت مثل نعت نصر و رابط شتر بھی
داخل ہوتا۔ قانداہ۔ مرکب منع صرف کی احتمالاً چار صورت ہے وہ یہ ہے کہ بعلبک میں اضافت ہوگی
یا نہ ہوگی اگر اضافت نہ ہو تو دو قسم ہے اول یہ کہ جسز و اول میں علی الفتح۔ اور جزو ثانی معرب غیر منصرف ہوگا
جیسا کہ مصنف نے فرمایا کہ جسز و اول میں باشد بر فتح۔ اور جزو دوم معرب ہے اور یہاں معرب سے مراد
معرب غیر منصرف نہ کہ معرب منصرف۔ دوم یہ کہ دونوں جزو میں علی الفتح ہوگا اخذ عشر کی مانند اگر مضاف ہو تو
بھی دو حال سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ جزو اول مضاف ہو اور جزو ثانی معرب غیر منصرف ہو یعنی جزو ثانی
کسرہ و تہذیب کو قبول نہ کرے بلکہ حالت کسرہ میں بھی فتح ہوگا کیونکہ یہ حکم غیر منصرف ہے۔ دوم یہ کہ جزو اول
معرب منصرف مضاف ہو اور جزو ثانی بھی معرب منصرف مضاف الیہ ہو ہر ایک کی تفصیل مذکور ہونے والی ہے

۱۱) جُز و اول یعنی علی الفتح اور جُز و ثانی معرب غیر منصرف جیسا کہ جاد بعلبک وراثت بعلبک و مورت بعلبک یعنی بعلبک شہر۔ اور دیکھائیں نے بعلبک شہر کو۔ اور گزرا میں بعلبک شہر سے۔ اور یہاں بعلبک آنے سے مراد معنی مجازی ہے نہ کہ معنی حقیقی۔

صورت دوم :- دونوں جزو یعنی علی الفتح ہوگا جیسا کہ جاد بعلبک وراثت بعلبک و مورت بعلبک یہ صورت معنی ہونے کی وجہ سے حالتِ رفعی۔ اور نفسی اور جُز و ثانی میں برابر ہے۔

صورت سوم :- جُز و اول معرب منصرف مضاف اور جُز و دوم معرب غیر منصرف مضاف الیہ ہے جیسے جاد بعلبک۔ وراثت بعلبک۔ و مورت بعلبک۔ اور یہاں جزو ثانی حالتِ جُز و ثانی میں بھی منقوع ہوا کیونکہ غیر منصرف ہے۔

صورت چہارم :- جُز و اول معرب منصرف مضاف اور جزو دوم معرب منصرف مضاف الیہ جیسے۔ جاد بعلبک وراثت بعلبک و مورت بعلبک۔ کذا فی المنہل۔

ت ترکیب صورت اول :- جار فعل بعلبک مرکب منع صرف مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز و محلاً مرفوع فاعل بعلبک مرکب منع صرف ہو کر مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوفہ اول واو حرف عطف مرت فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل با حرف جار بعلبک مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی۔

ت ترکیب صورت دوم :- جاد فعل بعلبک محلاً مرفوع فاعل۔ فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل ت ضمیر فاعل بعلبک محلاً منصوب مفعول بہ۔ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول۔ واو حرف عطف مرت فعل ت ضمیر مذکور طور پر فاعل با حرف جار بعلبک محلاً مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کے ساتھ فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

ت ترکیب صورت سوم :- جار فعل بعلبک ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل بفاعل بعلبک ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول۔ واو حرف عطف مرت فعل ت ضمیر فاعل با حرف جار بعلبک ترکیب اضافی ہو کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوفہ ثانی۔

ت ترکیب چہارم :- جار فعل بعلبک ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل ت ضمیر فاعل بعلبک ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول واو حرف عطف مرت فعل ت ضمیر فاعل با حرف جار بعلبک ترکیب اضافی ہو کر مجرور۔ جار مجرور متعلق ہو امرت فعل کے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

نکتہ ۵ :- صورت اول اولیٰ و اکثر ہے اسلئے مصنف نے اس کو قبول فرمایا ہے اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور باقی صورتیں خلاف اولیٰ ہے اور بعد من الجمان ہے۔

قولہ بدانکہ مرکب غیر مفید الخ الحاصل مرکب غیر مفید خواہ اضافی ہو یا توصیفی یا تعدادی سب ایک جزو کا حکم رکھتا ہے یعنی دونوں مل کر مسند الیہ ہوتا ہے یا مسند جیسے فاعل ہوتا ہے یا متبداً یا خبر یا مفعول یا تو مجرور وغیرہ جیسے مثال اول میں ترکیب اضافی۔ متبداً و مسند الیہ ہوا اور مثال ثانی اور مثال میں مسند الیہ ہوا فاعل کی بنا پر اور مثال ثانی میں مرکب بنا ہے۔ اور مثال ثالث مرکب منع صرف ہے جیسا کہ ہر ایک کی ترکیبیں ظاہر ہیں۔ مثال اول غلام زید قائم۔ زید کا غلام کھڑا ہوتے والا ہے۔

ترکیب ۱ :- غلام زید ترکیب اضافی ہو کر متبداً قائم شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع مستزحماً مرفوع فاعل راجع ہے غلام زید کی طرف شبہ فعل اور فاعل ملکر خبر ہوا متبداً اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف۔

مثال ثانی :- عندی احد عشر درہما میرے پاس گیارہ درہم ہیں۔ ترکیب اول عند مضاف کی متکلم ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر طرف احد عشر مبرز درہما تین تین اور تین تین مل کر محلاً مرفوع فاعل طرف۔ طرف اور فاعل طرف مل کر جملہ ظرفیہ ہو کر معطوف۔

ترکیب دوم :- عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ طرف مکان ہوا ثابت شبہ فعل ضمیر ہو فاعل راجع احد عشر کی طرف شبہ فعل اور فاعل اور مفعول فیہ مل کر خبر مقدم احد عشر مبرز درہما تین تین اور تین تین مل کر محلاً مرفوع مبتداً مؤخر خبر مقدم اور متبداً مؤخر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف۔

نکتہ ۶ :- ثابت کی ضمیر ضمائر قبل الذکر ہوگی۔ کیونکہ احد عشر درہما متبداً تھا لہذا ہونے کی وجہ سے مؤخر ہوا اب اگرچہ لفظاً ضمائر قبل الذکر ہوا مگر مرتبہ آوے گا کیونکہ متبداً کا مرتبہ مقدم ہے۔

ترکیب سوم :- عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ہوا ثابت فعل کا ثابت فعل احد عشر مبرز درہما تین تین اور تین تین مل کر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف۔ الحاصل عندی احد عشر درہما تین قسم کا جملہ ہوگا۔ اول ظرفیہ دوم اسمیہ سوم فعلیہ لیکن ظرفیہ ہوتی ہے اولیٰ ہے۔ مثال سوم و جار بعلبک۔

ترکیب ۲ و اوحش عطف جار فعل بعلبک مرکب منع صرف ہو کر فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف۔

اور مرکب غیر مفید مسند ہونے کی مثال ہذا بعلبک و ہذا احد عشر درہما و ہذا غلام زید۔ ان تینوں مثال میں ترکیب اضافی اور تعدادی اور منع صرف مسند ہوا کیونکہ وہ خبر ہے ہذا محلاً مرفوع متبداً ہے متبداً اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ہے۔ قس البواقی علی ہذا۔

نکتہ ۷ :- مرکب صوتی اسکو کہتے ہیں جس کا جزو دوم لفظ صوت ہو جیسے سچو یہ وغیرہ کہ اصل میں سبب اور وہ تھا اب وہ یہ لفظ صوت ہے اب دونوں کو ملا کر ایک امام نحو کا نام رکھ دیا ویسا ہی مشکوٰیہ کو اسپر فیا س

کر لو۔ چنانچہ چاہیے کہ مرکب صوتی کے ہر دونوں جزو کو معنی ہونے کی علت وہ ہے جو احد شہ میں مذکور ہے اور تالی لفظ صوت ہونے کی وجہ سے معنی ہے کیونکہ اسمائے اصوات معنی ہے اور مصنف اس کو قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں فرمایا ہے۔

فصل ۱۰۔ بڈاں کہ پیش جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظا چون ضرب تریب۔ و سربد قائمہ یا تقدیرا چون اضرب کہ انت در دسترست و ازین بیشتر باشد و بیشتر احد سے نیست۔ بڈانکہ چون کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را با یکدیگر تمیز باید کرد و نظر نمودن کہ معرب ست یا معنی و عامل ست یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات با یک دیگر چگونہ است تا سند و مسند الیہ پیدا کرد و معنی جملہ تحقیق معلوم شود

تشکیک :- مصنف اب مرکبات کا بیان ختم کرنے کے بعد پھر متعلقات مرکب کی چند باتیں افادہ طلب کیلئے بیان فرما رہے ہیں کہ کوئی جملہ اور کلام دو کلمہ سے خالی نہیں ہے بلکہ زائد ہوتا ہے خواہ وہ کلمہ موقوف ہو جیسا کہ ضرب زید یعنی مار زید نے ضرب فعل اور زید فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ موقوف علیہا وزید قائم (زید کھڑا ہونے والا ہے) و او حرف عطف زید مبتدا قائم شبہ فعل ہو مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل شبہ فعل اور فاعل مل کر خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ موقوفہ اور دو مثال لاکر مصنف نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جملہ مصنف کی نزدیک دو قسم پر ہے (۱) اسمیہ (۲) فعلیہ اور ہر ایک کی تعریف اوپر مذکور ہو چکی ہے یا تو ایک کلمہ لفظی ہو اور ایک تقدیری ہو جیسے اضر ب صیغہ واحد حاضر بحث امر حاضر معروف اسمیں انت مستتر اور پوشیدہ ہے اضر ب یعنی مار تو اضر ب فعل انت ضمیر مرفوع متصل محلا مرفوع فاعل فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اب اس مثال میں جملہ کی دوسری تقسیم خبریہ اور انشائیہ کی طرف اشارہ ہوا کیونکہ اضر ب انشائیہ ہے کیونکہ امر کا صیغہ ہے۔

سوال۔ انت تو پوشیدہ نہیں بلکہ وہ ظاہر ہے جیسے انت و اتما و انتم الخ جواب انت و انما و انتم الخ یہ تو ضمیر مرفوع منفصل ہے چونکہ ضمیر منوی و مرفوع متصل کے لئے کوئی لفظ موضوع نہیں پس نحو بیان عظام نے ضمیر مرفوع متصل سے انت اضر ب امر حاضر اور موقوفہ میں استعمال کیا اب انت جو اضر ب میں ہے وہ بقیہ کلمہ میں نہیں آتا ہے اور جو انت تلفظ میں آتا ہے وہ ضمیر مرفوع متصل ہے نہ کہ اضر ب کی انت اب دونوں اگرچہ ہم شکل ہے لیکن دونوں کے درمیان فرق ہے۔

سوال :- مقدر اور محذوف کے درمیان کیا فرق ہے۔

جواب۔ اول مقدمہ میں کسی چیز کو ایسے محل میں اعتبار کرنا جس محل میں اسکے لئے ظاہراً کوئی لفظ نہ ہو جیسے ضرب میں انت کو اعتبار کیا لیکن انت کے لئے کوئی لفظ ظاہراً نہیں ہے اور محذوف اس کو کہتے ہیں جس کے لئے لفظ تھا مگر ثقلیت وغیرہ کی وجہ سے اس کو لفظ سے ساقط کر دیا لیکن معنی محفوظ ہو جیسے یا زید یا کی جگہ میں ادعو تھا لیکن حرف ندا قائم ہونے کی وجہ سے ادعو کو حذف کیا اور یا کو اس کی جگہ میں قائم کیا۔

قولس ازیں بیشتر باشد و بیشتر احدے نیست۔ یعنی دو کلمہ سے زائد بھی ہو سکتا ہے اور اسکی حد نہیں ہے کبھی تین کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر۔ اور کبھی چار کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر و افزنا اور کبھی پانچ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر ضرباً شدیداً اور کبھی چھ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر ضرباً شدیداً دارہ اور کبھی سات کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر ضرباً شدیداً دارہ امام الامیر۔ اور کبھی آٹھ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسا کہ ضرب زید عمر ضرباً شدیداً دارہ امام الامیر تادیباً۔ اور کبھی نو کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر ضرباً شدیداً دارہ امام الامیر تادیباً و سوطاً۔ اور کبھی دس کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر ضرباً شدیداً دارہ امام الامیر تادیباً سوطاً راکباً اسی طرح توابع خم جیسا کہ تاکید و صفت و عطف و بیان وغیرہ و حال و تمیز و مستثنیٰ وغیرہ کو مذکورہ طریقہ پر زیادہ کیا۔

قولس بدان کہ چون کلمات جملہ بسیار باشد الخ اس عبارت سے مصنف کا مقصد یہ کہ شروع نحو کے طالب علم کو ملکہ و کتابت نحو و ادب مطالعہ کرنے کی ایک بڑی رہنمائی کرنا ہے اگر طلبہ و اساتذہ باہم آئندہ قانون کے لحاظ سے کتاب کو ضبط اور حفظ کریں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور علم نحو پر حاوی اور کسی کتاب کے پڑھنے اور پڑھانے میں کچھ الجھن معلوم نہ ہوگی۔ قولس کلمات جملہ الخ یعنی اگر عربی کلمات جملہ بہت ہو تو باہم غور و فکر کرنا چاہیے کہ کون اسم ہے اور فعل ہے اور کون حشر ہے ہر ایک کی علامات سے اسم و فعل و حرف کی پہچان کرے جیسا کہ مصنف علامات اسم و فعل و حشر آئندہ فصل میں بیان کرے گا پھر نظر ڈالنا چاہیے کہ اسم موصوب ہے یا مبنی یا فاعل موصوب ہے یا مبنی۔ پھر سوچنا چاہیے کہ کون عامل ہے اور کون مفعول۔ عامل جیسا کہ افعال عاملہ اور اسمائے عاملہ اور حروف عاملہ۔ اور مفعول جیسا کہ حال اور تمیز اور مستثنیٰ و اسم ان وغیرہ۔ پھر مذکورہ چیزیں معلوم کرنے کیلئے انتہائی درجہ کا فکر کرنا چاہیے کہ جملہ کلمات ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھتے ہیں آیا مستند کے اعتبار سے یا مستند الیہ کے اعتبار سے پس بعد الفکر مستند و مستند الیہ ظاہر ہو جاوے گا اور جملہ کا معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جاوے گا۔ اب اس عبارت سے مصنف نے جملہ کو پہچاننے کے لئے علامات ظاہرہ اور علامات باطنہ سب کو بیان فرمایا۔

یا ایہا الطالب والعلماء اتبعوا هذا النصائح قبولاً حسناً۔

فصل۔ بدان کہ علامتِ اہم آنست کہ الف لام یا حرفِ مجرد اولش باشد چون اَلْحَمْدُ
 وَبَزِيدٍ یا تونین در آخرش باشد چون سَائِدٌ۔ یا سُنْدَالِيہ باشد چون سَائِدٌ تَائِدٌ۔
 یا مَنَافٌ باشد چون عَلَامٌ سَائِدٌ۔ یا مَصْرَبٌ باشد چون قُرَيْشٌ۔ یا مَسْرُوبٌ باشد چون بَعْدُ دِي
 یا شَتِيٌّ باشد چون سَجَلَانٌ یا مَجْمُوعٌ باشد چون بَرَجَانٌ۔ یا موصوفٌ باشد چون جَدْرٌ مَجْلٌ عَابِدٌ
 یا تائے متحرک بدو پیوند و چون حَبَابَةٌ

تشریح ۱۔ واضح ہو کہ مصنف نے کتاب کے شروع میں اہم فعل و حرف کو بیان کر کے اب اس کی علامات
 کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ علاماتِ اہم آنست لہٰذا کیونکہ شئی کی معرفت کے لئے اس کی توفیق کرنا جیسا
 کہ فروری ہے بغیر توفیق کے اس کی معرفت ناممکن ہے اسی طرح شئی کو خارج میں پہچاننے کیلئے اس کی علامت ضروری ہے
 کیونکہ بدون علامت کے شئی کو خارج میں معلوم کرنا ناممکن ہے۔ اسلئے مصنف نے علامت وغیرہ کو بیان کرنا شروع
 کیا تاکہ بخوبی معلوم ہو جاوے۔ مگر مصنف نے علامت کہا اور خاصہ نہ کہا کیونکہ علامت کہہ کر ایک نکتہ کی طرف اشارہ
 فرمایا ہے۔ جو کہ خاصہ میں نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ علامت وہ چیز ہے جو شئی کے وجود پر دلالت کرے جیسا کہ
 فرماتے ہیں۔ العلامة ما دل علی وجود الشئی بخلاف الخاصۃ فان فی الخاصۃ بیس ما خودا ذلک
 یعنی علامت وہ شئی ہے جو وجود شئی پر دلالت کرے بخلاف خاصہ کے اس میں وجود شئی ملحوظ نہیں ہے کیونکہ خاصہ
 اہل نحاۃ کے نزدیک اس شئی کو کہا جاتا ہے جو اس میں پایا جاوے اسکے علاوہ میں نہ پایا جائے کہ وہ خاصہ شئی
 وجود فیہ دلا یوجد فی غیرہ۔ اگرچہ خاصہ اور علامت کے درمیان لزوم و ملازمت ہے لیکن علامت
 بتدریج نحو کے لئے آسان ہوگا اسلئے علامت کہا اور خاصہ نہ کہا کیونکہ خاصہ علامت سے توفیق میں قلیل ہے لیکن
 مصنف علامت لفظ واحد لائے باوجود بہت ہوتے علامت اہم کے جیسا کہ ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علامت
 اہم جنس ہے جو قلیل اور کثیر کو شامل کرتا ہے جیسا کہ رجل اور انسان زید اور عمر اور بکر کو شامل ہے اسلئے مصنف جمع یعنی
 علامات نہ کہا کزانی درایۃ النحو۔ پھر علامت دو قسم پر ہے (۱) علامت لفظی (۲) علامت معنوی۔ اور علامت لفظی اصل
 ہے کیونکہ نحاۃ لفظ کے ساتھ بحث کرتے ہیں نہ کہ معنی کے ساتھ اسلئے مصنف علامت لفظ کی دخول لام و تونین و جر
 کو تمام علامات پر مقدم کیا اور علامت لفظی تین ہے۔ لام اور جر اور تونین اور وجہ۔ خاصہ یہ ہے کہ علامت لفظیت
 اہم کے شروع میں ہو یا آخر میں بشرع میں دخول الف و لام ہوتا ہے اور جو آخر میں ہونے والا ہے
 وہ بھی پھر دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اصلی ہوگا جیسے جر یا تائیں ہوگا جیسا کہ تونین اور علامت لفظیہ اس کو کہتے ہیں
 جسکی تاثیر و نشان لفظ میں موجود اور دیکھ لی جاتی ہو اور علامت معنوی وہ ہے جسکی تاثیر معنی میں موجود ہو جیسے معرفت

ونكره وغيره ہوتا علامت اول الف ولام داخل ہوتا جیسے الحمد والضرب وغیرہ۔

سوال۔ دخول لام یہ تو اسم کا خاصہ ہے فعل میں کیوں پایا جاتا ہے جیسا کہ لیفعلن لتفعل امر غائب و
حاضر۔ جواب۔ دخول لام سے مراد لام تعریفی حسرتی مراد ہے نہ کہ لام امر جو فعل کیلئے مخصوص ہے اور الضارب
والضرب میں جو الف لام یعنی الذی وہ بھی خارج ہوا کیونکہ وہ دونوں صورتوں کا اسم ہے حقیقتاً فعل ہے تبادل الذی
ضرب الذی ضرب۔ سوال۔ لام تعریفی کا دخول اسمائے اشارت و موصولات و اعداد وغیرہ جائز نہیں اب وہ کس طرح
اسم کی علامت ہو سکے گا۔ جواب۔ اول یہ علامت اسم ممکن کی ہے اور وہ اسمائے مذکورہ غیر ممکن ہیں جواب۔ ثانی صحیح
دو قسم پر ہے (۱) خاصہ شاملہ (۲) خاصہ غیر شاملہ۔ اور خاصہ شاملہ جو تمام افراد میں پایا جاوے جیسے کتابت بالقوة
یعنی ہر انسان کی قوت میں لکھنے کی طاقت ہے۔ اور خاصہ غیر شاملہ جو تمام افراد میں نہ پایا جاوے جیسے کتابت بالفعل
یعنی فی الحال بعض انسان لکھتے ہیں۔ اب یہاں خاصہ سے غیر شاملہ مراد ہے۔ سوال۔ حرف تعریف تو میم اور حرف ندا
بھی ہے مصنف ان دونوں کو کیوں نہ لایا جیسے قول بایہ الصلوٰۃ والسلام کیسے من امیرا مصیبا منی امسفا۔
سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ جواب اول۔ وہ میم لام سے بدل ہوا ہے اب دخول لام کہنا گویا دخول میم کہنا ہے
جواب دوم۔ مصنف دخول میم پر مشہور کی وجہ سے ذکر نہ کیا۔ جواب اول از حرف ندا وہ زیادہ اشہر و مشہور یونہی
وجہ سے نہ لایا کیوں کہ قاعدہ مشہور ہے۔ ائستھویرا مستغنی عن الذکر اسی بنا پر نہ لایا۔ جواب دوم۔
دخول الف ولام سے مراد دخول حرف تعریف ہے علم سے وصف مشہور مراد ہے اب تمام حرف تعریف داخل ہو جائیں گے
سوال۔ صاحب کا قید نے دخول لام کہا مصنف نے دخول الف ولام کیوں کہا۔ جواب۔ الف ولام کی تعریف میں نماۃ
کا اختلاف ہے۔

مذہب خلیل۔ الف ولام دونوں حرف تعریف ہے بل کی مانند کیونکہ اسکے نزدیک حرف تعریف دو حرف سے
کم نہیں ہوتی۔ مذہب سیبویہ۔ حرف تعریف صرف لام ہے اور ہمزہ کو رفع ابتداء بالکون کیلئے شروع
میں لایا۔ مذہب مبرد۔ حرف تعریف صرف لام ہے۔ لام کو ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریفی کے درمیان
فرق کرنے کیلئے لاتے۔

مصنف نے مذہب خلیل کو شاید اختیار فرمایا ہے۔ اسلئے الف ولام دونوں کہا لیکن مذہب خلیل جمہور کے خلاف
ہے جمہور کے نزدیک حرف تعریف سے کوئی حرف ہرگز ساقط نہیں ہوتا ہے اگر دونوں کو حرف تعریف کہا جاوے
تو ہمزہ ساقط ہو جاتی ہے وسط کلمہ میں جیسے والرجل میں الف تلفظ میں ساقط ہے اور مذہب مبرد بھی قابل قبول
نہیں کیونکہ ہمزہ تو وسط کلمہ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اور سب اولی مذہب سیبویہ ہے اسکو جمہور نماۃ اور ابن جاب
وغیرہ نے اختیار فرمایا کیونکہ مذہب سیبویہ صاف مستحقرہ اور بے غبار ہے یا تو کہا جاوے کہ مصنف نے بھی مذہب
سیبویہ کو اختیار کیا۔ کیونکہ ذکر الف ولام سے یہ لازم نہیں کہ مصنف نے مذہب خلیل کو اختیار کیا۔ کیوں کہ

مصنف کا مقصود خاتمہ اور علامت ام کو بیان کرنا ہے نہ کہ تحقیق حرف تعریف کرے۔ پس اگرچہ حرف لام صرف تعریف ہے لیکن بدون الف کے لانا ناممکن ہے کیونکہ بدون الف کے ابتداء بالاسکون لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے اسلئے مصنف نے الف ولام کے دونوں حرف تعریف ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ کذا فی الحواشی۔

سوال :- اَلْيَقْضَعُ يَهُ تَوْفَعْلُ ہے اس پر حرف تعریف کس طرح داخل ہوا حالانکہ وہ تو اسم کا خاتمہ ہے جواب :- غور و فکر کے ساتھ سماعت فرمائیے تو انشاء اللہ سمجھ میں آجاوے گا۔ اولاً الف ولام دو قسم پر ہے زائد۔ اور غیر زائد۔ اور زائد وہ ہے جو تیس کلام کیلئے موضوع ہو اور معنی میں کوئی دخل نہ دے اور وہ اسم اور فعل اور حرف سب پر داخل ہوتا ہے جیسے الفرب والزبد اليقضع والبار واللام وغيره۔ اب اليقضع میں الف ولام زائد ہے اور غیر زائدہ دو قسم ہے (۱) امی (۲) اور حسرنی اور اسمی وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو کر الذی ام موصول کے معنی میں ہے۔ بالاتفاق اور صفت مشبہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک الف ولام معنی الذی ہوگا۔ کیونکہ صیغہ صفت ہے اور بعض کے نزدیک الذی کے معنی میں نہ ہوگا۔ کیونکہ صفت مشبہ دوام ثبوت پر دلالت کرتی ہے اب دونوں کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے صفت مشبہ میں الذی کا معنی نہ ہوگا۔ اور الف ولام حرفی چار قسم ہے کیونکہ الف ولام جہر داخل ہو اس سے ماہیت مراد ہے یا افراد۔ اگر ماہیت مراد ہو تو جنسی ہے جیسے الرجل غیر من المرأة۔ الرجل والمرأة میں الف ولام ہے وہ جنسی ہے یعنی جنس رجل جنس مرآة سے بہتر ہے۔ اگر افراد مراد ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تمام افراد مراد ہوگا یا تو بعض افراد مراد ہوگا۔ اگر تمام افراد مراد ہو تو استغراقی ہے جیسے قوله تعالى اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَاْفٍ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور اگر بعض افراد مراد ہو تو بھی دو قسم ہے اول یہ کہ بعض افراد خارج میں متعین ہوگا یا نہیں۔ اگر خارج میں متعین ہوگا تو اس کو الف لام عہد خارجی کہا جاتا ہے جیسے قوله تعالى. بعضی فرعون المرسل۔ اور اگر خارج میں موجود نہ ہو تو اس کو الف لام ذہنی کہتے ہیں جیسے اعفانن یا کلما الذہب۔ اور الف لام جنسی اور استغراقی اور عہد خارجی یہ تینوں تعریف کا فائدہ دیتے ہیں۔ مگر عہد ذہنی نکرہ کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ قول شاعر۔ ولقد امر علی اللہیم یسئلی... فمضیت ثم قلت لا یسئلی۔ یہاں اللہیم میں جو الف لام ہے وہ الف لام عہد ذہنی ہے اسلئے اکی صفت وہ جملہ جو نکرہ ہے ہوگی ورنہ موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت ضروری ہے۔ سوال :- دخول الف ولام اسم کیلئے کیوں خاص کیا۔ جواب الف ولام تعریفی معنی مستقل بالمفہومیت کی تعیین پر دلالت کرتا ہے مطابقت کے طور پر اور یہ اسم میں موجود ہے بخلاف فعل کے وہ معنی تفسیحی کے طور پر دلالت کرتا ہے۔ حرف تو معنی مستقل پر دلالت نہیں کرتا ہے اسلئے اسم کے لئے مخصوص ہوا۔

جواب دوم :- الف ولام تعریفی معرفہ کا فائدہ دیتا ہے اور یہ اسم میں ہے کیونکہ فعل معرفہ نہیں ہوتا ہے

کیوں کہ وہ محکوم بہ دمسند ہے اور مسند کی اصل نکرہ ہوتا ہے کذاتی ہذاتیہ الفو۔ جواب سوم۔ الف دلام رفخ ابہام کے لئے موصوع ہے اور ابہام اسم کے غیر میں موجود نہیں ہے اسلئے بجز اسم کے اسکا وجود نہیں ہوتا ہے۔

دوسری علامت حرف جر کا داخل ہونا جیسے بزید میں با حرف جار ہے اور حرف جر سترہ ہے اس کا بیان باب اول میں آوے گا۔ سوال حرف جر اسم کی علامت کیوں ہوا۔ جواب حرف جر کو واضح نے معنی فعل کو اس اسم کی طرف کھینچنے کیلئے وضع کیا ہے جس پر یہ حرف جار داخل ہو جیسا کہ مرث بزید میں با حرف جر معنی مرث کو زید کی طرف کھینچ کر ملا دیا۔ اسلئے حرف جر کو جر کہا جاتا ہے کیونکہ جر بمعنی کھینچنا اسلئے وہ اسم پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ معنی فعل کو کھینچے۔ سوال۔ حرف جر کو فعل پر داخل کر کے معنی اسمیت کو اس کی طرف کھینچنے کیلئے کیوں وضع کیا۔ جواب۔ اس وقت خلاف وضع لازم آوے گا۔ جواب دوم اصل اعتراض سے حرف جر اثر و عمل کرنے والا ہے اور اسم کا اثر اور عمل قبول کرنے والا ہے اگر حرف جر غیر اسم میں داخل ہو تو بلا اثر لازم آوے گا۔ اور وہ ناممکن ہے اب اضافت معنویہ بھی داخل ہوگی کیوں کہ اسمیں حرف معنوی ہے اور اضافت لفظی بھی داخل ہوگی کیوں کہ اگرچہ اضافت لفظیہ میں حرف جر نہیں لیکن اضافت معنوی اضافت لفظی کا فرع ہے۔ اب ہرگز فرع اصل کے مخالفت نہ کرے اسلئے اضافت لفظیہ بھی داخل ہوگی۔ تیسری علامت تنوین ہونا اور تنوین کا معنی تنوینوں کر دینا تنوین کو تنوین دیا ہوا کرنا۔ اسلئے تنوین کو تنوین کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں تنوین وہ نون ساکنہ ہے جو آخری کلمہ کی حرکت کی تابعداری کرے نہ کہ تاکیدی فعل کذاتی ثمت۔

سوال :- تنوین کو اسم کیلئے کیوں خاص کیا۔ جواب۔ تنوین انفصل پر دلالت کرتی ہے اور فعل و فاعل کے درمیان شدہ اتصال ہے اب تنوین اور فعل کے درمیان منافاة تامہ ہے اسلئے اسم کا خاتمہ ہوا۔ تنوین پانچ قسم پر ہے اول ممکن جیسے زید۔ دوم تنجیر جیسے صد ای اسکت کو تاملاتی وقت تا۔ سوم عوض جیسے یومئذ۔ چہارم مقابلہ جیسے مسلمات پنجم ترنم جیسے اصابت و غائب اصل میں اصابت و غائب تھے۔ اقل اللوم عاذل والعبابین۔ و تسولی ان اصبت لقد اصابت۔ یہاں القاب او اصابت فعل ہے ان دونوں کے آخر میں تنوین ترنم ہے۔ سوال۔ تاملاتی و غیرہ میں جو تنوین حرف علت کے عوض میں آتی ہے وہ اسم کی علامت نہ ہوگی کیوں کہ مذکورہ قسموں سے کوئی قسم تنوین نہیں۔ جواب وہ بھی تنوین عوض میں داخل ہے کیونکہ تنوین عوض مضاف الیہ کے ساتھ مشابہ ہے پس یقیناً معلوم ہو گیا تاملاتی و غیرہ کی تنوین اسم کی علامت ہوگی اور ایک قسم تنوین خالی ہے اور آخری دونوں قسمیں تنوین ترنم و خالی فعل میں بھی پائی جاتی ہے پس تنوین کی اکثر قسم اسم میں پایا جانے کی وجہ سے دلائل کثیر حکم الکل کے بنا پر مطلق تنوین کو اسم کا خاتمہ کہہ دیا۔ اب تنوین ترنم و خالی سے مصنف پر اعتراض نہ ہوگا۔ کہ مصنف نے مطلق تنوین کو اسم کا خاتمہ کیوں کہا حالانکہ تنوین ترنم و خالی فعل میں موجود ہوتی ہیں۔

تنوین پنج قسم شدائے یار میں بگئیر
اول ممکن است و عوض و ثالث تنجیر

دیگر مقابلہ است و ترجمہ برادریم
 ایں پنج یاد گیر کہ شوی شاہ بے نظیر
 ہر ایک تفضیل مع امتداد شروع غیر عامہ کی بحث میں آئے گی انشاء اللہ۔

سوال۔ دخول لام و جر کو توین سے مقدم کیا۔ جواب لام توین یعنی وجر شروع کلمہ میں ہوتا ہے اسلئے توین پر مقدم کیا اور توین آخری کلمہ میں ہوتی ہے اسلئے مؤخر کیا۔ اب مصنف بعد ذکر علامت لفظی علامت معنویہ کو بیان کرنا شروع کیا۔ چہاں مَسْنَدِ اِیْبِہ ہونا جیسے زید قائم میں زید مَسْنَدِ اِیْبِہ ہے مبتدا اور قائم خبر ہے مَسْنَد۔ جہاں اور خبر مل جہاں خبر ہے ہوا۔ سوال۔ مَسْنَدِ اِیْبِہ اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب فعل کو ابدالاً مَسْنَد ہونے کیلئے واضح نے وضع کیا ہے اور اسم کو مَسْنَدِ اِیْبِہ کے لئے وضع کیا اب اگر فعل کو مَسْنَدِ اِیْبِہ کیا جائے تو خلاف وضع لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے جواب دوم۔ مَسْنَدِ اِیْبِہ کے ذریعہ اس شے کی خبر دی جاتی ہے جو ذات پر بنفس مطابقت دلالت کرے۔ اب فعل و حرف میں وہ معدوم ہے اسلئے اسم کا خاصہ ہوا۔ جواب سوم۔ اگر فعل کو مَسْنَدِ اِیْبِہ کیا جائے تو اس کو کس طرف مَسْنَد کرے کیونکہ اسم تو مَسْنَدِ اِیْبِہ ہے تب شے واحد کا مَسْنَد اور مَسْنَدِ اِیْبِہ ہونا لازم آوے گا۔ اور وہ باطل ہے۔ سوال۔ بعض کتاب میں مَسْنَد و مَسْنَدِ اِیْبِہ دونوں کو اسم کا خاصہ کہا ہے۔

جواب۔ حضرت اسحق صاحب مرحوم نے فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے جو زید قائم مثال دیا کیوں کہ اسم جبکہ مَسْنَدِ اِیْبِہ واقع ہو تو مَسْنَد نہ ہو سکے گا اگر مَسْنَد ہو تو مَسْنَدِ اِیْبِہ نہ ہو سکے گا ورنہ جن واحد میں دو شے مناسبات صحیح ہونا لازم آوے گا اور وہ باطل ہے۔ الحاصل اسم کی قوت میں مَسْنَد و مَسْنَدِ اِیْبِہ دونوں ہونا ممکن ہے لیکن جب مَسْنَدِ اِیْبِہ ہوتا ہو تو وقت وہ اسم مَسْنَد نہ ہوگا جیسے زید اور مَسْنَدِ اِیْبِہ ہوگا وہ مَسْنَدِ اِیْبِہ نہ ہوگا جیسے قائم۔ پنجم مضاف ہونا مضاف سے اضافت معنوی مراد ہے جو حرف جر تقدیری کے ساتھ ہوتی ہے ورنہ حرف جر لفظی میں مضاف اسم کیلئے خاص نہیں بلکہ فعل بھی ہوتا ہے جیسے مرتبہ برجل۔ میں مرتبہ کو مضاف کہا جاوے گا اور رجب مضافِ اِیْبِہ جیسا کہ اہل اصطلاح میں مشہور ہے۔ سوال۔ مضاف ہونا اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب اضافت کے ذریعہ تعریف و تخیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ اسم میں پایا جاتا ہے فعل میں نامکن و محال ہے کیونکہ فعل میں تعریف و تخیص نہیں ہوتی ہے۔ مضافِ اِیْبِہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض نحاۃ کے نزدیک مضافِ اِیْبِہ فعل بھی ہوتا ہے جیسے یوم ینفع الصدقین صدقہم۔ میں ینفع فعل مضاف ہے وہ یوم کا مضافِ اِیْبِہ ہے اور ابن عجب اور اکثر نحاۃ کے نزدیک مضاف و مضافِ اِیْبِہ دونوں اسم کا خاصہ ہے اگر کہیں مضافِ اِیْبِہ فعل واقع ہو تو اس کو اسم کے ساتھ تاویل کرنا ضروری ہے جیسے آیت مذکورہ کو یوم تقہم کی تاویل کرتے ہیں۔ سوال۔ مصنف نے الاسناد والاضافہ کیوں نہ کہا مثل ابن حاجب کے۔ جواب اسناد والاضافہ دونوں مصدر ہے اسناد مَسْنَد اور مَسْنَدِ اِیْبِہ کے درمیان نسبت کو کہتے ہیں ویسا ہی اضافت مضاف اور مضافِ اِیْبِہ کے درمیان نسبت کو کہا جاتا ہے اگر الاسناد والاضافہ کہتا تو مَسْنَد و مضافِ اِیْبِہ کو بھی اسم کے خاصہ میں شامل کر لیتا۔ حالانکہ جیسے مصنف کے نزدیک غیر مختار ہے۔ اسلئے الاسناد والاضافہ نہ کہا۔

ششم مصغریہ صیغہ ام مفعول ہے اس کا مصدر تصغیر از باب تفعیل بمعنی تغیر کیا ہوا۔ اور تصغیر کا لغوی معنی تغیر کرنا اور اصطلاح میں کسی اسم کو سنی قلت و کثرت و عظمت کیلئے تغیر کر دینا جیسے رجل سے رجیل ہے اور تصغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ جس اسم کو تصغیر کیا جاوے اگر وہ ثلاثی ہو تو اسکی فعیل کے وزن پر تصغیر کی جاتی ہے جیسے رجل سے رجیل و قریش سے قریش وغیرہ۔ اگر اسم رباعی یا خماسی ہو تو اسکی تصغیر فعیل کے وزن پر آتی ہے جیسے جعفر سے جعفر اور علم سے علمت۔ اگر اسم ایسا ہو جس کا حرف رابع مد اور لیں ہو تو اسکی تصغیر فعیل کے وزن پر آئے گی جیسے قرطاس سے قریطس اور مہزاب سے مضیریب۔

اور عقوق کی تصغیر عقیفر۔ قاعدہ ۸۔ اگر مؤنث سماعی ثلاثی ہو تو اس میں تصغیر کے وقت ایک تار کو زائد کرتے ہیں جیسے ارض سے اریفة اور دائرہ سے دویرة وغیرہ اگر اسم سے کسی حرف کو حذف کرے تو اس کو تصغیر ترخیم کہتے ہیں جیسے عارث سے جویرت الف کو حذف کر دیا لیکن سہیل اور کعبیت جیسے الفاظ تصغیر نہیں اگرچہ صورتاً تصغیر ہے۔ سوال۔ مصغر ہونا اسم کی علامت کیوں ہے۔ جواب۔ اوپر سے معلوم ہوا کہ تصغیر سے مقصود قلت و کثرت و عظمت و حقارت جو تکلم نیت کرے اب یہ مذکورہ معنی اسم کے غیر میں ممکن نہیں اسلئے کہ فعل ماہیت پر دلالت کرتا ہے اور ماہیت میں قلت و کثرت و عظمت و حقارت نہیں اسلئے یہ اسم کا خالق ہوا ہے اور قریش بمعنی پھلی اور قریش عظمت کے لئے مصغر کیا اب قریش کے معنی بڑی پھلی جو تمام پھلیوں کو کھاتی ہے اور اس کو کوئی پھلی نہیں کھا سکتی ہے۔ اب قریش عرب کی ایک قوم کا نام ہے اور نسبت یہ ہے کہ اہل قریش وہ بھی عرب میں تمام قوموں سے زیادہ قوت والے اور غالب ہیں اسلئے اسکو اہل قریش کہا جاتا ہے ہفتم علامت منسوب ہونا جیسے بغدادی یعنی بغداد میں رہنے والے اور منسوب بمعنی نسبت و تعلق کیا ہوا اور اصطلاح میں کسی کلمہ کے آخر کو کسرہ دیکر ایک یا بیشتر کو زیادہ کرنا تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے جیسے بغدادی اصل میں باغداد تھا اور یہ فارسی لفظ ہے الف کو کثیر الاستعمال کی وجہ سے حذف کر دیا بغداد ہوا۔ فارسی میں بغداد کے معنی انصاف کا باغ، آبادی سے پہلے ایک باغ کا نام تھا جہیں نوشیروان عادل برہنہ میں جا کر مفلوحوں کا انصاف کیا کرتا تھا کچھ مدت کے بعد وہ شہر گیا اور شمال مذکور میں باغ ایک شہر کا نام ہے اور داد ایک شہر کا نام ہے اب دونوں کے درمیان یا مشدودہ مابقی کمسور لاکر نسبت کر دی بغدادی ہوا اور وہ تین قسم پر ہے۔ اول اہل عرب اس کو نسبت کے لئے نام رکھ دیا جیسے قبیلہ دلہاں وغیرہ دوم فعال کے وزن پر کرے جیسے تمار و لبان وغیرہ اور سوم جو یا کے نسبت مشدودہ کے ذریعہ کیا جاتا ہے جیسے بغدادی جیسا کہ تحقیق الان گذر۔ ہشتم ثنی ہونا یعنی تشبیہ ہونا اسم کی علامت ہے جیسے رجلان ثنی یہ صیغہ ام مفعول مصدر تثنیہ از باب تفعیل بمعنی دو کرنا ثنی دو کیا ہوا۔ نہم مجموع ہونا یعنی جمع ہونا اور یہ بھی صیغہ ام مفعول ہے بمعنی جمع کیا ہوا جیسے رجال جمع تکبیر بمعنی مردوں یعنی تین سے زیادہ لیکر غیر مثنوی تک

سوال۔ فعل بھی تو تشبیہ اور جمع ہوتا ہے اسم کیلئے کس طرح خاص کیا ہے۔ جواب اول تشبیہ و جمع تعداد و گنتی پر دلالت کرتی ہے بخلاف فعل کے وہ ماہیت و ذات پر دلالت کرتا ہے۔ اب ماہیت و تعداد کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے فعل تشبیہ و جمع نہیں ہو سکتا ہے اور ضرباً اور ضرباً اور ضرباً جو تشبیہ و جمع ہے وہ در حقیقت فاعل تشبیہ و جمع ہے۔ نہ کہ فعل اور فاعل تو اسم ہے تشبیہ و جمع ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ گزافی ہمیشہ سوال۔ مصدر بھی ماہیت پر دلالت کرتا ہے اب وہ تشبیہ و جمع کس طرح ہو سکتا ہے جیسا کہ جلیستن تشبیہ و جلسات جمع ہے جیسا کہ مفعول مطلق کی بحث میں مذکور ہوا ہے۔ جواب مصدر صرف معنی مصدری و حدیثی پر دلالت کرتا ہے بخلاف فعل کے اس میں معنی حدیثی اور اقتران بالزمان و نسبت الی فاعل تھا۔ اب اس اعتبار سے مصدر فعل کا مخالف ہے اب مصدر تشبیہ و جمع ہو گا بخلاف فعل کے۔ دہم موصوف ہونا جیسے جارِ عمل عالم آیا عالم مرد۔ ترکیب جارِ فعل رُحل موصوف عالم صفت موصوف اور صفت مل کر فاعل فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور موصوف ہونا بہ اسم کی علامت ہے ورنہ فعل صفت ہو سکتا ہے جیسے جارِ فعل رُحل موصوف اخو کا جارِ عمل ۱ میرے پاس آیا وہ شخص جس کا بھائی عمر کو مارا۔ یہاں زید موصوف ہے ضرب اسکی صفت ہے اسلئے مصنف نے موصوف کو اسم کے لئے خاص کیا نہ کہ صفت کو۔ سوال۔ فعل موصوف کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ جواب اگر موصوف و صفت دونوں نکرہ ہو تو فائدہ تخصیص کا اگر دونوں مؤنذ ہو تو فائدے توضیح کا دیتا ہے اور کبھی تاکید و مدح و ذم کا فائدہ دیتا ہے اب سب اسم کے سوا غیر میں پایا جانا محال ہے کیونکہ فعل میں توضیح و تخصیص و تاکید وغیرہ نہیں ہو سکتی ہے اسلئے یہ موصوف ہونا علامت اسم ہوا۔

نکتہ ۵ :- مصنف اس مثال کو جملہ لائے تاکہ اس بات کی طرف مشیر ہو کہ موصوف بجز صفت نہیں ہو سکتا ہے اسلئے مرکب مثال کو لایا ہے۔ یازدہم تائے تائیت متحرک کا ہونا اسم کا خاصہ ہے جیسے ضارۃ کہ تائے ساکنہ کیونکہ وہ فعل کے لئے خاص ہے جیسا کہ ضربت۔ سوال۔ تائے تائیت متحرک ہونا اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب مذکور و مؤنث ہونا یہ غیر اسم میں ممکن نہیں ہے کیونکہ فعل ماہیت پہ وال ہے اور ماہیت میں تذکیر و تائیت ہیں۔ سوال۔ فعل بھی مؤنث ہوتا ہے جیسے ضربت وغیرہ۔ جواب یہ فعل مؤنث نہیں بلکہ فاعل مؤنث ہے کیوں وہ ضمیر بارز اور فاعل اسم ہوتا ہے اسلئے تائے تائیت اسم کا خاصہ ہوا۔ سوال۔ تائے تائیت متحرک کو اسم میں اور ساکنہ کو فعل میں کیوں خاص کیا گیا اس کے برعکس کیوں نہیں کیا۔ جواب اول اسم خفیف ہے اور تائے متحرک ثقیل ہے اب خفیف کو ثقیل دیا اور فعل ثقیل ہے کیونکہ فعل تین چیز سے مرکب ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور تائے ساکنہ خفیف ہے اب فعل ثقیل کو تائے ساکنہ خفیف کو دیا تاکہ ثقیل و خفیف کے درمیان مناسبہ تائے ہو جاوے۔ جواب دوم اسم کی اصل معرب ہونا اور معرب کی اصل اعراب و متحرک ہونا اسلئے اسم کو تائے متحرک دیا بخلاف فعل کے کیوں کہ فعل کی اصل مبنی ہے۔ اور مبنی کی اصل ساکن ہوتا ہے اسلئے ساکنہ کو فعل کے لئے خاص کیا۔

نکتہ :- اس علامات پر منحصر نہیں بلکہ اور چند علامات ہیں لیکن مصنف تسبیل مبتدیان کے لئے مذکورہ علامات کو لائے۔

علامت فعل آنت کہ قد و اولش باشد چوں قد ضرب یا سین باشد چوں سی ضرب
یا سوف باشد چوں سوف یضرب یا حرف جزم بود چوں کہ یضرب یا ضمیر مرفوع متصل
بد و پیوند چوں ضربت یا امر باشد چوں اضرب یا نہی چوں لا تضرب علامت حرف
کہ پیش علامتی از علامات اسم و فعل در و نبود۔

تشریح :- معنی مباد کہ مصنف اسم کی علامات لفظی و معنوی کو بیان کر کے فعل کی علامات لفظی و معنوی بیان
کرنا شروع فرمایا۔ اسم میں جیسا کہ علامات لفظی کو علامات معنوی پر مقدم کئے فعل میں بھی علامات لفظی کو مقدم
کئے۔ علامت اول قد ہونا جیسے قد ضرب۔

ترکیب :- قد حرف توقع ضرب فعل ضمیر ہو مرفوع مستتر ملامر فروع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ۔ سوال :- قد کو فعل کے لئے کیوں خاص کیا۔ جواب قد تین حالت سے خالی نہیں یا تو تقریب ماضی
الی حال کیلئے یا تو تعلیل فعل کے لئے یا تحقیق فعل کے لئے۔ اب تینوں معانی مذکورہ غیر فعل میں موجود ہونا محال
ہے اسلئے فعل کی علامت ہوتی اسکی پوری پوری تحقیق کتاب کے آخر میں آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوم۔ سین داخل ہونا جیسے سی ضرب (مغرب مارے گا) ترکیب سین حرف تقریب یضرب فعل ضمیر ہو
مرفوع متصل مستتر ملامر فروع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ سوم۔ سوف داخل ہونا جیسے سوف یضرب
(آئندہ مارے گا) ترکیب :- سوف حرف تخیض یضرب فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر ملامر فروع فاعل فعل فاعل
سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ سوال :- سین اور سوف فعل کے لئے خاص کیوں ہے۔ جواب اوپر سے معلوم ہوا سین اور
سوف استقبال کے لئے موضوع ہے قرینا یا بعید اب استقبال فعل میں پایا جاتا ہے۔ مذکورہ اس کا غیر میں اسلئے فعل کے لئے
خاص ہوا۔ سوال :- سین کو سوف پر کیوں مقدم کئے۔ جواب سین استقبال قرب کیلئے اور سوف استقبال بعید کیلئے قرب
بعید پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے سین کو سوف پر مقدم کیا۔ سوال :- سین کی کتنی قسم ہے۔ جواب سین چند قسم ہے
۱۱، سین استقبال جو مذکور ہوا۔ ۱۲، سین استقبال جیسے استنظر (۱۳) سین توطیہ جیسے استنظر (۱۴)
سین زائدہ جیسے استطاع۔ استطاع اصل میں اطاع یطیع تھا۔ ۱۵، سین تویلیہ جیسے اسحر الطین (۱۶) مذکورہ
پانچوں قسم سین فعل کے لئے مخصوص ہے۔

گنگسہ :- اس کو کہتے ہیں جو کاف خطاب کی آخر میں نون پر دلالت کرنے کیلئے لاحق ہوتا ہے جیسے مرث بک

سے مرکب یہ اسم کیلئے خاص ہے مصنف دلاکثر حکم الکل کے اعتبار سے مطلق میں کو فعل کا خاص قرار دیتے۔
 دونوں مسروف کو حروف تنفیس کہتے ہیں کیونکہ تنفیس بمعنی تاخیر یہ دونوں مسروف بھی تاخیر پر دلالت کرتے
 ہیں اسلئے حروف تنفیس نام رکھ دیا۔ چہاں م مسروف جازم داخل ہونا جیسے لم یضرب نہیں مارا، الم حرف جازم
 یضرب فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر ملامر فوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

نکتہ۔ مصنف کے لئے ادنیٰ یہ تھا کہ دخول عوائل جوازم کہتے تاکہ وہ نہیں مسروف شرط وغیرہ سب
 داخل ہو جاتا جیسا کہ علامۃ الفنون ابن حاجب اور افضل الشارحین نے دخول عوائل جوازم کہا۔ سوال عوائل
 جوازم داخل ہونا۔ فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب۔ عوائل جوازم جیسے لم ولما نفی فعل اور لام امر طلب فعل اور
 لائے نہی ترک فعل طلب پر دلالت کرتا ہے۔ اب مذکورہ چیزیں غیر فعل میں پایا جانا محال ہے اسلئے فعل کے لئے وضع
 کیا۔ پنجم ضمیر مرفوع متصل بارز لاحق ہونا یہ بھی علامت فعل ہے جیسے ضربت سے عمر نبلک۔ سوال ضمیر مرفوع متصل
 بارز لما فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب ضمائر مرفوع متصل بارز فاعلیت پر دلالت کرتی ہیں اور فاعل فعل
 کے لئے ہوتا ہے اسلئے وہ فعل کے لئے مخصوص ہوئی۔ سوال۔ اسم مشتقات جیسے اسم فاعل و اسم مفعول وغیرہ میں
 بھی فاعل ہوتا ہے اب اسم فاعل وغیرہ میں ضمیر تحرک کو کیوں کر علامت نہ دیتے۔ جواب۔ فعل میں جیسا کہ فاعل ہے
 شبہ فعل میں بھی فاعل ہے اب ضمیر بھی دو قسم ہے۔ مستتر۔ و بارز۔ اب مستتر کو فعل و شبہ فعل دونوں کے
 درمیان مشترک کیا۔ یعنی فعل میں جیسا کہ فاعل مستتر ہوتی ہے جیسے ضربت میں ویسا ہی ضارب وغیرہ میں بھی
 ہو پوشیدہ ہوتی ہے مگر فعل میں ضمیر بارز ہوتی ہے جیسے ضربت وغیرہ بخلاف اسم اور شبہ فعل میں اس
 میں ضمیر بارز نہیں تاکہ اسم جو کہ فرع فعل ہے اصل سے گھٹ جاوے ورنہ اصل و فرع برابر ہو جاوے گا۔ اور
 وہ باطل ہے۔ ششم تائے تائیت ساکن ہونا جیسے ضربت اکی علت علامت اسم میں مذکور ہوئی۔ سوال۔
 تائے ساکنہ فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب۔ وہ تائیت فاعل پر دلالت کرتا اور فاعل فعل کے لئے ہوتا ہے اسلئے
 فعل کا خاص ہوا۔ ہفتم۔ امر ہونا جیسے الضرب مار تو۔ ہشتم نہیں ہونا جیسے لا تقرب رمت مار تو، سوال
 فعل اور بہت سے خواص میں ان کو مصنف نے کیوں ذکر نہ کیا۔ جواب مصنف نے یہاں مشہور چند خاتجے
 کا ذکر کیا ورنہ بہت سے خاتجے ہیں۔ جیسے ماضی اور مضارع کی طرف گردانا جیسے ضرب ضرباً مضروباً
 الخ اور مستند ہونا جیسے ضرب زید میں ضرب مستند ہے اور مسرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامتوں میں
 سے کوئی علامت اس میں موجود نہ ہو یا تو مستند و مستند الیہ نہ ہو سکے۔

فصل:۔۔۔ بدایں کہ جملہ کلمات عربیہ دو قسم ست معرب و مبنی۔ معرب آنست کہ آخرش
 باختلاف عوائل مختلف شو و چوں نہاید و رجالی نہاید۔ نہایت نہاید۔ مہرست نہاید۔ جاء عامل ست

وزید معرب ست وضمہ اعراب ست و دال محل اعراب۔ وبنی آنتست کہ آخرش باختلاف
عوامل مختلف نہ شود چون ہنولاد کہ درجائی ہولاد ریبت ہولاد۔ ومرت ہولاد۔ کہ در
حالت رفع و نصب و جر یکسان ست۔

تشریح :- واضح ہو کہ مصنف کلمہ کی اولاً تقسیم کرنے کے بعد جو اسم و فعل و حشر سے اور ہر ایک
کی علامت بیان کر کے پھر کلمہ کی دوسری تقسیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عرب کے کلمات دو قسم پر ہیں۔
اول معرب، دوم بنی۔ مخفی بناو دیگر مصنفین عظام نے معرب و بنی کو اپنے اپنے بحث میں علیحدہ علیحدہ بیان
کیا ہے۔ جیسے بحث ام میں ام معرب و بنی ویسا ہی بحث فعل میں فعل معرب و بنی کی بحث کے لیکن مصنف مطلقاً
کلمہ کو معرب و بنی کی طرف تقسیم کیا تاکہ آسانی سے مبتدیان کو سمجھ میں آجاسے

فائدہ۔ ام و فعل و معرب و بنی دونوں ہو سکتا ہے مگر حرف سب کے سب بنی ہیں اس کا بیان
ان شاء اللہ تعالیٰ سامنے آنے والا ہے۔ سوال۔ کلمات عرب کیوں کہا۔ جواب ہماری گفتگو تو کلام عرب
میں ہے نہ اسکے غیر میں اسلئے کلمات عرب کے ساتھ مقید کیا۔ سوال۔ کلمات عرب دو قسم پر ہے کیوں ہے
جواب کلمات عرب دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ دوسرے کلمے کے ساتھ ملے یا نہ ملے۔ اگر ملے تو بنی ہے
کیوں کہ علت اعراب جو کہ معنی فاعلیت و مفعولیت مجروریت سے معدوم ہے اگر دوسرے کلمہ کے ساتھ ملے
پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو عامل کے ساتھ ملے یا نہ ملے اگر عامل کے ساتھ نہ ملے تب بھی بنی ہے جیسے
غلانی۔ اگر عامل کے ساتھ ملے پھر بھی دو حالت سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ بنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے
یا نہ رکھے۔ اگر مشابہت رکھے تو بنی ورنہ معرب ہے الحاصل۔ کلمات عرب میں تین قسم بنی ہے ایک قسم معرب
ہے اقسام بنیات۔ (۱) ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے زید (۲) مرکب ہو لیکن عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو
جیسے غلانی وغیرہ (۳) عامل کے ساتھ ملے لیکن بنی اصل کے ساتھ مشابہت ہو جیسے جاہ ہولاد (۴) عامل کے
ساتھ مرکب ہوئے لیکن بنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے جیسے جاہ زید سوال۔ بنی کی اقسام تو زیادہ
ہیں تب بھی معرب کو کیوں مقدم کیا گیا۔ جواب اول۔ معرب کلمات عرب میں اصل ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مافی الضمیر
کو ظاہر کیا جاتا ہے اس کا بیان آئندہ آئیوالا ہے۔ اور بنی فرغ ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مافی الضمیر کو بیان
نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ ایک حالت میں رہتا ہے۔ جواب دوم۔ معرب اگرچہ وہ ایک قسم ہے لیکن اس کے
افراد بے شمار ہیں بخلاف بنی کے کہ اسکے افراد چند ہیں اسکی تقسیم آئندہ فصل میں آنے والا ہے۔ سوال۔ معرب بنی
کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ جواب۔ معرب بعض کے نزدیک ام طرف کا بیغ ہے۔ مصدر اعراب از باب افعال یعنی اظہار
کردن بنی اظہار کرنا۔ معرب بنی ظاہر کرنے کی جگہ معرب میں چونکہ معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت ظاہر ہوتا ہے

اسلئے معرب کو معرب کہتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اسم مفعول کا صیغہ ہے اعراب سے بمعنی فساد ہمزہ سلب یافتہ کے لئے اب معرب بمعنی فساد کو زائل کیا ہوا معرب کو اسلئے معرب کہا جاتا ہے کیونکہ معرب میں معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت کے ذریعہ جو فساد آتا ہے اس کو زائل کئے ہوئے ہے۔

دلیل۔ قول اول۔ ابل عرب کا قول ہے اعراب الحاج۔ امی اظہر الحاج۔ دلیل دوم اعراب المدۃ اے قسطنطین قول۔ معرب آنتست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود۔ مصنف بعد تقسیم تعریف کو شروع فرمایا معرب اسم فعل کو کہتے ہیں جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے واضح رہے کہ مصنف نے جو تعریف کی ہے تسقیت میں یہ تعریف نہیں بلکہ معرب کا حکم ہے کذاتی الحاشیہ۔ اصلی تعریف، معرب اس کو کہتے ہیں جو عامل کے ساتھ مستعمل ہو اور معنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیسا کہ ابن حاجب نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ سوال۔ مصنف نے اصلی تعریف سے اعراض کر کے حکم کو تعریف میں کیوں داخل کیا۔ جواب اول مصنف مبتدیان کی آسانی کو مد نظر کر کے تعریف اصلی کو متروک کر کے حکم کو تعریف میں داخل کیا۔ جیسے وہ زید معرب ہے جو جاردی زید و رایت زید و مررت زید میں واقع ہوا۔

جواب دوم۔ یا تو مصنف امام النحو سے آپ بھی مستقل امام ہیں۔ آپ کے نزدیک مذکورہ کو تعریف شمار ہے بخلاف دیگر نحاة کے اسلئے مذکورہ تعریف کو ذکر کیا۔ ترکیب۔ جاردی زید و مررت زید پاس زید آیا، جارد فعل فاعل و تالیہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب مفعول بہ زید فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا۔ واو حرف عطف رایت زید اور دیکھا میں زید کو، رایت فعل و تالیہ ضمیر مرفوع متصل بارز مفعلاً مرفوع فاعل زید مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول و حرف عطف مررت زید (گذرا میں زید کے ساتھ) مررت فعل تالیہ ضمیر مرفوع متصل بارز مفعلاً مرفوع فاعل و با حرف جار زید مجرور جار ساتھ مجرور کے متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل اور فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی۔ یا تو جاردی زید معطوف علیہا رایت زید معطوف مل کر پھر معطوف علیہا ہوا مررت زید کا۔ یا تو علیہ علیہ عطف کا قصد نہ ہو۔ قولس باختلاف عوامل کی قید سے غلامی وغیرہ خارج ہو گیا کیونکہ غلامی کے معنی کو کسرہ یائے متکلم کے ذریعہ ہوانہ کے عامل کے ذریعہ کیونکہ یائے متکلم ہمیشہ ماقبل کو کسرہ کا مقتضی ہے۔ قول، مختلف کے قید سے تمام بنیات خارج ہو گئے کیونکہ معنی کا آخر مختلف نہیں ہوتا ہے جیسے جاردی ہولاء و رایت ہولاء و مررت ہولاء۔ سوال۔ جاردی زید و رایت زید وغیرہ میں زید کا آخر مختلف نہ ہوا کیوں کہ آخر میں تو تونین ہے اب تونین زید کا متغیر نہ ہوا۔ جواب۔ آخری سے مراد تونین نہیں بلکہ آخری حرف کی حرکت مراد ہے۔ خواہ لفظی ہو یا تقدیری ہو۔ اب آخری حرف کی حرکت تو شمال مذکورہ میں تغیر ہوئی کہا ہوا الظاہر جیسے جاردی زید و رایت زید میں جاکر منصوب ہو گیا اور زید

میں جر کے ساتھ بدل گئی فلا تمبا بالتونین۔ سوال :- اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف ذاتی نہ کہ اختلاف صفت۔
 جواب :- اختلاف سے مراد عام ہے خواہ اختلاف ذاتی ہو جیسے جاردنی ابوک۔ وراثت اباک و ممرت بابیکہ
 خواہ اختلاف صفت ہو جیسے مصنف کی عبارت میں مثال پیش کیا۔ اختلاف ذاتی اعراب بالحرک کو درجہ
 کے ساتھ بدلنے کو کہتے ہیں۔ جیسے جاردنی ابوک وغیرہ اور اختلاف صفتی اعراب بالحرک کو حرکت کے بدلنے
 کو کہتے ہیں جیسے جاردنی زید وغیرہ اب رایت مسلمین و ممرت مسلمین کے ساتھ اعتراض نہ ہوگا۔ کیوں کہ
 از اعراب حقیقی نہ ہے لیکن حکمی۔ ایسا ہی رایت احمد و ممرت باجد میں مثال اعراب بالحرکہ لفظی کا ہے
 جیسے جاردنی ابوک وراثت اباک و ممرت بابیکہ یہ اعراب بالحرکہ لفظی کی مثال ہے جاردنی وراثت موسیٰ
 و ممرت موسیٰ یہ بھی معرب ہے اعراب بالحرکہ تقدیری ہے جاردنی مسلمی وراثت مسلمی و ممرت مسلمی یہ مثال
 اعراب بالحرکہ تقدیری کی ہے۔ رایت احمد و ممرت باجد مثال اعراب بالحرکہ حکمی۔ رایت مسلمین و ممرت
 مسلمین اعراب بالحرکہ حکمی اس کی پوری پوری تفصیل اعراب میں آنے والی ہے۔ غاظب ہناک۔

سوال :- معرب کی تعریف جامع نہ ہو کیونکہ ابق زید مفعول ہے۔ بے شک زید مار ڈالا گیا، اور انی ضربت
 زید زید کو مار ڈالا ہوتے والی ضارب زید ریشک میں زید کو مار ڈالنے والا ہوں، مثال اول میں ان حرف
 مشبہ بالفعل اور مثال ثانی میں ضربت فعل اور مثال ثالث میں ضارب اسم ان ساری صورتوں میں زید مفعول
 پر مختلف عامل آیا لیکن زید کا آخر کیوں مختلف نہ ہو انصاف برقرار رہے گی۔ جواب اول مختلف عامل اسم و فعل
 و حرف ہونا مراد نہیں بلکہ معنی مقضی للاعراب یعنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت مختلف ہو اب مثال
 اول میں مسند الیہ اور مثال ثانی و ثالث میں مفعول پر معنی مقضی للاعراب مختلف ہے اسلئے زید معرب ہوگا
 اور محشی نے فرمایا کہ صورت مذکورہ میں عامل مختلف نہیں بلکہ متفق ہے۔ اس میں مختلف نہ ہوا کیوں کہ ہر ایک
 عامل ناصب ہے

جواب دوم :- مثال مذکورہ میں مختلف ہوا کیوں کہ ان اور ضربت اور ضارب یا ہم مختلف ہے کیونکہ اول حرف
 عامل اور مثال فعل عامل اور ثالث اسم عامل ہے۔

سوال :- عامل کے اختلاف کے ذریعہ سے آخر مختلف ہوتا ہے یہ بات مسلم و قابل قبول نہیں کیوں کہ جاردنی زید
 میں جو زید ہے وہ عامل داخل ہونے سے پہلے ساکن تھا جاردنی کے دخول کے بعد متحرک ہوا لیکن مختلف عامل تو
 نہ ہوا کیوں کہ عامل صرف جاردنی ہے۔

جواب :- عامل داخل ہونے سے پہلے ہی تھا اور بعد دخول عامل معرب ہوا اب ہماری گفتگو معرب ہونے کے
 بعد ہے اب زید بعد المعرب مختلف ہوتا ہے جیسا کہ عبارت مذکورہ سے معلوم ہو گیا۔

سوال :- جاردنی زید میں زید پہلے سے مختلف عامل نہ ہوا آخری وال میں بھی مختلف نہ ہوا اختلاف عامل سے

ضم وفتح وکسرہ وقف اندر شمار
انہ پر اے بنی آمد اختیار
ضمہ وفتح وکسرہ بسم سکون
ابن ہمدان مشرک دال ذی جنون

مگر کوئین عرب وبنی کے پیش وز بر وزیر کے نام میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں۔ کذا فی الغوامد الضیائیة اور اعراب وہ چیز ہے جس کے ساتھ عرب کا آخر میں مختلف ہوتا ہے حقیقتہً یا ہکا جیسا کہ زید ضمہ کے ساتھ اور زید انصب کے ساتھ تیزید جر کے ساتھ مختلف ہوا اب ضمہ و نصب وجر اعراب ہے اور اعراب کی اصل تعریف یہ ہے۔ اعراب وہ شئی ہے جس کے ذریعہ عرب کا آخر مختلف ہونا ہے تاکہ معنی ذابلیت و مفعولیت و مجروریت پر دلالت کرے کذا فی الکافیہ۔ تعریف اول بتدیوں کے لئے حل ہے۔ فاحفظ، اور باقی بات اشارہ اللہ تعالیٰ بحث اعراب میں آنے والی ہے۔

قولہ۔ یعنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چون جادنی ہولاء وراثت ہولاء و مررت ہولاء کہ در حالت رفع و نصب وجر یکسان ست۔ یعنی وہ اہم و فعل ہے جس کا آخر اختلاف عوامل کے ذریعہ مختلف نہ ہو جیسے ہولاء فی جادنی ہولاء وراثت ہولاء و مررت ہولاء تینوں حالت میں مختلف نہ ہوا۔ (ترجمہ) آئیں میرے پاس وہ لوگ اور دیکھا میں ان کو اور گزرا میں ان کے ساتھ۔

(ترکیب) جاد فعل نون و قایہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ہولاء اسم اشارہ مع مشاء ایہ محذوف مل کر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا۔ واو حرف عطف رایت فعل تاضیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل ہولاء اسم اشارہ مع مشاء ایہ محذوف مل کر محلاً منصوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف واو حرف عطف مررت فعل تاضیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل با حرف جار ہولاء اسم اشارہ مع مشاء ایہ محذوف مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا۔ مررت فعل کے۔ مررت فعل و فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف قرار دیا جائے لیکن خلاف اولیٰ ہے اور باقی ترکیب کو اسی مثال پر قیاس کر لو

سوال :- زید کو تو ترکیب میں محلاً نہ کہا ہولاء کو محلاً کیوں کہا۔

جواب :- اعراب چار قسم پر ہے۔ (۱) لفظی (۲) تقدیری (۳) حکائی (۴) محلی۔ اب اعراب لفظی اس اعراب کو کہتے ہیں جو لفظاً دیکھائی دی جاتی ہے جیسا کہ زید میں ضمہ و نصب وجر اعراب لفظی ہے۔ کیونکہ وہ دیکھا جاتا ہے۔ اعراب تقدیری اس اعراب کو کہتے ہیں جو لفظاً دیکھنا نہ جاوے جیسے موسیٰ وغیرہ میں ضمہ و نصب وجر لفظاً نہ ہوگا۔ مستتر اعراب میں مذکور ہوگا۔

اعراب حکائی وہ اعراب ہے جو ادل میں طریقہ و طور پر تھا ابھی بھی اس حالت میں رکھا جاوے فی الحال موجودہ عامل کے ذریعہ مختلف نہ ہوگا۔ نحو غلام زید میں غلام کے میم میں ضمہ کے ساتھ پڑھنا جیسے غلام زید قائم میں مبتدائی بنا پر مرفوع بھی وہ رفع باقی رکھا جائے حالانکہ لفظ نحو کا مضان ایہ

ہونے کے اعتبار سے مجرور ہونا چاہیے پچھلے طریقہ پر رکھ دیا ورنہ حکایت باقی نہ رہے گی۔ اعراب محلی اگر کوئی
 بنی رفع کی جگہ میں واقع ہو تو اس کو محلاً مرفوع اگر نصب کی جگہ میں واقع ہو تو محلاً منصوب اگر جر کی جگہ میں واقع
 ہو تو محلاً مجرور کہتے ہیں۔ اسلئے ہولاء کو محلاً اول میں محلاً مرفوع اور ثانی میں محلاً منصوب اور شمال ثالث میں
 محلاً مجرور کہا کیونکہ شمال اول میں فاعل اور شمال ثانی میں مفعول بہ اور شمال ثالث میں مجرور واقع ہوا۔

فصل ۱۰۔ بداں کہ جملہ حروف مبنی ست و از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف فصل
 مضارع بالونہائے تاکید نیز مبنی ست۔ بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است اما اسم متمکن معرب ست
 بشرطیکہ در ترکیب واقع شود و فعل مضارع معرب بشرط آنکہ از نوہائے جمع مؤنث و نون
 تاکید خالی باشد پس در کلام عرب ازیں دو قسم کہ معرب نیست باقی بہمہ مبنی ست اسم غیر متمکن
 اسمی ست کہ بابنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز ست (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف
 (۳) جملہ حروف و اسم متمکن اسمی ست کہ بابنی اصل مشابہ نباشد۔

تشریح :- واضح ہو کہ مصنف معرب و مبنی کی تعریف بیان کر کے پھر کون چیز معرب اور کون سی چیز مبنی
 ہے اسکی پہچان دینے کو شروع فرمایا کہ تمامی حرف مبنی ہے خواہ عامل ہو یا غیر عامل یا حرف معانی یا میانی
 یا حرف بجا ہوا حاصل کل حروف کلمات عرب مبنی ہے۔
 سوال :- تمامی حروف مبنی کیوں ہے۔

جواب :- معرب ہونے کیلئے دو بیان شرط ہے اول یہ کہ اس میں معنی تاعلیت و مفعولیت و مجروریت کی
 صلاحیت ہو۔ دوم یہ کہ اگر یہ نہ ہو تو کوئی اسم معرب کے ساتھ خاص طور پر مشابہت رکھنا ضروری
 ہے اب بعد التفکر معلوم ہو گیا حروف میں مبنی اول نہیں کیونکہ وہ غیر مستقل ہے صلاحیت فاعل و مفعول و مجرور ہونے
 کیلئے مستقل بالمفعولیت شرط ہے اور معانی ثانی یعنی مشابہت خاص اسم معرب کے ساتھ ہونا یہ بھی محذوم ہے
 اب دونوں شرط مفقود ہونے کی وجہ سے تمامی حروف مبنی ہو گا۔ کذا فی الحاشیہ۔

قولہ از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف و فعل مضارع بالونہائے جمع مؤنث و بالونہائے تاکید
 نیز مبنی ست۔ یعنی فعلوں میں سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف بلا شرط مبنی ہے بخلاف مضارع کہ وہ بھی
 مبنی ہے بشرطیکہ فعل مضارع کے ساتھ ساتھ نون تاکید ثقلیہ یا خفیضہ یا نون جمع مؤنث کا نون مضارع
 کے ساتھ متصل ہو جیسے ضرب و یضرب اب امر حاضر معروف کی قید سے امر حاضر مجہول اور امر غائب

متکلم معروف و مجہول سب معرب میں داخل ہو گیا کیوں کہ مذکورہ قسم لام امر کے ذریعہ مجزوم ہوتے ہیں۔ ماضی
 بنی علی الفتح اور امر حاضر بنی علی الوقف اور مضارع بانون جمع ثنوت بنی علی السکون اور مضارع بانونہائے
 تاکید بنی علی الالف یا فتح ہے۔

سوال۔ ماضی بنی کیوں ہوگا۔

جواب۔ ماضی یہ تو فعل ہے۔ فعل کی اصل بنی ہوتا ہے جیسے اسم کی اصل معرب ہے۔ علت مذکور
 ہوا اسلئے بنی ہوا۔ اصل پر رہنا یہ بھی ایک اصل ہے۔

جواب دوم۔ ماضی میں علت معرب جو معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت و مشابہت باسم معرب
 ہے کوئی ایک نہیں اسلئے بنی ہے۔

سوال۔ بنی کی اصل سکون ہے اب فتح پر بنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ فعل ماضی یہ بواسطہ مضارع اسم فاعل کی جگہ میں واقع ہوتا ہے اب اسم جیب کہ معرب ہے
 اب فعل ماضی اگر جیب علت مذکورہ سے معرب نہ ہو سکا مگر کچھ اس کا نشان و علامت یعنی حرکت کو
 اسم سے مشابہت کی وجہ سے عاریت لیا اس وجہ سے حرکت پر بنی ہوانہ کہ سکون پر اگرچہ وہ اصل ہے
 مشابہت یہ زید یضرب میں یضرب فعل مضارع ہے اسکی جگہ زید ضرب کہنا بھی صحیح ہوگا یعنی یضرب
 جیب کہ خبر واقع ہوا ضرب بھی خبر واقع ہوگا۔ ہوائظاہر۔ مگر فتح اخف الحركات ہے اسلئے ضمہ پر بنی نہ
 ہوا بنی علی الکسرہ تو بالکل نہ ہو سکے گا۔

سوال۔ فعل ماضی بنی ہونے کے اعتبار سے کتنی قسم ہے۔

جواب۔ تین قسم ہے۔ اول ماضی بنی علی الفتح جو جیب کہ صیغہ ماضی کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل بارز
 متحرک متصل نہ ہو۔ جیسے ضرب و ضربا و ضربت و ضربتایہ چار صیغہ میں بنی علی الفتح ہے۔ دوم بنی علی السکون
 اگر ضمیر مرفوع متصل متحرک ملے تب بنی علی السکون ہوگا۔ ورنہ چار حرکت ایک صیغہ میں پے درپے جمع
 آنا لازم آئے گا وہ جائز نہیں وہ ضرب جمع ثنوت نائب سے ضربا جمع متکلم تک۔ سوم۔ بنی علی الضم جیکہ
 صیغہ ماضی کے ساتھ واو متصل ہو جیسے ضربوا کیونکہ واو ماقبل ضمہ کا مقصی ہے۔

سوال۔ امر حاضر معروف بنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

جواب۔ امر حاضر معروف میں معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت نہیں۔

جواب دوم۔ فعل کی اصل بنی ہونا۔

جواب سوم۔ امر حاضر معروف مضارع کے ساتھ مشابہت نہیں تاکہ وہ فعل مضارع کی مانند معرب ہوگا

کیونکہ امر حاضر میں علامت مضارع نہیں اسلئے مضارع کے ساتھ مشابہت نہیں بخلاف امر حاضر مجہول

وامر غائب وغیرہ کیونکہ ان سب میں علامت مضارع باقی ہے اسکے ذریعہ مضارع کے ساتھ مشابہت
 تائید ہے اسلئے امر حاضر مجہول وغیرہ سب معرب ہوگا۔ لام امر کے ذریعہ یہ مذہب بقرین کا ہے کہ قبیلین
 امر حاضر معروف کو امر غائب و متکلم پر قیاس کرتے ہیں کیوں کہ دونوں نفس امر میں تو مشترک ہے امر غائب
 و متکلم وغیرہ جیسا کہ معرب ہے بلام امر مطلقہ کے ذریعہ امر حاضر معروف بھی معرب ہوگا بلام امر مقدر کے ذریعہ
 کیوں کہ ان کے نزدیک مقدر و مطلقہ دونوں یکساں است المقدر کا مطلقہ مگر ان کا قیاس قیاس مع الفارق
 ہے کیونکہ مقدر کو مطلقہ پر قیاس کرنا یہ کس قسم کی بات ہے۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ۔

سوال ۱۔ فعل مضارع جب کہ نون جمع ٹوٹ کے ساتھ ہو تو اس وقت مبنی علی السکون کیوں ہوتا ہے۔
 جواب ۱۔ مضارع کا جمع ٹوٹ غائب و حاضر ماضی کی جمع ٹوٹ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے نفس
 تائید میں اب ماضی کی جمع ٹوٹ کے نون سے پہلے جیسا کہ مبنی علی السکون ہے مضارع میں بھی جمع ٹوٹ
 کے نون سے پہلے مبنی علی السکون ہوگا تاکہ مشابہت کا مخالف نہ ہو اب نون جمع ٹوٹ سے پہلے سکون
 لازم ہونے کی وجہ سے اعراب نہیں دیتے ہیں۔ اب نون جمع ٹوٹ کو بھی اعراب دینا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ
 حقیقت میں نون جمع ٹوٹ کا حکم دوسرے کلمہ کے حکم میں ہے۔ الحاصل جب کہ دونوں میں اعراب جاری نہ
 کیا جاسکا بالآخر مبنی کر دیا۔

سوال ۲۔ نون تاکید اگر مضارع کے ساتھ ہو تو اس وقت مبنی کیوں ہوتا ہے۔
 جواب ۲۔ اگر نون تاکید متصل ہو تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ نون تاکید سے پہلے اعراب جاری کیا جائے
 یا نون تاکید پر اگر اعراب کو نون تاکید سے ماقبل جاری کیا تو اس وقت وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم
 آئے گا حالانکہ سابق سے معلوم ہو کہ اعراب آخری کلمہ میں جاری ہوتا ہے اب وسط کلمہ میں جاری کرنا صحیح نہ ہوگا
 کیونکہ نون تاکید تعلیلہ و خفیضہ شدت اتصال کے ذریعہ کلمہ واحد کی مانند ہوگی پس اگر نون تاکید پر اعراب داخل
 کیا جاوے تب حقیقتہً نون تاکید کلمہ دیگر ہے۔ اب کلمہ دیگر میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا۔ الحاصل۔
 نون تاکید کے پہلے اور نون تاکید دونوں صورت پر اعراب داخل کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ سابق سے معلوم ہوا
 الان ناچار ہو کر مبنی کئے۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ

قول ۳۔ بڑاں کہ اسم غیر متکلم مبنی است اما اسم متکلم معرب است بشرطیکہ در ترکیب واقع مصنف جنیات فرد
 و افعال کو بیان کرنے کے بعد اسمائے مبنی و معرب کو مشورہ و رفع فرمایا۔ متکلم مصدر بھی جائے و ادن متکلم کو متکلم اس
 لئے کہا جاتا ہے چونکہ اعراب و تنوین کو جگہ دیتی ہے۔ کذا فی علم الصرف۔ اور نماۃ کے اسم غیر متکلم کی توفیر مصنف
 آئندہ بیان کریں گے۔ اسم غیر متکلم مبنی ہے اسکی علت آئندہ آنے والی ہے۔ اسم متکلم معرب ہے بشرطیکہ وہ مائل
 کے ساتھ مل کر ترکیب میں واقع ہو جیسا کہ زید معرب ہے بخاری نہایت نہایت و مرسات بسبب میں
 صرف زید قبل ترکیب معرب نہیں بلکہ مبنی علی السکون ہے یہ اکثر نماۃ کا قول ہے جیسا کہ ابن حاجب و صاحب

ہوایہ وغیرہ علامہ سید صاحب بھی اس کو مختار سمجھ کر اپنی کتاب میں اس طریقہ سے تشریح کیا مگر صاحب انکشاف نے اسم شکن کو قبل ترکیب ساری حالتوں میں معرب جاننا اسم شکن پر حالت میں معرب ہوگا۔ خواہ ترکیب میں واقع ہو یا نہ ہو کذالی الہامیہ و غایۃ النقیق۔ پھر اختلاف یہ ہے صاحب الکشاف بالقوۃ کا اعتبار کرتے ہیں جبکہ وہ معرب ہونے کی صلاحیت کی قوت رکھتا ہے تو اب وہ قبل ترکیب و بعد ترکیب میں حالت میں معرب ہوگا۔ اور ابن حاجب وغیرہ معرب بالفعل کا اعتبار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ ترکیب میں واقع نہ ہو اس وقت معرب نہ ہوگا کیونکہ معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت نہیں جو معرب ہونے کیلئے شرط ہے۔ اور معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت پیدا ہونے کیلئے عامل کے ساتھ ملنا شرط ہے اسلئے بے اتصال عامل بدوں مرفوع ترکیب معرب نہ ہوگا مذہب صاحب الکشاف پر قوی نہیں بلکہ اکثر نحاة پر قوی ہے۔

قول فعل مضارع معرب است بشرط آن کہ از نونہاے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد۔ فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو کیونکہ ان دونوں صورت میں علت مبنی مجرور نہیں۔ اب معرب ہونا کلمہ کی اصل ہے اس لئے معرب ہوا۔
الحاصل کلام عرب میں دو قسم سے زائد معرب نہیں۔ اول اسم شکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو۔ دوم فعل مضارع بشرطیکہ نون جمع مؤنث و نون تاکید سے خالی ہو۔

قول کی ہم غیر شکن اسم است کہ مبنی اصل مشابہت دارد۔ اب مصنف اسم غیر شکن کی تشریح نحوی بیان فرماتے ہیں اسم غیر شکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو جو آٹھ قسم پر ہے اسکی تفصیل آئندہ فصل میں آنے والی ہے اور مشابہت کی چند صورتیں ہیں اول یہ کہ مبنی اصل کا معنی ضمن میں لینے والا ہو جیسے مضمیرات و ہمزہ استفہام کے معنی کو ضمن میں لیا۔ دوم مبنی کی صفت کے ساتھ موصوف ہو جیسے مفردات و اشارات و مومولات یہ تینوں صفت متماح ہوتے ہیں صرف کے ساتھ مشابہ ہے۔ سوم مبنی اصل کے موقع میں واقع ہو جیسے نزال انزل امر کی جگہ میں واقع ہوا۔ چہارم مبنی اصل کی طرف مضاف ہو جیسے یوشیزا اصل میں یوم اذ کان کذا تھا۔ پنجم اسم کی ہم شکل ہو جو مبنی اصل کی جگہ میں واقع ہو جیسے قبار نزال کی ہم شکل ہے جو نزال امر حاضر کا موقع ہوا۔ ششم ایسے اسم کی جگہ میں ہو جو مبنی اصل کے مشابہ ہو جیسے منادی مضموم کان اسمی کی جگہ میں واقع ہوا جو کان مسرتی کے ساتھ مشابہ ہے۔ مبنی اصل سے چیز است مصنف مبنی اصل کو بیان کرتے ہیں۔ معنی بنا کہ مبنی اصل کے بارے میں اختلاف ہے۔ بھریوں کے نزدیک مبنی اصل تین ہے۔ (۱) فعل ماضی۔ (۲) جملہ حروف و (۳) امر حاضر معروف۔ مبنی اصل یعنی اصالت وہ مبنی ہے کوئی عارض کے ذریعہ مبنی ہو ایسا نہیں۔ اور کو فیوں کے نزدیک مبنی اصل دو چیز ہے۔ (۱) جملہ حروف و (۲) فعل ماضی کیونکہ امر حاضر معروف ان کے نزدیک معرب ہے بلام امر مقدمہ اس کی تفصیل مذکور ہوئی۔ اور بعض کے نزدیک مبنی اصل چار ہے تین مذکورہ

چہ نام جملہ کیوں کہ جملہ میں جیت الجملہ وہ معنی فاعلیت و مقولیت و مجردیت کا مقتضی نہیں اسلئے وہ معنی اصل ہے اور بعض نے جملہ کو مشابہ معنی کہا معنی اصل نہ کہا اور یہی قول ہے تا چیز خوف اطہاب کی وجہ سے اسکے درپے نہ ہوا تاکہ بتدیان پر ثقیل نہ ہو جاوے اب مصنف مطابق حدیث خیر الانام سردار دو جہاں تاجدار مدینہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ کو اختیار کیا معنی معنی اصل کے تین ہونے کا قول اختیار فرمایا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامم اوسطہا۔ الحدیث۔ اب مصنف نحوی اسم ممکن کی تعریف کی تصریح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اسم ممکن وہ اسم ہے جو معنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ اس کا بیان آنے والا ہے۔ سوال اسم ممکن مراد معرب غیر ممکن مراد معنی اب بہت اسم ممکن معنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اب مشابہت کے ذریعہ معنی ہونا لازم تھا اب وہ معرب کیوں ہوا جیسے غیر منصرف فعل نامی کے ساتھ دو فردیت میں مشابہت رکھتا ہے اس کا بالتفصیل بیان غامض میں آنے والا ہے اور تشبیہ و جمع حرف کو متضمن ہوتا ہے جیسے زیدان یعنی زید زید و زیدون ای زید و زیدہ اور نحو مثل وغیرہ یہ کاف حرف جر تشبیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں کیوں کہ نحو و مثل کے معنی میں مانند و مشابہت کے معنی میں ہے اب غیر منصرف و تشبیہ و جمع و نحو و مثل معرب کیوں ہے۔ کہا ہوا الفاسر۔

الجواب عن الاول۔ اسم معنی اصل کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے مشابہت نامہ مراد ہے معنی اگر کوئی اسم معرب معنی اصل کے ساتھ مشابہت نامہ رکھتا ہو تو معنی ہوگا اگر مشابہت ضعیفہ و عارضہ ہو تو وہ معنی نہ ہوگا اب غیر منصرف فعل کے ساتھ جو مشابہت رکھتا ہے وہ مشابہت ضعیفہ ہے مشابہت ضعیفہ کی علت آتہ آنے والی ہے اسلئے معنی نہ ہوا۔

الجواب عن الثاني۔ تشبیہ و جمع میں جو داؤد غلط ہے وہ حرف عطف اعتباری ہے نہ کہ فی الواقع اگر فی الواقع ہوتا تو اس کو معطوف علیہ و معطوف سے تعبیر کیوں نہیں کرتے ہیں اب اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ الجواب عن الثالث۔ مثل و نحو اگرچہ کاف تشبیہ کے معنی میں ہو لیکن یہ ہمیشہ لازم الاضافہ ہے یعنی نحو و مثل وغیرہ اکثر مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے اب اضافہ ہونا یہ معرب کی علامت ہے اسلئے یہ معرب ہوگا۔ الحاصل۔ مذکورہ جوابات سے معلوم ہوا کہ معرب ہوگا اب تو تعریف جامع ہوگی

فائدہ نادرس۔ اے طالبان حریصان کلمہ اس نکتہ کو حفظ و ضبط کرنا واجب ہے چند الفاظ کا فرق (۱) مشابہت و (۲) مناسبت و (۳) مجانست و (۴) مماثلت و (۵) اشاکلت۔ مشابہت دو شئی کا ایک صفت میں شریک ہونا اسی طرح ہر ایک کے لئے وہ صفت لازم مشہور ہے۔ برابر برابر معنی شئی اول کے لئے جتنی مقدار مشہور ہے شئی ثانی کے لئے بھی اسی قدر مشہور ہو جیسے اسد شیر اور بہادر مرد شریک ہے بہادری میں مرد کے ساتھ جیسا کہ شجاعہ میں مشہور ہے اسد کی ساتھ بھی مشہور ہے (۲) مناسبت یعنی دو شئی ایک صفت میں شریک ہونا لیکن مشہور و غیر مشہور دونوں ایک برابر نہیں ہے

سوال۔ مضمرات مشابہ بالبنی کس طرح ہوا۔

جواب۔ ضمیر مرجح کی طرف متناج ہوتا ہے جیسا کہ صرف اپنا معنی سمجھانے کیلئے دوسرے کلمے کی طرف متناج ہوتا ہے اب حرف و مضمرات دونوں نفس متناج ہونے میں مشترک و مشابہ ہے اسلئے حرف جیسا کہ بنی ہے ضمیر بھی بنی ہوگا ویسا ہی اسم اشارہ مشار الیہ کی طرف متناج ہوتا ہے اور اسمائے موصولات صلہ کی طرف متناج ہوتے ہیں اب یہ دونوں بھی مصروف کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے بنی ہوا۔

سوال۔ مشابہ بنی میں مضمرات کو مقدم کیوں کیا۔

جواب اول۔ مضمرات کے افراد زیادہ ہیں اسلئے بر بنا تکثیر مستحق التقدیم ہونے کی بنا پر مضمرات کو دوسرے اقسام پر مقدم کیا۔

جواب دوم۔ مضمرات کی کوئی قسم عرب نہیں سب بنی ہے بخلاف اسم اشارہ و موصولہ وغیرہ کے اس کی بعض قسم عرب ہے۔ اب خالص مشابہ بنی کو غیر خالص پر مقدم کیا گیا۔

جواب سوم۔ مضمرات کثیر الاستعمال ہے اور کثیر الاستعمال غیر کثیر الاستعمال پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ سوال۔ مضمرات کو جمع کیوں لایا گیا۔

جواب۔ اس کے افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے جمع لایا گیا۔ کیوں کہ اس کے افراد سترہ ہیں۔

سوال۔ مضمرات مضمک کی جمع یا مضمرة کی بہر صورت اعراض سے خالی نہیں ہے اگر مضمک کی جمع کہا جاوے تو مضمرون و ادنون کے ساتھ ہونا چاہیئے اگر مضمرة کی جمع ہو تو اعراض یہ ہے کہ مضمرة یہ اسم کی صفت ہے ای اسم مضمک و اسم موصوف اور مضمرة صفت، صفت اور موصوف کے درمیان تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے اب مطابقت نہ ہوگی۔

جواب اول۔ موصوف مذکر لا یعقل کی صفت الف و تا کے ساتھ آتی ہے جیسے مضمک کی جمع مضمرات مرفوع کی جمع مرفوعات۔ منصوب کی جمع منصوبات مجرور کی جمع مجرورات۔

جواب دوم۔ یہ خلاف قیاس جمع ہے۔ جواب سوم۔ غیر ذوی العقول کی جمع الف و تا کے ساتھ آتی ہے جیسے کابلات کی جمع کابل اور خالیات جمع خالی کی

سوال۔ مضمک کی توفیق کیا ہے لغت و اصطلاحاً

جواب۔ مضمک اسمی لغوی پوشیدہ اسلئے دل کو ضمیر کہتے ہیں کیونکہ وہ پوشیدہ رہتا ہے اور اصطلاح نما میں ضمیر اس اسم کو کہتے ہیں جو شکم و مخاطب اور ایسے غائب کیلئے موضوع ہو جس کا مرجح لفظاً و معنایاً حکماً مذکور ہو مثال لعلی زید غلامہ یہاں کا مرجح زید ہے۔ لفظاً مذکور ہے۔ مثال مضمک کتبہ تعالیٰ اِعْدُوا هُوَ اقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ یہاں مرجح عدل جو بعد لو میں پوشیدہ ہے۔ مثال لعلی هُوَ تَائِبٌ تَائِبٌ وَابْتِغَا تَائِبٌ یہاں ہُو و عدا دونوں کا مرجح حکماً مذکور ہے جو زید و زینب کی طرف راجع ہے۔

نکتہ ۵۔ اولاً ضمیر دو قسم ہے اول متصل۔ دوم منفصل۔ متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ متصل ہو کر آوے جیسے ضربت وغیرہ۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ متصل نہ ہو جیسے انا و نحن و ایتنا وغیرہ پھر ضمیر تین قسم پر ہے ۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر منصوب (۳) ضمیر مجرور۔ ضمیر مرفوع اس کو کہتے ہیں جو ترکیب میں فاعل حقیقی یا حکمی واقع ہو۔ مثال فاعل حقیقی جیسے ضربت وغیرہ مثال فاعل حکمی جیسا کہ متبادر و خبر وغیرہ واقع ہوتا ہے۔ ضمیر منصوب اس کو کہتے ہیں جو ترکیب میں مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو۔ مثال حقیقی ضربتی و ضربنا ضربک وغیرہ مثال حکمی جیسا کہ اسم ان و خبر کان وغیرہ۔ ضمیر مجرور اس کو کہتے ہیں جو ترکیب میں مجرور یا مضاف الیہ واقع ہو جیسے لی۔ و غلامی وغیرہ۔

خلاصہ کلام۔ ضمیر مرفوع دو قسم پر ہوتا۔ اول مرفوع متصل۔ دوم مرفوع منفصل۔ مرفوع متصل وہ ہے جو کہ عامل کے ساتھ مل کر فاعل حقیقی یا حکمی ہو۔ مثال گذر گئی۔ مرفوع منفصل وہ ہے جو عامل سے جدا ہو کر فاعل حکمی واقع ہو۔ جیسا کہ انا زید وغیرہ۔ ضمیر منصوب بھی دو قسم ہے۔ اول منصوب متصل۔ دوم منصوب منفصل۔ منصوب متصل وہ ہے جو کہ عامل کے ساتھ مل کر مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو جیسے ضربتی و انہی وغیرہ۔ منصوب منفصل وہ ہے جو عامل سے جدا ہو کر مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو جیسا کہ ایامی۔ ضربت وغیرہ۔ ضمیر مجرور صرف متصل ہی ہوتی ہے منفصل نہیں ہوتی۔

سوال۔ ضمیر مجرور منفصل کیوں نہیں ہوتی ہے۔

جواب۔ عربی میں مضاف و مضاف الیہ اور جار مجرور کے درمیان فاصلہ واقع ہونا جائز نہیں اسلئے مجرور منفصل نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ مخیولوں کا قاعدہ مسئلہ ہے۔ لا منفصل بین الیاء والمجرور۔ بخلاف فارسیوں کے کیونکہ ان کے نزدیک جار مجرور کے درمیان فاصلہ واقع ہونا ممنوع نہیں اسلئے فارسی میں مجرور منفصل متصل ہوتا ہے۔ کمانی المصدر ایضاً

فائدہ نافع۔ نماہ کو فین وغیرہ ضمیر متکلم کو مخاطب پر اور ضمیر مخاطب کو ضمیر غائب پر مقدم کرتے ہیں اور یہ وجہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ وہ معرفہ و نکرہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں اب جو معرفہ میں اعلیٰ درجہ کا معرفہ ہے اس کو مقدم کرتے ہیں پھر میانہ کو پھر اسفل کو ذکر کرتے ہیں اب غور کرنا چاہیے کہ ضمیر متکلم عرف المعارف ہے اسلئے سب پر مقدم کیا پھر مخاطب کو غائب پر بخلاف بصریوں و صرفیوں کے کیونکہ وہ ضمیر غائب کو مخاطب پر اور مخاطب کو ضمیر متکلم پر مقدم کرتے ہیں اور وجہ بتلاتے ہیں کہ وہ تسبیل اور وہ فعل جو ضمیر بارز سے خالی ہو بحث کرتے ہیں اب ضمیر غائب کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ ضمیر بارز نہیں پھر ضمیر مخاطب میں اگرچہ وہ بارز ہے لیکن وہ ضمیر متکلم سے باعتبار تعدد کے زیادہ ہے اور زیادہ مستحق تقدیم ہے اسلئے مخاطب کو متکلم پر کیا۔ کذاتی شرح المصنف للکافیہ۔

سوال - مضاف نے اجمال میں ضمیر متصل کو کیوں مقدم فرمایا ہے۔ جیسا کہ انا دایا کی وغیرہ۔
 جواب - اوپر کی تعریف سے معلوم ہوا کہ ضمیر متصل متقل بنفہ ہے کیونکہ وہ خود بخود استعمال ہوتا ہے۔
 غیر کے ساتھ اتصال نہیں ہوتا ہے۔ بخلاف ضمیر متصل کے کیونکہ وہ متقل بنفہ نہیں بدوں ملائے اور
 کلمے کے متقل نہیں ہوتا ہے اسلئے متقل بنفہ کو غیر متقل بنفہ پر مقدم کرتے ہیں۔

سوال - تفصیل میں مرفوع کو منصوب پر اور منصوب کو مجرور پر کیوں مقدم کیا۔

جواب - ضمیر مرفوع یہ عمدہ ہے کیونکہ وہ مستدالیہ و جزو کلام ہوتا ہے۔ بخلاف ضمیر منصوب و مجرور کے
 کیونکہ وہ فضلہ ہے۔ یہ قاعدہ مستلزم ہے کہ عمدہ فضلہ پر مقدم ہوتا ہے اسلئے مرفوع کو منصوب اور مجرور پر
 مقدم کیا اور منصوب اگرچہ فضلہ ہے لیکن وہ فعل توی کا معمول اور تعداد میں ضمیر مجرور سے زائد ہے اسلئے
 ضمیر منصوب کو مجرور پر مقدم کیا۔ فاطمۃ عیلتہ من کتب النحو۔

جدول ضمائر مرفوعہ متصل

معنی	اہم ظاہر	مستتر	فعل ضمیر بارز	میسجنامانی	ترجمہ	اہم ظاہر	مستتر	فعل ضمیر بارز	میسجنامانی
مرا تو ایک عورت نے	x	x	تا	ضربت	مرا اس ایک مرد نے	"	"	x	ضرب
مرا تم دو عورتوں نے	x	x	تتا	ضربتا	مرا ان دو مردوں نے	x	x	الف	ضربا
مرا تم سب عورتوں نے	x	x	تن	ضربتن	مرا ان سب نے	x	x	دا	ضربوا
مرا میں ایک مرد یا میں ایک عورت نے	x	x	تا	ضربت	مرا اس ایک عورت نے	"	"		ضربت
مرا ہم دو مردوں یا ہم دو عورتوں نے	x	x	تا	ضربتا	مرا ان دو عورتوں نے	x	x	الف	ضربتا
مرا ہم سب عورتوں نے	x	x	تا	ضربتا	مرا ان سب عورتوں نے	x	x	نون	ضربن
مرا تم دو مردوں نے	x	x	تا	ضربتا	مرا تو ایک مرد نے	x	x	تا	ضربت
مرا تم سب مردوں نے	x	x	تا	ضربتا	مرا تم دو مردوں نے	x	x	تا	ضربتا
					مرا تم سب مردوں نے	x	x	تہ	ضربتم

ضرب زید و زید ضرب مذکورہ ترکیب پر قیاس کر لو۔ ضرب فعل الف ضمیر بارز ملامر فوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ
 فعلیہ خبریہ۔ ضربوا فعل واو ضمیر بارز ملامر فوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربت بند و ہند ضربت
 اسے بھی مذکورہ پر قیاس کرو۔ ضربت ضرب فعل تہ ضمیر مرفوع متصل ملامر فوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ

خبریہ۔ ضربن فعل نون ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربت فعل تار
 صمیب مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتھا۔ ضرب فعل تار ضمیر مرفوع متصل
 بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتم۔ ضرب فعل تم ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع
 فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربت۔ ضرب فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل
 فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتھا۔ ضرب فعل تار کی ترکیب مذکور ہو کر ضربتھا ضرب فعل تار ضمیر مرفوع متصل
 بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ضربتھا ضرب فعل تار ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع
 فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ضربتھا ضرب فعل تار ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ
 فعلیہ خبریہ۔

سوال۔ ضربت ضربت ضربت تامفتوح و مکسور و مضموم ہے اب ترکیب میں سب کو تار ضمیر کیوں کہنا
 کیوں کہ اس صورت میں سب ایک برابر ہوتا ہے۔

جواب۔ تار میں فتح و کسرہ و ضمہ ہوتا یہ لفظ فرق کے لئے اہل اصطلاح نے کئے درسنہ فی الحقیقت
 تاہی ہے اسلئے ترکیب میں حقیقت کا اعتبار کیا۔
 جواب دوم مذکور جو جواب ہوا وہ
 باعتبار صورت کے ہے اگر حقیقت کا اعتبار کیا جائے تب ظاہر ہو جاوے گا کیونکہ تار مضموم اصل میں تو
 تھا اور تار مکسور اصل میں تی تھا اور تامفتوح اصل میں تاتھی اب باعتبار اصل باہم فرق ہو گیا اور تخفیف
 کے قصد سے تو کا دوتی کی بار کو حذف کر ڈالا، از بڑا حضور۔

جدول فعل مضارع

صیغہ مضارع	بارز	مستتر	اہم ظاہر	معنی	صیغہ مضارع	بارز	مستتر	اہم ظاہر	صیغہ مضارع
يَضْرِبُ	×	×	×	ارتا ہے یا مارے گا	تَضْرِبَانِ	×	×	×	مارتے ہو یا مارو گے تم دو مرد
يَضْرِبَانِ	×	×	×	مارتے ہیں یا مارے گا دو مرد	تَضْرِبُونَ	×	×	×	مارتے ہو یا مارو گے تم سب مرد
يَضْرِبُونَ	×	×	×	مارتے ہیں یا مارے گا وہ سب	تَضْرِبِينَ	×	×	×	مارتی ہے یا مارے گی تو ایک عورت
تَضْرِبُ	×	×	×	مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک	تَضْرِبَانَ	×	×	×	مارتی ہو یا مارو گی تم دو عورتیں
تَضْرِبَانِ	×	×	×	مارتے ہیں یا مارے گا وہ سب	تَضْرِبِينَ	×	×	×	مارتی ہو یا مارو گی تم سب عورتیں
يَضْرِبِينَ	×	×	×	مارتی ہیں یا مارے گی وہ عورتیں	أَضْرِبُ	×	×	×	مارتا ہوں یا مارو گا میں ایک مرد
تَضْرِبُ	×	×	×	ارتا ہے یا مارے گا تو ایک مرد	تَضْرِبُ	×	×	×	مارتے ہیں یا مارے گے ہم دو مرد یا ہم سب

یضرب زید۔ ویضرب ای ہو فعل الف فاعل فعل بفاعل ملکہ جملہ فعلیہ۔ فعل واو ضمیر فاعل فعل فاعل ملکہ جملہ فعلیہ۔
 قُرب بند و تضرب ای ہی فعل الف فاعل فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل نون فاعل فعل و فاعل ملکہ جملہ
 فعلیہ فعل انت ضمیر مستتر فاعل فعل فاعل ملکہ جملہ فعلیہ فعل الف فاعل فعل فاعل ملکہ جملہ فعلیہ۔
 فعل واو فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل یا ضمیر بارز فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل الف فاعل فعل
 فاعل ملکہ جملہ فعلیہ فعل نون فاعل فعل فاعل ملکہ جملہ فعلیہ فعل انا فاعل فعل فاعل ملکہ جملہ فعلیہ فعل نحن
 فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ۔

نکتہ :- بندہ نے مذکورہ صیغوں کی ترکیب مختصراً کیا ورنہ ہر ایک ضمیر بارز میں یہ عبارت لکھنا
 ضروری ہے۔ ضمیر مرقوع متصل بارز محلاً مرقوع فاعل،
 الحاصل۔ مضارع میں واحد مذکر غائب و مؤنث غائب کا فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو ضمیر مستتر ہوگا
 ورنہ اسم ضمیر مستتر ہوگا جیسا کہ مثال مذکور سے معلوم ہوا۔

جدول ضما شہ فعل

صیغہ	مستتر	بارز	اسم
ضارِبٌ	..	x	هو
ضارِبَانِ	..	x	هُمَا
ضَارِبُونَ	..	x	هُمُ
ضَارِبَةٌ	..	x	هِيَ
ضَارِبَاتٍ	..		هُنَّ
ضَارِبَاتٌ	..	x	هُنَّ

ترتیب ضارِبٌ ای هو ضارب شہ فعل ہونا فاعل
 ۱۲ زید ان ضارِبَانِ ای ہما۔ الزیدان مبتدا ضارِبَانِ شہ فعل ہما
 ۱۳ زیدون ضارِبُونَ ای ہم ضمیر مرقوع متصل محلاً مرقوع فاعل شہ فعل
 نہیب ضارِبَةٌ ای ہی او فاعل مل کر خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ
 اینتان ضارِبَاتٍ ای ہا خبر یہ ہوا
 اِنشاء ضارِبَاتٍ ای ہن اور باقی کو اسم پر قیاس کرو۔

نکتہ :- اسم مفعول و صفت مشبہ و اسم تعین و غیرہ کو اسم فاعل پر قیاس کر لو۔
 نکتہ اگر شہ فعل کے شروع میں ضمیر مخاطب یا ضمیر متکلم مذکور ہو تو وہ ضمیر مخاطب و متکلم
 اس شہ فعل میں مقدر مانا جاوے ماقبل کی تابعداری کے اعتبار سے جیسے انا ضارِبٌ ای انا
 یعنی ضارِبٌ میں انا پوشیدہ ہے و انت ضارِبٌ ای انت جیسے نحمدہ مصلیا میں نحن ضمیر مستتر ہے مصلیا
 شہ فعل میں۔

سوال۔ شبہ فعل کے اندر ضمیر مسترمانے میں ما قبل کی تابعداری کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ شبہ فعل میں مستقلاً ضمیر نہیں بلکہ ما قبل کی رعایت سے ضمیر کو عاریتہ لیا جاتا ہے بخلاف ام ظاہر کے اگر شبہ فعل کے ما قبل ام ظاہر ہو تو شبہ فعل ضمیر غائب مقدر مانا جاوے گا کیوں کہ اسم ظاہر بمنزلہ غائب کے ہے جیسے نقشہ میں مذکور ہوا۔

سوال۔ ام فاعل میں الف و واو جیسے فاعلانِ فاعلون وغیرہ کیوں ضمیر نہیں ہوتا مثل فعل کے۔

جواب۔ ضمیر اس شئی کو کہتے ہیں جو کسی حالت میں تغیر و تبدل کو قبول نہ کرے اب فاعلان کا الف اور فاعلون کا واو حالتِ نصب و جر میں یاہ کے ساتھ بدل جاتا ہے جیسا کہ رایت فاعلین و مررت فاعلین اگر الف واو ضمیر ہوتا تو تغیر نہ ہوتا مگر بعض شارحین نے الف واو اسم فاعل فعل کے الف و واو کو ضمیر پر قیاس کر کے فاعل کہہ دیا یہ محض غلط ہے کہا ہوا لفظ ہے۔ جیسا کہ قاعدہ مستدر ہے الضمیر لا یتغیر وکل شئی یتغیر فلا ضمیر قط۔ یعنی ضمیر کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوتی ہے۔ اور جو شئی تغیر و تبدل ہو وہ ضمیر نہیں پس معلوم ہوا الف و واو ام فاعل ضمیر نہیں۔ کذا فی کتب النحو۔

نقشہ ضمائر منفصلہ

ضمائر	معنی	صیغہ
أَنَا	میں ایک مرد یا ایک عورت	واحد مذکر و مؤنث
نَحْنُ	ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	جمع متکلم
أَنْتَ	تو ایک مرد	واحد مذکر حاضر
أَنْتِ	تم دو مرد	ثنیۃ مذکر حاضر
أَنْتُمْ	تم سب مرد	جمع مذکر حاضر
أَنْتِ	تو ایک عورت	واحد مؤنث حاضر
أَنْتُمْ	تم دو عورتیں	ثنیۃ مؤنث حاضر
أَنْتُنَّ	تم سب عورتیں	جمع مؤنث حاضر
هُوَ	وہ ایک مرد	واحد مذکر غائب
هِيَ	وہ دو مرد	ثنیۃ مذکر غائب
هُمْ	وہ سب مرد	جمع مذکر غائب
هِيَ	وہ ایک عورت	واحد مؤنث غائب
هُمَا	وہ دو عورتیں	ثنیۃ مؤنث غائب
هُنَّ	وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب

نکات

پوشیدہ نہ رہے کہ انت سے انتن تک نماۃ کا اختلاف ہے۔ بھریوں کے نزدیک لفظ ان ضمیر ہے اور لفظ تار کو مرجع واحد و ثنیۃ و جمع مذکر و مؤنث پر دلالت کرنے کیلئے لایا یہ مذہبِ ادنیٰ ہے۔ جیسا کہ علامہ کاشانی نے اس مذہب کو اختیار فرمایا اور کہا وَالضَّمِيرُ مِنْ أَنْتَ إِلَى أَنْتُنَّ هُوَ أَنْ أَجْمَاعًا لِلْبَصْرَيْنِ وَالْحُرُوفُ الْأَوَّلِيَّةُ وَالْجَمْعُ دَالَّةٌ عَلَى أَهْوَالِهِ مِنَ الْأَفْئِدِ وَالْثَنِيَّةِ وَالْجَمْعِ وَالتَّذْكِيرِ وَالتَّأْنِيثِ۔ اور کو فیان و ابن کسینان کے نزدیک ضمیر لفظاً تا ہے۔ جو ضربت و ضربتاً الخ میں ہے اب انفصال کے قصد سے لفظاً ان کو تار پر زیادہ کیا انت و انتن وغیرہ ہوا اور فرا کے نزدیک انت سے انتن تک سب مجموعاً کر ضمیر ہے کذا فی حاشیۃ الفیہ قاعدہ اگر ہو سے ہن تک ان کی شروع میں کسرہ و یا ہ ہو تو لفظاً ہو کی یاہ پر منہ پڑھا جاوے اور اگر ما قبل کسرہ یا یاہ

ہو اسوقت لفظا بار پر کسرہ پڑھا جاوے مثال ضمہ کے - کد - لہما - لہد - لہا - لہما - لہمن - مثال
 کسرہ پہ بہا بہم - بہا بہا بہن -
 قول - چہاؤہ منصوب متصل منصوب متصل کی تعریف اوپر مذکور ہوئی -

نقشہ ضماائر منصوب متصل

فہام	صیغہ	معنی	فہام	صیغہ	معنی
ضربنی	یا واحد متکلم	مارا اس نے مجھ کو	ضربکین	کن جمع مؤنث حاضر	مارا اس نے تم سب کو
ضربنا	ناہ جمع متکلم	مارا اس نے ہم کو	ضربہ	ہا واحد مذکر غائب	مارا اس نے ایک مرد کو
ضربتہ	واحد مذکر حاضر	مارا اس نے تجھ کو	ضربہما	ہما تثنیہ مذکر غائب	مارا اس نے دو مرد کو
ضربکما	کما تثنیہ مذکر حاضر	مارا اس نے تم دونوں کو	ضربہم	ہم جمع مذکر غائب	مارا اس نے ان سب کو
ضربکم	کم جمع مذکر حاضر	مارا اس نے تم سب مرد کو	ضربہا	ہا واحد مؤنث غائب	مارا اس نے ایک عورت کو
ضربتہ	واحد مؤنث حاضر	مارا اس نے تجھ ایک عورت کو	ضربہما	ہما تثنیہ مؤنث غائب	مارا اس نے ان دو عورتوں کو
ضربکما	کما تثنیہ مؤنث حاضر	مارا اس نے تم دو عورتوں کو	ضربہن	ہن جمع مؤنث غائب	مارا اس نے ان سب عورتوں کو

ترکیب ہے - ضربنی - ضرب فعل ہو مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل نون وقایہ یاے متکلم ضمیر منصوب متصل محلا
 منصوب مفعول بہ ضرب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا - ضربتہ - ضرب فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر
 محلا مرفوع فاعل نا منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ - ضربتہ فعل ضمیر ہو
 فاعل طریقہ مذکورہ پرکت ضمیر منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ -
 ضربکما - ضرب فعل ضمیر ہو فاعل بطریقہ مذکورہ کما ضمیر منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
 ضربکم - ضرب فعل ضمیر ہو فاعل بطریقہ مذکورہ کم ضمیر منصوب متصلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ -
 نکتہ - ضربک سے ضربکن کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو - ضربتہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل
 نا منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ - ضربہم فعل ضمیر ہو مرفوع متصل محلا
 مرفوع فاعل ہما منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ - ضربہم فعل ضمیر ہو
 فاعل ہم ضمیر منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ -
 نکتہ - ضربہا سے ضربہن تک کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو -

سوال۔ ضربنا ضمیر مرفوع متصل اور منصوب متصل میں جیسے ضربنا سے صورتۃ القیاس ہوتا ہے اب دونوں کے درمیان کیا فرق۔

جواب۔ دونوں کے درمیان لفظاً و معنی دونوں طرح فرق ہے لفظاً یہ کہ مرفوع متصل میں نا ضمیر سے پہلے ساکن ہے ضربنا بسکون بار۔ اور منصوب متصل میں نا ضمیر کے پہلے فتح ہے کیونکہ وہ صیغہ تائبہ واحد مذکر غائب ہے وہ ہمیشہ بنی علی الفتح ہوتا ہے جیسے ضربنا معنی یہ ہے کہ مرفوع متصل میں نا ضمیر سند البیہ و فاعل ہوتا ہے بخلاف منصوب متصل کے اس میں نا ضمیر مفعول ہے وہ فضله ہوتا ہے کذا فی الفوائد الضیائیہ۔

فائدہ۔ وہ ضمیر منصوب متصل جو عامل نائب حروف کے ساتھ مل کر آوے وہ یہ ہے اتنی اتنا انک انکما انکم۔ انک۔ انکما۔ انکن۔ انہ۔ انہما۔ انہم۔ انہا۔ انہا۔ انہن۔

قولہ۔ ضمیر منصوب متصل اسکی تعریف گذر گئی مثال جیسے آیاک ضربت دینی خاص کر میں نے تھکوا مارا، ترکیب۔ ضربت فعل تا ضمیر فاعل آیاک ضمیر منصوب منفصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ و قس الباقی علی ہذا

جدول منصوب منفصل

صماثر	صیغہ	معنی	صماثر	صیغہ	معنی
ایاتی	واحد متکلم	خاص کر میں ایک مرد یا عورت یا ہم دونوں	ایاکن	جمع مؤنث حاضر	خاص کر تم سب عورتوں کو
ایانا	جمع متکلم	ہم دو مرد یا دو عورتوں کو یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتوں کو	ایاکا	واحد مذکر غائب	خاص کر اس ایک مرد کو
ایاک	واحد مذکر حاضر	خاص کر تجھ ایک مرد کو	ایاھما	تثنیہ مذکر غائب	خاص ان دو مردوں کو
ایاکما	تثنیہ مذکر حاضر	خاص کر تم دو مرد کو	ایاھن	جمع مذکر غائب	خاص کر اس ایک عورت کو
ایاکم	جمع مذکر حاضر	خاص کر تم سب مرد کو	ایاھا	واحد مؤنث غائب	خاص کر ان دو عورتوں کو
ایاک	واحد مؤنث حاضر	خاص کر تجھ ایک عورت کو	ایاھما	تثنیہ مؤنث غائب	خاص کر ان دو عورتوں کو
ایاکما	تثنیہ مؤنث حاضر	خاص کر تم دو عورتوں کو	ایاھن	جمع مؤنث غائب	خاص کر ان سب عورتوں کو

ضمیر منصوب منفصل اس کو کہتے ہیں جو فعل سے علیحدہ ہو کر مفعول بہ واقع ہو جیسے آیاک ضربت (خاص کر میں نے تھکوا مارا) ترکیب۔ ضربت فعل تا ضمیر فاعل کاف خطاب ضمیر منصوب منفصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اس پر باقی ترکیب کو قیاس کر کے نکالا جاسکتا ہے۔

فائدہ ۷ - آیاتی سے ایساں تک ان ضمائر میں شامہ کا اختلاف ہے جیسا کہ رضی میں مذکور ہے۔ اختلاف یہ ہے سیویہ و خلیل و انخس و نازنی و ابو علی سب کے نزدیک ایساں ضمیر ہے اختلاف کی، ذناک، دکھا، وغیرہ سیویہ کے نزدیک ی سے ہن تک سب حروف ہیں جو تثنیہ و جمع و تذکرہ و تانیث و حاضر و تکلم و غائب پر دلالت کرتے ہیں و خلیل و نازنی و انخس کے نزدیک آیاتی سے آیائیں تک اسم ہے ترکیب میں مضاف الیہ واقع ہوا ایساں اسم مضاف کا مگر ان حضرات کا قول ضعیف ہے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے المضمرا لایضاف لہی ضمیر کو اضافت نہیں کیا جاسکتا ہے اور زجاج و سیرانی کے نزدیک ایساں اسم مضاف ہے مضاف ہے یار و نا ضمیر کی طرف مضاف ہوا دونوں ملکر ضمیر ہوا لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ دنیا میں ایساں اسم ظاہر نہیں جو ضمیر کے ساتھ تعلق ہو بعض کو فیوں و بصروں اور ابن کبیر فرماتے ہیں کہ یار و نا ہر دو کم و غیرہ جو آخر میں لگتا ہے وہ ضمیر ہے کیونکہ یا و تار وغیرہ کو جدا کیا جاسکتا ہے اور آیا کو انفصال کی وجہ سے لایا گیا اور بعض کو فین کے نزدیک مجرور مل کر ضمیر ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ مذہب اولیٰ یہ ہے کہ آیا کو ضمیر کیا جائے۔ کذا فی النور و الشریفۃ و الفوائد الضیائیہ۔ اللہم وفق لحفظ ہذا التعریف توفیقاً کاملہً۔

قولنا ضمیر مجرور متصل اسکی تعریف مذکور ہو گئی۔

جدول ضمائر مجرور متصلہ

ضمائر	مثال اصناف	ضمائر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لی	غلاہی	واحد متکلم	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لنا	غلامنا	جمع متکلم	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لک	غلامک	واحد مذکر حاضر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لکمما	غلامکمما	تثنیہ مذکر حاضر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لکم	غلامکم	جمع مذکر حاضر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لک	غلامیک	واحد مؤنث حاضر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر
لکما	غلامکمما	تثنیہ مؤنث حاضر	صیغہ	مثال اصناف	ضمائر

فائدہ ۸ - سوال - ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل صورتہ ایک ہو جاتی ہے اب دونوں کے درمیان کیا فرق ہے جواب - دونوں کے درمیان فرق یہ ہے منصوب متصل فعل کے ساتھ آتی ہے اور مجرور متصل حرف و مضاف کے ساتھ آتی ہے کذا فی عربی بول چال۔

فائدہ دوم اگر لام جبر اسم ضمیر پر داخل ہو تو وہ لام مفتوح ہوتا ہے ورنہ مجرور جیسا کہ لنا۔ لک وغیرہ زید

قوله دوم اسمائے اشارات ذواذان الہ اسماریہ اسم کی جمع اشارات جمع ٹونٹ ہے اشارہ کے معنی لٹوی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنا اور اصطلاح نجات میں اسم اشارہ اس اسم کو کہتے ہیں جو تعین اشاریہ کے لئے موزوں ہے ایسا اشارہ جو حسی ہو جو اعضاء انسانی و جوارح کے ساتھ ہو یعنی ہاتھ سمجھ پیر وغیرہ سے اشارہ کیا جاوے جیسا کہ افضل الشارحین نے فرمایا اشارہ سے حسیۃ بالجوارح والاعضاء اشارہ کرنا۔

سوال۔ اسم اشارہ کی تعریف جامع نہ ہو کیونکہ مضمرات و مشکلم و مخاطب و غائب تو بھی معنی اشاریہ اور اسم ظاہر نکرہ کو ہر ایک فرد غیر کے لئے جنس اور اسم ظاہر موزوں کو فرد معین کے اشاریہ کے لئے وضع کیا۔ ضمائر دائم ظاہر خواہ موزوں ہو یا نکرہ اسم اشارہ ہونا لازم آوے گا۔

جواب۔ اشارہ سے مقصود اشارہ حسی جو اعضاء انسانی و جوارح کے ساتھ ہو اب ضمائر دائم ظاہر وغیرہ خارج ہو گئے کیونکہ ان چیزوں میں اشارہ حسی نہیں۔ کذاتی الغرض۔

سوال۔ اسم اشارہ کے معنی ہونے کی کیا وجہ ہے

جواب۔ معنی اصل کے ساتھ مشابہت۔

سوال۔ اسم اشارہ معنی اصل کے ساتھ کس طرح مشابہت رکھتا ہے۔

جواب۔ اسم اشارہ اشاریہ کی طرف محتاج ہوتا ہے حروف جیسا کہ دو سے کلمہ کی طرف محتاج ہے اس وجہ سے حرف کے ساتھ نفس احتیاج میں مشابہ ہے۔ حروف جیسا کہ معنی ہے اسم اشارہ بھی معنی ہوگا۔

نقشہ اسمائے اشارات

اسما اشارات	حالت رفع	حالت نصب	حالت جر	حالت تفعیل	حالت تفعیل	حالت نصب	حالت جر	حالت تفعیل	حالت تفعیل
ذ	۔	۔	۔	تھی	واحد مذکر	۔	۔	۔	واحد ٹونٹ
ذان	۔	×	×	تین	تثنیہ مذکر	×	×	۔	۔
ذین	×	۔	۔	و تعین	۔	۔	۔	×	تثنیہ ٹونٹ
تاوتہ	۔	۔	۔	اولاد	واحد ٹونٹ	۔	۔	۔	جمع مذکر اکثر
فہ ذی	۔	۔	۔	اولاد	۔	۔	۔	۔	جمع ٹونٹ اکثر

فائدہ۔ ذان و ذین و تان و تین کو بعض عرب قرار دیتے ہیں بوجہ تغیر ہونے صورت ان کی حالت نصب و جر میں لیکن یہ مذہب ضعیف ہے اور اس کے جواب میں جہور فرماتے ہیں مذکورہ چاروں عرب نہیں ہے بلکہ معنی ہے کیونکہ علت معنی ابھی بھی موجود ہے یعنی مشابہ بالحواف کما ذکر اور جو صورتہ تغیر ہوا وہ عامل کے ذریعے نہیں

بلکہ اولاً وضع نے ان کو اسی طرح وضع کیا۔ اور بعض نے ذان کو تینوں حالت میں مستعمل ہونے کی تصریح فرمائی
 کذاتی الفوائد الضیائیہ۔ فائدہ دوم تی میں الف یا کے ساتھ بدل ڈالا دیا ہی تہ میں ک الف سے و ذہ و تہی
 میں الف کو ہینی بار و بار کے ساتھ بدل ڈالا ذی و تہ ہوا اور بعض کے نزدیک الف بار سے بدلا اشباع کیلئے
 یا تے معروف کو زائد کیا ذہ و تہ ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ذہ و تہ و تہا و او دوم کو خلاف قیاس حذف
 کر آیا اب ذو و او ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف کے ساتھ بدل ڈالا ذہ ہوا۔ اور بعض حضرات اعتراض
 کرتے ہیں کہ اگر ذو و تہا تو اس کا تشبیہ ذو و ان مثل عصوان آتا اس کا جواب یہ فرماتے ہیں کہ عصا
 ام شگن اور ذام غیر شگن اب ام شگن کو غیر شگن پر قیاس کرنا صحیح الفارق ہے۔

اور بعض کے نزدیک ذہ۔ ذہنی تھا آخری ثنی کو حذف کر دیا یا کہ الف کے ساتھ بدل ڈالا ذہ ہوا۔
 فائدہ سوم۔ واضح ہو کہ تم و ہن بضم ہا و تخفیف النون یا تو بشدید النون۔ و ہن بفتح ہا و بشدید النون ثنی
 اکثر الاستعمال و ثنی بعض الاستعمال بحسب الہام بھی آیا یہ دونوں اسم اشارہ مکان کے لئے حقیقتہً مستعمل ہوتا
 ہے اور کبھی مجازاً غیر مکان کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ ہٰذَا مَکَانَہُ اٰیٰتِہِمْ اٰیٰتِہِمْ
 قریب کے واسطے ہناک متوسط کے لئے اور ہنالک مکان بعید کے لئے ہن و ہن کے سوا جتنے اسم اشارہ
 ہیں سب مکان و غیر مکان دونوں کے واسطے مستعمل ہوتے ہیں۔ رایت ہٰذَا الْمَکَانَہُ صَحَّتْ ہٰذَا الزَّیَانَہُ۔

قاعدہ ۱۰۔ اسم اشارہ ذاقرب کے واسطے اور ذاک متوسط کے واسطے اور ذلک بعید کے واسطے
 ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قلت حروف اشارہ قریب پر اور متوسط حروف اشارہ متوسط پر اور کثرت حروف
 اشارہ بعید پر دلالت کرتے ہیں

فائدہ ۱۰۔ اشارہ بعید و قریب ہونے میں نحاۃ کا اختلاف ہے۔ مذہب اول۔ اسم اشارہ قریب و بعید
 کے لئے خاص نہیں بلکہ ایک دوسرے کی جگہ میں مستعمل ہوتا ہے۔ مذہب دوم اگر اسم اشارہ لام و کاف
 سے خالی ہو تو اشارہ قریب کی واسطے اور کاف و لام یا حرف کاف کے ساتھ ہو تو اشارہ بعید کے لئے ہے
 مذہب سوم۔ جو مصنف نے اختیار فرمایا یعنی اگر کاف لام حال ہو اشارہ قریب کے لئے ہے اگر حرف کاف کے
 ساتھ ہو تو اشارہ متوسط کے لئے مگر کاف و لام کے ساتھ ہو تو اشارہ بعید ہے۔

قاعدہ ۱۱۔ اسم اشارہ پر کبھی حرف تنبیہ بار کو زیادہ کی جا تلے ہے جو وقت میں اس کے شروع میں لام نہ ہو
 کیونکہ لام عوض حرف تنبیہ ہے اگر لام پر ہائے تنبیہ کو لایا جاوے تو عوض و عوض غنہ کا جمع ہونا لازم آوے گا
 وہ جائز نہیں۔ حرف تنبیہ لانے سے غرض یہ ہے کہ اسم اشارہ سے مقصود مخاطب کو خبر دہا کرنا حرف تنبیہ
 بھی تنبیہ کے لئے اب جب کہ اشارہ پر حرف تنبیہ داخل کیا جائیگا تو اس وقت تنبیہ علی البتہ ہوگی۔ تاکہ
 متکلم اپنے مقصود اصلی سے غافل ہو کر محروم نہ رہے جیسے ہٰذَا وَہٰذَا بِن وَہٰذَا وَہٰذَا۔

قاعدہ کا۔ کبھی اسم اشارہ کے آخر حرف خطاب اثنیٰ ک۔ کما۔ کم۔ یک۔ کما کون لائحہ کرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ
حرف خطاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مخاطب واحد مذکر ہے یا تنبیہ مذکر یا جمع مذکر نہ کہ مشار الیہ
کے لئے آتا ہے جیسے قرآن حکیم میں موجود ہے اولیک میں مشار الیہ جمع ہے لیکن مخاطب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک ہے اسلئے کاف خطاب واحد کو لایا اگر اعتبار مشار الیہ ہوتا تب جمع لاتا۔
نکتہ۔ مشار الیہ اس کو کہتے ہیں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جیسا کہ ہذا، زید میں زید مشار الیہ
ہے جو اشارہ کرنے والا ہے اس کو مشیر کہتے ہیں۔

سوم اسمائے موصولہ۔ الذی واللذان واللذین واللذین والذی والذین والذین وما ومن
واقی وایۃ والف ولام بمعنی اللذی در اسم فاعل واسم مفعول چوں الضارب والمضروب
وزو بمعنی الذی در لغت بنی طمی نحو جار فی ذوضربک۔ بدل کہ ای وایۃ معرب ست
چہارم اسمائے افعال وال بر دو قسم ست اول بمعنی امر حاضر چوں دُوید وَنَبَّهْ وَحَتَمَلْ وَهَلَمْ
دوم بمعنی فعل ماضی چوں هَيَّجَتْ وَشَتَّانْ۔ پنجم اسمائے اصوات چوں اُحْ اُحْ اُحْ اُفْ اُفْ اُفْ
وَنَحْ وَغَاقْ۔ ششم اسمائے ظروف طرف زماں چوں اِذْ
۱ میں ومذ ومند و قضا و عوض و قبل و بعد و قینکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف
منوی باشد۔ ظرف مکان چوں حیث و قد ام و تحت و فوق و قینکہ مضاف باشند
و مضاف الیہ محذوف منوی باشد ہفتم اسمائے کنایات چوں کم و کذا۔ کنایت از عدد و کیرت
و ذیت۔ کنایت از حدیث ہشتم مرکب بنالی چوں اَحْسَدُ شَرُّ

تشریح :- سوم اسمائے موصولہ۔ اسم غیر متمکن کا تیسرا قسم اسمائے موصولہ ہے۔ اسم موصول اس اسم
کو کہتے ہیں جو بغیر صلہ کسی جملہ کا جزو تام یعنی مسند الیہ و مسند مثل فاعل و مفعول بہ و مبتدا و خبر وغیرہ
نہ ہو سکے جیسے قام الذی یہاں مثال مذکور میں الذی قام کا مطلق جزو ہوا بظاہر لیکن جزو کامل یعنی
فاعل نہ ہو سکا کیونکہ الذی اسم موصول ہے اور اسم موصول بدون صلہ کے جزو کامل مثل فاعل وغیرہ
نہیں ہو سکتا ہے بخلاف قام الذی ضربتہ میں جو الذی ہے وہ فاعل واقع ہو سکتا ہے کیونکہ صلہ جملہ ہوا
کما ہوا الظاہر۔

سوال۔ صلہ کے معنی لغوی و اصطلاحی کیا ہیں۔

جواب - صلہ کے معنی لغوی ربط دینا جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ صلہ رحمی کرنا واجب ہے یعنی رحمی ربط کو باقی رکھنا واجب ہے۔ اور اصطلاح نحو میں صلہ اس جملہ خبریہ کو کہتے ہیں جو اسم موصول کے بعد واقع ہوتا ہے اور اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اس ضمیر کو عائد کہتے ہیں جیسا کہ جبارنی الذی ضربتہ میں الذی اسم موصول ضربتہ صلہ اور ہ ضمیر عائد ہے راجع ہے الذی کی طرف۔

سوال - صلہ کے لئے جملہ خبریہ کو شرط کو کیوں قرار دیا۔

جواب - صلہ ہونے کیلئے متحقق الوقوع اور ثبوت بنفسہا ضروری ہے اور یہ جملہ خبریہ میں پایا جاتا ہے بخلاف جملہ انشائیہ کے کیونکہ وہ متحقق الوقوع و ثبوت بنفسہا نہیں کیونکہ جملہ انشائیہ اکثر زمانہ استقبال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جملہ انشائیہ کی بحث گذر گئی اسلئے جملہ انشائیہ صلہ و خبر و صفت و حال وغیرہ واقع نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال - صلہ میں ضمیر عائد کی کیا ضرورت ہے۔

جواب - صلہ موصول کے درمیان ربط ہونا ضروری ہے اب صلہ جو کہ جملہ خبریہ ہے وہ مستقل ہونے کی حیثیت سے اسم موصول کے ساتھ مربوط نہیں اسلئے ایک ضمیر لاکر موصول و صلہ کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں اسلئے رابطہ کی ضرورت ہے۔

سوال - اسم موصول مبنی کیوں ہوا۔ جواب اسم موصول صلہ کی طرف محتاج ہوتا ہے بدوں صلہ نام تمام رہا ہے مثل حروف کے حروف بھی اپنے معنی پر دلالت کرنے کیلئے دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ اب نفس محتاج ہونے میں حروف کے ساتھ مشابہ ہے۔ اب حروف جیسا کہ مبنی ہے اسکی ساتھ شائبہ رکھنے والا بھی مبنی ہوگا۔ اسلئے اسم موصول بھی مبنی ہوا۔

نکتہ - نا چیز نے مبتدیوں کے ذہن نشینی کے لئے اسمائے موصولہ کی حالتوں کو نقشہ کی صورت سے لکھوایا ہے۔ فاحفظہ۔

اسمائے موصول	معنی	حاشیہ	حاشیہ	حاشیہ	اسم موصول	معنی	حاشیہ	حاشیہ	حاشیہ
الَّذِي	وہ ایک مرد جو واحد مذکر	•	•	•	اللاتي	وہ سب مرد جو جمع مؤنث	•	•	•
الَّذَانِ	وہ دو مرد جو تثنیہ مذکر	•	•	•	اللاتي واللاتي	چھ ٹوٹ کے لئے	•	•	•
الَّذِينَ	وہ دو مرد جو تثنیہ مذکر	•	•	•	مَنْ	وہ شخص ہر حالت	•	•	•
الَّذِينَ	وہ سب مرد جو جمع مذکر	•	•	•	مَا	وہ چیز جو	•	•	•
الَّتِي	وہ ایک عورت جو واحد مؤنث	•	•	•	مَا	وہ چیز جو	•	•	•
الَّتَيْنِ	وہ دو عورت جو تثنیہ مؤنث	•	•	•	مَا	وہ چیز جو	•	•	•
الَّتَيْنِ	وہ دو عورت جو تثنیہ مؤنث	•	•	•	مَا	وہ چیز جو	•	•	•

نکتہ۔ بعض نماة في الذان والذین واللذان والذین کو عرب میں سے سمجھا لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ اسکی عبارت
اسم اشارہ ذان و ذین میں مذکور ہوئی۔

قولہ ما وئن۔ فائدہ واضح ہو کہ ما و قسم پر ہے (۱) ما اسبقہ (۲) ما حرفیہ۔ ما اسبقہ جو اسم موصول کی جگہ میں
واقع ہو سکے وہ چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ (۱) موصول عَزَفَتْ مَا اسْتَقْبَاهُ رَجُلٌ یَہِیْئُ اَنَا مِیْنُ لَیْسُ
چیز کو جو میں نے خریدیا یہاں ما اسم موصول ہے (۲) ما استقبایہ جیسے ما عندک رتیرے پاس کیا ہے (۳)
شرطیۃ ما تفتح اصنع (جو تو کرے گا) میں بھی کروں گا (۴) ما صفت جو مفرد بھی ہو سکتی ہے جیسے مررتُ بنا
عجب لک رہی ایسی چیز کے ساتھ گذرا ہوں جو تجھ کو تعجب میں ڈالنے والا ہے یا صفت جملہ ہو جیسے قولنا

سُ بَمَاتِ كَرِيحًا الْفُؤَسُ مِنَ الْاَمْرِ لَمَّا فُرِجَتْ كَحَلِّ الْعُقَالِ

ای رب شئی نكرة الفؤس یعنی حوادث میں سے بہت ایسی چیزیں ہیں جو فؤس مکر وہ سمجھتے ہیں حالانکہ
ان حوادث زمانہ کے لئے اوٹنی کی رسی کی کشا دل کی مانند کشا دل سے یہاں نکرہ تمام جملہ ہو کر یاکی صفت
واقع ہوا۔ (۵) ما تار یعنی، رت وصلہ وغیرہ کی طرف متوجہ نہ ہونا یعنی شئی کے معنی میں ہوگا مگر سیوریہ
کے نزدیک ما تار یعنی شئی ہوگا جیسے فتحا ہی ای نم شئی ہی یا نم شئی ہی۔ (۶) ما صفت جیسے اقررت

بما قاما۔ ای اقررتا کا بلا۔ (۷) کمال طور پر قرأت پڑھ تو اور ما حرفیہ چند قسم پر ہے (۱) ما تار فاعل جو اسم
پر داخل ہو غالب جیسا کہ ما زید قائما (۲) ما مصدریہ جیسے ما دام (۳) ما کاتہ جیسے انا ما (۴) ما تار فاعل
پر داخل ہو جیسے ما ضرب (۵) ما زائد جیسے اذما تخرج اخبرج۔ من بھی چند قسم پر ہے (۱) من
موصول جیسے اگر مت من جار عندک را کرام کیا میں نے اس شخص کا جو تیرے پاس ہے۔ (۲) من شرطیہ
جیسے من تغرب ارب رجس کو تو مارے گا میں بھی مدونگا (۳) من استقبایہ جیسے من عندک رتیرے پاس کون
ہے۔ (۴) من موصوفہ اسکی صفت مفرد بھی ہوتی ہے اور جملہ بھی ہوتی ہے مفرد کی مثال کفی بنا فضلا علی من
غیرونا دہم کو کافی ہے وہ فضل جو ہمارے غیر پر ہے یا تو جملہ ہوں جارک فدا اگر مت یعنی وہ شخص جو
تیرے پاس ہے اگر ام کیا میں من تارہ صفت کے لئے مستعمل نہیں ہوتی ہیں مگر ابو علی کے نزدیک من
نکرہ موصوفہ کے لئے بھی مستعمل ہوتی ہے اور کو بیان من کو حرف زائد کہتے ہیں ۱۲ کذانی حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ

اللهم افضر لکاتبها و مولفها و قارئها و لمن سغى اليها برحمتك يا رحمن الواسعین ۱۲

قولہ ای وایۃ واضح ہو کہ ای وایۃ کی چار حالت ہے (۱) ای وایۃ مضاف نہ ہو اور مصدر صلہ مذکور ہو۔
(۲) ای وایۃ مضاف نہ ہو اور مصدر بھی لومز کو نہ ہو (۳) ای وایۃ مضاف ہو اور مصدر صلہ مذکور ہو اب مذکورہ
تینوں صورتوں میں ای وایۃ معرب ہوگا۔ (۴) اگر ای وایۃ مضاف ہو اور مصدر صلہ مذکور نہ ہو تب اسوقت
یعنی علی الضم ہوگا اب جو تھی حالت میں معنی علی الضم ہوگا اب ایک حالت بھی تھی معنی ہونے کی وجہ سے بحث
میں ذکر کیا ہر ایک کی مثال نقشہ ذیل میں مذکور ہے۔

سوال۔ صدر صید کس کو کہتے ہیں۔ جواب صدر صید یعنی جلد کا جزو اول پس اگر جلد اسی سے صدر صید ہو تب
بتدا صدر صید ہوگا اگر غلیظ ہو تب فعل کا صدر صدر صید ہے جیسے امثال نقشہ میں مذکور ہے۔

نقشہ ای وایۃ حالتِ معرب و مبنی

ای وایۃ معرب یا مبنی	سرفوع	منصوب	مجرور
ای مضاف نہ ہو صدر جلد مذکور ہو۔ معرب	جاء فی ای هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيَّاهُ قَائِمٌ	مَوْرَثٌ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
ای مضاف نہ ہو صدر جلد ثانیاً نہیں مذکور نہ ہو	جاء فی ای قَائِمٌ بجذف صدر صید ای ہو	رَأَيْتُ أَيَّاهُ قَائِمٌ بجذف صدر صید	مَوْرَثٌ بِأَيِّ قَائِمٌ بجذف صدر صید
ای مضاف ہو صدر جلد مذکور ہو، معرب	جاء فی ایہُم هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيَّاهُمْ قَائِمٌ	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ هُوَ قَائِمٌ
ای مضاف ہو صدر جلد مذکور نہ ہو۔ مبنی	جاء فی ایہُم قَائِمٌ بجذف صدر صید ای ہو	رَأَيْتُ أَيَّاهُمْ قَائِمٌ	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمٌ
دینیہ حالت ای یعنی مضاف نہ ہو و صدر جلد مذکور نہ ہو	صدر صید مذکور ہو	رَأَيْتُ أَيَّاهُ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمٌ
ایۃ	جاء فی ایۃ ہی قائمہ	رَأَيْتُ أَيَّاهُ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمٌ
بجز مضاف بجذف صدر جلد	جاء فی ایۃ قَائِمَةٌ	رَأَيْتُ أَيَّاهُ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمَةٌ
معرب	جاء فی ایہم ہی قائمہ	رَأَيْتُ أَيَّاهُمْ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمَةٌ
ایۃ مضاف بذکر صدر جلد، معرب	جاء فی ایہم قَائِمَةٌ	رَأَيْتُ أَيَّاهُمْ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمَةٌ
ایۃ مضاف بجذف صدر صید۔	جاء فی ایہم قَائِمَةٌ	رَأَيْتُ أَيَّاهُمْ مَبْنِي	مَوْرَثٌ بِأَيِّہُمْ قَائِمَةٌ
	مَبْنِي	مَبْنِي	مَبْنِي

سوال۔ ای وایۃ مضاف ہو اور صدر صمد مذکور نہ ہونے کے وقت مبنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ صورتِ رابع میں ای وایۃ کی مشابہت حروف کے ساتھ زیادہ ہے کیونکہ اس وقت دو چیزیں
کہ طرف محتاج ہوتا ہے۔ (۱) نفس صمد کی طرف (۲) صدر صمد کی طرف پس محتاج زیادہ ہونے کے سبب
سے حروف کے ساتھ مشابہت قوی ہوئی اور اضافت جو کہ قاصر عرب تھا وہ ضعیف ہو گئی اسلئے مبنی ہوا لیکن
عندہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں اسماء غایات مثل قبل و بعد وغیرہ کے ساتھ مشابہت
ہوئی کیونکہ قبل و بعد جیسے مضاف ہوا اور مضاف محذوف منوی کی صورت میں مبنی علی الضم ہوتا ہے
یہ صورت رابع بھی مبنی علی الضم ہو گا۔ مشابہت یہ ہے کہ دونوں کو روشن کرنے والی چیز حذف ہوگی
جیسے قبل و بعد میں مضاف الیہ اور ای وایۃ میں صدر صمد جیسا کہ رئیس المدقین۔ حضرت علامہ
محمد النبی نے لکھا ہے مبنی علی الضم لایۃ حذف مینہما بعض ما یوضحہا کما حذف من الغایات
ما ینتہا یوضیحا وهو المضاف الیہ کذا فی صیغۃ الحاصل ای وایۃ، جس وقت مضاف
نہ ہو و صدر صمد مذکور نہ ہو جیسا کہ صورت دوم نقشہ میں مذکور ہے اس صورت میں بھی صدر صمد
کی طرف محتاج ہوتا ہے لیکن ایسا محتاج نہیں جیسا کہ صورت رابع میں ہے اب صورت ثانی میں صدر
صمد کے محذوف ہونے کے باوجود بھی عرب ہے کیونکہ احتیاج ضعیف و خفیف ہے بخلاف صورت رابع
کے اس میں احتیاج زیادہ قوی ہونے کی وجہ سے مبنی علی الضم ہوا واللہ اعلم بالصواب۔

ترکیب صورت اول۔ جار فی ای ہو قائمہ وراثتہ وراثتہ باقی ہو قائمہ
تاجمہ۔ آیا پرے پاس وہ شخص جو کھڑا ہونے والا ہے اور دیکھا میں اس شخص کو جو کھڑا ہونے والا ہے
اور گزرا میں اس شخص کے ساتھ جو کھڑا ہونے والا ہے۔ جار فعل نون و قایہ یا ای متکلم ضمیر منصوب متصل
محل منصوب مفعول بہ ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع متصل محل مرفوع بتدا۔ قائم خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ
خبریہ ہو کر صلا موصول وصل مل کر فاعل ہوا جار فعل کا فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا
و او حرف عطف رایت فعل بفاعل آیا اسم موصول ہو ضمیر مرفوع متصل محل مرفوع بتدا قائم شبہ فعل فاعل
مل کر خبر۔ بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلا موصول وصل مل کر مفعول بہ رایت فعل کا فعل و فاعل و مفعول
بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول و او حرف عطف مرت فعل بفاعل با حرف جر ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع
منفصل محل مرفوع بتدا۔ قائم خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلا موصول وصل مل کر مجرور ہوا با حرف
جار کا جار و مجرور مل کر متعلق ہوا مرت فعل کا مرت فعل اور فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی
ترکیب صورت دوم۔ جار فی ای قائم وراثتہ وراثتہ باقی قائم راس کا ترجمہ صورت اول کی مانند
ہے، جار فعل نون و قایہ یا ای متکلم ضمیر منصوب متصل محل منصوب مفعول بہ ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل

محلّ مرفوع بتدا محذوف قائم خبر۔ بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول وصلہ مل کر فاعل فعل و فاعل اور
 مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واو حرف عطف رایت فعل تا ضمیر مرفوع متصل محلّ مرفوع فاعل آیا کہ اسم
 موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا محذوف قائم شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر بتدا و خبر مل کر
 جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوفہ اول واو حرف عطف مررت فعل بفاعل با حرف جار اپنی اسم موصول ہو ضمیر
 مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا محذوف قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ موصول
 وصلہ مل کر مجرور ہوا با حرف جار کا مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کا مررت فعل و فاعل و متعلق سے
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

تو کیب صورت سوم۔ جارنی ایہم ہو قائم و رایت ایہم ہو قائم و مررت باہم ہو قائم۔

ترجمہ آیا میرے پاس وہ ان میں کا بکھڑا ہونے والا ہے۔ اور دیکھا میں نے ان کو کھڑا ہونے والا ہے۔
 اور گزرا میں ان کے ساتھ جو کھڑا ہونے والا ہے۔

حادث فعل نون و قایہ یا ای شکم ضمیر منصوب متصل محلّ منصوب مفعول بہ ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو
 ضمیر مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول
 وصلہ فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت
 فعل بفاعل آیا ہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا قائم خبر بتدا و خبر مل
 کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا رایت فعل کا فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر
 جملہ خبریہ معطوفہ اول واو حرف عطف مررت فعل بفاعل با حرف جار ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر
 مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا قائم خبر بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول وصلہ مل کر مجرور ہوا با حرف
 جار کا حرف جار و مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کا مررت فعل و فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ معطوفہ ثانی۔

تو کیب صورت چہم۔ جارنی ایہم ہو قائم و رایت ایہم ہو قائم و مررت باہم ہو قائم جار فعل نون و قایہ یا ای

شکم ضمیر منصوب متصل محلّ۔ منصوب مفعول بہ ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلّ
 مرفوع بتدا محذوف قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر۔ بتدا محذوف و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ موصول وصلہ
 مل کر محلّ مرفوع فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف
 رایت فعل بفاعل ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلّ مرفوع بتدا محذوف قائم شبہ
 فعل و فاعل مل کر خبر ہوا بتدا محذوف کا بتدا محذوف و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول وصلہ مل کر محذوف
 مفعول بہ رایت فعل کا

واو حشر عطف مرتبہ فعل بہا عمل با حرف جار اہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو غیر مرفوع منفصل محلاً مرفوعاً مبتداً
مخروف قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدأ مخذوف و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ موصول و صلہ ملکر محلاً مجرور، مجرور ہوا
با حرف جار کا جار مجرور مل کر متعلق ہو امر مرتبہ فعل کا مرتبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

ہذا ما خوذ من مبداء الاماثل وقدوة الانا فاضل المحدث والمفتی حضرت شاہ عزیز اللہ
صاحب المصروف بڑا حضور۔

نکتہ۔ آیت کی چار صورتوں کی ترکیب مذکورہ چار ترکیبوں کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ ای مذکر
کی جگہ میں آیت رکھے اور ہو مبتدا کی جگہ میں ہی مخذوف مانے جیسا کہ نقشہ میں مذکور مبسوط ہے۔

نکتہ۔ ناچیز نے صورت چہام کی ترکیب میں لفظ محلاً کو زیادہ کیا کیونکہ صورت چہام میں اہم موصول
ہی ہے اور ہی میں اسباب محلاً جاری ہوتا ہے۔ فتاویٰ۔

فائدہ ای و ایہ چند سنی کے واسطے ستم ہوتا ہے، استقبام کے واسطے جیسا کہ ایہم و ایہتم عندک رجوت
سالن میں کا ذکر یا مؤنث تیرے پاس ہے ایہم و ایہتم محلاً استقبام کے ہے۔ (۲۳) شرطیہ جیسا کہ ایہم و
ایہتم بکرمی اگر مرد و چون سالن میں کا خواہ مذکر ہو یا مؤنث اگر مجھ کو اکرام کرنے میں بھی اکرام کروں گا۔

(۲۴) موصوفہ جیسا کہ یا ایہا الرجل یا ایہا المرأة میں ایہا و ایہا موصوفہ الرجل والمرأة صفت ہے کذا فی الکتاب
(۲۵) موصول جیسا کہ مذکور ہوا (۲۵) صغیثہ جیسا کہ مرتبہ برجل اتی رجل کابل و گذرا میں کابل رجل کے ساتھ
رجل موصوفہ ای صفت۔

قولہ۔ الف و لام یعنی الف و لام اسمی جو اسم فاعل و مفعول پر داخل ہوتا ہے اور الذی کے سنی میں ہوتا
ہے جیسا کہ القصاب والمضروب ای الذی ضرب والذی ضرب۔
سوال۔ اسم فاعل کی فعل کے ساتھ کیوں تاویل کی گئی۔

جواب۔ جملہ کا جملہ خبریہ ہونا ضروری ہے اسم فاعل و مفعول تو حکم میں مفرد کے ہے اسلئے اسکی
تاویل جملہ کے ساتھ کی گئی تاکہ صلہ جملہ ہوا و تاویل نامنی کیا گیا مگر جب کہ اسم فاعل و مفعول کوئی اسم ظاہر وغیرہ
میں عمل کرے تو فعل مضارع کے ساتھ تاویل کرنا ضروری ہے یعنی الذی والذی یضربہ اس کا بیان باب سوم میں

آئے والا ہے۔ ترکیب، الذی ضرب والذی ضرب الذی اسم موصول ضرب فعل ضمیر ہو امر مرفوع متصل مستتر
محلاً مرفوعاً فاعل و ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول
و صلہ مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف الذی اسم موصول ضرب فعل ضمیر ہو امر مرفوع متصل محلاً مرفوعاً نائب فاعل
فعل و نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول و صلہ مل کر معطوف۔

نکتہ۔ الف لام بمعنی الذی کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حرف ہے اور بعض کے نزدیک الف
لام الذی سے مخفف ہے اور اسم ہے اور علامہ شیخ رضی کے نزدیک الف و لام حرف ہے بمعنی الذی۔

نکتہ۔ اگر الف و لام اسم تفعیل میں ہو تو یعنی الذی اسم موصول نہ ہوگا اور صفت مشبہ میں اختلاف ہے بقول بعض
اسم موصول بقول بعض غیر اسم موصول، کذا فی الہامیہ۔

قولہ۔ ذو یعنی الذی در لغت بنی طے الخ ذو کے بارے میں اختلاف ہے بنی طے کے نزدیک ذو و قوم پر ہے
۱۱، ذو عرب جیسے اسمائے بستہ میں ہے ۱۲، ذو مینہ جو الذی کے معنی میں ہوتا ہے جیسے جلدی ذو ضربک ای جلدی
الذی ضربک (آیا میرے پاس وہ شخص جس نے مارا تھکوا)

ترکیب۔ بناء فعل نون وقایہ یائے شکم ضمیر منصوب متصل ملامنصوب مفعول بہ ذو یعنی الذی اسم موصول ضرب
فعل ضمیر ہوا فاعل کاف خطاب ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلا موصول و
مبدل کر ملامنصوب مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ جہوں کے ذو صرف ایک قسم ہے جو اسمائے بستہ
میں مذکور ہے اور ذو مینہ کو شاید قرار دیتے ہیں۔ قولہ براء کہ ای وایہ عرب است اسکی تفعیل مذکور ہوئی۔

قولہ۔ چہ اسمائے افعال الخ اسمائے افعال اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل ماضی یا امر حاضر کے معنی میں ہوا اور جو
اسم فعل ماضی کے معنی میں ہوتا ہے اسکی فعل ماضی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں جیسا کہ ان معنی الخ تاویل تفریح
فعل ماضی ہے اب یہ اعتراض وار نہ ہوگا کہ اسمائے افعال یعنی فعل ماضی بھی ہے اس کو کیوں نہ لایا۔
سوال۔ اسمائے افعال بنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ اسمائے افعال یہ امر حاضر یا تو فعل ماضی کے معنی میں ہوتا ہے اب امر حاضر و ماضی بنی ہے لہذا اس کے معنی
کو ضم میں لینے والا بھی بنی ہوگا۔ جواب دوم۔ بعض اسمائے افعال کی وضع حرف کی مانند ہے جیسے فہ وغیرہ اب
باعتبار وضع حروف کے ساتھ ہونی کی وجہ سے بنی قرار دیا کہ۔
سوال۔ اسمائے افعال بنی امر حاضر کو ماضی پر کیوں مقدم کئے۔

جواب۔ کثیر الاستعمال کی وجہ سے اسمائے افعال بنی امر حاضر کو ماضی پر مقدم کئے۔ یا تو تعداد کے اعتبار سے
اسمائے افعال بنی امر حاضر ماضی سے زائد ہے کثیر التعداد قلت تعداد پر مقدم ہوتے ہیں اسلئے اسمائے افعال بنی امر کو بنی
ماضی پر مقدم کیا گیا۔

سوال۔ اسمائے افعال کو اسمائے اصوات پر کیوں مقدم کیا۔
جواب۔ اسمائے افعال مشابہ بنی ہونے میں قوی ہے اسمائے اصوات سے اسلئے اسمائے افعال قوی کو ضعیف پر مقدم کیا۔

اسمائے افعال	معنی امر حاضر	معنی اردو	اسمائے افعال	معنی لجز و ماضی	معنی اردو
سَوَوْنِيْدًا	امہیل	مہبت دہو	هَلَّتْ	ایت	آ تو
بَلَّةٌ	دُع	چھوڑ تو	هَيْمًا	بعد	دور چلا
حَيْمَلٌ	اَيْت	آ تو	شَتَان	افتراق	جدا ہوا

مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے اسمائے افعال ہیں مطولات سے معلوم کیجئے نا چیز نے چند کو لکھ دیا ہے
 پارہی خذ جیسا کہ ہاتھ برہا ہم - علیک - یعنی الزم آمین - یعنی استجب قبول کرنا - صہ - یعنی اسکت - چپ رہو -
 مہ - یعنی اکف رک - توڑ - قط - یعنی اتہی - ختم کر تو

سوال - اسمائے افعال جب کہ فعل ماضی و امر حاضر کے معنی میں ہوتا ہے اب اس کو فعل میں کیوں شمار نہیں کیا
 جواب اول - اسمائے افعال کا وزن فعل کا وزن ایک نہیں و ایضا اسمائے افعال کبھی مضاف ہوتا ہے
 اور کبھی اسیر الف و لام داخل ہوتا ہے اور کبھی تنوین لاحق ہوتی ہے اب مذکورہ سب علائق میں اسم کی ہیں
 اسلئے فعل کے وزن میں شمار نہیں کیا گیا - ۱۰

فائدہ ۸ - اسمائے افعال کے بارے میں سخاۃ کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک اسم فعل الفاظ افعال
 کے لئے موضوع ہے جیسا کہ روید موضوع ہے الفاظ افعال کے لئے اور ابن منصور نحوی کے نزدیک اسمائے
 افعال معنی افعال کے لئے موضوع ہے نہ کہ الفاظ افعال کے لئے جیسا کہ مثال نقشہ میں مذکور ہوئی مصنف
 نے اس مذہب کو اختیار فرمایا کما ہوا نظائر -

فائدہ ۹ - روید چند قسم پر ہے اسم فعل جیسا کہ مذکور ہوا (۲) روید صفتیہ جیسا کہ روید امیرا
 روید یا ہاں روید امیرا کی صفت ہے (۳) روید مصدر بالاضافت جیسا کہ روید زید اور اس میں چند
 لغات ہیں کما ذکر فی عبد الرحمن فاطب ہذا -

قول - پنجم اسمائے اصوات - اسمائے اصوات اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی آواز کو انسان حقیقتاً یا
 محکمات نقل کر سکے یا تو وہ لفظ جس کے ذریعہ بہائم و چار پائیہ کو آواز دیا جاسکتا ہو جیسے بخ وغیرہ کہ اونٹ
 کو بھلانے کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے یا انسان اپنی طبیعت سے کسی اظہار درد کے لئے استعمال کرتے ہیں
 جیسا کہ آف و آف وغیرہ کسی درد کے وقت ظاہر ہوتا ہے -

سوال - اسمائے اصوات کبھی ہونے کی وجہ کیا ہے -

جواب - اسمائے اصوات کے بنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسماء ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اگر واقع
 ہو بھی جگا تو عامل کے ذریعہ متغیر نہیں ہوتا ہے کیونکہ اگر متغیر ہو تو حکایت باقی نہیں رہے گی - اور عامل
 کے ذریعہ متغیر ہونا معنی کی علامت ہے کیونکہ معنی کا متغیر ہونا محال ہے - جیسا کہ آح اندرونی کسی درد
 کے وقت مستعمل ہوتا ہے - اور آف ظاہری کسی عضو پر درد پانے کے وقت مستعمل ہوتا ہے بخ اونٹ
 بھلانے کے وقت و غاق کو آ کی آواز - اس کے ماسوا اور بھی ہے - فاطب ہذا فائدہ نافع لکھ - ۱۱

معنی مباد کہ اسمائے اصوات تین ہیں اول حکایت صوت صادر اعمان العیوان الاعمی یعنی حیوان عجمی کے
 صوت کو حکایت کرنا جیسے غاق یا تو صوت جمادات جیسے طلق (۲) وہ الفاظ حیوانان کے منہ سے نکلتے ہیں

مگر کسی واضح کے وضع کا دخل نہیں بلکہ طبع انہی کی حیثیت سے دلالت کرتی ہیں جیسے اف وقف یہ دونوں کسی تکلیف کے وقت مستعمل ہوتا ہے (۳) وہ صورت جو حیوانات سے کسی کام کو تلاش کرنے کے وقت مستعمل کیا جاتا ہے جیسے کسی حیوان کے چلنے کے لئے بج اور بیٹھنے کے لئے سج اور پانی پلانے کے لئے۔ اور گھاس اور سبوت طلب کرنے کے لئے بدغ استعمال کرتے ہیں۔

فائدہ :- اسمائے اصوات کے لئے یہ شرط ہے کہ ٹھکی غز کے الفاظ حقیقتاً یا حدتاً و حرکات و سکنات و حرکات ایک ہو۔ ناچیز نے چند اصوات کو افادہ بتدیان کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۱، صلیحہ ہانتی کی آواز کو حکایت کرنے کے لئے (۱۲) عیظ لڑکوں کو کھیل کو ڈرانے کے لئے۔ (۱۳) طاق و طوق۔ یہ راستہ سے پتھر پڑانے کے لئے (۱۴) قتب یہ تلوار مارنے کے وقت (۱۵) آہ اظہار افسوس کے لئے مذکورہ الفاظ مذکورہ سنانی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ کذاتی زینی زادہ۔

قولہ ششم اسمائے ظروف الحواصم غیر متکثر کی چھٹی قسم اسمائے ظروف ہے اسم ظرف وہ اسم ہے جس میں فعل پایا جاتا ہے۔ پھر ظرف اولاً دو قسم پر ہے (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان۔ پھر ہر ایک دو قسم پر ہے۔ (۱) ظرف زمان موب (۲) ظرف زمان مبی ایسا ہی ظرف مکان موب و ظرف مکان مبی۔ پھر ہر ایک دو قسم پر ہے۔ (۱) ظرف زمان موب معین (۲) ظرف زمان موب غیر معین (۱) ظرف مکان موب معین (۲) ظرف مکان موب غیر معین۔ (۱) ظرف زمان مبی معین (۲) ظرف زمان مبی غیر معین (۱) ظرف مکان مبی معین (۲) ظرف مکان مبی غیر معین۔ اب بعد تقسیم کے جاننا چاہیے اسم غیر متکثر میں طرف سے مراد ظروف مینہ ہے خواہ زمان ہو یا مکان خواہ معین ہو یا غیر معین نہ کہ ظرف معرب جیسا کہ ظاہر ہے۔

سوال :- مصنف ظرف زمان مینہ کو ظرف مکان مینہ پر بیان میں کیوں مقدم کیا۔

جواب اول :- ظرف زمان مینہ تعدد میں زیادہ ہے مکان مینہ سے۔ قاعدہ ہے اکثریۃ مقدم علی قلۃ اعلیٰ زمان کو مکان پر مقدم کیا۔ جواب دوم :- ظرف زمان کثرة الاستعمال ہے ظرف مکان سے قاعدہ سئلۃ ہے کثیر الاستعمال مقدم علی قلۃ الاستعمال۔ اس بنا پر بھی ظرف زمان کو مکان پر مقدم کیا۔ قولہ ظرف زمان چون اذ الحواصم شرط یہ معنی ماضی کے لئے موضوع ہے یعنی اذ زمان ماضی کا فائدہ دیتی ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر مثال ماضی اذ دخلت دخلت رجسوت تو داخل ہوا میں بھی دخل ہوا ہوں۔ مثال مضارع قولہ تعالیٰ اذ یزفح اب اھیما نقواہد۔ جب اب اھیما علیہ السلام نے قواعد کو اٹھایا، یہاں یرفع صیغہ مضارع ہے لیکن اذ داخل ہونے کی وجہ سے معنی ماضی کا فائدہ دیا۔ اور کبھی مضارع کا معنی بھی دیتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ فسوف یخلمون اذ لا غلائی قرأنا قصصہ بس وہ غمقرب جان لیں گے جبکہ بیسریاں ان کی گردنوں میں ہوں گی۔ اور کبھی مفاجات کے معنی کیلئے

مستعمل ہوتی ہے بشرطیکہ بین ... کے جواب میں واقع ہو جیسے بین انا جائس اذا قبلت زید۔
 دریں آ میں بیٹھنے والا پس اچانک پیش قدمی کیا زید نے، مفاجات یعنی اچانک کسی شے کا
 واقع ہونا اور اذ کے بعد کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور کبھی فعلیہ جیسے جئتک اذا طلعت الشمس رآیا
 میں جب کہ سورج طلوع ہوا، جئتک اذا الشمس طالعتہ رآیا میں جب کہ سورج طلوع ہونے
 والا ہے۔ شمال اول جملہ فعلیہ اور شمال ثانی جملہ اسمیہ ہے۔ کہا ہوا نظر ہے۔
 سوال اذ کے بنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

جواب اول - اذا ہم شرطِ حرفِ شرطیہ معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے بنی علی السکون ہے۔
 جواب دوم - اذ کی وضعِ حرف کی وضع کی مانند ہے یعنی حروف کی وضع جیسا کہ دو حرفی ہے
 اس وجہ سے اذ کو بنی کیا۔ قولہ اذا انزل بعض طرف سے اذا ہے خواہ زمانہ ہو یا مکانیہ اذا ہمیشہ معنی
 مضارع کے لئے مستعمل ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسا کہ قولہ تعالیٰ اذ جاء نصر الله والفتح
 جبکہ اللہ کی نصرت آوے، اور کبھی استمرارِ زمانی کے لئے آتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ واذا قبل لہم لآ
 تفسدوا فی الارض، ہمیشہ فسادات کرو اور کبھی معنی مفاجات کے لئے مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ اذا
 بعد بتدار واقع ہو جیسے خرَجْتُ فاذا سبَّع واقف زکلا میں پس یکا یک ایک درندہ کھڑا
 ہونے والا ہے۔

نکتہ - اذا مفاجاتیہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ اسم ہے یا حرف۔ مذہب اول
 کوئی اور اخصش کے نزدیک حرف ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا قولہم لا محل لہا الا عراب
 مذہب دوم ہرد کے نزدیک اسم ہے طرف مکان یہ قول ابن عصفور کا مختار ہے۔ مذہب سوم -
 زجاج کے نزدیک اذا مفاجاتیہ ظرفِ زمان ہے یہ قول زحشری کا مختار ہے۔
 سوال - اذا مفاجاتیہ وشرطیہ کے درمیان کیا فرق ہے۔

جواب - فرق اول اذا مفاجاتیہ کی بعد بتدار کا واقع ہونا واجب ہے اور اذا شرطیہ کے بعد
 بتدار ہونا جائز ہے۔ فرق دوم - اذا مفاجاتیہ ایسے بتدار پر داخل ہوتا ہے جس کی خبر اسم ہوتی ہے خواہ لفظ
 ہو یا مقدرہ بملات اذا شرطیہ کے وہ ایسے بتدار پر داخل ہوتا ہے جسکی خبر فعل ہونا واجب ہے جیسے
 سائت عمرا اذا زید خرَج من دہلی دیکھا میں عمر کو جب کہ زید اس کے گھر سے نکلا۔

نکتہ ۱ - اذا جب کہ شرط کا معنی دیتی ہے اس کے بعد فعل واجب ہے یا نہیں اس کے
 بارے میں اختلاف ہے جمہور نماۃ کے نزدیک اذا شرطیہ کے بعد فعل کا ہونا واجب نہیں اسم
 بھی ہو سکتا ہے اور ہرد کے نزدیک اذا شرطیہ کے بعد فعل کا ہونا واجب ہے اگر کہیں جملہ اسمیہ

پر داخل ہو تو اس کو جمل فعلیہ کے ساتھ تاویل کرنا واجب ہے۔

سوال۔ اذاً یعنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب۔ اذا اسم شرط حرف شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے بنی علی السکون ہے۔

قولہ متنی ظرف مبنیہ سے متنی ہے یعنی کب یہ کبھی معنی استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے القتال۔ (جنگ کب ہے) اور کبھی معنی شرط کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے متنی خزرج اخراج۔ جب تو نکلے گا میں بھی نکلوں گا۔

سوال۔ متنی بنی کیوں ہوا۔ جواب یہ حرف استفہام و حرف شرط کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے بنی علی السکون ہے۔

قولہ کیف۔ طرف مبنیہ میں سے ایک کیف بھی ہے، کیف زمانہ حال سے استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے کیف انت ای علی اتی حال انت (تو کس حالت پر ہے۔ اور صاحب مفصل نے فرمایا کہ کیف فی الحقیقۃ طرف نہیں ہے بلکہ جاری مجرئی طرف سے حقیقت میں وہ حال ہے اب حال و ظرف دور متقارب ہونے کی وجہ سے طرف میں شمار کئے گئے اور کبھی شرط کا معنی دیتا ہے پس اگر وہ ما کے ساتھ مستعمل ہو تو بصریوں کے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ کیف ما تجلس اجلس ای علی اہی ہیئۃ تجلس تجلس ر جس ہیئت پر تو بیٹھے میں بھی بیٹھوں گا۔ مگر کو فیوں کے نزدیک کیف شرط کے واسطے مستعمل ہونا مطلقاً ضعیف ہے خواہ ما کے ساتھ ہو یا نہ ہو جیسے کیف تجلس اجلس جب کہ تو بیٹھے میں بھی بیٹھوں گا۔

سوال۔ کیف بنی کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ کیف حرف استفہام و حرف شرط کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے بنی علی الفتح ہے۔ نکتہ۔ کیف کے بعد اگر فعل واقع ہو تو وہ فعل محلاً منصوب حال ہوگا جیسا کہ مثال مذکور ہے۔ اگر اسم ہو تو محلاً مرفوع خبر ہو جیسے کیف انت کیف محلاً مرفوع خبر مقدم انت بقرہ مؤخر خبر مقدم مل کر جملہ اسمیتہ۔

قولہ آیان۔ (۱) بفتح ہمزہ و نون (۲) بکسرہ و فتح نون (۳) بکسرہ ہمزہ و کسر نون۔ یہ زمانہ استقبال سے استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ آیان مرسلہا۔

سوال۔ آیان کے معنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب۔ یہ حرف استفہام کے معنی کو ضمن میں لینے میں بنی علی الفتح ہوا۔ سوال۔ آیان و متنی کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب آیان امور عظام و زمانہ مستقبل کے لئے خاص ہے بخلاف متنی کے۔

قولہ انفس یعنی گذشتہ کل۔ سوال یہ معنی کیوں ہوا۔ جواب۔ اس اصل میں الانس تھا کثیر الاستعمال

کی باعث الف ولام کو مقدر کیا اب وہ الف ولام مقدرہ کو ضمن میں لینے سے مبنی ہوا کیونکہ حروف مبنی ہے اس کا ضمن بھی مبنی ہوگا۔

قولہ - مذومند - طرف مبنیہ میں سے مذومند بھی ہے بعض کے نزدیک مذومند میں کوئی تیز و تبدل نہیں بلکہ برابر مستقل کلمہ ہے مگر بعض کے نزدیک مداخل میں مذومند تھا کثیر الاستعمال کی وجہ سے نون کو حذف کر دیا مذومند ہوا تو دونوں یکساں نہ ہونے کے لئے اول مذومند کے نون کو حذف کیا دلیل یہ ہے کہ مذکی تصغیر نذیذہ آتی ہے۔ فتأمل۔

مذومند بھی اول مدت کا معنی دینے میں بشرطیکہ بغیر فاصلہ مذومند کے بعد مفرد معروف ہو خواہ حقیقی یا حکمی ہو جیسے ہادایتہ مذومند یوم الجمعة۔ یعنی نہیں دیکھا میں نے اس کو جو کہ دن کی پہلی مدت میں یہاں مذومند کے بعد یوم الجوع مفرد ہوا اور معروف بھی ہوا۔ اور کبھی جمع مدت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ مذومند کے بعد جمع ہو خواہ جمع حقیقی ہو یا حکمی جیسے ہادایتہ مذومند یومان یعنی اس کو نہ دیکھنے کی جمع مدت دو دن ہے اس سے زائد کم نہیں مگر بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ مذومند اگر تثنیٰ کے جواب ہونے کی صلاحیت رکھے تو اس وقت مبنی اول مدت اگر کم استفہام کے جواب میں ہونے کی صلاحیت رکھے تو اس وقت جمع مدت کا معنی ہوگا صورت اول و ثانی دونوں کا مالک ایک ہے اگرچہ اختلاف لفظی ہو۔

سوال مذومند کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب اول مذومند اسمی مذومند حرثی کے ساتھ لفظاً و معنی مشابہت رکھنے کی وجہ سے مذومند حرثی جیسا کہ مبنی علی الشکون ہے یہ دونوں بھی مبنی علی الشکون ہوا۔

جواب دوم۔ مذکی وضع حرثی کے وضع کی مانند ہے باعتبار دو حرثی کے اور مذومند پر محمول ہے۔ جواب سوم۔ یہ دونوں مقطوعاً عن الاضافة ہوتے کی وجہ سے اسمائے نایات کے ساتھ مشابہ ہے اب اسمائے نایات جیسا کہ مبنی ہے یہ بھی مبنی ہے۔

نکتہ۔ مذومند دو قسم ہے اول حرثی دوم اسمی اگر مذومند حرثی ہو تو اس وقت اس کے بعد جر ہوگا۔ بسبب ضمن میں لینے کے ہیں۔ جیسے بحت حرف جر میں مذکور ہے اگر مذومند اسمی ہو تو اس کے مابعد رفع ہوگا۔ جمہور کے نزدیک مذومند مبتداء ہوگا اور اس کا مابعد جر ہوگا۔ بخلاف زجاج کے اس کے نزدیک مذومند خبر مقدم مابعد اس کے مبتداء مؤخر جیسے مذومند یومان وغیرہ۔ کذا المسائل المهمیۃ فی القواعد النحویۃ۔ قولہ۔ ققط۔ بفتح تان یہ وقت مشہور ہے ۱۲ ققط ۱۳ ققط ۱۴ ققط کذاتی الفوائد الضیائیۃ ققط یہ استخراق ماضی منفی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے مبنی کل گذشتہ زمانہ میں کسی کام کے نہ کرنے پر

دانت کرے جیسے ماہِ ایتھ قط میں اس کو کبھی نہ دیکھا زمانہ گذشتہ میں۔

سوال۔ قطبِ مینی کیوں ہوا۔ جواب اول۔ انکی وضع حروف کی وضع کی مانند دو حروف ہی کے لئے بنی کیا۔
جواب دوم۔ یہ لام استغراقی کی معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے بنی ہے۔

قول۔ عوض۔ یہ فعل مستقبل کے معنی استغراق کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے لا اراہ عوض نہیں دیکھوں گا کبھی
زمانہ مستقبل میں۔ سوال۔ عوض مینی کیوں ہوا۔ جواب اول۔ یہ لام استغراقی کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ
سے بنی ہوا۔ جواب دوم۔ عوض مقطوع عن الاضافۃ ہونے کی وجہ سے قبل و بعد کے ساتھ مشابہ ہے اب
قبل و بعد جیسا کہ مینی علی الضم سے عوض بھی مینی علی الضم ہوگا۔

قول۔ قبل، وبعْد، وقدام، وفتح و فوق و خلف و راء وغیرہ خواہ طرف زمان ہو یا مکان ہر ایک
کی تین حالت ہے۔ حالت اول قبل و بعد و خلف وغیرہ مضاف نہ ہو اس وقت سرب ہوگا جیسے من
قبل و بعد و تحت و فوق و خلف و راء وغیرہ۔ حالت دوم۔ قبل و بعد مضاف ہو اور مضاف الیہ لفظ
مذکور ہو تو اس وقت ہی سرب ہوگا جیسے قبلہا و بعدہا و خلفہا و قد آہا وغیرہ۔

حالت سوم۔ قبل و بعد و قدام و خلف وغیرہ مضاف ہو اور مضاف الیہ محذوف نوری یعنی نیت میں
پوشیدہ ہو تو اس وقت مینی علی الضم ہوگا جیسا کہ اما بعد اصل میں بعد الحمد و التسمیۃ تھا۔ یہ
مضاف الیہ نیت میں پوشیدہ ہے اور بعض حضرات نے اور ایک حالت کا استنباط کیا ہے کہ قبل
و بعد وغیرہ مضاف ہو اور مضاف الیہ نیت یا محذوف ہو یہ حالت اول میں داخل ہے اس کو مستقل
ایک حالت قرار دینا مشور و نحو سے خالی نہیں جیسا کہ عبارات علامہ تفسارانی سے معلوم ہوتا ہے۔

کذالی التہذیب۔ سوال۔ حالت سوم مینی کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ حالت سوم میں قبل و بعد حروف
کے ساتھ مشابہ ہے کیونکہ قبل و بعد وغیرہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہے۔ حروف جیسا کہ دوسرے
کلمہ کی طرف محتاج ہوتا ہے مشابہت کی وجہ سے حروف جیسا کہ مینی ہے اس کو بھی مینی کیا گیا۔

سوال۔ مینی علی الضم کیوں کیا۔ جواب۔ مضاف الیہ محذوف ہے جو نقصان ہوا تھا وہ تلافی پذیر
ہونے کیلئے ثقیل اعراب جو کہ ضمتہ ہے اس پر مینی کے اس کو اسمائے غایات بھی کہتے ہیں کیونکہ انکی بلا عوض
مضاف الیہ انتہی ہو جاتی ہے۔

قول۔ حیث۔ یہ لوازم الاضافۃ میں سے ہے خواہ مفرد کی طرف مضاف ہو یا جملہ کی طرف جیسے مثال
مفرد اجلس حیث زید ای مکان زید دبیٹہ تو زید کی جگہ میں مثال جملہ اقتلوۃ المشرکین حیث و
جد متوہم یعنی مشرکوں کو قتل کرو جس جگہ یاد تم۔

سوال۔ حیث مینی کیوں ہوا۔ جواب۔ یہ غایات مینی قبل و بعد کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے

بنی علی الضم ہوا کیونکہ جملہ مضاف الیہ ہونا گویا کہ مضاف الیہ معدوم ہونا کیوں کہ جملہ معدوم ہے۔
 کنایات - جمع مؤنث سالم ہے کنایہ کا کنایہ یعنی کسی شئی کو کسی عرض سے ایسے الفاظ سے بیان کرنا
 جس سے سنی میں ابہام رہ جائے۔ اسم کنایہ وہ اسم ہے جو مبہم چیز کی تعبیر کرنے کے واسطے استعمال ہو
 اسکی دو قسم ہے۔ ۱۱) کنایہ مؤسّرہ (۱۲) کنایہ مبینہ۔ کنایہ معربہ جیسا کہ فلان بن فلان نذرانہ
 بنت فلانہ۔ کنایہ مبینہ دو قسم ہے اول وہ کنایہ جو عدد کے واسطے استعمال ہو وہ دو ہے۔
 ۱۱) کم (۱۲) کذا۔ کم دو قسم پر ہے ۱۱) استفہامیہ جس کا معنی کننا ہے اور اس کی تیز نمونہ ہوگا۔
 جیسا کہ کف دینا عندک۔ کننا قرض تیرے پاس ہے (۱۲) کم خبریہ جس کا معنی بہت ہے اور
 اسکی تیز مجرور ہوتا ہے جیسا کہ کم مال انفت بہت مال خروج کیا میں، کم استفہامیہ حرف استفہام
 کا معنی تعین لینے سے بنتی ہے۔ اور کم خبریہ اس پر حمل کیا گیا ہے۔ کذا بمعنی کننا کذا ہمیشہ تکرار ہو
 کر استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قبضت کذا و کذا در ہمتار قبض کیا میں نے اتنا اتنا دریم د کذا میں
 کان تمیلہ حرف جر ذال اسم اشارہ مرکب من البنی ہونے کی وجہ سے بنتی ہوگا۔ دو قسم کی قسم
 کیت و ذیت دونوں بات سے کنایہ کرنے کے واسطے آتا ہے کیت و ذیت بمعنی ایسا ایسا دونوں
 کے بنتی ہونے کی وجہ سے ہے کہ یہ دونوں مکنی عنہ کی جگہ میں واقع ہوتا ہے مکنی عنہ جملہ ہوتا ہے
 اب جملہ کی جگہ میں واقع ہونے کی وجہ سے بنتی ہے اور جملہ من حیث الوضع نہ معرب ہے اور نہ بنتی ہے مگر
 تقسیم کے وقت اس کو دخول بنتی میں داخل کیا گیا اور علامہ زنجشیری کے نزدیک جملہ بلا قید بنتی ہے
 مکنی عنہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس سے متکلم کنایہ کرتا ہو۔ مرکب بنائی بالتفصیل شروع میں
 مذکور ہوا فلا تعیدھا

فصل بداں کہ اسم بر دو ضرب ست - معرفہ و نکرہ - معرفہ آنست کہ موضوع باشد برائے
 چیز معین۔ و آن بر معرفت نوع ست۔ اول مضمرات دوم اعلام چوں زید و عمرو سوم اسمائے
 اشارات چہ اسمائے موصولات و این دو قسم را بہات گویند پنجم معرفہ بہ تداچوں
 یا رجل ششم معرفہ بالف لام چوں الرجل ہفتم مضاف بیکے از نہیا چوں غلام و غلام
 زید و غلام ہذا و غلام الذی غمذی و غلام الرجل - نکرہ آنست کہ موضوع باشد
 برائے چیزے غیر معین چوں رجل و فرس - بداں کہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث
 مذکر آنست کہ در علامت تانیث نباشد چوں رجل مؤنث آنست کہ در علامت تانیث

باشد چوں امرآء علامت تائیت چہا ست تا چوں طلحہ الف مقصورہ جنبلی والف محدودہ
چوں حکرار و تار مقدرہ چوں ارض کہ دراصل ارضتہ بودہ است بدلیل ارضتہ زیر
کہ تصغیر اسماء را باصل خود برد و ایں را مؤنث سماعی گویند۔ بدانکہ مؤنث برد و قسم است حقیقی
ولفظی۔ حقیقی آنست کہ بازای او حیوان مذکر باشد چوں امرآء کہ بازای او جمل است
و ناکہ کہ بازای او جمل است و لفظی آنست کہ باز او حیوان مذکر نباشد طلبتہ و قوہ
چوں

تشریح :- مصنف ام کو عرب و معنی و ممکن و غیر ممکن کے اعتبار سے تقسیم کر کے اب باعتبار معین و غیر
معین کے تقسیم کرنا شروع فرمایا تاکہ اقسام اسم طرف مخاطب کو اچھی طرح حفظ و ضبط ہو جائے اسم
معین و غیر معین کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ (۱) معرفہ (۲) و نکرہ و جب حصر یہ ہے کہ دنیا میں جتنا
بھی اسم ہے وہ دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ معین ہو جو کہ معرفہ ہے دوم یہ کہ غیر معین ہو کہ نکرہ
ہے اس سے زائدہ اور قسم نہیں ۱۰ تحریر نمٹ۔

سوال۔ مصنف عرب میں قسم کہا یہاں ضرب کیوں کہا۔

جواب۔ اول مصنفین کرام کی عادات ستمہ ہے کہ جو لفظ مذکور ہوا حتی المقدور پھر استعمال نہیں کرتے
ہیں بلکہ نئی نئی لغات کو استعمال کرتے ہیں تاکہ مبتدی طالب علم طول نہ ہوں۔ دوم۔ مصنفین حضرات نئی
لغات لاکر طالب علم کو کتاب پڑھنے کی طرف میلان و جوش دلانے کے لئے بعض جگہ قسم بعض جگہ ضرب
بعض جگہ صنف و نوع کو اختیار فرماتے ہیں

سوال ضرب و نوع و قسم میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ جواب قسم و نوع و صنف میں لغت کے اعتبار سے کچھ فرق
نہیں اور اصطلاح میں کچھ فرق ہے اگر چند جزئیات ایک کے ماتحت ہیں اور جزئیات کے درمیان باہم فرق
بھی کیا جاسکتا ہے تب ان جزئیات کو انواع کہا جاتا ہے کسی ایک کل میں چند جزئیات عرضیات داخل ہوتی
ان جزئیات کو اصناف کہتے ہیں۔ اگر کسی ایک کل میں ذاتیات عرضیات سے مرکب ہوتی اس کو اقسام کہتے
ہیں ۱۰۔ نوادر الوصول۔ سوال۔ معرفہ کو نکرہ پر کیوں مقدم کیا جواب نحاۃ کا مقصود اصلی معرفہ ہے کیونکہ
وہ معرفہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں بخلاف نکرہ کے اگرچہ وہ اسم اصل ہو لیکن اس کے ساتھ بحث
نہیں کرتے ہیں۔ عدم فائدہ کی بنا پر اب مقصود اصلی مقدم ہوتا ہے غیر مقصود اصلی پر اسلئے معرفہ کو نکرہ پر
مقدم کیا۔ جواب دوم۔ معرفہ کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ تلیل الاستعمال نکرہ پر مقدم کیا گیا۔

جواب سوم۔ معرفہ وجودی ہے کیونکہ وہ شئی معین کے لئے موضوع ہے نکرہ عدلی ہے کیونکہ شئی معین کے لئے موضوع

نہیں۔ اب وجودی عدلی پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے معرفہ وجودی کو نکرہ عدلی پر مقدم کیا۔

قولہ معرفہ بفتح ییم و سکون العین و فتح راء مصدر می از عرف بمعنی پہچانا اور اصطلاح نماۃ میں معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں جو ذات معین کے لئے جسزئی یا تو کلی طور پر وضع کیا گیا ہو مثال جزئی جیسا کہ معرفہ اشارات و موصولات وغیرہ وضع کلی جیسا کہ معرفہ بلام و نداء وغیرہ معرفہ کی پہلی قسم ضمیروں کی ہے اس کا بیان اسم غیر متکلم میں بالتفصیل مذکور ہوا دوسری قسم اعلام ہے یہ علم کی سچ ہے جیسے زید و عمر و خالد وغیرہ۔ سوال۔ علم اور اسم کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب۔ بعض کے نزدیک علم اسم دونوں مرادف ہے۔ اور بعض دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ذوی العقول کے نام کو علم اور غیر ذوی العقول کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

سوال۔ علم کس کو کہتے ہیں۔ جواب علم اس کو کہتے ہیں جو ایک ذات معین کیلئے موضوع ہو اور اس کے علاوہ شامل نہ ہو بشرطیکہ ہر ایک کی وضع علیحدہ علیحدہ ہو جیسا کہ زید و عمر و بکر۔ سوال زید تو دنیا میں بہت ہے اب وہ ذات معین و معرفہ کس طرح ہوا۔

جواب زید اگر چہ دنیا میں بہت ہے لیکن ہر ایک کی وضع علیحدہ علیحدہ ہے جیسے زید عبد الرحمن کا بیٹا ہے اور ایک زید ہے جو عبد الرحیم کا بیٹا ہے اب ہر ایک کی وضع علیحدہ ہے اب زید و عمر و بکر پر علم کی تشریح صادق آدگی۔

نکتہ ۱۔ علم چند قسم پر ہے (۱) نام اصلی (۲) کنیت (۳) لقب (۴) خطاب (۵) عرف مشہور (۶) تخلص ہر ایک کی تفصیل مفتاح القواعد میں مذکور ہے۔ فائدہ کا ثانیہ علم چند قسم پر ہے (۱) علم شخصی (۲) علم جنسی (۳) علم نوعی۔ علم شخصی جو کہ مذکور ہوا جیسے زید و عمر و وغیرہ۔ علم جنسی وہ علم ہے جو مختلف قسم چیز کا نام ہو جیسا کہ حیوان اسپس انسان وغیران سب داخل ہے (۲) علم نوعی وہ علم ہے جس میں ایک ذاتی چیز ہے جیسا کہ الانسان اسپس زید و عمر و بکر وغیرہ سب حیوان ناطق میں داخل ہے۔ اب علم شخصی معرفہ کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ علم جنسی و نوعی فاعل

قولہ تیسری قسم اسمائے اشارات اور چوتھی قسم اسمائے موصولات ہے ان دونوں قسم کو بہتات کہتے ہیں ان دونوں کی تعریف اوپر مذکور ہوئی۔ سوال۔ ان دونوں قسم کو بہتات کیوں کہتے ہیں۔ جواب بہتات یہ بہتہ کی جمع ہے مبہم اس شئی کو کہتے ہیں جس میں شک و شبہ ہو اب اسم اشارہ میں بدوں مشارا بہ و اسم موصول میں بدوں صلہ کے ابہام رہتا ہے اسلئے ان دونوں کو بہتات کہتے ہیں اگر چہ مشارا بہ و صلہ تین ہونے کے بعد معرفہ ہو جاتا ہے کیونکہ من قبیل وضع عام و موضوع لہ خاص سے ہے یعنی مشارا بہ و صلہ کے پہلے عام ہے و بعد مشارا بہ و صلہ کے خاص ہے۔ بیخ معرفہ بنیاد یعنی وہ نکرہ جو حرف ندا کے ذریعہ معرفہ کیا جاتا ہے جیسے رجل میں عرف

نڈیا داخل ہونے سے پہلے نکرہ تھا۔ اب ندا کے ذریعہ متکلم کے نزدیک خاص ہو گیا اب وہ بمنزلہ مکسرف ہو گیا۔ ششم وہ نکرہ جو الف لام و استعراق و عهد خارجی داخل ہونے سے معرفہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد ذہنی ہر ایک کی تفصیل علامت ام میں مذکور ہوئی جیسا کہ الرجل میں جو الف لام ہے وہ جسنی ہے نہ کہ نوٹی یا بعد خارجی سوال۔ میم تو بھی حرف تعریف تھی جیسا کہ لیس من ابتر مصیام فی سفر الحدیث واقع ہو ا کیوں نہ لایا؟ جواب۔ اول وہ میم لام سے بدل ہوا اب لام کو لانا گویا میم کو لانا ہے فلا اعتراض۔ کذانی الفوائد القیاسیہ جواب دوم۔ اشدال شذوذ کی بنا پر مصنف نے حرف تعریف میں اس کو بیان نہ کیا اسکے شذوذ کا واقعہ مثل ہدایتہ النور وغیرہ میں آنے والا ہے۔ ہفتم۔ وہ اسم نکرہ جو سادگی کے علاوہ اور دوسری قسموں کی طرف مضاف ہو۔ بطور اضافت معنوی نہ کہ اضافت لفظی کیونکہ وہ اضافت لفظی اضافت معنوی کی طرح معرفہ و نکرہ کا فائدہ نہیں دیتی ہے۔ جیسا کہ علامہ و غلام زید و غلام ہذا و غلام الذی عندی و غلام الرجل۔

ترکیب :- غلام مضاف ء ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف غلام زید ترکیب اضافی ہو کر معطوف واو عاطفہ غلام مضاف ہذا اسم اشارہ محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر معطوف واو حرف عطف غلام مضاف الذی اسم موصول مثبت یا مرادف کا فعل محذوف ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ فعل فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جملہ موصول وصلہ مل کر محلاً مجرور مضاف الیہ ہوا غلام مضاف کا مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف واو حرف عطف غلام مضاف الرجل مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر ترکیب اضافی ہو کر معطوف ۔

نکتہ معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر نظیرہ وغیرہ کی خبر بھی واقع ہو سکے۔ سوال۔ مثل وغیرہ و نحو و نظیرہ و شبہ و سوار وغیرہ کو ضمیر و علم وغیرہ کی طرف اضافت کرنے کی ذریعہ بھی معرفہ نہیں ہوتا ہے۔ اب قاعدہ مذکورہ کس طرح صحیح ہوگا۔

جواب :- مذکورہ قاعدہ مثل وغیرہ و شبہ و نحو وغیرہ کے غیر میں جاری ہے نہ کہ ان الفاظ میں کیونکہ یہ الفاظ ضمیر و علم و اشارہ وغیرہ کی طرف مضاف ہونیکے باوجود بھی معرفہ نہ ہوگا کیونکہ اس میں ابہام اتنا زیادہ ہے جو اضافت کے ذریعہ زائل نہ کیا جاسکتا ہے۔ کما ذکر فی المطولات۔

سوال :- سنادی کی طرف اضافت کیوں نہیں کی جاسکتی ہے۔ جواب :- اہل نہاد نے سنادی کی طرف مضاف ہونے کو جائز نہ رکھا کیوں کہ سنادی مضاف الیہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ جملہ ہے۔ کذا فی عبد الغفور۔ نکرہ کا معنی نوری پہچاننا اور اصطلاح میں نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو غیر معین کے لئے موضوع ہے۔ رجل یعنی مرد فرس یعنی گھوڑا۔ ہر مرد کو رجل اور گھوڑا کو فرس کہا جاتا ہے

ہمسال غیر معین ہے اب سادگی کی بحث میں جو نکرہ کو معین و غیر معین کی طرف تقسیم کیا۔ اس کا بیان درج ہے۔
 بالتفصیل موجود ہے۔ سوال۔ معضرات کو اشارہ وغیرہ پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ اہم غیر ممکن کو جس ترتیب سے مصنف نے بیان کیا اب تقسیم صرف میں بھی اس ترتیب پر بیان کیا تاکہ
 مذکورہ طریقہ کے خلاف نہ ہو جائے۔ جواب دوم۔ ترتیب معارف میں اختلاف ہے مذہب اول سبویہ و جمہوریہ
 کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا صرف معضرات ہے پھر اعلام پھر اشارات پھر معرفہ بالف و لام پھر موصولات پھر مضاف بیکے
 اینہا۔ مذہب دوم۔ کوئیوں کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا صرف اعلام ہے پھر معضرات پھر جہات پھر معرفہ بالف و لام۔
 مذہب سوم۔ ابن سراج کے نزدیک اعرف المعارف اسمائے اشارات پھر معضرات پھر اعلام پھر معرفہ بالف و لام۔
 مذہب چہام ابن مالک کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا صرفہ میسر تکلم پھر اعلام خاص پھر ضمیر خاص پھر ضمیر غائب پھر
 اشارہ پھر سادگی پھر موصولات پھر مضاف بیکے اینہا۔ مصنف نے مذہب سبویہ و جمہوریہ کو اختیار کیا اور اس
 طریقہ پر بیان کیا کما ذکر فی التحف۔

قولہ۔ بدانکہ اہم برد و وصف مت مذکر و مؤنث الیٰ مصنف اہم کو تعین و غیر تعین کے اعتبار سے
 تقسیم کر کے پھر تذکر و تائیت کے اعتبار سے اسم کو تقسیم کیا۔ اہم دو قسم پر ہے (۱) مذکر (۲) مؤنث۔
 سوال۔ مذکر کو مؤنث پر کیوں مقدم کیا۔

جواب اول۔ حضرت آدم علیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مذکر مقدم ہے حضرت حواہ مؤنث سے جیسے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرجال توامون علی النساء یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اب قرآن مجید میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے بیان کیا مذکر کو مؤنث پر مقدم کیا۔ مصنف نے تعریف میں بھی مذکر کو مقدم کیا تاکہ مطابق قرآن ہو جائے۔
 جواب دوم۔ مذکر اصل ہے اور مؤنث فرع ہے کیونکہ مذکر علامت تائیت کی طرف لفظاً و معنواً تقدیراً
 محتاج نہیں ہوتا ہے بخلاف مؤنث کے وہ علامت تائیت کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ اب غیر محتاج اصل
 ہے محتاج سے اسلئے مذکر اصل کو مؤنث فرع پر مقدم کیا۔ اور بھی متعدد جوابات ہیں ناچیز اس کے درپے
 نہ ہوا۔ قولہ مذکر آمنت الیٰ۔ مذکر صیغہ واحد اسم مفعول از باب تفعیل مصدر تذکیر یعنی مذکر ہونا یا نصیحت
 و ذکر کرنا یا تو مذکر کی طرف منسوب کرنا اور اصطلاح میں مذکر ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں لفظاً و معنواً تقدیراً
 علامت تائیت نہ ہو جیسا کہ رجل و زید و بکر وغیرہ۔ مؤنث صیغہ واحد غائب اسم مفعول از باب تفعیل مصدر
 تائیت معنی نصیحت تائیت لگانا یا تو مؤنث کی طرف نسبت کرنا اور اصطلاح میں مؤنث اس اسم کو کہتے
 ہیں جس میں لفظاً یا تقدیراً معنواً علامت تائیت ہو جیسا کہ امرأة تائیت غلطی ہے اس میں زمین یہ علامت تائیت
 تقدیری۔ زینب یہ تائیت معنوی ہے۔

قولہ۔ علامت تائیت چہا امت الیٰ سید صاحب نے تفصیلی اعتبار سے علامت تائیت کو چار تبار یا درج

اجالاً دو ہے۔ (۱۱) تار تائیت فعلی ہو یا تقدیری (۱۲) الف مقصورہ ہو یا ممدودہ (۱۳) تائیت فعلی جیسا کہ طلحہ۔ یہ درخت کا نام ہے یا ایک صحابی کا نام ہے۔ طلحہ یہ مصداق کے اعتبار سے اگرچہ مذکور ہے لیکن لفظاً ٹونٹ ہے بسبب تار فعلی کے اگر وہ ٹونٹ کا علم نہ ہو تب یہ شمال صیح ہوگی۔ کیونکہ اگر خود وہ ٹونٹ ہو تب علامت تائیت کی کیا ضرورت ہے۔ فتاویٰ۔ سوال۔ تار تائیت کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ تار تائیت اس کو کہتے ہیں جو اکثر تین حروف کے بعد ہو اور وہ زائد ہو اور حالت وقف میں ہو اور ناقبل فتح ہو جیسا کہ طلحہ۔ میں ساری شرطیں موجود ہیں۔ سوال۔ علامت تائیت صرف تار کیوں کہا حالانکہ یار ذی وتی بھی علامت ہے۔

جواب۔ صاحب مفصل نے جو یار ذی وتی کو علامت تائیت میں شمار کیا وہ قول مردود ہے کیونکہ ذی وتی اصلی وضع میں ذی وتی تھا جو ٹونٹ کے لئے موضوع بلکہ وہ صرف اصلی ہے نہ کہ علامت تائیت جیسا کہ افضل الشارحین و رئیس المحققین نے فرمایا قد نرد بعضهم الیاء فی قولہم ذی۔ وتی ذرغف انما لقتا ویس ذلیک لجوان ان یکون صیغۃ موضوعۃ لٹونٹ مثل علی انت کذا فی فوائد الضیائیکہ۔
نکتہ۔ بھریوں اور کوفیوں کے درمیان اختلاف ہے کہ علامت تائیت تار ہے یا ہار بھریوں کے نزدیک تار ہے جو حالت وقف میں ہار ہو جاتی ہے۔ وہ تار سے بدل ہو کر آتی ہے۔ بخلاف کوفیوں کے ان کے نزدیک علامت تائیت تار نہیں بلکہ ہار ہے اور تار ہار سے بدل ہو کر آتا ہے۔ مذہب بھری اولیٰ ہے اسلئے مصنف نے اسکو اختیار فرمایا۔

فائدہ ۱۰۔ بچیہ بطلب النویہ۔ روشن باد تار تائیت چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے (۱۱) تار تائیت جیسا کہ طلحہ (۱۲) تار مذکر جو خلاف قیاس اسمائے عدد میں آتا ہے جیسے ثلاثہ رجال میں ثلاثہ میں جو تار ہے وہ خلاف قیاس لائی گئی ہے۔ اس کا قاعدہ ہدایۃ النویہ میں آنے والا ہے۔ (۱۳) عوفیتہ جو کسی حرف محذوف کے بدلے میں آوے جیسا کہ عتہ اصل میں وعدتھا واد محذوفہ کے بدلے میں نا آئی ہے اور آخر میں لایا۔

۱۴) تار فارقی یعنی وہ تار جو واحد و جمع کے درمیان فرق کرے جیسا کہ تکر۔ واحد۔ جمع تخم۔ (۱۵) تار مغولیہ یعنی وہ تار جو معنی صفتی سے نقل کر کے معنی ایسی کی طرف نقل کرتی ہے جیسا کہ کافی سے کافیہ۔ کافی یعنی کفایت کرنیوالا تھا صفت اب اسکو ایک کتاب کا نام رکھ دیا جو تہائی مسائل نحویہ کو کفایت کرنے والی ہے (۱۶) تار اندازہ جمع کے بعد جیسا کہ حجارۃ حجر کی جمع ہے حجارۃ ایسے تار زائد ہے جو بمعنی پتھر۔ (۱۷) تار مبالغہ جیسا کہ علامتہ اصل میں علام تھا۔ (۱۸) تار مصدر یہ جیسا کہ فاعلیۃ بمعنی فاعل ہونا مفعولیۃ بمعنی مفعول ہونا۔ مجرور بمعنی مجرور ہونا (۱۹) تار مجید جو لغت علم کی علامت ہے جیسا کہ حوارہ (۲۰) تار نسبتہ مغاربتہ منسوب الی مغربی (۲۱) تار تاکید جیسا کہ حمارہ تاکید جمال ہے۔ (۲۲) تار بمعنی کثرت کے لئے جیسا کہ عطلہ بہت عقل والا (۲۳) کذافی یعنی ذیبتی زائدہ۔

(۲۴) الف مقصورہ۔ مقصورہ میوز واحد ٹونٹ اسم مفعول مصدر القصر بمعنی کوتاہ کرنا از باب نصر الف مقصورہ

کہا کہتے ہیں جو تلفظ میں کوتاہ ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ جیسے سبلی و حاملہ عورت، (۳) الف محدودہ۔ محدودہ ہمیز واحد مؤنث اسم مفعول۔ مصدر التذمینی دراز کرنا۔ از باب نصر۔ الف محدودہ اس کو کہتے ہیں جو تلفظ میں دراز پڑھا جائے جیسا کہ حرار و سرخ عورت، سوال۔ لفظ غنی و امی و قیثوی میں الف مقصورہ ہے مؤنث کیوں نہیں۔ جواب۔ الف مقصورہ سے وہ الف مراد ہے جو طمّحہ و زائدہ نہ ہو الفاظ مذکورہ میں پہلے دونوں لفظ میں الف مقصورہ الحاق کیے اور ثالث میں زائدہ ہے اسلئے یہ الفاظ مؤنث نہیں ہیں۔

سوال۔ الف مقصورہ و محدودہ کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب۔ فرق اول جیسا کہ ظاہر ہے تعریف سے۔ دوم یہ کہ الف مقصورہ کے بعد ہمزہ نہیں ہوتا ہے بخلاف الف محدودہ کے کیونکہ بعد الف محدودہ ہمزہ زائدہ ہوتی ہے جیسا کہ حرار۔ صحرار وغیرہ

سوم الف محدودہ حقیقت میں دو الف ہے بخلاف الف مقصورہ کے کہ وہ حقیقت میں ایک الف ہے نہ کہ دو الف ہے، سوال۔ الف محدودہ کے علامت تائینت ہونے میں نحاۃ کا کیا اختلاف ہے۔

جواب۔ مذہب اول سیمویہ اور جمہور کے نزدیک علامت تائینت ہمزہ ہے جو الف مقصورہ سے بدل ہوا اور اسکے ماقبل جو الف ہے وہ آواز کی درازی کے لئے لائے ہیں۔ مذہب دوم بعض کے نزدیک صرف ہمزہ ہے الف وہ اصلی ہے۔ مذہب سوم بعض کے نزدیک صرف الف علامت تائینت ہے اور ہمزہ کو اس وجہ سے لایا تاکہ افعال کا مؤنث فعلی و فعلان کی مؤنث فعلی کے درمیان فرق کر دیوے یعنی جو افعال کی مؤنث فعلی ہے اس میں لام کلمہ کے بعد ایک ہمزہ ہوتا ہے۔ بخلاف مؤنث فعلان کے اس میں ہمزہ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ حرار بہمزہ۔ سکران سے سکرنی بے ہمزہ ہے، اور بعض کے نزدیک ہمزہ و الف دونوں میں علامت تائینت ہے کذاتی رتھا۔ نکتہ۔ الف مقصورہ و محدودہ کبھی حرف اصلی اور کبھی زائدہ اور کبھی الحاق اور کبھی معنی زیادتی کے لئے مستعمل ہوتا ہے کذاتی حاشیہ متفرقہ، ارض اصل میں ارضتہ تھا۔

سوال۔ ارض جو کہ ارضتہ تھا اسکی دلیل کیا ہے۔ جواب۔ نحو یوں و صرفیوں کے درمیان ایک قاعدہ مشہور ہے کہ اگر کسی اسم کا مادہ اصلی پچھتا مقصود ہو تو اس اسم کو اسم تصغیر یا جمع تخیل کر کے بعد علامت جمع و تصغیر حذف کر کے دیکھو مینے حروف باقی ہیں جان لو کہ وہ سب اسم کا مادہ اصلی ہے جیسے ارض پر مذکورہ قاعدہ سے تصغیر کر کے دیکھا گیا کہ ارضتہ تھا اب یا تصغیر یہ کو حذف کر ڈالو اب صرف ارضتہ باقی رہا اب معلوم ہو گیا کہ ارض کی اصل میں ایک تار تھی ای ارضتہ خلاف قیاس سمائی کی طور پر تاکہ کو حذف کر ڈالا ارض ہوا۔ اب میر سید صاحب نے فرمایا زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود بردیہ عبارت مذکورہ قاعدہ کا ایک جز ہے ورنہ قاعدہ کلیتہً وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور اس اسم مؤنث کو سماعی کہتے ہیں یعنی وہ اسم مؤنث جس میں تار تہ ہوا اسکو سماعی کہتے ہیں اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں بلکہ اہل لسان نے جس کو مؤنث پڑھا اسکو مؤنث قرار دیا جاوے نہ کہ خود اس میں دخل دیکر دیا کی تسمائی اسم مذکر کو مؤنث سماعی کہہ دیوے۔

الحاصل۔ مَوْنُث کی تین قسمیں ہیں (۱) مَوْنُث حقیقی جس کی تشریح مذکور ہوئی (۲) مَوْنُث سماعی جس میں لفظ علامتِ تائید نہ ہو اسکے مقابل میں حیوان مذکور بھی نہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا۔ (۳) مَوْنُث معنوی وہ ہے جس کے مقابل حیوان مذکور ہو اور لفظاً علامتِ تائید بھی نہ ہو جیسا کہ ام یعنی ماں و ہند وغیرہ ۱۰

سوال۔ مَوْنُث سماعی کتنے ہیں۔ جواب مَوْنُث سماعی کی تعداد محصور و معین نہیں بلکہ کلام عرب سے جتنا سنا گیا وہ سب مَوْنُث سماعی ہے اب ناچیز چند الفاظ کو لایا ہے۔ حافظ ۱۱

مَوْنُث سماعی دو طرح پر ہے (۱) جزئیہ جو علیحدہ علیحدہ ہے (۲) مَوْنُث سماعی کلیہ جو کلی طور پر ہو مَوْنُث سماعی جزئیہ۔ اَرْضُ رِزْمِ، دَاثُ دُغْرِ، نَحْلُ دُشْمِدْکِ، دَلْوُ دُذُولِ، دِحْمُ دِجْتِ دَانِ، قِدَاثُ دَرِیْغِ، عَنکَبُوْتُ دِکْرَطِ، مَوْسِی دَسْرَه، اَرْزَبُ دِخَرْگُوشِ، کَاثِسُ دِپَااِلِ، ثَعْلَبُ دِلَوْطِی، بَعْرُ دِکِنَوَالِ، شَمْسُ دِسَوْرَجِ، ضَمْعُ دِکَفَّارِ، مَشْکُ دِشَمْکِ، عَقْرَبُ دِیَجْهَوِ، ذَهَبُ دِسَوْنَا، تَبَدُّ دِسَوْنَاکِ دُلِ، مِیْلَخُ دِزَمْکِ، فَوْسُ دِگُھُورَا، عَصَا دِلاَمْطِی، نَفْسُ دِذَاتِ، کِبَدُ دِجَگْرِ، سِرَاوِیْلِ دِپَاچَا، عَنوَلُ دِبھُوتِ، اَفْعٰی دِسَانِپِ، سَلْمُ دِصَلْحِ، قَوْمُ دِکَمَانِ، اسکے علاوہ بہت بے مطولات سے تفتیش کیا وے۔

مَوْنُث سماعی کلیہ (۱) انسان کے تمام ان اعضاء کے نام جو دُذُو دُذُو ہیں سب مَوْنُث سماعی ہیں مگر خدین (رخسارہ) خابین (آبرو) یہ دونوں مَوْنُث نہیں مَوْنُث سماعی جیسا۔ اذُنُ یعنی کان۔ یَدٌ یعنی ہاتھ دِجَلٌ۔ بَجْرٌ دِکُونِ جِمِ یعنی پاؤں موقوف یعنی کہنی۔ عین دِآنْکھ، تَدِی یعنی پھالی وغیرہ۔

(۲) دوزخ کی تمانی ناموں جیسے سِیْرٌ دِجَنَمِ دِنَارٌ دِالْخَطَرِ، ہَادِیَہٌ دِنَطْیِ دِسَقْرِ دِجَمِ سب مَوْنُث سماعی ہیں۔ (۳) تمانی شَرَابُ کا نام جیسا کہ خمر، دِلاخُ دِراخُ، دِقرْقَفُ دِصَنْبَا دِقَرَقُوفِ دِشَمُولِ دِغَفَارِقِ دِقَدَامِ

دِغَرِقِ دِعینِ دِعَرْضِ دِعَطْہَا دِغیرَہ سب مَوْنُث سماعی ہے۔ (۴) تمانی ہوا کے نام بھی مَوْنُث سماعی ہیں جیسے ریح و شمال۔ اترکی ہوا دِذَلُوْتُ۔ قبْضُ دِکِ ہوا دِغیرَہ (۵) تمانی شہروں کے نام مَوْنُث غیر منصرف ہیں مگر منی۔ شام۔ دِعْرَاقُ دِوَاسِطِ دِغَلْجَا دِجَمْرَا یہ سب مذکور و منصرف ہے کذا فی ترمین الادب فی ترقین العرب۔

(۶) اگر شہروں کی بقو کے ساتھ تاویل کی جائے تب سب مَوْنُث ہوگا جیسے بَقُو ہند و بَقُو مکر وغیرہ۔ (۷) چاروں جوانب کو بھی بعض نے مَوْنُث سماعی قرار دیا۔

سوال۔ عقرب میں علامتِ تائید لفظاً و تقدیراً و معنا نہیں۔ اب (کو) مَوْنُث کس طرح قرار دیتے ہیں۔ جواب۔ عقرب میں لفظاً و تقدیراً و معنا نہیں بلکہ حکما ہے۔ کیوں کہ اسمِ رباعی کا حرفِ رابع تائید کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ اسمِ رباعی کو تصغیر کرنے سے تائید تائید نہیں آتا ہے جیسا کہ عقرب سے عقرب

اب معلوم ہوا کہ حرفِ رابع تائید تائید کے قائم مقام ہے ورنہ عند التصغیر تائید تائید کیوں نہیں آتی ہے۔

قولہ - بدانکہ ٹونٹ بر دو قسم است الامتصاف نے ٹونٹ کی تعریف کر کے اب تقسیم کرنا شروع کیا۔
 ٹونٹ بر دو قسم است (۱) ٹونٹ حقیقی وہ ہے جس کے مقابل میں حیوان مذکر ہو۔ جب کہ ام آة اسکے مقابلہ
 میں جمل ہے۔ اور نائتہ اسکے مقابلہ جمل ہے۔ نائتہ یعنی اونٹنی و جمل یعنی اونٹ اب دو مثال کو لیا کہ اس بات کی
 طرف اشارہ کیا کہ حیوان ٹونٹ دو قسم پر ہے (۱) اعلیٰ جیسا کہ ام آة (۲) ادنیٰ جیسا کہ نائتہ اور ٹونٹ لفظ
 اسکو کہتے ہیں جس کے مقابل میں حیوان مذکر نہ ہو جیسا کہ ظلمتہ و قوۃ۔ اگرچہ اس کے مقابلہ نوہ مذکر سے لیکن حیوان
 الہامی۔ معلوم ہوا کہ ٹونٹ حقیقی متحقق ہونے کیسے تین شرطیں ہیں (۱) اس ٹونٹ کے مقابل میں کسی
 چیز کا ہونا (۲) وہ کسی جو مقابل ہوا اسکا مذکر ہونا۔ (۳) وہ مذکر حیوان کی جنس سے ہو۔ اگر مذکورہ شرائط میں سے
 کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو جاوے وہ ٹونٹ حقیقی میں داخل نہ ہوگا۔

اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ٹونٹ لفظ کے لئے بھی تین چیزیں ہیں (۱) اسکے مقابلہ کسی چیز کا نہ ہونا جیسا
 عین اسکے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ (۲) اسکے مقابلہ میں کوئی چیز موجود ہو لیکن وہ مذکر نہ ہو جیسا کہ ظلمتہ
 اسکی مقابلہ میں نوہ ہے لیکن وہ مذکر نہیں ہے (۳) اسکے مقابلہ میں کوئی چیز ہو اور مذکر بھی ہو لیکن وہ حیوان
 سے نہ ہو جیسا کہ نخلہ اس کا مذکر نخل (کھجور کا درخت) موجود ہے لیکن حیوان نہیں ہے۔

بدانکہ اہم برتہ صنف ست واحد وثنی و مجموع۔ واحد آنت کہ دلالت کند بر
 یک معنی چون رجل۔ وثنی آنت کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف ویا را ناقبل مفتوح
 و نون مکسورہ با فرش پیوند چوں رجلاں ورجلیں و مجموع آنت کہ دلالت کند بر بیش از دو
 بسبب آنکہ تغیر در واحد کردہ باشد لفظا چوں رجال تقدیرا چوں فلک کہ واحدش نیز فلک
 ست بر وزن قفل و جمع ہم فلک بر وزن اسد۔ بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تخمیر
 و جمع تفریح۔ و جمع کثیر آنت کہ بنائے واحد در سلامت نباشد چوں رجال و مساجد و انبیہ
 جمع تکیس در ثلثی سماع تعلق وارد و قیاس را در و مجالے نیست۔ اما در رباعی و خماسی بر وزن
 فعال ایل آید چو جعفر۔ جنافر۔ جمرشس۔ جماعہ بحذف حرف خامس۔

تشریح :- مصنف اہم کو تذکرہ و ثانیث و تفریح و تکیس وغیرہ کے اعتبار سے تقسیم کر کے اب اہم کی تعداد کے
 اعتبار سے تقسیم کرنا شروع کیا اور فرمایا۔ اہم تین صنف یعنی تین قسم پر ہے (۱) واحد (۲) ثنی (۳) مجموع
 اس سے زائد اور قسم نہ ہو سکے گی و چون نظر ہر مگر اہل فارس اہم کو دو قسم پر بتلاتے ہیں (۱) واحد (۲) مجموع
 جو وہ کے اوپر دلالت کرتا ہے اسکو مجموع کہتے ہیں۔ ثنی کا کچھ اعتبار نہیں و جو حصہ یہ ہے کہ اہم تین حالت سے

خال نہیں اول ایک ہو یا دو یا تین اگر ایک ہو تو مفرد و اگر دو ہو تو ثنی اگر اس سے زائد ہو تو مجموعہ۔
 سوال۔ واحد کو ثنی و مجموعہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اول واحد بمنزلہ جزو ہے اور ثنی و مجموعہ بمنزلہ کل ہے
 اب جزو کل پر مقدم ہوتا ہے اسلئے واحد کو ثنی و مجموعہ پر مقدم کیا۔ جواب دوم کثرت الاستعمال ہے ثنی و مجموعہ سے
 کثرت الاستعمال قلیل الاستعمال پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے واحد کو ثنی و مجموعہ پر مقدم کیا۔ سوال ثنی کو مجموعہ پر کیوں
 جواب اول۔ ثنی عدد میں مجموعہ سے مقدم ہے۔ اب ذکر میں بھی مصنف نے مقدم کیا تاکہ مطابق ہو جائے۔
 جواب دوم۔ ثنی واحد جو کہ اصل ہے اس کے قریب ہے کیونکہ مفرد سے ایک زائد کرنے سے ثنی بن جاتا ہے
 بخلاف مجموعہ کے اب ثنی قریب واحد سے اسلئے ثنی کو مقدم کئے۔
 جواب سوم۔ ثنی شرافت والا ہے مجموعہ سے کیونکہ ثنی میں واحد کا وزن سلامت رہتا ہے بخلاف مجموعہ
 کے اس میں واحد کا وزن سلامت نہیں رہتا ہے۔ رجل درجہ ان میں واحد کا وزن سالم ہے بخلاف رجال
 کے ایسے وزن ٹوٹ گیا ہے۔

جواب چہارم۔ تثنیہ و ثنی کثرت الاستعمال ائی وقوع ہے کیونکہ ثنی کیلئے کچھ شرط نہیں۔ بخلاف مجموعہ کے
 خواہ مذکر سالم ہو اکیلے و دونوں خواہ مؤنث سالم ہو اس کیلئے الف و تاء خواہ جمع تکبیر اکیلے سماع شرط
 ہے۔ اب بلا شرط ثنی بشرط مجموعہ پر مقدم ہوگا۔

قول۔ واحد آنت الخ واحد کا معنی نومی ایک ہونا۔ اور اصطلاح نحاہ میں واحد اس کو کہتے ہیں جو ایک
 معنی و ذات معنی پر دلالت کرے جیسا کہ رجل یعنی ایک مرد و امرأة یعنی ایک عورت پھر واحد دو قسم پر ہے۔
 حقیقی جو کہ الآن مذکور ہوا۔ معنی جو کہ اصل میں مفرد نہ تھا بلکہ غیر مفرد تھا اب وہ کسی وجہ سے واحد کے حکم میں
 ہو گیا جیسا کہ جمع تکبیر صورتہ توجع ہے لیکن معنا واحد مؤنث میں ہے شال عبارت عربیہ میں کثرت الوقوع ہے
 قول۔ ثنی آنت الخ ثنی صیغہ واحد اسم مفعول از باب تفعیل مصدر تثنیہ مادہ ثنی یعنی دو کرنا اور اصطلاح
 میں تثنیہ حقیقی اس کو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے بسبب اس بات کے کہ حالت رفع میں الف ماقبل مفتوح و نون
 مکسور اور حالت نصب و جر میں یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور پایا جاوے اس شی کے مفرد کے آخر میں شال
 حالت رفعی جیسا کہ رجلان واحد رجل تھا۔ اور حالت نصب و جر میں رجلین واحد رجل۔

تثنیہ ملحق یا فرعی اس کو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے فقط پھر وہ دو قسم پر ہے۔ صوری جیسا کہ آسان
 و آسان یہ دونوں صورتہ و معنا لفظاً تثنیہ ہے لیکن حقیقتہ تثنیہ نہیں کیونکہ تثنیہ حقیقی کے لئے واحد شرط
 ہے لفظ آسان و آسان کے واحد نہیں اسلئے تثنیہ حقیقی نہ ہوگا۔

دوم معنوی یعنی معنی میں تثنیہ ہو لیکن صورتہ واحد کی مانند ہو۔ جیسے کلا و کلتا یعنی دو مرد اور دو عورت بر معنی
 تثنیہ ہے لیکن صورتہ تثنیہ نہیں کیونکہ الف و نون نہیں حقیقتہ بھی نہیں کیونکہ ان دونوں کیلئے واحد نہیں۔

سوال۔ تشبیہ کی تعریف جامع نہ ہوئی کیوں کہ آخر شرط کی ضمیر میں کا مزج تشبیہ یا واحد بہر صورت معنی صحیح نہ ہوگا۔ اگر مزج ثنی ہو تو تشبیہ معنی یہ بنتے ہیں۔ تشبیہ لفظی اسکو کہتے ہیں جس کے آخر الف و نون مکسور یا یائے ماقبل مفتوح و نون مکسور پایا جاوے مثل جارئی مسلمان راہت مسلمان پر ثنی کی تعریف صادق نہیں آوے گی کیونکہ وہ الف و نون پہلے لاحق تھا نہ کہ پھر لاحق ہو ورنہ الف و نون لازم آوے گا۔

جواب۔ ضمیر شس کا مزج ثنی ہے مگر عبارت صحیح ہونے کیلئے ایک مضاف مقدر ماننا ضروری ہے ورنہ مذکور مانع لازم آوے گا۔ تقدیر عبارت یہ ہے کہ باقر مفرد و شس الف و یاء ماقبل مفتوح و نون مکسور لاحق و ثنی یعنی تشبیہ حقیقی وہ ہے جسکے مفرد کے آخر میں الف حالت رفع میں یا تو یاء ماقبل مفتوح حالت نصب و جر میں اور نون مکسور لاحق ہو اب مفرد کو محذوف مانتے سے انسان و انسان و کلا و کلا سب تعریف ثنی حقیقی سے خارج ہو گئے کیونکہ اس کے لئے مفرد نہیں بلکہ انسان و انسان ثنی صوری و کلا و کلا معنوی ہے۔

نکتہ۔ جو لفظ دو معنی میں مشترک ہو اسکی تشبیہ لانا جائز نہیں جیسا کہ قرآن وغیرہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ وہ لفظ مشترک قر و بقی حیض یا تو طہر۔

سوال۔ البون و قمرین و مشرقین وغیرہ ان الفاظ مشترک کو تشبیہ لانا کیوں صحیح ہوا۔
الجواب۔ مذکورہ الفاظ میں صناعت تغلیب کی بنا پر تشبیہ لایا ورنہ صحیح نہ ہوگا۔ صناعت تغلیب کی بحث مال میں بالتفصیل آئے والی ہے۔

سوال تشبیہ کی حالت نصب و جر میں یائے ماقبل مفتوح کیوں ہوتا ہے۔ جواب تاکہ جمع کی حالت نصب و جر کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ جمع کی حالت نصبی و جبری میں یاء ماقبل مکسور ہوتا ہے اگر تشبیہ میں بھی یہ حالت نصبی و جبری میں یاء ماقبل مکسور ہو تب تشبیہ و جمع میں التباس ہوگا۔ التباس غیر جائز ہے۔ سوال۔ تشبیہ و جمع حالت نصبی و جبری کے درمیان فرق کے لئے اس کا برعکس ثنی جمع کی حالت نصبی و جبری میں یائے ماقبل مفتوح اور تشبیہ کی حالت نصبی و جبری میں یائے ماقبل مکسور کیوں نہ ہوا۔

جواب۔ مذکورہ کے برعکس نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تشبیہ و ثقیل ہے کیونکہ وہ زیادہ جمع خفیف ہے کیوں کہ وہ باعتبار ثقیل ہے۔ اب مناسبت یہ ہے کہ تشبیہ ثقیل کو یائے ماقبل مفتوح خفیف کو اور جمع خفیف کو یائے ماقبل مکسور جو کہ ثقیل تھا عطا فرمایا تاکہ مناسبت ہو جائے۔

سوال۔ تشبیہ جمع سے تعدد کے اعتبار سے کس طرح زیادہ ہو سکتا ہے۔
جواب۔ مثلاً دس کو اگر تشبیہ کیا جاوے تب پانچ تشبیہ ہوگا اور اگر جمع کیا جاوے ایک جمع ہوگا۔ اب معلوم ہوا کہ تشبیہ زائد ہے جمع سے جیسا کہ معلوم ہوا۔

سوال۔ نون تشبیہ مکسور و نون جمع مفتوح کیوں ہوا۔؟

جواب اول۔ اگر تشبیہ کے نون کو فتح دیا جاوے تب چار فتح ایک جمع ہونا لازم آوے گا۔

۱۱ الف ماقبل فتح (۱۲) الف خود وفتح (۱۳) نون تشبیہ مفتوحہ اب توالی فتحات یعنی پے درپے چار فتح ایک جمع ہونا جائز نہیں، اسلئے نون تشبیہ کو کمسور کئے اور حالت نصب وجر میں اگر چہ چار فتح لازم نہ آویگا لیکن وہ حالت رفع پر محمول ہے۔ ۱۲

قول ثانی۔ مجموع الخ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول معی لغوی جمع کرنا اور اصطلاح نحو میں جمع اسکو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زائد پر دلالت کرے۔ بشرطیکہ واحد کے وزن میں کوئی ایک رسم کا لفظ میں تغیر ہو خواہ وہ تغیر تفعیلی ہو جیسے رحل کی جمع رجال تقدیری جیسے کہ فلک معی کشتی اگر وہ اسد جمع کے وزن پر ہو اور اگر وہ قفل کے وزن پر ہو تو واحد ہوگا۔ کیونکہ وہ قفل معی ایک نالہ۔

سوال۔ فلک میں بالکل تغیر نہیں اب وہ جمع کس طرح ہوگا۔

جواب اول۔ فلک میں حالت واحد میں فار کلمہ کو جو ضمہ رہتا ہے حالت جمع وہ ضمہ فاکلمہ نہیں رہتا ہے بلکہ جمعیت کے اعتبار سے پھر نامضموم ہوتی ہے اب فلک واحد وجمع کے درمیان فرق ہو گیا اعتباراً ۱۱

جواب دوم۔ تغیر تقدیری دو قسم پر ہے۔ اول لفظی جیسا کہ اسد میں تغیر ہوا اسد جمع واحد اسد اب فتح ہمزہ کو ضمہ کے ساتھ تغیر کر دینے سے جمع ہوگی۔ دوم تغیر اعتباری و حکمی فلک اگر چہ لفظاً تغیر نہیں لیکن یہ جمع تغیر اعتباری کے وزن پر ہوا۔ اب فلک کو اسد پر ہم وزن کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر حمل کئے یعنی اسد میں جیسا کہ تغیر ہوا اب فلک میں بھی فرضی و اعتباری طور پر اس میں بھی تغیر مانا جاوے۔

جواب سوم۔ فلک واحد جمع ہونا یہ موزن بہ کی اعتبار سے ہے یعنی فلک اگر اسد کے وزن پر ہو تب جمع ہے اگر قفل کے وزن پر ہو تب وہ مفرد ہوگا۔ ۱۲

نکتہ۔ اوپر جو مذکور ہو جمع حقیقی کی بات ہے اور ایک قسم اسم جمع و شبہ جمع ہے وہ بھی معنی جمعیت کا نائدہ دیتے ہیں اسم جمع اس کو کہتے ہیں جس سے معنی جمعیت ظاہر ہے لیکن اس مادہ سے اسکا مفرد مستعمل نہیں جیسا کہ نفر۔ قوم۔ رھظ و نیزہ اسم جمع ہے شبہ جمع اسکو کہتے ہیں جس میں معنی جمعیت ظاہر ہو لیکن واحد و جمعیت کے درمیان ایک تار سے فرق کیا جاسکتا ہے جیسا کہ کلمہ واحد کلم جمع ہے ان دونوں قسم کی پھر دوبارہ جمع بھی آتی ہے جیسا کہ قوم کی جمع اقوام انجم جمع ہے نجم کا وغیرہ۔

نائدہ :- جمع تحبیر کے واحد کے وزن سے تغیر ہونے کی چھ صورت ہے ۱۱، تغیر ہونا بسبب زیادہ کرنے صرف کو مفرد پر لیکن شکل باقی رہے جیسا کہ صنو واحد معنی ر، صنوان جمع تغیر بزیادہ الف و نون ۱۲، واحد سے جمع میں حرف نقصان کرنے کے ساتھ تغیر کرے لیکن شکل و صورت باقی رہے جیسا کہ تختہ ایک دانہ تخم جمع تغیر نقصان تار و صیغہ واحد بدل ہو جاوے گا بسبب بدل جانے شکل و صورت کے و

دو قسم حقیقی جیسا کہ آئندہ تقدیری جیسا کہ نلک (کشتیاں)، (۱۶) صیغہ مفرد بدل ہو جاوے بسبب زیادہ کرنے حرف کے اور بدل دینے شکل و صورت کے جیسا کہ رجال جمع واحد رجل یعنی مرد۔ الف زائدہ ہوا اور شکل بھی تغیر ہوگی (۱۵) صیغہ مفرد تغیر ہوگا بسبب نقصان حروف مفرد کے و تبدیل شکل کے جیسا کہ رسل جمع ہے رسول کی یعنی قاصد۔ یہاں تغیر نقصان واو و تغیر وزن واحد کے (۱۷) صیغہ مفرد تغیر ہوگا بسبب زیادہ حروف بر مفرد و نقصان حروف و تبدیل شکل کے جیسا کہ غلمان جمع ہے غلام کی یہاں تغیر ہوا بحذف لام الف بعد لام و زیادہ الف دونوں بعد لام و تبدیل شکل بر تنوین موجود ہے شکل تبدیل ہونے سے مراد یہ ہے واحد میں پہلے دونوں حرف کی حرکت اگر جمع میں بھی باقی رہے یا تب شکل باقی رہے گی ورنہ شکل تغیر ہوگی جیسا کہ اوپر کے اشغال تجویزی معلوم ہو گیا ہے۔ قول بدانکہ المصنف جمع حقیقی بیان کر کے اب اسکی لفظاً و معناً تقسیم فرما رہے ہیں تاکہ مبتدیان کو بیان کو احکام جمع اچھی طرح معلوم ہو جمع لفظاً کی اعتبار سے دو قسم پر ہے (۱۱) جمع تکبیر کو جمع مکتبہ بھی جاتا ہے (۱۲) جمع تصحیح اسکی جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

سوال۔ سید صاحب جمع تکبیر کو جمع تصحیح پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اول جمع تکبیر مستقل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کا بجا بداری نہیں کرتا ہے۔ اب مستقل غیر مستقل پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے جمع تکبیر مستقل غیر مستقل پر مقدم کیا بخلاف جمع سالم کے۔ جواب دوم جمع تکبیر کثیر الاستعمال ہے کیونکہ اسکی بعض وزن کا واحد کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔

سوال۔ سید صاحب نے جمع تکبیر کو جمع تصحیح پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اول جمع تکبیر مستقل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کی نا بداری نہیں کرتے ہیں اب مستقل غیر مستقل پر مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع تکبیر مستقل کو غیر مستقل پر مقدم کیا بخلاف جمع سالم کے، جواب دوم جمع تکبیر کثیر الاستعمال ہے کیونکہ اس کے بعض وزن کا واحد کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔ واحد جیسا کہ کثیر الاستعمال ہے اب جمع تکبیر بھی کثیر الاستعمال ہے، قاعدہ مسئلہ ہے تلیل الاستعمال پر کثیر الاستعمال مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع تکبیر جو کہ کثیر الاستعمال ہے اسکو جمع تصحیح پر جو کہ تلیل الاستعمال ہے مقدم کیا۔ جواب سوم جمع تکبیر کی قسم زیادہ اور غیر محصور ہے بخلاف جمع تصحیح کے اس کی صرف دو قسم ہے۔

زیادہ قسم والا مقدم ہوتا ہے تھوڑا سا قسم والا پر اب جمع تکبیر جو کہ زیادہ قسم والا ہے اسکو تھوڑا قسم والا پر یعنی جمع تصحیح پر مقدم کیا۔ قول جمع تکبیر آئندہ کہ بار واحد در سلامت نباشد یعنی جمع تکبیر اس کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن صحیح و سالم نہ رہے۔ جیسا کہ رجل واحد کی جمع تکبیر رجال ہے مسجد کی جمع تکبیر مساجد ہے۔ سوال۔ مصنف جمع تکبیر کی دو مثال کیوں لائے۔ جواب دو مثال لاکر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ جمع تکبیر دو قسم پر ہے۔ (۱۱) جمع تکبیر نئی الجموع (۱۲) جمع تکبیر غیر نئی الجموع۔ جمع نئی الجموع یعنی ایسی جمع جس کو جمع تکبیر بنا نا ختم ہوگی ہو اور دوبارہ جمع نہ لائی جاسکی ہو اور اصطلاح نماۃ میں جمع نئی الجموع اس کو کہتے ہیں جس میں

الف جمع کے بعد دو حرف متحرک ہو جیسا کہ مساجد میاں الف کے بعد دو حرف متحرک ہی جیم و ذال واقع ہوا یا تو الف جمع کے بعد ایک حرف مشدّد ہو جیسا کہ دو اب یعنی چار یا یہ یا تو الف جمع کے بعد تین حرف متحرک ہو لیکن تین حروف کے بعد درمیانہ حروف ساکن ہو جیسا کہ مصابیح۔ پھر جمع ثنی الجوع دو قسم پر ہے (۱) جمع ثنی الجوع حقیقی (۲) جمع ثنی الجوع حکی۔ جمع ثنی الجوع اس کو کہتے ہیں جو دو مرتبہ جمع کیا ہو جیسا کہ کالاب کالاب کی جمع ہے اور اکلب کلب کی جمع ہے (۱) حکی وہ ہے جو دو مرتبہ جمع نہ کیا ہو بلکہ جکی دو مرتبہ جمع آتی ہو اسکے وزن پر ہوا ہے جیسا کہ مساجد یہ دو مرتبہ جمع نہ ہوا لیکن اکالاب جو دو مرتبہ جمع لائی گئی ہو اس کے وزن پر ہو جیسا کہ مساجد برفان اکالاب غیر ثنی الجوع اس کو کہتے ہیں جو ثنی الجوع کے خلاف ہو جیسا کہ رجال و کلاب وغیرہ جمع ثنی الجوع چونکہ تلمت الوقوع یا تو سامنے اس کا بیان آنے کے سبب سے مصنف نے بیان نہ فرمایا۔

قولہ۔ ابنیۃ جمع تکبیر الخ ابنیۃ جمع بناں کا یعنی اوزان یعنی جمع تکبیر کا وزن ثلاثی مجرد سے سماع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی قیاس وقاعدہ کلیہ سے کوئی اوزان مقرر نہیں بلکہ زبان عرب سے جو سماع ہے اس پر منحصر ہے جس قیاس کا کچھ مجال و دخل نہیں لیکن ناچیز نے تیسکن خاطر طلبہ کے لئے چند اوزان کو نکھو ادیا اگر ان اوزان کو حفظ و ضبط کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ کثیر ہو گا جیسا کہ علامہ زنجشیری نے مفصل ماخذ کافہ میں فرمایا ہے ثلاثی مجرد اذا کسر عشرۃ اشد یعنی ثلاثی مجرد سے جمع تکبیر اکثر اوقات دس وزن آتا ہے جیسا کہ (۱) افعال چون ارکان جمع کن (۲) فعال چون قداح جمع قدح یعنی پیار (۳) فحول چون عروق جمع عرق یعنی رگ (۴) فعلان چون جھوان جمع ضواء یعنی سپی (۵) افعل چون افسس چون فاسس یعنی پیسہ (۶) فعلان چون بطنان جمع بطن یعنی پیٹ (۷) فعلة چون قرود جمع فرد یعنی بندہ (۸) فاعل چون سفوف جمع سقف یعنی چھت (۹) فاعل چون منزح نمر (۱۰) فعلة چون غلغلة جمع غلام۔ کذا فی الفصل۔

قولہ۔ امار بائی و خماسی ربوزن فعال آید الخ رباعی مجرد و ثلاثی مزید فیہ او خماسی مجرد وغیرہ کا جمع تکبیر فعال کے وزن پر آوے گا بشرطیکہ خماسی مجرد و رباعی مزید فیہ سے پانچوں حرف حذف کر دیتے جائیں بقول مذہب مشہور مگر بعض نحاة نے خماسی اور رباعی مزید فیہ کو جمع تکبیر کرتے کے وقت حروف زائدہ حذف کرنے کے قائل ہیں۔ حروف زائدہ وہ حرف ہے جو ابجود متناسخ نے مرکب کر لیا ہے یعنی الف و لام و یاء و واو و جیم و تا و نون و سین و با و ہمزہ۔ شاید مصنف نے مذہب مشہور کو اختیار فرمایا اسلئے شال رباعی جعفر کی جمع جعفر ہے جعفر ایک شخص کا نام ہے اور نبر کو چک کو بھی جعفر کہا جاتا ہے شال خماسی جعفر شمس بقیم جیم یعنی شال خوردہ بوڑھا جعفر اس کی جمع ہے۔ اور بعض نے اس کی جمع جعفر شمس کہا ہے بخذف یم حروف زائدہ

جمع تصبیح آنت کہ بنائے واحد در سلامت مانند و آل بر دو قسم است: جمع مذکر و جمع مؤنث

جمع مذکر آنت کہ واوے ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند و چون مسلمان
 و مسلمین و جمع مؤنث آنت کہ الفے باتائے باخرش پیوند و چون مسلمات و بدائے جمع باعتبار
 معنی بر دو نوع است۔ جمع قلت و جمع کثرت۔ و جمع قلت آن است کہ بر کم از وہ اطلاق کنند و آن
 را چہا بنیاست افعال مثل اکتب افعال چون اقوال و افعال چون اعوانہ و فاعلہ چون علمہ و و جمع تفعیل
 بے الف و لام یعنی مسلمان و مسلمات جمع کثرت آنت کہ بر وہ و بیشتر از وہ اطلاق کنند و اینیہ آن ہر چہ
 غیر ازین شش بنیاست۔

تشریح جات ۱۔ جمع تفعیل اس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن یعنی واحد کے حرکات و سکنات و
 حرفات صحیح و سالم رہتی ہیں اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں پھر وہ دو قسم ہے اول جمع مذکر سالم دوم جمع مؤنث سالم
 اب جمع مذکر سالم کو جمع مؤنث سالم پر مقدم کرنے کی علت وہ ہے جو بحث مذکر و مؤنث میں مذکور ہوئی۔
 جمع مذکر سالم اس کو کہتے ہیں جس میں حالت رفعی یعنی فاعل و مبتدا و خبر وغیرہ، ہونے کے وقت واو ماقبل مضموم اور
 نون مفتوح اور حالت نصبی و جبری میں یا ماقبل مکسور اور نون جمع مفتوح کی مفرد کے آخر میں اتصال کیا
 جاوے جیسا کہ مسلم واحد کا جمع سالم حالت رفعی میں مسلمان اور حالت نصبی و جبری میں مسلمین۔

نکتہ۔ در آخرش اصلی غلبت در آخر مفردش یعنی جمع کی مفرد کا آخر واو و نون یائے و نون مفتوح متصل
 ہوا جیسا کہ اسکی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اوپر جو مذکور ہوا وہ سب جمع مذکر سالم حقیقی کا بیان ہے، پھر جمع مذکر طبعی
 بھی دو قسم ہے اول جمع مذکر صوری جیسا کہ عشرون و ثلاثون و اربعون و خمسون و ستون و سبعون و ثمانون و تسون
 وغیرہ جمع صوری کی علامت واو و نون مفتوح ہے، لیکن یہ معنی جمع نہیں کیونکہ جمعیت کی اصل غیر معین پر دلالت کرتی ہے
 یہ سب معین پر دلالت کرتے ہیں اور جمع حقیقی بھی نہیں کیونکہ عشرون کی واحد نہیں اگر لفظ عشر کو عشرون کا
 واحد قرار دیا جائے تب میں کو تیس کہنا لازم آوے گا کیوں کہ عشر کی جمع عشرون ہوتی ہے جمع کا اقل افراد تین سے
 کم نہیں ہوتا ہے اب عشرون میں تین عشر ہونا لازم ہوگا اور تین عشر سے تیس ہو جاتا ہے یہ خلاف واقع ہے
 الحاصل عشرون صورتاً جمع ہے نہ کہ حقیقتاً و معنی کا ہوا ظاہر۔ دوم جمع ملحق معنوی جیسا کہ اولوایہ و ذوکی
 جمع ہے یعنی صاحبوں یہ معنایہ جمع ہے لیکن صورتاً جمع نہیں کیونکہ اس میں واو و نون نہیں اور جمع حقیقی بھی نہیں ہو سکتا ہے
 کیونکہ اس کا واحد نہیں بقول بعض اور اس کو اصطلاح میں جمع من غیر اللفظ بھی کہتے ہیں جمع من غیر اللفظ اس کو
 کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن یعنی حرکات و سکنات و حرفات و سکنات کامل طور پر سالم نہ ہو جیسا کہ ذوکی جمع اولو
 اور امرۃ کی جمع نسائہ وغیرہ۔

نکتہ۔ حالت رفع میں واو ماقبل مضموم و حالت نصب و جبر میں یائے ماقبل مکسور کیوں ہوتا ہے اسکی علت

بحث اعراہات میں آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ - نون تشبیہ میں اختلاف ہے، مذہب اول ابن کیسان کے نزدیک نون تشبیہ و جمع یہ واحد کی توہین کے عوض میں ہے نہ کہ واحد کی توہین اور حرکت کے عوض ہے۔۔۔۔۔ جیسا کہ جلال و سلیمان سوال۔ نون تشبیہ و جمع کو کیوں لاتے ہیں۔ جواب۔ تاکہ واحد کا مادہ جو توہین کے ساتھ تھادہ نقصان پذیر نہ ہو اگر نون تشبیہ کو نہ لادیں تو نقصان ہو جاوے گا۔ مذہب دوم۔ زجاج کے نزدیک وہ نون تشبیہ و جمع واحد کی حرکت کے عوض سے ہے توہین کے عوض میں ہوتا ہے الف و لام توہینی داخل ہونے سے وہ نون تشبیہ و جمع ساقط ہو جاتا جیسا کہ الرجل میں دخول الف و لام توہینی سے توہین ساقط ہوگی۔

مذہب سوم۔ ابن مالک کے نزدیک وہ نون تشبیہ و جمع واحد کی حرکت و توہین دونوں کے عوض سے نہیں بلکہ تشبیہ و جمع کو بنانے کے وقت بنانے والا اس طرح بنایا تاکہ واحد و تشبیہ و جمع کے درمیان فرق ہو۔ مذہب چہام۔ ابن ولاد کے نزدیک نون تشبیہ و جمع توہین و حرکت دونوں کے عوض میں ہے کیونکہ حالت اضافت میں نون تشبیہ و جمع ساقط ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ وہ عوض توہین ہے پھر بالانظر الی الآخر الف و لام توہینی داخل ہونے سے بھی ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ حرکت کے عوض میں ہے ہر ایک مذہب پر سوالات و جوابات ہیں مگر ناچیز نے مختصراً وہی کے لئے اختلاف کو بیان کر دیا۔ کذا فی النہل والنوم والہامیہ وغیرہ۔

قول۔ جمع مؤنث سالم آن سنت کہ اتنے یا تائے آخرش پیوند۔ چون مسلمات یعنی جمع مؤنث سالم میں واحد کا وزن سالم ہو اور اس کے مفرد کی آخر الف و تائے فرشت یعنی لمبی تار متصل ہو خواہ اس کے مفرد میں علامت تائینت ہو یا نہ ہو مثال اول جیسا کہ سلمتہ کی جمع مسلمات۔ مثال ثانی جیسا کہ زینب کی جمع زینبات۔ ہند کی جمع ہندت اور عقرب کی جمع عقربات۔

نکتہ۔ موصوف ذکر لا یقبل کی صفت الف و تار فرشت کے ساتھ متعلی ہوتا ہے جیسا کہ مرفوع مذکر صفت لا یقبل یعنی مرفوع اسم کی صفت ہے جیسا کہ اسم مرفوع کہا جاتا ہے اس لئے اس کی جمع الف و تار کے ساتھ آتی ہے۔ جیسا کہ مرفوع سے مرفوعات و منصوب سے منصوبات و مجرور سے مجرورات و حالی سے خالیات و صفت سے صفات وغیرہ۔ سوال۔ مسئلہ کی جمع مسلمات آویگی مصنف تار تائینت جو کہ واحد میں تھی اس کو کیوں حذف کیا۔ جواب۔ الف و تار جمع و مؤنث دونوں پر دلالت کرتے ہیں اگر واحد مؤنث کی تار کو جمع میں رکھ دے وے اب تائینت کی دو علامت ایک ساتھ متصل ہونا لازم آوے گا وہ ناجائز ہے۔

الحاصل جب الف و تار جمعیت سے ضرورت تائینت کی کفایت ہو جاتی ہے۔ اب تار واحد کی ضرورت نہیں اسلئے اس کو جمع میں حذف کر دیئے مسلمات ہوا۔

قول۔ بلانکہ جمع باعتبار معنی برود و نواع است الو مصنف جمع کی لفظاً تقسیم کرنے کے بعد باعتبار معنی تقسیم کرنا شرط دعا کیا کہ جمع معنی کے اعتبار سے دو قسم ہے۔

اول جمع قلت - دوم جمع کثرت -

سوال - جمع قلت کو جمع کثرت پر کیوں مقدم کیا - جواب اول جمع قلت میں افراد کم ہے جمع کثرت سے اب قبیل
الافراد کثیر الافراد پر مقدم ہوتا ہے اسلئے قلت کو جمع کثرت پر مقدم کیا - جواب دوم جمع قلت کثیر الاستعمال ہے
بخلاف کثرت کے اب کثیر الاستعمال مستحق التقدیم ہے اسلئے جمع قلت کو کثرت پر مقدم کئے - جواب سوم - جمع قلت
اصل و بنیاد ہے اور جمع کثرت فرع ہے اب اسلئے اصل کو فرع پر مقدم کئے -

قولہ جمع قلت الخ قلت یہ مصدر بھی کرنا اور اصطلاح نحاۃ میں جمع قلت اس کو کہتے ہیں جو تین سے لیکر
دس سے کم نوٹنگ کے درمیان عددوں پر دلالت کرے یہ مذہب مصنف کا ہے مگر افضل الشرحین و ابن
عاجب و صاحب رضی وغیرہ کے نزدیک جمع قلت کا اقل عدد کا درجہ تین ہے اور اکثر درجہ دس
تک ہے یعنی دس جمع قلت میں داخل ہے اور جمع قلت کا خاص وزن چار ہے بقول مشہور جیسا کہ ایک
بزرگ نے فرمایا
جمع قلت را چهارست ایندہ . افعال و افعال و فعلہ و افعالہ -

جمع قلت کا خاص چار وزن ہے - افعال جیسا کہ اکلب جمع کلب بھی گتا - تین سے لیکر نوٹنگ کتاب پر اطلاق
کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے - (۱۲) افعال جیسا کہ اقوال جمع قول یعنی بات تین سے لیکر نوٹنگ یا تو دس تک
قولوں پر اطلاق کرتے ہیں (۱۳) افعال جیسا کہ اعونۃ جمع عون یعنی مددگار تین سے لیکر نوٹنگ یا دس تک مردگاروں
کے لئے استعمال کرتے ہیں - (۱۴) فعلہ جیسا کہ غلۃ جمع غلام یعنی غلاموں علی قیاس المذكور اور بعض نے جمع قلت
کا خاص وزن پانچ بتایا چار وہ جو اوپر مذکور ہوا اور پانچواں افعال جیسا کہ اصدقا جمع صدیق کی معنی دوست
مگر یہ قول غیر مشہور ہے کما قال افضل الشرحین فی شرح جامی اور جمع قلت کے لئے اور دو وزن ہے وہ
دونوں وزن خاص نہیں - بلکہ بالشرط ہے یعنی دو جمع تعبیح یعنی (۱۱) جمع مذکر سالم (۱۲) جمع مؤنث سالم - اگر
الف و لام استغزاتی و جنسی سے ہوتے وہ دونوں وزن بھی جمع قلت سے ہے جیسا کہ مسلمان و مسلمان تین
سے لیکر نوٹنگ تک مسلمان مردوں پر دلالت کرنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے ویسا ہی مسلمات کو تین سے لے کر
نوٹنگ عورتوں پر دال ہونے کیلئے مستعمل ہے -

الحاصل جمع قلت دو قسم پر ہے اول قلت مکرر جو اوزان اربعوں سے کسی ایک کے وزن پر ہو جیسا کہ مذکور ہوا
دوم جمع قلت سالم ایسے اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جمع سالم خواہ مذکر ہو یا مؤنث مطلقاً جمع قلت کے لئے
موضوع ہے اگرچہ الف و لام داخل ہوتے بھی جمع قلت ہے اور علامہ رضی کے نزدیک جمع سالم عام ہے قلت
و کثرت کے لحاظ نہیں ہے بلکہ کبھی جمع قلت اور کبھی جمع کثرت کے لئے اور علامہ موصوف صاحب خوبیر وغیرہ کے
نزدیک جمع سالم خواہ مذکر ہو یا مؤنث اگر الف و لام جنسی و استغزاتی سے خالی ہوتے جمع قلت درجہ جمع کثرت
ہے اور ایسا ہی اگر جمع قلت کو ایسی چیز کی طرف اضافت کیا جاوے جو کثرت کا فائدہ دے تو تب بھی وہ بوجہ اضافت

کے جمع کثرت ہو جاوے جیسا کہ اجعلوا انفسکم بیباں انفس جمع قلت ہے مگر کم جمع کی طرف اضافت سے جمع کثرت پر کیا۔
سوال۔ جبور نے جمع سالم کو جمع قلت میں کیوں داخل کیا۔ جواب جمع سالم تشبیہ کے ساتھ مشابہ ہے واحد کا وزن تغیر نہونے میں یعنی تشبیہ میں جیسا کہ واحد کا وزن تغیر نہیں ہونا ہے۔ جیسے رجل سے رجلاں جمع سالم میں بھی واحد کا وزن تغیر نہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا اور قاعدہ ستمہ ہے کہ جمع کی اصل واحد کے وزن کے خلاف ہونا جیسا کہ جمع کسیر میں ہوا اب جبکہ جمع سالم قاعدہ پر باقی نہ رہا اسکو جمع کثرت میں بھی داخل نہ کیا بلکہ جمع قلت میں داخل کیا۔

قولنا جمع کثرت والا کثرت مصدر یعنی زیادہ ہونا اور اصطلاح میں جمع کثرت اسکو کہتے ہیں جو تین سے بیکر دس سے زائد مالانہا یہ پر دلالت کرنے کے لئے موضوع ہے اور جمع کثرت کا وزن اوپر چھ اوزان مذکورہ کے غیر اور ہے مگر اسکی کوئی حد معین نہیں ناچیز چند اوزان کو شائقین علوم کیلئے کتابت کرتا ہے وہ بحسب استقرار ناقص پتیس اوزان ہیں۔ ۱۔ فَعْلٌ۔ ۲۔ فَعُلٌ۔ ۳۔ فَعُلٌ۔ ۴۔ فَعِلٌ۔ ۵۔ فَعْلَةٌ۔ ۶۔ فَعْلَةٌ۔ ۷۔ فَعْلَةٌ۔ ۸۔ فَعْلَةٌ۔ ۹۔ فَعَالٌ۔ ۱۰۔ فَعُولٌ۔ ۱۱۔ فِعَالٌ۔ ۱۲۔ فِعْلَانٌ۔ ۱۳۔ فِعْلَانٌ۔ ۱۴۔ فِعْلَانٌ۔ ۱۵۔ فِعْلَانٌ۔ ۱۶۔ اَفْعَالٌ۔ ۱۷۔ اَفْعَالٌ۔ ۱۸۔ فَعَالٌ۔ ۱۹۔ فَعَالٌ۔ ۲۰۔ فَعَالٌ۔ ۲۱۔ فَعَالٌ۔ ۲۲۔ فَوَاعِلٌ۔ ۲۳۔ اَفَاعِلٌ۔ ۲۴۔ اَفَاعِلٌ۔ ۲۵۔ فَعَاعِلٌ۔ ۲۶۔ فَعَاعِلٌ۔ ۲۷۔ فَعَاعِلٌ۔ ۲۸۔ مَفَاعِلٌ۔ ۲۹۔ فَعَالٌ۔ ۳۰۔ فَعَالٌ۔ ۳۱۔ فَعَالٌ۔ ۳۲۔ فَعَالٌ۔ ۳۳۔ فَعَالٌ۔ ۳۴۔ فَعَالٌ۔ ۳۵۔ فَعَالٌ۔ کذا فی کتب الصرف
فائدہ ۵۔ جمع قلت کو کبھی جمع کثرت کی جگہ میں اور جمع کثرت کو کبھی جمع قلت کی جگہ میں متعلق کرتے ہیں، مثال اول قولہ تعالیٰ ثَلَاثَةٌ قَرُوءٌ۔ قرود جمع کثرت کا وزن ہے مگر جمع قلت مراد ہے ثَلَاثَةٌ قَرُوءٌ سے تین حیض بزمہب حنفی یا تو تین طہر بزمہب شافعی کمانی اصول الفقہ مثال ثانی جیسا کہ باب دوم میں مصنف نے فرمایا باب دوم در بیان افعال یہاں افعال بر وزن جمع قلت ہے لیکن جمع کثرت مراد ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے افعال عامل دس ہیں بہت زیادہ ہے لیکن افعال وزن جمع قلت ہے پس معلوم ہوا کہ قلت یعنی کثرت

فصل۔ بداند اعراب اسم سے است رفع و نصب و جراسم متکثر با اعتبار وجوہ اعراب بر شاخزودہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چوں زید دوم مفرد منصرف جاری مجرئی صحیح چوں ولو سوم جمع کسیر منصرف چوں رجال رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ چوں بجاؤ لی زید و دلو و رجال و رایت زید و دلو و رجال۔ و مررت زید و دلو و رجال چہ سالم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چوں من مسلمات رایت مسلمات و مررت مسلمات پنجم غیر منصرف و آل اسمیت کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ

است۔ عدل، ووصف و تائینت و معرفہ و عجز و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائد بیان
چوں عمر و احمد و طلحہ و زینب و ابراہیم و مساجد و معدی کرب و احمد و عمران۔ ششم اسمائے
مبکرہ در وقتیکہ مضاف باشد بغیر پای منکلم چوں اب و انج و حم و من و فم و ذ و مال و رفع شال و بوا
باشد و نصب و جر بچوں جاد ابوک و ریئت اباک و مررت بابیک۔

تشریح ہے۔ مصنف نے اسم ممکن کی توفیق و احکام وغیرہ بیان کر کے اسم ممکن کا اعراب بیان کرنا شروع
فرمایا تاکہ سہولت بتدیان نحو کو ترکیب سہل ہونے کی طرف راہ نمائی کرے اور نحو کے مقصد اصلی جو کہ ترکیب
کلمہ ہے اس کو حاصل کر سکے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اعراب اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اسم عرب کا آخر تلفظ
ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ اسم جس کے ساتھ وہ لاحق ہوادہ عرب ہے۔ اولاً اعراب دو قسم پر ہے (۱)
اعراب بالحرکت (۲) اعراب بالروف۔ اعراب بالحرکت اصل ہے اعراب بالروف فرع ہے کیونکہ فتح کی درازی
سے واؤ اور فتح کی درازی سے الف اور کسرہ کی درازی سے یا پیدا ہوتی ہے اسلئے فتح و فتح و کسرہ اصل ہے
پس وہ بمنزلہ ماں کے ہے واؤ و الف و یا فرع ہے کیونکہ وہ اعراب بالحرکت سے متولد ہوتی ہے وہ بمنزلہ
لڑکا ہے پھر اعراب بالحرکت دو قسم پر ہے (۱) اعراب بالحرکت تینوں حالت میں جاری ہو جیسے حالت رفع
میں ضمہ و حالت نصب میں فتح حالت جر میں کسرہ (۲) اعراب بالحرکت یا تینوں حالت میں جاری ہو لیکن دو
حالت میں تلفظ ہوئے اور ایک حالت کو تابع کر دیوے جیسا کہ جمع نونٹ سالم میں یا نونٹ کو نصب کا تابع کرے
جیسا کہ غیر منصرف میں مگر قسم اول اعراب بالحرکت میں اصل ہے کیونکہ وہ تینوں حالت میں جاری ہے اب وہ
اصل ہے کیونکہ وہ تو اعراب بالحرکت ہونا ایک اصل ہے پھر تینوں حالت میں جاری ہونا یہ بھی اور ایک اصل ہے پھر
اعراب بالروف دو قسم پر ہے اول یہ کہ تینوں حالت میں جاری ہو جیسے اسمائے ستہ مبکرہ میں دوم یہ کہ تینوں
حالت میں جاری نہ ہو جیسے تثنیہ و جمع میں وہ اعراب بالروف جو تینوں حالت میں جاری ہے وہ اصل فی الفرع
ہے یعنی اعراب بالروف جو کہ فرع ہے اس میں احوال ثلثہ میں جاری ہونے کی وجہ سے وہ فرع میں اصل ہوادہ عرب
بالروف جو تینوں حالت میں جاری نہ ہو جیسا کہ مذکور ہوادہ فرع الفرع ہے۔

الحاصل۔ اعراب تفصیلاً چار قسم ہو (۱) اعراب اصل الاصل (۲) اعراب الاصل (۳) اعراب الاصل فی الفرع (۴)
اعراب فرع الفرع۔ اب مصنف اعراب بالحرکت اصل الاصل کے ساتھ بیان کرنا شروع فرمایا جیسا کہ تفصیلاً ان
شار اللہ تعالیٰ آتے والا ہے۔

قول۔ اعراب اسم۔ است لہذا اسم عرب و ممکن کا اعراب تین (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر
سوال۔ اعراب بالحرکت یا حروف تین قسم کیوں ہوا۔ جواب۔ اعراب دال ہے اور معنی مقضی لاء اعراب یعنی مقضی

دفعوتیت و مجردیت مدلول ہے اب مدلول جیسا کہ تین قسم ہے۔ ۱۔ معنی فاعلیت یعنی فاعل ہونا (۲) معنی مفعولیت
 یعنی مفعول ہونا (۳) معنی مجردیت یعنی مجرد ہونا۔ ذال بھی تین قسم ہونا لازم و واجب ہے درۃ ذال مدلول کے درمیان
 مطابقت نہ ہوئے۔

سوال۔ جنم و فتح و کسر نہ کہہ کر رفع و نصب و جر کیوں کہا۔

جواب۔ بصریوں کے نزدیک عرب و جنی کے پیش و وزیر زبر کے نام کے درمیان فرق ہے کیوں وہ عرب
 کے پیش کو رفع اور زبر کو نصب اور زیر کو جر کہتے ہیں اور جنی کے پیش جنم اور زبر کو فتح اور زیر کو کسر کہتے ہیں
 مد و فتح و کسر دونوں مشترکاً بین العرب والجنی مستعمل ہے اب ممکن چونکہ اسم عرب ہے اسلئے رفع و نصب و جر
 کہا شاید وہ مذہب بصری کو اختیار فرمایا مگر کونوں عرب و جنی کی حرکت کے نام میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں
 اسی تفصیل ناچیز نے بحث عرب و جنی میں لکھا ہے فاعل طلب بناک۔

سوال۔ رفع کو نصب و جر پر کیوں مقدم کیا گیا۔

جواب۔ رفع عمدہ ہے کیونکہ وہ علامت فاعل ہے بخلاف نصب و جر کے وہ فضلہ ہے اور عمدہ فضلہ پر مقدم

ہوتا ہے۔ اسلئے رفع کو نصب و جر پر مقدم کیا۔

سوال۔ نصب کو جر پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ نصب بھی جس سے عمدہ ہے کیونکہ وہ نصب کبھی متذکر و خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے حروف

مشترکہ بالفعل میں منصوب بتدار پر ما و لا المشبہتان میں و افعال ناقصہ میں خبر پر نصب داخل ہوتا ہے

بخلاف جر کے وہ صرف فضلہ یعنی مضاف الیہ پر داخل ہوتا ہے اسلئے نصب کو جر پر مقدم کیا۔

سوال۔ رفع کو رفع کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ رفع کا معنی لغوی بلند ہونا رفع کو اسلئے رفع کہا جاتا ہے کیونکہ رفع کو تلفظ کرنے وقت

اوپر کی ہوتی بلند ہوتی ہے۔ جیسا کہ یو، و تو وغیرہ۔ جواب دوم۔ رفع کا مرتبہ نصب و جر کے مرتبہ

سے بلند ہے کیونکہ وہ علامت فاعل ہے جو فاعل کا رکن ہے اسلئے رفع کو رفع کہا جاتا ہے۔

سوال۔ نصب کو نصب کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ نصب کے معنی لغوی سیدھا پا پر قائم رہنا۔ نصب کو اسلئے نصب کہا جاتا ہے کیوں نصب

تلفظ کرنے کے وقت دونوں ہونٹ سیدھا رہتے ہیں جیسا کہ با و تار وغیرہ۔ جواب دوم۔ نصب کو اسلئے نصب

کہا جاتا ہے کیونکہ نصب ایسی چیز کا نام ہے جو قائم بر پار ہوتا ہے اب منصوبات بھی بر پار قائم رہتا ہے کلام تمام

ہونے کے لئے اسکی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

سوال۔ جر کو جسے کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ جس کے معنی توئی شیدن بنی کھینچنا جو کہ اسلئے جر کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو تلفظ کرتے وقت
 بچے کی ہونٹ کھینچ لی جاتی ہے جیسا کہ لہوتی وغیرہ۔ جواب دوم۔ جس کو اسلئے جر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حرف
 جس کے علامت ہے۔ حرف جر فعل یا معنی فعل کو کھینچ کر اس ام کے ساتھ اتصال کر دیتا ہے پھر وہ داخل ہوتا ہے
 اب ان علامت بھی کھینچنے کا معنی دیتی ہے۔ اسلئے جر کو جس کہا جاتا ہے۔

سوال۔ رفع کو فاعل کے لئے اور نصب کو مفعول کے لئے اور جر کو مضاف الیہ کے لئے کیوں خاص کر کے
 جواب اول۔ رفع ثقیل ہے اور فاعل خفیف قلیل ہے کیونکہ ہر ایک فعل کے لئے فاعل ایک ہوتا ہے بخلاف
 مفعول کے ایک فعل کے لئے چند مفعولات ہوتے ہیں جیسا کہ باب دوم میں مذکور ہوا۔ اب فاعل خفیف کو رفع
 ثقیل دیدیا تاکہ مناسبت ہو جاوے اور نصب خفیف ہے اور مفعولات ثقیل میں کیوں کہ وہ پانچ میں سے
 نصب خفیف کو مفعولات ثقیل کو دیدیا مناسبتی ماذکر۔ اب جر وہ گئی اکوٹا چار ہو کر مضاف الیہ کو دیدیا
 تاکہ وہ بھی اعراب محروم نہ رہے۔

جواب دوم۔ فاعل قوی ہے کیونکہ وہ رکن کلام ہے اور۔ رفع حرکت قوی ہے اب مناسبت یہ ہے کہ
 فاعل قوی کو حرکت قوی کو دیدیا اسلئے فاعل کو رفع دیا اور نصب مفعولات کے لئے ہے کیونکہ دونوں
 فصلات میں ایک ہے اور مضاف الیہ کے لئے جر مناسبت ہے کیونکہ مضاف الیہ جیسے درمیانہ ہے جیسے وہ
 کبھی فاعل مضاف الیہ ہوتا ہے جیسا کہ تعجبی صوبہ زینب عس و امین زینب فاعل مضاف الیہ واقع ہوا
 اور کبھی مفعول بہ مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسا کہ اعجازی ضرب زینب یہاں زینب مفعول بہ مضاف الیہ ہے
 اب جر بھی درمیانہ ہے کیونکہ رفع سے خفیف ہے اور نصب سے ثقیل ہے اب درمیانہ مضاف الیہ کو
 درمیانہ حرکت جر دیدیا تاکہ مناسبت ہو جاوے۔

سوال۔ فاعل تو کثیر ہوتا ہے جیسا کہ فعل لازم و متعدی و متصرف و غیر متصرف ہر ایک کے لئے فاعل کی
 ضرورت ہے اب وہ قلیل کس طرح ہوا۔

جواب۔ فاعل قلیل ہونا باعتبار انواع میں ہر ایک قسم فعل کے لئے فاعل ایک قسم ہوتا ہے وہ
 مستند الیہ ہے بخلاف مفعول کے ہر ایک فعل لازم کے لئے ہے اور فعل متعدی کے لئے ساتھ مفعول ہوتا
 ہے جیسا کہ باب دوم میں آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ۔ فاعل سے مراد عام ہے خواہ فاعل حقیقی ہو یا حکمی جیسا کہ نائب فاعل بتدا و خبر حرف
 مشبہ بالفعل و اسم ناقص و اسم ما و لا المشبہان ہیں و خبر لائے فی جنس اسم مذکور آٹھ جگہوں سے کسی جگہ
 واقع ہوتا ہے اس کو ام کی حالت رفع ہوتا ہے جیسا کہ امثال کتب الخ میں موجود ہے اور مضاف سے مراد عام
 سے خواہ مضاف حقیقی ہو جیسا کہ مفعول بہ و غیرہ و مطلق یا حکمی ہو جیسا کہ حال و تیز و مستثنیٰ و

اسم مشرب یا فعل و خبر یا فعل ناقص و خبر ما دل المشبہتان ہیں و اسم لائے نفی جنس۔ اگر کوئی اسم ان بارہ جگہوں سے کسی ایک جگہ واقع ہو تو اس اسم کے لئے حالت نصی۔ اور مضاف الیہ سے مراد عام ہے خواہ حقیقی ہو جیسا کہ مضاف الیہ یا کجی جیسا کہ مجرد بحرف جر زید وغیرہ

قول۔ اسم تسکن باعتبار وجوہ اعراب برشا زودہ قسم است اسم تسکن کی توفیق گذرگئی اور وہ اعراب کے اعتبار سے تفصیلاً ثلث قسم پر ہے جیسا کہ ہر ایک کا بیان آنے والا ہے ورنہ اجمالاً تو قسم ہے۔ جیسا کہ برایتہ الخ وغیرہ میں مذکور ہے

سوال۔ اسم تسکن تو باعتبار وجوہ اعراب چودہ قسم ہے کیونکہ باقی دو قسم میں کچھ فاسد نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مضاف بیا تشکلم وغیرہ اسم مقصور۔

جواب۔ مصنف کا مقصود اسم تسکن کے سارے اعراب کے محل کو بیان کرنا ہے خواہ اعراب اسمیں ظاہر ہوں یا تسکن ہو یا افعال خواہ تعلق ہو یا مختلف خواہ لفظ ہو یا تقدیر خواہ حقیقی ہو یا کجی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسم تسکن باعتبار وجوہ اعراب ثلث قسم پر ہے کیونکہ مذکورہ دو قسم میں اعراب تقدیری ہے۔ اول مفرد منصرف صحیح جیسا کہ زید ہے۔ دوسرا مفرد منصرف جاری مجزی صحیح جیسا کہ دل و طیبی۔ تیسرا جمع مکسر منصرف ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب میں فتح کے ساتھ اور حالت جر میں کسره کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ مثال اجمالاً موجود ہے۔ جادنی نایڈ ذذلو۔ درایت ذیداً ذذلو اذیر جالاً ذمورث بزید و ذلو و جال۔ دینی آیا میرے پاس زید اور ذول اور مرد۔ اور دیکھا میں نے زید اور ذول اور مردوں کو۔ اور گذرا میں زید اور ذول اور مردوں کے ساتھ۔ یہاں ذول آنے سے معنی مجازی مراد ہے نہ کہ حقیقی ورنہ خلاف واقع لازم آوے گا۔

تذکیب۔ جار فعل نون و قایہ یای تشکلم میمر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زید معطوف علیہ واو حرف عطف دل و معطوف واو حرف عطف رجال معطوف معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعلی تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زید معطوف علیہ واو حرف عطف دل و معطوف واو حرف عطف رجال معطوف معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اولی و ان حرف عطف، مرت فعل تا ضمیر فاعل (علی طریقہ المذکورہ) با حرف جار زید معطوف علیہ واو حرف عطف ذلو معطوف واو حرف عطف رجال معطوف معطوف علیہا اور دونوں معطوف سے مل کر مجرد ہوا با حرف جار اور مجرد مل کر متعلق ہوا مرت فعلی و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی مثال تفصیلی جادنی نایڈ ذذلو اذیر جالاً ذمورث بزید و ذلو و جال۔

بدلی۔ وجدنی سجالاً وراثت سجالاً وصوتت برجال۔ مثال اول مفرد منصرف صحیح اور مثال دوم مفرد منصرف جاری مجرئی صحیح۔ اور مثال سوم جمع مکثر منصرف کی ہے۔ مثال تفصیلی کی ترکیب مانند کتاب اجمالی کے قس البوقی علی ہذا۔

سوال۔ مصنف نے مثال اجمالی کو کیوں اختیار فرمایا،

جواب۔ مصنف بتدیان کی سہولت کے لئے مثال اجمالی کو اختیار فرمایا تاکہ وہ سہولت سے حفظ و ضبط کرے۔ قول مفرد۔ مفرد کا معنی نحوی اور اصطلاحی اور اس کا معنی چار سب شروع کتاب میں مذکور ہوا۔ اب یہاں مفرد معنی من کل وجب تشبہ و جمع نہ ہونا نہ کے اس کا غیر کیونکہ یہ بحث صفت ہے منصرف معنی غیر منصرف نہ ہونا۔ اور صحیح کے بارے میں نحووں و صرفوں کا اختلاف ہے نحووں کے نزدیک صحیح اسکو کہتے ہیں جس کا آخری حرف حرف علت نہ ہو اگرچہ شروع و درمیان میں حرف علت ہو تب بھی اسکو صحیح کہتے ہیں۔ اور صرفیاں صحیح اسکو کہتے ہیں جس کے شروع و درمیان میں سے کوئی حرف علت نہ ہو۔ ہمزہ اور ایک جنس کا دو حرف نہ ہو جیسا کہ حرف کی کتاب میں مذکور ہے۔

الحاصل۔ نحویاں کا صحیح صرفوں کے صحیح سے عام ہے جیسا کہ گذرا۔

سوال۔ نحویاں صرف آخر کا اعتبار کیوں کرتے ہیں بخلاف صرفیاں کے۔

جواب۔ صرفی بحث کرتے ہیں تعلیل سے اسلئے وہ صحیح کی تعریف مذکور طریقہ پر کرتے ہیں۔ بخلاف نحوی کے وہ اعراب بحث کرتے ہیں اور اعراب آخری حرف پر آتا ہے اسلئے نحوی صرف آخر کا اعتبار کرتے ہیں اب زید کا حرف آخر وال ہے جو کہ رفع و نصب و جر کو قبول کرے اس لئے زید کو صحیح میں شمار کیا قول۔ دوم مفرد منصرف جاری مجرئی صحیح۔

سوال۔ جاری مجرئی صحیح کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ جاری مجرئی صحیح اسکو کہتے ہیں جسکی آخری حرف علت واو یا یا اور ماقبل اسکے ساکن ہو جیسا کہ دلو و دظئی۔

سوال۔ جاری مجرئی صحیح معنی قائم مقام صحیح کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ قائم مقام صحیح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایسا اسم شکن تینوں حالت میں تینوں حرکتوں کو قبول

کر لیتا ہے۔ جیسا کہ صحیح احوال ثلاثہ میں تینوں حرکت کو قبول کر لیتا ہے اس لئے قائم مقام صحیح کہتے ہیں۔

جواب دوم۔ ایسا اسم جس کا آخر واو و یا ہو ماقبل اس کے ساکن ہو وہ حرف صحیح کے حکم میں ہے حرف

صحیح میں جیسا کہ تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے مذکورہ اسم میں بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے کیونکہ حرف علت بعد

سکن ثقیل نہیں اسلئے عدم تغیر کے اعتبار سے قائم مقام صحیح کہتے ہیں۔

جواب سوم۔ یہ تخفیف میں مثل صحیح کے ہے اسلئے جاری مجرئی صحیح کہا جاتا ہے اور ہر حصہ۔

سوال۔ جب کہ بعد سکون حرف علت پر حرکت ثقیل نہیں بلکہ مثل حرف صیح ہے اب اس کو صیح کیوں نہیں کہتے ہیں۔ جواب۔ مذکورہ حرف علت پر حرکت ثقیل ہونا یہ ماقبل سکون غرض سے ہے ورنہ فی نفع تو حرف علت پر حرکت ثقیل ہے اسلئے اسکو صیح نہیں کہتے ہیں کیونکہ فی نفع اس کا آخر حرف علت ہے۔ قول۔ جمع مکسر۔ یہاں جمع موصوف مکسر صفت قاعدہ ہے صفت کا ذال موصوف میں پایا جانا ضروری ہے اب مکسر یعنی توڑ کی صفت تو جمع مکسر میں نہیں بلکہ پہلے جیسا کہ جمع تکسر تھا ہر حالت میں ویسا ہی جیسا کہ جہاں جواب۔ صفت دو قسم کی ہے جیسا کہ غاتمہ میں آنے والا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں مکسر صفت بحال متعلق موصوف ہے یعنی ایسی جمع جس کا متعلق واحد کا وزن جمع میں سلامت نہ ہے اب مکسر کا جمع کی صفت ہونا صیح ہو گیا۔

سوال۔ مفرد منصرف جمع کو سب پر کیوں مقدم کیا۔ جواب مفرد اصل ہے تثنیہ و جمع سے اور جمع اصل ہے غیر جمع سے اب دو اعتبار سے اصل ہونے کی وجہ سے سب پر مقدم کیا گیا۔

سوال۔ جار مجری صیح کو جمع مکسر منصرف پر کیوں مقدم کیا۔ جواب مفرد اصل ہے جمع سے اسلئے جار مجری صیح اگر خالص صیح نہیں لیکن مفرد ہے اسلئے جمع مکسر منصرف پر مقدم کیا اور خالص صیح سے تو خر کیا اور درختاً میں بیان کیا۔

سوال۔ جمع مکسر منصرف کو جمع مؤنث سالم پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ جمع مکسر اصل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کا تابع داری نہیں کرتا ہے بخلاف جمع مؤنث سالم کے وہ واحد کے وزن کی تابع داری کرتا ہے۔ اسلئے جمع مکسر اصل کو جمع مؤنث سالم پر مقدم کیا۔

سوال۔ ان تینوں اہم میں اعراب بالحرکت اصل الاصل کو کیوں دیا ہے۔ جواب یہ تینوں اہم دو اعتبار سے اصل ہے اول یہ کہ مفرد تثنیہ و جمع کی اصل ہے اور منصرف غیر منصرف کی اصل ہے جمع مکسر منصرف جمع مکسر غیر منصرف سے اصل ہے اب اعراب بالحرکت اصل الاصل بھی دو اعتبار سے اصل ہے اول یہ کہ اعراب بالحرکت اصل ہے اعراب بالحرکات سے دوسرا یہ کہ تینوں حالت میں جاری ہوتا ہے بھی ایک اصل ہے تینوں حالت میں جاری نہ ہونے والا ہے اب مناسب یہ ہے کہ اعراب اصل الاصل کو مفرد اصل الاصل کو بخش فرمایا کرے اسلئے مذکور اعراب کو تینوں قسم کو دیا۔

سوال۔ جمع مکسر منصرف تو جمع ہے اب اسکو اعراب بالحرکت اصل کو کیوں دیا حالانکہ جمع جو کہ فرع واحد ہے اسکو اعراب بالفرع دینا مناسب تھا۔ جواب اول۔ جمع مکسر اگر چہ صورتاً جمع ہے لیکن حکماً واحد ہے کیونکہ اس کا بعض وزن بعض واحد کے ساتھ ملتبس ہو جاتا ہے جیسے صنوان و عمران و تخم و تخم تار ثابت کا اعتبار نہیں اب جبکہ واحد کے ساتھ وزن میں التباس ہوتا ہے اب اعراب میں بھی واحد کا اعراب

جدی کیا جائے تاکہ دونوں کا حکم ایک ہو جاوے۔

جواب دوم۔ جمع مکسر متقل ہے کیونکہ وہ واحد کا وزن کا، تا بعد ازیں نہیں کرتا ہے جیسا کہ مفرد متقل ہونے میں واحد و جمع مکسر ایک ہے اب اعراب بھی ایک دیا گیا۔ جواب سوم۔ یہاں مکن اعراب اصلی دینا مگر مکن ہو تو اعراب فرغ دینا صحیح نہ ہوگا۔ مذکورہ جمع میں اعراب اصلی دینے سے کوئی مانع نہیں اسلئے اعراب اصلی دیا گیا۔

قول چہارم۔ جمع مؤنث سالم رفعت بضم باشد و نصب و جر بجرہ الہ جمع مؤنث سالم اس کو کہتے ہیں جس کے واحد کا وزن جمع میں سلامت رہے۔ اور آخر میں الف و ناقرشت ہو خواہ اس کا مفرد مؤنث ہو جیسا کہ مسلمات خواہ اس کا مفرد مذکر ہو جیسا کہ مرفوعات و منصوبات و مجرورات جیسا کہ اس کی تفصیل مذکور ہوئی تھی جمع میں اس کی حالت رفعتی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی و جر کسرہ کے ساتھ جیسا کہ مسلمات و رات مسلمات و مررت مسلمات وہ سب مسلمان عورتیں اور دیکھا میں مسلمان عورتوں کو اور گزرا میں مسلمان عورتوں کے ساتھ۔

ترکیب۔ بن ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع ابتدا مسلمات شبہ فعل ضمیر بن مرفوع متصل مستر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل تا ضمیر فاعل د علی طریقہ المذكور مسلمات بحیرتا مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول واو حرف عطف مرت فعل تا ضمیر مرفوع متصل فاعل علی طریقہ المذكور با حرف جار مسلمات مجرور وارد مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کے مرت فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی ویسے علی الافراد بھی ہو سکتا ہے۔

سوال۔ مفعول بہ کو مثال مذکور میں کسرہ کیوں ہوا حالانکہ نصب ہونا ضروری تھا۔

جواب۔ یہاں خبر بھی ملتا نصب ہے اگرچہ صورتاً کسرہ ہے کما سبھی اشارت اللہ تعالیٰ۔

سوال۔ جمع مؤنث سالم کو غیر منصرف پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ جمع مؤنث سالم اصل ہے کیونکہ وہ

منصرف ہے۔ غیر منصرف فرع ہے اب منصرف اصل غیر منصرف فرع پر مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع مؤنث سالم منصرف کو غیر منصرف پر مقدم کیا۔

سوال۔ منصرف اصل کس طرح ہوا۔ جواب۔ منصرف میں تینوں حرکت جاری ہوتے ہیں جو کہ

نحوی کا مقصود ہے۔ بخلاف غیر منصرف کے کیونکہ اس میں کسرہ جاری نہیں ہوتا ہے اسلئے منصرف اصل ہوا۔ سوال۔ جمع مؤنث سالم میں حالت نصبی کو جبری کے تابع کیوں کیا۔

جواب۔ جمع مؤنث سالم جمع مذکر سالم کی فرع ہے۔ جمع مذکر سالم واصل میں جیسا کہ حالت نصبی کو جبری کے

تابع کیا۔ اب جمع مؤنث سالم میں بھی حالتِ نصبی کو جبری کے تابع کیا تاکہ اصل و فرع برابر ہو اور جمع مذکر سالم میں حالتِ نصبی کو جبری کے تابع کرنے کی علت آنے والی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نکتہ۔ جمع مؤنث سالم کا اعراب جو مذکور ہوا وہ مذہب بصری کے مطابق ورنہ کوئیوں کے نزدیک حالتِ رفع میں ضمہ اور حالتِ نصب میں فتح و جر میں کسہ ہوگا۔ اور بعض شارحین جمع مؤنث سالم کو غیر منصرف قرار دیتے ہیں کیونکہ اسمیں دو سبب موجود ہے (۱) تانیث (۲) اگر کسی عورت کا علم ہو تو یہ مذہب قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ وہ خلاف واقع ہے کذافی شرح الفیہ والنقل اور بعض حالتِ جبری میں بھی نصب دیتا ہے پھر تونین کے جیسے مرتبہ سلمات۔ کذافی التقدیم ۳۔

سوال۔ جمع مؤنث سالم تو جمع ہے اب اس کو اعراب بالحرکات و بالرفوع دینا انبہ تھا۔ اعراب بالحرکت اصلی کو کیوں دیا۔ جواب اول۔ اعراب اصلی نہ دیا بلکہ اعراب بالفرعی دیا کیوں کہ وہ تینوں حالت میں دو ہوتا ہے جیسا کہ تفصیلاً مذکور ہوا۔

سوال۔ اگرچہ مذکورہ اعراب تینوں حالت میں جاری نہ ہونے سے اعراب بالفرع ہے اب اصلی درجہ اعراب بالفرع جو کہ اعراب بالحرکات ہے اس کو کیوں نہ دیا۔؟

جواب۔ جمع مؤنث سالم کا حرف آخر اس کے قابل نہیں کیونکہ تار کا واو والف دیا اعراب بالرفوع کو قبول کرنا محال ہے اسلئے اعراب بالحرکات اعلیٰ درجہ کی تشریح کو نہ دیتے یا تو مہاکن اگر اعراب بالحرکت دینے سے اگر کوئی مانع نہ ہو تب اعراب بالحرکت دینا یہ لزومی و وجوبی ہے اسلئے اعراب بالحرکت دیا کیوں کہ اس کا مانع کوئی علت نہیں۔

سوال۔ جمع مذکر سالم اصلی میں اعراب بالرفوع بالفرع اور جمع مؤنث سالم فرع میں اعراب بالحرکت اصلی کو دیا۔ اب اصل و فرع کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ جواب اول۔ اس قدر مخالفت جائز ہے۔ جواب دوم۔ وہ ہے جو الان اوپر میں مذکور ہوا۔

قولہ پنجم غیر منصرف و آل اسمیت کہ دو سبب از باب منع صرف دو باشد و اسباب منع صرف نہ است
پانچویں قسم غیر منصرف ہے غیر منصرف اس اسم کو کہتے ہیں جس میں منع صرف کے
تو سببوں میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو سبب کے تمام مقام ہو اسمیں موجود ہو اس کو غیر
منصرف کہتے ہیں اور منع صرف کے اسباب مشہور قول کے مطابق تو ہیں جیسا کہ بزرگ نے فرمایا۔

عدل و وصف و تانیث و معرف و جمع ثم جمع ثم ترکیب !!!
ووزن الغسل ہذا القول تعریب

بعض کے نزدیک دو سبب اور بعض کے نزدیک گیارہ سبب و بقول بعض تیرہ سبب ہے بقول بعض

وس ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل لغتاً و اصطلاً کا خاکہ میں آنے والا ہے انشاء اللہ نقلاً۔ قاطب ہنک۔
مصنف جتنی مثال لائے ہیں سب غیر منصرف ہے کیونکہ ہر ایک میں دو سبب ہے جیسے عمر میں نام شخص۔
۱۱ علم ۱۲ عدل تقدیری۔ آخر ایک شخص کا نام ۱۳ وزن فعل ۱۴ وصف۔ طلوت۔ ایک شخص کا نام
۱۵ تانیث لفظی ۱۶ علم۔ زینب ایک عورت کا نام ۱۷ علم ۱۸ تانیث معنوی۔ ابراہیم ایک پیغمبر کا نام
ہے اور غیر پیغمبر کا نام بھی ہو سکتا ہے ۱۹ عجم ۲۰ علم۔ مساجد ۲۱ جمع ہمتی الجوع ایک سبب دو سبب کے
قائم مقام ہے۔ سعد یکرہ۔ ایک شہر کا نام ہے ۲۲ علم ۲۳ ترکیب۔ احمد زمانہ شخص ۲۴ وزن فعل ۲۵
علم عمران نام شخص ۲۶ علم ۲۷ الف نون زائدتان غیر منصرف کی حالت رفع میں صمۃ کے ساتھ اور حالت
نصب وجر میں فتح کے ساتھ جیسا کہ جادل عمر و رایت عمر و مررت بقرہ و آیامیرے پاس عمر اور دیکھا
میں عمر کو اور گذرا میں عمر کے ساتھ،

ترکیب۔ جار فعل نون و تاء یہ یا یتکلم محلاً منصوب مفعول بہ عمر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ
فعلیہ خبر بہ معطوف علیہا و اوحرف عطف رایت فعل تاضمیر مرفوع متصل بارت فاعل عمر مفعول بہ فعل و
فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبر بہ معطوف اول و اوحرف عطف مررت فعل تاضمیر مرفوع متصل
بارز مفعول مرفوع فاعل باحرف جار عمر مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ۔
مررت فعل و فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر بہ معطوف ثانی۔

سوال۔ غیر منصرف کو اعراب بالحرکت کیوں دیا جاتا ہے۔

جواب اول۔ اوپر سے معلوم ہوا جب تک اعراب اصل کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے اور اعراب
اصلی کا کوئی مانع نہ ہو۔ اس وقت تک اعراب بالحرکت دینا ضروری ہے اسلئے اعراب بالحرکت دیا
جواب دوم۔ اسباب منع صرف سب مفرد ہیں اور مفرد مستحق اعراب بالحرکت ہے اسلئے اعراب بالحرکت
دیا اگرچہ ایک سبب جمع ہمتی الجوع جمع ہے لیکن وہ اعراب بالحرکت کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اسلئے اعراب
بالحرکت دیا۔

سوال۔ غیر منصرف میں حالت جری کو نصبی کے تابع کیوں کیا۔ جواب۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ وہ کسرہ
و تنوین کو قبول نہ کرے کیونکہ وہ فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، اب فعل جیسا کہ کسرہ و تنوین کو قبول
نہیں کرتا ہے کیونکہ دونوں اسم کا خاتمہ ہے غیر منصرف بھی کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے تاکہ فعل کے ساتھ
مشابہت باقی رہے اسلئے حالت جبری کو نصبی کے تابع کے یعنی حالت جر میں بھی نصب دیا۔

سوال۔ حالت نصب کو رفع یا رفع کو نصب کے تابع کیوں نہیں کرتے ہیں۔

جواب۔ رفع و نصب کے درمیان تابع کرنا جائز نہیں کیونکہ رفع عمدہ ہے اور نصب فضلہ ہے عمدہ

فضلہ کے تابع نہیں اس کا عکس نہیں ہو سکتا ہے اسلئے رفع کو نصب کا تابع یا برعکس نہ کیا بلکہ نصب و جر دونوں فضلات میں اسلئے ایک کو دوسرے کے تابع کر دیا جیسے جمع مؤنث سالم میں نصبی کو جر کی کا تابع کئے اور غیر منصرف میں جر کی تابع نصبی کئے۔

سوال۔ رفع کو جر کے تابع یا اس کا برعکس کیوں نہ کئے۔ جواب۔ نصب چونکہ فضلہ ہے اسلئے رفع کا تابع نہ ہو سکا اب جر جو کہ افضل الفضل اس کا تابع کس طرح ہو سکے گا یہ ممکن نہیں اسلئے رفع جر کا تابع نہیں ہو سکتا ہے ہذا علی العکس۔

سوال۔ غیر منصرف فعل کے ساتھ کس طرح مشابہت رکھتا ہے۔ جواب۔ غیر منصرف فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھتا ہے فعل دو چیز کا فرع ہے اول یہ کہ فعل فاعل کی طرف محتاج ہے اب محتاج محتاج الیہ کا فرع ہے اور فعل مشتق ہے مصدر سے۔ مشتق مشتق نہ مصدر کا فرع ہے اب معلوم ہوا فعل دو چیز کا فرع ہوا۔
 ۱۱) فاعل کا فرع ۱۲) مصدر کا فرع اور غیر منصرف میں جو دو سبب پائے جاتے ہیں وہ بھی اور دو چیز کا فرع ہے۔ جیسے عدل محدود عند کا فرع۔ وصف موصوف کا فرع۔ تائیت تذکیر کا فرع معرفہ نکرہ کا فرع وزن فعل وزن اسم کا فرع۔ الف و نون زائدتان مزید علیہ کا فرع۔ عجم عربی کا فرع۔ جمع واحد کا فرع۔ ترکیب مفرد کا فرع۔

الحاصل۔ معلوم ہوا ہر ایک ایک چیز کا فرع ہے اب غیر منصرف بھی دو چیز کا فرع ہے۔ اب فرد عینیت میں مشابہت ہونے کی وجہ سے غیر منصرف نے فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھا اب فعل کا جو خالقہ ہے کسرہ و توبین کو قبول کرتا ہے۔ غیر منصرف میں بھی قبول نہ کرے گا تاکہ مشابہت باقی رہے۔

سوال۔ غیر منصرف کو اسمائے ستہ بکترہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ غیر منصرف اعراب بالحرکت کا مستحق ہے۔ بخلاف اسمائے ستہ کے کیونکہ وہ اعراب بالحرکات فرع کا مستحق ہے اسلئے غیر منصرف جو کہ اعراب اصلی والا ہے۔ اسمائے ستہ اعراب بالفروع والا پر مقدم کیا۔

فائدہ۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو اسم فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں ان کے فاعل احوال ہیں۔ بعض تو فاعل اور مبنی ہوتے ہیں اور بعض صرف فاعل پس کیا وجہ ہے کہ غیر منصرف باوجود فعل کے مشابہت ہے مگر وہ نہ تو فاعل ہے اور نہ مبنی۔ جواب یہ ہے کہ اسم کی فعل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی تین صورتیں ہیں ۱) اعلیٰ (۲) اوسط، ادنیٰ۔ مشابہت اعلیٰ کی وجہ سے فاعل و مبنی دونوں ہوتے ہیں جیسے اسم کی مشابہت جب کہ فعل کے ساتھ ہو بطور مشابہت اعلیٰ ہوتی ہے وہ اسم عمل بھی کرتے ہیں اور مبنی بھی ہوتے ہیں جیسے اسماء افعال مثل ہیئات و ردید وغیرہ کہ اقتران، بالزمان اور معنی مصدر کی میں فعل کے مشارک و مشابہ ہیں لہذا اس مشابہت کی وجہ سے وہ فاعل بھی ہیں کما ذکر مفصلاً اور

جب اسم کی مشابہت فعل کے ساتھ بطور متوسط ہو یعنی وہ فعل کے ساتھ صرف معنی مصدر کی میں شریک ہو تو اس صورت میں عامل ہوتا ہے نہ کہ مبنی جیسے اسم فاعل و اسم مفعول و مصدر وغیرہ یہ سب فعل کے ساتھ مشابہت متوسط ہے اسلئے مذکورہ اسم عامل ہوتا ہے کہ مبنی کا علم فی ما ذکرہ اور جب اسم فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھتا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ نہ وہ اقتران بالزمان میں فعل کے مشابہ ہے نہ کہ معنی مصدر میں تو ایسا اسم نہ عمل کرتا ہے۔ اور نہ مبنی ہوتا ہے بلکہ خضائل فعل میں وہ فعل کے شریک ہے جیسے غیر منصرف کہ اسکی مشابہت فعل کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں باتوں میں سے کسی میں نہیں بلکہ دو ذریعہ ہونے میں فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت ہے اب فعل جس طرح کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے گا اسی طرح اس کے ساتھ مشابہ رکھنے والا غیر منصرف بھی کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے گا۔

قولنا ششم :- اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چون اب و ان و حم و من و نم و ذ و مال رفع شان بواو باشد و نصب بالف و جر بیار و چن جار ابوک المصنف اثر بالحرکت لفظی سے فارغ ہو کر اب اعراب بالحرکات کا بیان کرنا شروع فرمایا۔

سوال قسم کی چھٹی قسم چھ اسم ہے جو نماہ کے درمیان معروف و مشہور ہے جیسے اب و ان و حم و من و ذ و مال۔ سوال۔ اسمائے ستہ چھ اسم کو کیوں خاص کیا۔

جواب۔ مفرد کے لئے تثنیہ و جمع کے ساتھ مناسبت ذاتی ہے نفس عدد میں تثنیہ و جمع کو جنس کا بین و بین حالت ہے مفرد کو بھی اسی طرح تین حالت ہے (۱) حالت رفیعی (۲) حالت نصبی (۳) حالت جبری اب مشابہت کی وجہ سے تثنیہ و جمع کی جیسا کہ چھ حالت ہوئی اب ہر ایک حالت کے مقابلہ میں ایک ایک اسم مفرد کے اعراب بالحرکات کے لئے تجویز کر دیا۔

جواب دوم۔ تثنیہ و جمع حقیقی اور ملحق جیسا کہ چھ قسم ہے جیسا کہ ثنی حقیقی (۲) کلا و کلتا (۳) ثنان (۴) جمع حقیقی (۵) اولو (۶) عشرون اب اسم مفرد بھی چھ قسم لایا تاکہ ان چھ قسموں کا مقابل ہو اور مناسبت ذاتی باقی رہے۔ سوال۔ دنیا میں تو لاکھوں اسم ہے ان چھ کو کیوں خاص کیا۔ جواب۔ یہ چھ اسم لفظاً و معنی تثنیہ و جمع کے ساتھ مشابہ ہے لفظاً یہ کہ تثنیہ و جمع کی آخر جیسا کہ اعراب بالحرکات کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ چھ اسم بھی اعراب بالحرکات کی صلاحیت رکھتے ہیں کیوں کہ ان کے آخر حرف ہلت موجود ہے معنی یہ کہ تثنیہ و جمع میں جیسا کہ تعدد ہے ان چھ اسموں کے معنی میں بھی تعدد ہے جیسا کہ اب میں اس کو کہتے ہیں جس کی لئے لڑ کا ہے انج اس کو کہتے ہیں جس کے لئے اور ایک بھائی یا بہن ہو جم اس کو کہتے ہیں جس کے لئے شوہر کی جانب سے اقارب ہوں علیٰ ہذا الباقی اب لفظاً و معنی مشابہت کی وجہ سے تثنیہ و جمع کے ساتھ مشابہت ہے اس لئے ان چھ اسموں کو خاص کہا گیا۔

سوال - زونج ویڈ بھی معنائیں وجح کے مانند متعدد ہے جیسے زونج اس کو کہتے ہیں جس کے لئے زونج ہے اس کو کیوں نہ لایا۔

جواب - صرف معنائیں متعدد ہونا کافی نہیں بلکہ آخری کلمہ کا اعراب بالحرک کی صلاحیت رکھنا شرط ہے اب زونج وغیرہ کا اعراب بالحرک حرف علت نہیں اسلئے زونج وغیرہ کو اختیار نہ فرمایا۔ سوال - یہ چھ اسم تو مفرد ہے جو کہ اصل ہے اب ان کو اعراب بالحرک فرعی کیوں دیتے ہیں۔

جواب - اگر ہر مفرد کو اعراب اصلی اور ہر فرع کو اعراب فرعی دیا جاوے تو اصلی و فرعی کے درمیان اتحاد ذاتی تھا وہ باقی نہ رہے گا بلکہ دونوں کے درمیان وحشت بعیدہ و منافرت تامر پیدا ہوگا اسلئے بعض مفرد کو اعراب فرعی اور بعض مفرد کو اعراب اصلی دیا تاکہ دونوں کے درمیان مناسبت باقی رہ جاوے۔ جواب دوم - بیشتر سے معلوم ہوا کہ ان اسماء میں تشبیہ وجح کے مانند متعدد ہے اب اس مناسبت سے تشبیہ وجح جیسا کہ اعراب بالفرع کو قبول کرتا ہے یہ بھی بوجہ مناسبت اعراب بالحرک کو قبول کرے گا۔ جواب سوم - اعراب بالحرک اگرچہ فرع ہے لیکن وہ قوہ میں اعراب بالحرکت سے زیادہ ہے کیونکہ ہر ایک حرف دو حرکت کے قائم مقام ہے۔

سوال - اب اخ وغیرہ اسم نہیں کیونکہ اسم عرب ہونے کے لئے اقل درجہ میں حروف والا ہونا شرط ہے اب اب وغیرہ میں تو دو حرف ہے جواب اگرچہ اسماء بنظاہر دو حرفت ہے لیکن اصل میں تین حرف ہے جیسا کہ اب اصل میں ابو واخ اصل میں اخ وغیرہ تھا خلاف قیاس تخفیف کے لئے حذف کر دیا اب معلوم ہوا مذکورہ اسم تین حرفت والا ہے پس اسم ممکن ہونا ثابت ہوا۔

سوال اب اخ وغیرہ کو نم و ذومال پر کیوں مقدم کیا گیا۔ جواب - اول چاروں اسم جنس ناقص کثیر الاستعمال ہے بخلاف نم و ذومال کے کیوں کہ وہ دونوں لفیف مقرون ہے اور لفیف مقرون قبیل الاستعمال ہے اسلئے مؤخر کیا کیونکہ کثیر الاستعمال مقدم ہوتا ہے قبیل الاستعمال پر بخوبیاں اول چاروں اسم کو اسمائے محذوفۃ الاعجاز کہتے ہیں یعنی ایسا اسم جن کا آخری حصہ ساقط ہے یعنی واؤ محذوف ہے۔

سوال - اسماء مذکورہ کی تحقیق کیا ہے۔ جواب - اب واخ وحم وبن اصل میں ابو واخ وحم وبنو تھا اب کثیر الاستعمال کی وجہ سے واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیئے۔ اب غیر اضافت کے وقت وہ واؤ محذوف رہتی ہے اور حالت اضافت کے وقت وہ واؤ لوٹ آتی ہے جیسا کہ ابوک و اخوک وحموک وبنوک ہے۔ اور نم اصل میں قوہ تھا اب ہا کو خلاف قیاس حذف کر دیا اور واؤ کو ہم کے ساتھ بدل کر دیا کیونکہ واؤ ہم قریب المخرج ہے اور حالت اضافت کے وقت بقول بعض ہم برقرار رہتی ہے اور بقول بعض واؤ محذوف کرتی ہے جیسے فی و نوک ذواصل میں ذو و تھا واؤ آخری کو خلاف قیاس حذف کر دیا ذو ہوا۔

سوال - اسمائے بستہ کو ثنی و مجموع پر کیوں مقدم کیا - جواب اسمائے بستہ اصل فی الفرع ہے کیوں کہ اعراب بالحدود تینوں حالت میں جاری ہوتے ہیں بخلاف ثنی و مجموع کے اس میں دو سکر کے تابع ہوتا ہے اسلئے اسمائے بستہ اصل کو فرع پر مقدم کیا - جواب دوم - اسمائے بستہ مفرد ہے اور مفرد اصل ہے ثنی و مجموع سے اب اسمائے بستہ اصل کو ثنی و مجموع فرع پر مقدم کئے تثنیہ کو جمع پر مقدم کرنے کی علت یہ ہے کہ تثنیہ عدد میں مقدم ہے جمع سے - اسلئے مصنف نے بھی بیان میں مقدم کیا تاکہ وضع کے ساتھ مطابقت ہو جاوے۔

نکتہ - اسمائے بستہ ضمیر تکلم و مخاطب و نائب سب کی طرف اضافت ہو سکتی ہے - لیکن کان خطاب کی طرف ہونا یہ کثیرالستعمال ہے - اسلئے مصنف مخاطب کی طرف مضاف ہونے کی مثال لایا کہانی الکتاب جیسا کہ ابونا داؤد و ابویہ وغیرہ -

نکتہ - ذو ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسا کہ مال ام جنس کی طرف مضاف ہوا اور کبھی اسم ضمیر کی طرف مضاف شاذ و نادر ضرورت میں واقع ہوتا ہے جیسا کہ انما یعرف ذا الفضل من الناس ذوہ - یہاں ذوہ ضمیر کی طرف اضافت ہوا بضرورت شعر کے -

سوال - ذو کو اسم جنس کی طرف مضاف ہونے کے لئے شرط کیوں کئے

جواب - ذو کو وضع نے اسلئے وضع کیا تاکہ وہ کسی اسم کو اسم جنس کے ساتھ متصف کر دیوے اب ذو جبکہ خود موصوف نہیں بن سکتی ہے کم از کم اسم جنس کی طرف مضاف ہی ہوتا کہ خلاف وضع لازم نہ آوے -

کذانی النوائد الضیائیہ - فائدہ - اسمائے بستہ اگر بکبرہ و موحده اور یای متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہو خواہ غیر اسم ظاہر ہو یا اسم مضمر اعراب بالحدود کامل لفظی ہو گا یعنی حالت رفع میں واو اور حالت نصب میں الف و حالت جر میں یائے کے ساتھ مگر بکبرہ نہ ہو بلکہ مضمرہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ بالکل مضاف نہ ہو تو اس وقت اعراب بالحرکت کامل لفظی ہو گا اگر مضاف ہو تو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ یائے متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہو تو وہ اس وقت بھی اعراب بالحرکت لفظی ہو گا اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو تینوں حالت میں اعراب بالحرکت کامل تقدیری ہو گا مثل غلامی کے اگر ثنی ہو تو اعراب ثنی اور اگر مجموع ہو تو اعراب مجموع ہو گا اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اعراب مثل غلامی اعراب تقدیری ہو گا - اگر یائے بالکل اضافت نہ ہو تو اس وقت اعراب لفظی ہو گا -

ہر ایک کی مثال نقشہ میں مذکور ہے

نقشہ اسمائے ستہ

اسمائے ستہ بکرہ جو اور واحد	حالت رفعی واو	حالت نصبی الف	حالت جبری یائی
جو یائے شکم کے غیر کی طرف مضاف ہو	جاء بلوک او الو نہا یید	رائت باک او ہا نہا یید	مررت با یک او ہا یی نہا یید
اگر مضاف ہو مضاف ہو عربت بالکرہ کا لفظ	ضم جاز ای	نصب رانت اویا	جر مررت با ہتی
مضاف ہو یائے شکم کے غیر کی طرف مضاف ہو خواہ اسم ظاہر ہو یا غیر	جاء اخیک او اخی زید	رائت اخیک او اخی زید	مررت با خیل او ہا زید
مضاف ہو یائے شکم کی طرف مضاف ہو	ضمہ تقدیری جاء اخی	فتحہ تقدیری سایت اخی	کسر تقدیری مثل غلامی مررت باخی
بکرہ جو مضاف نہ ہو اور تینہ ہو	الف جاز ابوان	رایت ابوان	مررت با بوان
تینہ جو غیر تینہ متکلم کی طرف مضاف خواہ اسم ظاہر ہو یا غیر خواہ مثل تینہ	جاء اخواک او اخوا زید	رایت اخواک و لغوی نہا یید	مررت با خویک او باخوی نہا یید
تینہ جو بکرہ جو یائی متکلم کی طرف مضاف ہو	الف لفظی جاز ابو ای بقول بعض ابی بقول بعض	یا لفظی رائت ابوی	مررت با بوی
مجموع ہو و بکرہ جو مضاف نہ ہو	جاء ابون	رائت ابون	مررت با بون
مجموع ہو بکرہ جو غیر متکلم کی طرف مضاف ہو	جاء ابوک - ابون نہا یید	رائت ابیل او ابی نہا یید	مررت با بیل او ہا یی نہا یید
مجموع ہو بکرہ جو یائے شکم کی طرف مضاف ہو	جاء ابی - واو تقدیری	رائت ابی یا ما قبل مکسور لفظی	مررت با بی یا ما قبل مکسور لفظی
اگر اسمائے ستہ یا متکلم کی طرف مضاف ہو اور اسمائے ستہ واحد ہو	ضمہ تقدیری جاء ابی	فتحہ تقدیری رائت ابی	کسر تقدیری مررت با بی
اگر اسمائے ستہ بکرہ جو اور مضاف نہ ہو مثل جمع	ضمہ لفظی جاء اب	فتحہ لفظی رائت اب	کسر لفظی مررت با ب

نکتہ - اور بہت سی صورت ہو سکتی ہے اس کو قیاس کر لو

نکتہ - حکم میں اضافت غیر اضافت کے وقت چار لغات پڑھنا جائز ہے وہ، مثل جیسے ہذا حم حکم،
رایت حم او حکم - مررت بجم و حکم - (۱) مثل مہوز ہذا حم و حموک و رایت حم او حماک و مررت بجمی و حکم -
(۲) مثل ام مقصور ہذا حم او حماک و رایت حم او حموک و مررت بجمی و حموک و (۳) مثل ناقص جاز حم و حموک و
رایت حم او حموک - و مررت بجمی و حموک - جن میں ایک لغت اور جائز ہے مثل صحیح جیب کہ ہذا جن رایت ہنا و
مررت بجن و ہذا جنک و رایت جنک و مررت بجنک -

ترکیب - اس مثال کی جو مصنف نے ذکر فرمایا - جاز فعل ابوک ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل عمل کر

جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل تاخیر مرفوع متصل فاعل اہاک ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اول و او حرف عطف مرت فعل بفاعل باحرف جر ایک ترکیب اضافی ہو کر مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہو امرت فعل کا۔ مرت فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی اس طرح باقی امثال کو تیا س کر لو۔

ہفتم چوں رجلان۔ ہشتم کلا و کلتا مضاف بمضمون ہم انسان و انسان رفح شال بالف باشد و نصب و جر بیای ماقبل مفتوح چوں جار، جلدن و کلا ہما و انسان۔ دانت رجلیں و کلیہما و اثین۔ و مررت بر جلیں و کلیہما و اثین۔ و ہم جمع مذکر سالم چوں مسلمون۔ یازدہم اول۔ دوازہم عشرون تا تسعون۔ رفح شال ہوا و ماقبل مضموم باشد و نصب و جر ماقبل مکسور چوں مسلمون و اولو ہاں و عشرون رجلا و رایت مسلمین و اولی ہاں و عشرین رجلا و مررت مسلمین و اولی ہاں و عشرین رجلا۔ سیزدہم۔ اسم مقصور و آل اسمی است کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں موسیٰ۔ چہار دہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم رفح شال بتقدیر ہتم باشد و نصب بتقدیر فتح و جر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں موسیٰ و غلامی و رایت موسیٰ و غلامی۔ و مررت موسیٰ و غلامی۔ پانزدہم اسم مقصور و آل اسمی است کہ آخرش بیای ماقبل مکسور باشد چوں قاضی رفحش بتقدیر فتح و نصب بفتح لفظی و جرش بتقدیر کسرہ چوں جار القاضی رایت القاضی و مررت بالقاضی۔ شانزدہم۔ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مسلمین رفحش بتقدیر واو و نصب و جرش بیار ماقبل مکسور چوں ہولاء مسلمین کہ در اصل مسلمون ہوں باضافت ناقط شد و واو یا جمع شدہ ہوں و سابق ساکن ہوں و او را بیابا بدل کر دند و یا را دریا و نام کردند مسلمین شد ہتم را کسرہ بدل کر دند و رایت مسلمین و مررت مسلمین۔

تہتم تہ۔ ہفتم تہ یعنی تہ حقیقی۔ ہشتم کلا و کلتا مضاف بمضمون تہ معنوی۔ ہم انسان و انسان یعنی تہ صوری الحاصل تہ حقیقی یا معنوی یا صوری حالت رفح میں الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں بیائے ماقبل مفتوح ہو گا جیسا کہ جار رجلان و کلا ہما و انسان و رایت رجلیں و کلیہما و اثین و کلیہما و اثین۔ ر آیا و مرد اور و یکجا میں دو مرد کو اور گذرا میں دو مرد کے ساتھ۔

تو کی ہے۔ جار فعل رجلان معطوف علیہ واو حرف عطف کلا ہما ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول و او حرف عطف انسان معطوف ثانی معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف

یلبہ واو حرف رایت فعل رچلین معطوف علیہ واو حرف عطف کلینا ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول
 واو حرف عطف آئین معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف مل کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر تبد
 فعلیہ خبریہ معطوف اول واو حرف عطف مرت فعل تاخیر فاعل با حرف جار رچلین معطوف علیہ واو حرف عطف
 کلینا ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول واو حرف عطف آئین معطوف ثانی معطوف علیہ دونوں معطوف سے
 مل کر مجرور ہوا با حرف جار کا مجرور مل کر معلق ہوا مرت فعل کا فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف
 ثانی، نکتہ۔ تشبیہ حقیقی و صوری و ملحق کی تعریف بالتفصیل مذکور ہوئی بحث ثنی ہیں۔

سوال۔ ثنی حقیقی کو کلا دکلتا و آستان و آستان پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ ثنی تو ثنی حقیقی ہے کلا دکلتا آستان و آستان تشبیہ ملحق ہے قاعدہ ہے ثنی حقیقی ثنی ملحق پر مقدم
 ہوتا ہے اسلئے ثنی حقیقی کو دونوں پر مقدم کیا۔ اور کلا دکلتا کو آستان و آستان پر مقدم کر کے اس بات کی
 طرف اشارہ فرمایا کہ کلا دکلتا لاحق پر تشبیہ ہوتا ہے لاحق حکمی ہے کیونکہ اسمیں الف و ذوق تشبیہ نہیں بلکہ
 معنای تشبیہ کے لحاظ سے لاحق کیا۔ اب مقدم کر کے کلا دکلتا کو الحاق کا ضغف بیان کیا۔

سوال۔ کلا دکلتا کے لئے ضمیر کی طرف مضاف ہونا کیوں شرط قرار دیا۔

جواب۔ کلا دکلتا میں دو اعتبار ہے۔ (۱) اعتبار لفظی (۲) اعتبار معنوی و کلا دکلتا لفظی کے اعتبار
 سے مفرد ہے جو کہ اصل ہے تو اس وقت اعراب بالحرکت جو کہ اصل ہے وہ جاری ہوگا اور اس وقت اہم ظاہر
 کی طرف اضافت ہوگی۔ کیونکہ اہم ظاہر بھی اصل ہے اب اصل کو اعراب اصلی اور اصل کو اصل کی طرف اضافت
 کرنا ضروری و بدی ہے جیسا کہ جاد کلا الرجب لیلین و رایت کلا الرجب لیلین و مررت کلا الرجب لیلین۔ ان تینوں میں
 اعراب بالحرکت تقدیری جاری ہے مثل اہم مقصور کے اور معنی کے اعتبار سے کلا دکلتا تشبیہ ہے کیوں کہ
 تعدد پر دلالت کرتے ہیں یعنی اہم فرعی ہے اور اس وقت اعراب بالحرکت فرعی بھی جاری ہوگا اور اہم ضمیر جو کہ
 فرعی ہے اسکی طرف مضاف ہوتا کہ فرعی کو اعراب فرعی اور اہم فرعی کو اہم ضمیر فرعی کی طرف اضافت کرے۔
 اس بیان سے مصنف کا مفصل اعراب بالحرکت فرعی کا بیان کرنا ہے اسلئے کلا دکلتا کو ضمیر جو کہ اہم فرعی ہے
 اسکی طرف اضافت ہونے کے ساتھ مقید کیا۔ کذا فی النہوض۔

فائدہ۔ کلا اصل میں کلو تھا اب واو متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واو کو الف کے ساتھ بدل

ڈالا کلا ہوا۔ کلتا اصل میں کلوی تھا فعلی کے وزن پر اب واو کو تا کے ساتھ بدل ڈالا اور الف اپنی
 حالت پر کلتا ہوا۔

سوال۔ واو کو تا کے ساتھ کیوں بدل کیا۔

جواب۔ اگر واو کو تا کے ساتھ نہ بدلے تو حالت نصب و جر میں کلا نہ کر کے ساتھ التباس ہوگا

کیونکہ الف تو حالت نصب و جر میں یا راقب مفتوح کے ساتھ بدل جاتا ہے اب واؤ کو تار کے ساتھ بدلنے سے کلام مذکور مؤنث میں البتاس نہ ہوگا۔ کیونکہ واؤ کو توتار کے ساتھ بدلنے سے حالت جر میں یا راقب مفتوح تشبہ پر ڈال ہوا اور تار ثانیہ مؤنث پر دلالت کرے اور کلام مذکور کے ساتھ تار ثانیہ نہ ہوگا اس وجہ سے واؤ کو تار کے ساتھ بدلا۔

جواب ۱۔ واو تار قریب المخرج ہے جیسا کہ قاعدہ عدۃ جو کہ وعدتھا جاری ہوا۔ اسلئے واؤ کو تار کے ساتھ بدل کیا۔

نکتہ - کلام و کلام کے مضاف الیہ کا ہمیشہ تشبہ ہونا ضروری ہے خواہ مضاف الیہ اسم ظاہر ہو یا اسم مضمحل ہر ایک کی مثال مذکور ہوئی۔

قول ۱۔ ہم جمع مذکر سالم چون مسلمون ریاز وہم اولو۔ دو از وہم عشرتون۔ الحاصل - جمع حقیقی یا معنوی یا صوری کا اعراب حالت رفع میں واو یا قبل ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر یا راقب لمکور کے ساتھ جیسا کہ جار مسلمون واو لومال و عشرتون رجلا و رایت سلین و اولی مال و عشرین رجلا و مررت بسلین و اولی مال و عشرین رجلا آئے مسلمان مرد اور مال والے اور بیس مرد۔ اور دیکھا میں مسلمان مرد اور مال والوں اور بیس مردوں کو۔ اور گذرا میں مسلمان مردوں اور مال والوں کے ساتھ۔

تو کیسے - جار فعل مسلمون معطوف علیہ واو حرف عطف اولوا مال ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول۔ واو حرف عطف عشرتون میسر رجلا تمیز۔ میسر و تمیز مل کر معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا۔ واو حرف عطف رایت فعل تاضیم مرفوع متصل بارزہ محلاً مرفوع فاعل مسلمین معطوف علیہ واو حرف عطف اولی مال ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول و حرف عطف عشرین میسر رجلا تمیز و تمیز مل کر معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف مل کر مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول۔ واو حرف عطف مررت فعل تاضیم مرفوع متصل بارزہ محلاً مرفوع فاعل جار مسلمین معطوف علیہ واو حرف عطف اولی مال ترکیب اضافی ہو کر معطوف اول و حرف عطف عشرین میسر رجلا تمیز۔ میسر و تمیز مل کر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ اور دونوں معطوف سے مل کر محسوس ہو یا با حرف جار کا۔ جار محسوس مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔

سوال - حقیقی کو صوری و معنوی پر کیوں مقدم کیا۔

جواب - حقیقی اصل ہے معنوی و صوری قسرع ہے اسلئے اصل کو فرع پر مقدم کیا۔

سوال۔ اولو کو عشرون پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ اولو یہ ذوقی جمع من غیر اللفظ ہے بخلاف عشرون کے وہ جمع نہیں کیونکہ جمع تو معین پر دلالت نہیں کرتی ہے اولو کو مافوق الواحد سے مالا نہایت تک کے لئے استعمال کرتے ہیں اسلئے جمع اعتباراً کو غیر جمع جس کا نام صوری ہے اس پر مقدم کیا۔

سوال۔ اولو کس طرح جمع ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں جمع کی علامت نہیں جیسے علامت جمع واو دونوں ہے۔

جواب۔ بعض کے نزدیک یہ جمع ملحقی معنوی ہے جیسا کہ مصنف اس کو اختیار فرمایا۔ اور بعض کے نزدیک بالکل جمع نہیں ہے۔ بلکہ مفرد ہے۔ اور بعض کے نزدیک اولوں کا لوازم الاضافت ہونے کی وجہ سے نون کو گرا دیا اولو ہوا۔ کما کہتہ یعقوب فی حاشیہ المنہل۔ کذا فی النحوض۔

سوال۔ عشرون و مسبین و رجلان وغیرہ میں اعراب نہیں بلکہ الف و واو علامت تشبیہ و جمع ہے کیونکہ وہ الف تشبیہ و واو جمع سے تھا دینا ابوک وغیرہ میں بھی واو اصل ہے۔

جواب۔ عشرون و مسبین وغیرہ میں واو اعرابیت و علامت جمعیت دونوں پر دلالت کرتی ہیں۔ ویسایہی الف رجلان وغیرہ اعرابیت اور علامت تشبیہ و دونوں پر دلالت کرتی ہے اب اور ایک واو و الف کی ضرورت نہیں اب معلوم ہوا واو مسنون و عشرون و الف تشبیہ رجلان وغیرہ اعرابیت ہوا سوال۔ جمع مذکر سالم میں حالت نصبی کو جبری کے تابع کیوں کیا۔

جواب۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے کچھ تفکر کی ضرورت ہے واضح ہو کہ اعراب کل چھ ہے تین اعراب بالحرکت جیسے ضمہ و فتح و کسرہ اور اعراب بالحرکات جیسے واو و الف و یار اور حقدار ٹو ہے۔ کیوں کہ تین کو مفرد کی حالت ہے۔ (۱) یعنی حالت رفعی (۲) حالت نصبی (۳) حالت جبری ویسایہی تشبیہ کی تین حالت ہے اور جمع کی بھی تین حالت ہے اور ہر حالت کے لئے ایک اعراب کی ضرورت ہے پس مستحق نو کو کل چھ قسم اعراب کو تقسیم کرتا ہے پس سب سے پہلے مفرد کو اعراب بالحرکت دیا اسلئے مفرد جیسا کہ اصل ہے اسلئے اعراب بالحرکت اصلی سزاوار ہے اب مفرد کی حالت رفع میں ضمہ اور حالت نصبی میں فتح اور حالت جبری میں کسرہ دیا اسکے بعد ہم نے دیکھا کہ اعراب بالحرکات کل تین ہے اور حالت چھ ہیں۔ تین حالت تشبیہ میں حالت جمع پس ضرورت ہے کہ ایسی طور پر تقسیم کرے کہ

تین اعراب تشبیہ اور تین اعراب جمع کے سب حالتوں میں تساوی طور پر تقسیم ہو جائیں پس اولاً تشبیہ و جمع کی حالت رفعی پر نظر کی گئی اسلئے کہ حالت رفع حالت نصبی و جبری سے عمدہ ہے پس الف کو تشبیہ کی حالت رفع میں اور واو کو جمع کی حالت رفع کے لئے خاص کیا اسلئے تشبیہ میں الف و جمع میں واو ضمیر قابل

علامت قابل ہے۔ اب ایک اعراب میں یا اور چار خالقیں باقی ہیں۔ پس ہم نے ایک اعراب کو ان چاروں حالت پر مطرح تقسیم کیا کہ تشبہ کی حالت نصب وجر میں ماقبل مفتوح اور جمع کی حالت نصبی وجر میں یا ماقبل مکسور ہوتا کہ تشبہ وجمع کے درمیان فرق ہو۔ اور فرق کئے اس کے برعکس نہ کیا اسلئے کہ جمع قلیل ہے اور قلیل جہزہ خفیف ہے اور اسکے مناسب ہے پس جمع میں یا ماقبل مکسور دیتے کیونکہ وہ ثقیل ہے اور تشبہ چونکہ بہ نسبت جمع کے کثیر ہے اور کثیر ثقیل ہے لہذا اس میں ماقبل یا کو فتح دیا کیونکہ ثقیل کیلئے خفیف مناسب ہے۔ اسلئے الف تشبہ وداو جمع کے بعد نون کو جمع میں مفتوح و تشبہ میں مکسور پڑھنے میں تاکہ ثقیل کا ایک دم خفیف اور خفیف کا ایک دم ثقیل ہونا لازم نہ آوے گا۔ کما قال شارح انہی جعلت الالف علامۃ لمتشبیہ۔

قولہ سیزویم اسم مقصور و آل اسمی است کہ در آخر کش الف مقصورہ باشد جو موسیٰ جبہ اردیم۔ نیز جمع مذکر سالم مضاف بیا متکلم چون غلامی۔ بیدار باش مضاف اعراب بالحکرت و حرکت کو لفظ بیان کر کے اعراب بالحکرت و حرکت تقدیری کو بیان کرنا شرط و رعایا ہے۔ تیسرے میں قسم اسم مقصور ہے اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ چودھویں قسم جمع مذکر سالم کے غیر خواہ مفرد ہو یا مثنیٰ یا جمع تکثیر جس قسم اسم ہو اگر بیا متکلم کی طرف مضاف ہے مذکورہ تیسرے میں اور چودھویں اسم کی حالت رفع میں ضمہ تقدیری اور حالت نصب میں فتح تقدیری اور حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا تینوں حالت بصورت یکساں ہوگی جیسا کہ جاہ موسیٰ و غلامی و زینت موسیٰ و غلامی و مررت موسیٰ و غلامی۔ آیا موسیٰ اور میرا غلام اور دیکھا میں موسیٰ اور اپنے غلام کو اور گذرا میں موسیٰ اور اپنے غلام کے ساتھ۔

تو کیسے :- جاہ فعل موسیٰ معطوف علیہ واو حرف عطف غلامی ترکیب اضافی ہو کر معطوف معطوف علیہ اور معطوف مل کر فاعل ہوا جاہ فعل کا جاہ فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا واو حرف عطف رائت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز ملام مرفوع فاعل موسیٰ مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول۔ واو حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز ملام مرفوع فاعل باحرف جار موسیٰ معطوف علیہ واو حرف عطف غلامی ترکیب اضافی ہو کر معطوف معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور سے ملکر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل و فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔

سوال۔ ان دونوں قسم کو اسم منقوص پر کیوں مقدم کیا گیا۔

جواب۔ ان دونوں قسم میں اعراب بالحکرت تینوں حالت میں تقدیری رہتے ہیں بخلاف اسم منقوص کے اس میں صرف دو حالت میں تقدیری رہتا ہے۔ پس تین حالت میں تقدیری رہنے والا اصل ہے۔ تین حالت

میں تقدیری نہ رہنے سے اسلئے مذکورہ دو قسم اصل کو اسم منقوص پر مقدم کیا۔

سوال۔ اسم مقصور میں اعراب تقدیری کیوں رہتا ہے۔

جواب۔ اسم مقصور کے آخر میں الف مقصورہ ہوتا ہے اب الف کبھی حرکت کو قبول نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ ساکن رہتا ہے اس تقدیر کی سبب سے الف حرکت کو قبول نہ کر سکے اعراب ہمیشہ تقدیری ہے سوال غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاہ متکلم اعراب لفظی کو کیوں قبول نہیں کرتا ہے۔

جواب۔ بیاہ متکلم ناقبل ہمیشہ مکسور ہونے کو تقاضا کرتا ہے اگرچہ ضمہ و فتحہ ہوا سکو کسبہ کے ساتھ بدل ڈالتے ہیں۔ اور کوئی حرکت کو اتنا قدر قوت نہیں جو یائے متکلم کے ناقبل ظاہر ہو سکے۔ اس غدر کی وجہ غمخیز جمع مذکر سالم مضاف بیاہ متکلم میں اعراب تینوں حالت میں تقدیری رہتا ہے اور بیاہ متکلم ناقبل مکسور کو کس لئے تقاضہ کرتی ہے۔ اسکی علت مطوئلا فن سے تلاش کیجئے۔

سوال۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاہ متکلم میں کچھ اختلاف ہے یا نہیں۔ بیٹنوا۔

جواب۔ اس میں نماۃ کا اختلاف ہے ابن حاجب و صاحب پرایۃ النحو کے نزدیک غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاہ متکلم میں اعراب تینوں حالت میں تقدیر رکھتا ہے۔ اسکی علت مذکور ہوئی اور مصنف نے بھی اس مذہب کو اختیار فرمایا۔ مذہب دوم۔ ابن مالک کے نزدیک حالت رفعی و نصبی میں اعراب تقدیری ہے۔ اور حالت جبری میں لفظی ہے۔ مذہب سوم۔ عبدالقاسم کے نزدیک مذکورہ اسم تینوں حالت میں مبنی ہے۔ مبنی ہونے کی وجہ اسکے نزدیک یہ ہے جو اسم معرب مبنی کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ وہ بھی مبنی ہوتا ہے اب اسم مذکور جبکہ بیاہ متکلم جو کہ مشابہ مبنی ہے اسکی طرف مضاف ہوا وہ بھی مبنی ہو گیا۔ مذہب چہارم بعض کے نزدیک جو اسم بیاہ متکلم کی طرف مضاف ہو نہ وہ معرب ہوتا ہے نہ مبنی بلکہ میانہ مرتبہ میں رہتا ہے کیونکہ بیاہ متکلم اتصال ہونے سے صرف آخر حکم میں مسدوم ہو جاتا ہے اسلئے اس میں اعراب کا ظہور نہیں ہو سکتا ہے۔ اب وسط کھ میں مطرب جاری کرنا صحیح نہیں لیکن یہ مذہب اضعف الضعیف ہے کیونکہ اگر لفظ اعراب ممنوع سبب مضاف ہونے یائے متکلم کے لیکن تقدیری تو ممنوع نہیں۔

الحاصل آخر کی تینوں مذہب ضعیف ہے وجہ ضعف مطوئلات سے معلوم کیجئے۔

قول کما۔ پانزدہم۔ اسم منقوص و آل امی است کہ آخر شس یائے ناقبل مکسورہ باشد چون قاضی یعنی پندھو بنو قسم اسم منقوص اسم منقوص اس کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یاء ناقبل مکسورہ ہو مگر اصلی جو اسم منقوص کی حالت رفیضہ تقدیری اور حالت جبری کسبہ تقدیری اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی بشرطیکہ وہ اسم منقوص الف و لام سے خالی نہ ہو جبکہ جار القاضی را بیت القاضی و مررت بالقاضی و آیات قاضی اور دیکھا میں قاضی کو اور گزرا میں قاضی کے ساتھ۔

تو کیب :- جار فعل القاضی فاعل ، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف
 رأیت فعل تاضیر فاعل القاضی مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اول واو حرف عطف
 مرت فعل تاضیر فاعل با حرف جار القاضی مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل ، انا اور متعلق سے ملکر جار
 نکتہ ۱۔ اسم منقوص الف و لام سے خالی ہو تو حالت رفع و جسد میں بطاہرتین و کسرہ کے
 ساتھ اور حالت نصبی میں فتح لفظی لیکن فی الحقیقت حالت جسدی میں بھی تقدیری ہوگا ۔ جیسا کہ جار
 قاضی و مرت بقاض ۔ ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو ۔

سوال ۔ اسم منقوص کو جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم پر کیوں مقدم کیا ۔

جواب ۔ اسم منقوص میں اعراب بالحرکت تقدیری کی جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم میں اعراب
 بالحروف تقدیری اعراب بالحرکت تقدیری اصل اعراب بالحروف تقدیری سے اسلئے اصل کو مقدم کیا
 سوال ۔ حالت رفعی و جسدی میں تقدیری کیوں ہوتا ہے ۔

جواب ۔ یائے حرف ضیف ماقبل ضمہ و کسرہ حرکت قوی کا متعلق نہیں اسلئے اعراب تقدیری ہوتا ہے
 بخلاف فتح کے وہ اخف الحركات کی وجہ سے یار پر ثقیل نہیں اسلئے حالت نصب میں اسم منقوص کا اعراب
 لفظی ہوتا ہے خواہ اسم منقوص عرب باللام ہو یا نہ ہو اور الف و لام نہ ہونے کی صورت میں یاد ساکن
 اور تنوین اور ایک ساکن اجتماع ساکنین کی وجہ سے یار کو گرا دیتا ہے اور تنوین ماقبل کے ساتھ لاحق
 ہو جاتی ہے اور قاض ہوتا ہے ۔ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم یعنی جمع مذکر سالم جس کا آخر
 واو و نون ہو وہ اگر یائے متکلم کی طرف اضافت ہو تو حالت رفع میں تقدیری واو اور حالت نصب
 جر میں یار ماقبل کسور لفظی ہوگا جیسا کہ بولاد مسلئی و رائت مسلئی و مرت مسلئی دآئے میرے مسلمان بھائی
 اور دیکھائیں اپنے مسلمان بھائیوں کو اور گزرا میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ ۔

تو کیب ۔ بولاد اسم اشارہ محلا مرفوع بتدار مسنون مضاف یائے متکلم تاضیر مجرور متصل محلا مجرور
 مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر خبر متباد و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رأیت
 فعل تاضیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل مسلئی ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر
 جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف مرت فعل تاضیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل با حرف
 جار مسلئی ترکیب اضافی ہو کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا مرت فعل کے ساتھ مرت فعل اور فاعل و
 متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی ۔

سوال ۔ مذکورہ اسم میں حالت رفعی میں اعراب بالحروف تقدیری کیوں ہوتا ہے ۔

جواب ۔ جبکہ جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہوا اور اس اسم کی آخر واو بے تباہ واو و یا کی

جمع ہوتا ہے اب حرفیان کے قاعدہ مذکور فی الكتاب کے مفہوم بنی واد کو پار کے ساتھ بدل ڈالا اور یا کو پار میں ادغام کئے اور باقبل ضمہ کو کسرہ کے ساتھ بدل ڈالا سہمی ہوا اب مذکورہ بیان سے معلوم ہوا واد نفعی رہنا تقبل کما ہوا لفظ ہر اگر واد کو بھی ظاہر کرے تو خلاف قاعدہ لازم آوے گا وہ جائز نہیں۔ سوال۔ تینوں حالت میں تقدیری کیوں نہ کیا۔ حالانکہ تینوں میں ایک صورت یعنی مدغم ہوتا ہے۔

جواب۔ قاعدہ ابدال صرف حالتِ رسمی میں موجود ہے نہ کہ حالتِ نصب وجر میں بلکہ حالتِ نصب وجر میں قاعدہ ادغام جاری ہوتا ہے۔ اور یہ تو فہرہ کی بات ہے کہ ابدال سے ادغام ادنیٰ ہے کیوں کہ ابدال حروف کو اپنا اصل سے خارج کر دینا ہے بخلاف ادغام کے کیونکہ وہ اپنی اصل سے خارج نہیں کرتا بلکہ مدغم فیہ میں مدخول کرتا ہے اور صورت تکرار میں لکھی جاتی ہے اسلئے حالتِ رسمی میں بضرورت قاعدہ تقدیری کئے اور حالتِ نصب وجر میں نفعی کیا۔

سوال۔ حالتِ نصبی وجر میں نفعی ہونے کی کیا دلیل ہے۔

جواب۔ حالتِ نصبی وجر میں اصل استخراج کرنے سے اسکا ثبوت ہو جاتا ہے جیسا کہ راتِ مسلئی ومرتجِ مسلئی میں اصل میں سلین کی تعانوں کو حالتِ اضافت میں گرا دیا اب دو یا ایک جامع ہونے کی وجہ سے ایک پار کو دوسرے میں ادغام کئے یا تقدیری نہیں بلکہ نفعی ہے۔

سوال۔ نون تشبہ وجمع حالتِ اضافت میں کیوں گرجاتا ہے۔

جواب۔ نون تشبہ وجمع انفصال کا تقاضی کرتا ہے اور اضافت انفصال کا تقاضا کرتی ہے دونوں کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے نون تشبہ وجمع کو حذف کرتے ہیں تاکہ اضافت ہو سکے اور انفصال حاصل ہو۔ الحاصل مصنف جس ترتیب سے اعراب بیان کئے وہ خوب احسن واسبہل ہے۔ اول اعراب بالحرکت نفعی پھر اعراب بالحرکت نفعی۔ پھر اعراب بالحرکت تقدیری پھر اعراب بالحرکت تقدیری مگر بعض شارحین نے اس کے خلاف بیان کیا شاید بطور تحقیق نہیں اب ناچیز نے سب اعراب کو نقشہ میں نقش کر دیا ہے تاکہ حفظ کے لئے آسان ہو۔ اول اعراب دو قسم ہے۔ اول اعراب ذاتی۔ دوم۔ اعراب صفتی۔ اعراب ذاتی اس کو کہتے ہیں جس میں اعراب بالحرکت کو حروف کے ساتھ بدل کیا جاوے جیسے جاء البوک وعلیٰ بنتُ اباک دمست باہیک۔ اعراب صفتی اس کو کہتے ہیں جس میں اعراب بالحرکت کے ساتھ بدل کیا جاوے جیسے جاردنی نہید وعلیٰ بنتُ نہید دمست بزید۔ پھر ہر ایک دو قسم ہے۔ (۱) حقیقی۔ (۲) حکمی۔ حقیقی اس کو کہتے ہیں جس میں اعراب بالحرکت کو حروف کے ساتھ اور اعراب بالحرکت کو حرکت کے ساتھ واقوۃ تینوں حالت میں جاری کیا جیسے مثالوں میں نقشہ آیا ہے۔

حکمی وہ اعراب ہے جس میں واقوۃ تینوں حالت میں بدل نہ ہو۔ بلکہ بدل کا حکم دیا جائے اور ایک حالت کو دوسری حالت کا قائم مقام کیا جاوے جیسے سلین سلین اول نائب فتح ہے اور ثانی نائب کسرہ

ہے یہ تعابیر ملکا اور اعتبار ہے نہ کہ واقعات اور ہی رایت مسلمات و مررت باحمد۔ پھر ہر ایک کو دو قسم ہے۔
 (۱) فعلی (۲) تقدیری۔ اعراب فعلی اس کو کہتے ہیں جو تلفظ میں واقع ہو جیسے جلد زید وغیرہ تقدیری اس کو کہتے ہیں
 جو تلفظ میں نہ آوے۔ جیسے جادنی موسیٰ و رایت موسیٰ وغیرہ اب مذکورہ بالا چار قسم کو دو قسم میں ضرب دینے
 سے آٹھ صورتیں حاصل ہوگی۔ (۱) اعراب ذاتی حقیقی فعلی (۲) اعراب ذاتی حقیقی تقدیری (۳) اعراب ذاتی حکمی فعلی
 (۴) اعراب ذاتی حکمی تقدیری (۵) اعراب صفتی حقیقی فعلی (۶) اعراب صفتی حقیقی تقدیری (۷) اعراب صفتی حکمی فعلی (۸)
 اعراب صفتی حکمی تقدیری۔

سوال۔ تفسیر پر بالآ سے معلوم ہوا تقسیم اعراب آٹھ ہو گئے حالانکہ کتب نحو یہ سے معلوم ہوتا ہے تقسیم اعراب نو
 ہے۔ معلوم ہوا وجہ ہر ناقص ہے۔

جواب۔ وجہ ہر نو قسم ہونا یہ مسلم ہے کیونکہ ساتویں قسم اعراب جو اعراب صفتی حکمی فعلی ہے وہ دو قسم ہے
 (۱) نصب تابع ہر جیسے رایت مسلمات (۲) جر تابع نصب جیسے باحمد پس معلوم ہوا کہ اگر چہ بظاہر آٹھ قسم ہے
 لیکن فی الحقیقت نو قسم ہے اب ہر ایک تفصیلات کو نقشہ ذیل سے مع الاشال معلوم کیجئے۔

نقشہ اول

اعراب ذاتی حقیقی فعلی۔ ابوک و اباک و ایک۔ جادنی سرجلان و کلاہا اشانہ۔ مسلمان و اولو و عشران
 مررت بمسین و اولو و عشرین و مرجلین و کلیہما و اثین و مسلتی۔

اعراب ذاتی حقیقی تقدیری۔ جادنی ابوالحسن و رایت ابوالحسن و مررت بابی الحسن و جادنی مسلتی
 اعراب ذاتی حکمی فعلی۔ ساریت رحلین و کلیہما و اثین و رایت مسلتین و اولیٰ مال و عشرین
 اعراب ذاتی حکمی تقدیری۔ رایت مسلتی البلد۔ یہ مثال سولہ قسم میں مذکور نہیں لیکن یہ تفصلاً حاصل ہے۔
 اعراب ذاتی صفتی حقیقی فعلی۔ زید و دلو و رجال جادنی مسلمات و مررت بمسلمات جادنی احمد رایت

احمد و رایت القاضی

اعراب صفتی حقیقی تقدیری۔ جادنی موسیٰ و رایت موسیٰ و ہرموسیٰ۔ جادنی قابض او القاضی و مررت بقاض
 او بالقاضی

اعراب صفتی حکمی فعلی۔ رایت مسلمات و مررت باحمد۔

اعراب صفتی حکمی تقدیری۔ جادنی غلامی و رایت غلامی و مررت بغلامی۔

نقشہ دوم

زید و دلو و رجال

اعراب صفتی حقیقی فعلی و مع بعضہ
 و نسبت متعین جو کہیں

رفع بضم و نصب و جر بکسرہ
 جارنی مسلمات جارنی مسلمات جارنی مسلمات
 اعراب صغریٰ نفعی حقیقی اعراب صغریٰ نفعی حقیقی اعراب صغریٰ نفعی حقیقی

رفع بضم و نصب و جر بفتحه
 جارنی احمدا جارنی احمدا جارنی احمدا
 اعراب صغریٰ حقیقی نفعی اعراب صغریٰ حقیقی نفعی اعراب صغریٰ حقیقی نفعی

اعراب ذاتی حقیقی نفعی

رفع بواو و نصب بالف و جر بیا
 جارنی ابوک جارنی ابوک جارنی ابوک
 اعراب ذاتی حقیقی نفعی اعراب ذاتی حقیقی نفعی اعراب ذاتی حقیقی نفعی

رفع بالف و نصب و جر بیا قبل مفتوح۔ جارنی رجلان و کلاهما و اثنان و رایت رجلین و کلیمہما و اثنین و غیرہ
 و کلیمہما و اثنین

اعراب ذاتی حقیقی نفعی اعراب ذاتی حکمی نفعی اعراب ذاتی حقیقی نفعی

رفع بالواو و نصب و جر بیا قبل مکسور۔ جارنی مسلمون و اولو عشر و ن و رایت مسلمین و اولی و عشرین و غیرہ
 رفع بضم و نصب و جر بیا قبل کسور۔ اعراب صغریٰ حقیقی تقدیری

و جر بکسر تقدیری جارنی موسی و رایت موسی و صورت موسی
 غلامی۔ اعراب صغریٰ حکمی تقدیری

رفع بضم و نصب و جر بیا قبل مفتوح۔ اعراب صغریٰ حقیقی تقدیری۔ اعراب صغریٰ حقیقی نفعی
 و جر بکسر تقدیری۔ جارنی تاج و القاضی۔ رایت تاجاً و القاضی صورت بقاض و القاضی

رفع بتقدیر و نصب و جر بیا۔ اعراب ذاتی حقیقی تقدیری۔ اعراب ذاتی حکمی نفعی۔ اعراب ذاتی حقیقی نفعی
 ما قبل مکسور نفعی۔ جارنی مسلمی۔ رایت مسلمی و صورت مسلمی

نقشہ سوم

اسکا عربہ بالواو بالمرکت لفظاً مفرد و صرف صحیح، مفرد و صرف جارنی بجمع صحیح جمع مکثر صرف جمع نوزت سالم۔ غیر صرف کل تعدد
 اسکا عربہ باعراب بالمرکت تقدیری۔ ام مقصور۔ غیر جمع مذکر سالم مضان یا تکلم۔ ام مقصور۔ کل تعدد امین
 اسکا عربہ باعراب بالروف نفعی۔ اسکا عربہ بکسر مضان بسوئے غیر یا تکلم۔ کل تعدد و اثنان و اثنان جمع مذکر سالم و اولو

عشرون رکل تعداد

اسکا عربہ باعراب بالروف تقدیری۔ جمع مذکر سالم مضان بسوئے یا تکلم۔
 مرفوع بضم نفعی۔ زید و اولو و رجال و مسلمات و غیر۔ مرفوع بضم تقدیری جارنی موسی و غلامی و قاضی۔ مرفوع بواو نفعی۔
 جارنی ابوک و اولون و عشر و ن۔ مرفوع بواو تقدیری جارنی مسلمی۔ مرفوع بالف نفعی۔ جارنی رجلان و کلا

دانشان و آشتان - منصوب لفظی - رایت زبدا و دلو اور جالا - منصوب لفظی تقدیری - رایت موسیٰ و غلامی و مسلمات
 منصوب بالف باک - منصوب بیائے ماقبل مفتوح - رایت رجبین کلہا و آئین نصیبیائے ماقبل مکسور - رایت مسلیین و ادلی
 و عشرین و سلی - مجرور بحرف و لفظی یزید و دلو و رجال و مسلمات - مجرور بحرف تقدیری - موسیٰ و غلامی و قاضی و غیر
 مجرور بیائے لفظی - بابیک - مجرور بیائے ماقبل مفتوح بر جبین کلہا و آئین و مجرور بیائے ماقبل مکسور مسلیین و
 ادلی و عشرین و مسلماتی -

فصل - بدانکہ اعراب مضارع سے است رفع و نصب و جزم فعل مضارع باعتبار و ہوا
 اعراب بر جہاں قسم است اول صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع برائے تشبیہ و جمع مذکر و برای واحد
 مؤنث مخاطبہ رفعش بضم باشد و نصب بفتح و جزم بسکون چون ہو یضرب و کن یضرب و کم
 یضرب و دم مفرد مقل و اوی چون یغزو و یالی چون یزعی رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصب بفتح
 لفظی و جزم بحذف لام چون ہو یغزو و دیرمی و کن یغزو و کن یزعی و کم یغزو و کم یزعی
 سوم مفرد مقل الفی چون یرضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصب بفتح و جزم بحذف لام چون
 ہو یرضی و کن یرضی و کم یرضی یا معتل باضمار و نونہای مذکورہ رفعشان باثبات
 نون باشد چنانکہ در تشبیہ گوی ہما یضربان و یغزوان و یرمیان و یرضیان و در جمع مذکر گوی
 ہم یضربون و یغزون و یرمون و یرضون و در مفرد مؤنث حاضر گوی انت تضرین و
 تغزین و ترمین و ترضین و نصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تشبیہ گوی کن یضربان و کن یغزوان
 و کن یرمیان و کن یرضیان و کم یضربوا و کم یغزوا و کم یرموا و کم یرضوا و در جمع مذکر گوی
 کن یضربوا و کن یغزوا و کن یرموا و کن یرضوا و کم یضربوا و کم یغزوا و کم یرموا
 و کم یرضوا و در واحد مؤنث حاضر گوی کن تضرین و کن تغزین و کن ترمین و کن ترضین
 و کم تضرین و کم تغزین و کم ترمین و کم ترضین -

فصل بدانکہ عوایل اعراب بر دو قسم است لفظی و معنوی، لفظی بر قسم است حروف و افعال
 و اسما و این را در باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ -

تشریح - قول فصل بدانکہ اعراب مضارع سے است الا معنی ام ممکن محرب کا اعراب لفظی و تقدیری
 حقیقی و جسکی کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اعراب فعل مضارع جو کہ محرب بالشرط ہے اس کو بیان
 کرنا شروع فرمایا تاکہ طلبکار کو اعراب اسما و افعال اجمعی طرح معلوم ہو جاوے اور کوئی شک و شبہ

باقی رہے جان تو کہ فعل مضارع کا اعراب تین قسم ہے رفع و نصب و جزم اور فعل مضارع باعتبار اعراب کی چار قسم ہے ہر ایک کی تفصیل اشارتہ تعالیٰ آنے والا ہے۔

سوال۔ نامی و امر حاضر معروف تو بنی اصل ہے اب فعل مضارع معرب ہونے کی کیا وجہ ہے۔
جواب۔ امر حاضر اور فعل نامی میں معرب کی علت موجود نہیں بخلاف فعل مضارع کے اس میں معرب ہونے کی علت موجود ہے اس لئے فعل مضارع معرب ہوا۔

سوال۔ معرب ہونے کی علت کیا ہے۔ جواب۔ معرب ہونے کی علت دو ہے۔ اول یہ کہ تواری المعانی یعنی معنی فاعلیت و مفعولیت و مجردیت کی صلاحیت رکھنا یعنی فاعل و مفعول و مجرد و کما اعراب اس میں جاری ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ام معرب کے ساتھ مشابہت تائمہ رکھنا۔ کذاتی حاشیتہ الجانی۔ اب ام معرب جیسا کہ معرب ہے اسکے ساتھ مشابہت رکھنے والا وہ بھی معرب ہوگا اب فعل مضارع بھی معرب ہوا۔ سوال۔ فعل مضارع اسم کے ساتھ کس طرح مشابہت تائمہ رکھتا ہے۔

جواب۔ مشترک یعنی اسم جیسا کہ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے فعل مضارع بھی مال و استقبال میں مشترک ہے۔ تخصیضاً یعنی اسم کے معنی جیسے قرآن و علامت کی وجہ سے قرینہ مطابق معنی خاص مراد لیا جاتا ہے جیسے رایت عینا جار یا یہاں صفت جار یا کے قرینہ سے عین کے معنی چتر ہے و رایت عینا باصرا یہاں صفت باصرا یہ عین کے معنی آنکھ ہے علی ہذا القیاس۔ اور ویسا ہی فعل مضارع بھی عین اور سوف کے ذریعہ خاص ہو جاتا ہے کیونکہ عین استقبال قریب کے لئے اور سوف استقبال بعید کے لئے اب دونوں مشترکاً و تخصیضاً دونوں طرح مشابہت سے معرب ہوا۔

قولنا۔ اعراب مضارع سے است کہہ کر مضاف بعض متوہین کے وہم کا جواب دیا کیونکہ بعض یہ وہم کر سکتا ہے کہ فعل مضارع کے اعراب چار و پانچ ہوں گے اسکی تردید بقول سے است فعل مضارع کے اعراب تین قسم پر ہیں۔ ورنہ اعراب فعل مضارع اعراب اسم سے زیادہ ہونا لازم آوے گا۔ وہ ناجائز ہے کذاتی زینی زاوہ و متوسط۔

قولنا۔ رفع نصب و جزم۔ رفع و نصب دونوں اعراب مشترک ہیں۔ اسم و فعل مضارع کے درمیان اور جزم فعل کے لئے مخصوص ہے۔ جیسے جراسم کے لئے مخصوص ہے ایک دوسرے کی جگہ میں مستعمل نہ ہو سکے جیسے قولہما الجر مختص بالاسماء والجزم مختص بالانفعال نہیں بالانفعال خفض الاسماء جزمہ۔ سوال۔ فعل کے لئے جر اور اسم کے لئے جزم کیوں خاص نہ کیا۔

جواب۔ جر کو واضح نے وضع کے وقت ہی فعلیت کو اسم کی طرف لے جانے کیلئے خاص کیا اور جزم کو فعل کیلئے واضح نے وضع کیا اگر برعکس ہو تو خلاف وضع لازم آوے گا وہ ناجائز ہے۔

سوال۔ جزم کے معنی عدم اعراب کو کہا جاتا ہے پس اسکو اعراب کہنا کس طرح صحیح ہوگا۔

جواب۔ یہ ہے تعریف اعراب فعل تعریف اعراب اسم کا معنی ہے کیونکہ اعراب اسم اعراب فعل کے درمیان میں بھی معاشرت جیسے اوپر سے معلوم ہوا۔

قولہ۔ فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب چار قسم است۔ یعنی فعل مضارع اعراب کی قسم کی اعتبار سے چار قسم ہے نہ کہ صرف فعل مضارع چار قسم ہے جیسے ایک شخص چار جگہ میں تجارت کرتا ہے اب وہ سوداگر ایک ہے۔ مگر مکان کے تجارت کے اعتبار سے چار قسم ہو گیا تفکر اس عبارت سے معنی اعراب کے مواضع کو بیان کرنا مقصود ہے۔

سوال۔ فعل مضارع اعراب کے اعتبار سے پانچ قسم کیوں نہ کیا۔

جواب اول۔ وجہ حصر یہ ہے کہ فعل مضارع دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو ضمیر مرفوع بارز ہوگا یا متوکل اگر نہ ہو تو پھر دو حالت سے خالی نہیں۔ اول یہ ہے کہ صحیح ہوگا یا متکل اگر صحیح ہو تو ایک قسم اعراب سے اور اگر متکل ہو تو پھر دو حالت سے خالی نہیں یا تو متکل واوی و یای ہوگا یا متکل الفی اور اگر واوی و یای ہو تو ایک قسم اعراب اور الفی ہو تو ایک قسم کے اعراب اگر ضمیر مرفوع بارز ہو تو اس کا قسم اعراب اس کے بعد ذکر کردہ اور کون صورت نہیں۔ اسکے لئے اس پر وجہ حصر کیا۔ قائل واحفظ فائدہ نفع۔

اول صحیح مرفوع بارز مرفوع برائے تشبہ و جمع یعنی چار قسم سے پہلی قسم ہے یہ ان صیغوں جو فعل مضارع جس صحیح ہو یعنی آخری حرف علت نہ ہو اسکی تفصیل بحث اعراب اسم میں مذکور ہے فانظر۔ یہ ایک شرط۔ دوسرا یہ کہ ضمیر مرفوع بارز جو تشبہ کے لئے جیسے الف تشبہ او واو جمع جیسے واو یفعلون و یا واحد نونث کیلئے جیسے یا تفعیلین خالی ہو۔ الحاصل اجمالاً چار صیغہ اور تفصیلاً پانچ صیغہ (۱) واحد مذکر غائب یضرب (۲) واحد نونث غائب تضرِب۔ (۳) واحد مذکر حاضر تضرِب۔ (۴) واحد متکلم اضرب (۵) تضرِب جمع متکلم مع الیغیر ان چار صیغوں اگر رفع حالت رفع میں ضمہ لفظی ہو خواہ حقیقتاً خواہ حکماً جیسے حالت وقف میں اور حالت نصب فتح لفظی کے ساتھ اور حالت جزم سکون کے ساتھ جیسے نقتہ ذیل سے بخوبی معلوم ہوگا اور حالت رفع کا معنی یہ ہے کہ وہ فعل مضارع عامل ناصب جیسے ان ولن دکے واذن۔ اور عامل جازم جیسے ان ولم ولما ولما امر و لائے نہیں سے خالی ہو اور حالت نصب کا معنی عامل ناصب داخل ہونا اور جزم کا معنی عامل جازم داخل ہونا جیسے اس کی مثال آنے والی ہے۔

فائدہ۔ صیغہ ضمیر مرفوع بارز سے خالی ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ ضمیر اسمیں مستتر ہو جیسے زید یضرب ای ہو۔ دوسرا یہ کہ قائل اسم ظاہر ہو جیسے یضرب زید۔ تیسرا یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل نہ ہو بلکہ منصوب متصل ہو جیسے یضربک۔ چہارم یہ کہ ضمیر مرفوع منفصل فعل کے ساتھ ہو جیسے اضرب

آبہ ہر چار صورت میں قسم اول کا اعراب ہوگا۔ مثال نقشہ میں آنے والی ہے دوسرے قسم پانچ صیغہ جن میں مثل واوی ویالی ہو تو اس وقت حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ ضمہ واو پر اور یا پر ثقل ہے کیونکہ واو اذختمہ دیگر بر واو ثقیل اور یا حرف ضعیف منہم حرکت قوی اب حرف ضعیف حرکت قوی کا مثل نہیں اسلئے حالت رفع میں تقدیری کئے اور حالت نصب میں فتح لفظی کے ساتھ کیونکہ فتح اخف الحركات ہے وہ ظاہر ہونے میں کوئی ثقیل اسلئے فتح لفظی ہوگا اور حالت جزم میں واو ویاساقط ہونے کے ساتھ کیونکہ عام جازم جزم دینے کے لئے آیا جب کہ حرف علت کی وجہ سے وہ حرکت کو نہ پایا اب حرکت کی بہن جو حرف علت ہے اس کو ساقط کر دیا جیسے افضل الشاھین فرماتے ہیں لَدُنَّ الْجَادِہِ كَمَا لَدُنَّ جِدِّ حَرَکَتِہٖ اسقط الحرف المناسب ہر یک کی مثال آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فعل مضارع کی تیسری قسم وہ پانچ صیغہ جو مثل الٹی ہو جیسے یرضی و یخشی وغیرہ۔ اس صورت میں حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتح تقدیری کے ساتھ اور حالت جزم بحذف الف اس صورت میں حالت رفع و نصب میں تقدیری ہونے کی وجہ سے کہ الف ہمیشہ ساکن باشد بے ضبط زبان یعنی الف ہمیشہ ساکن ہو حرکت تو کبھی قبول نہ کرے اسلئے تقدیری ہوتے ہیں اور حالت جزم ہونے کی علت وہ ہے جو قسم دوم میں مذکور ہوا۔

سوال۔ قسم اول، دوم و سوم میں لفظ مفرد کو کیوں لایا حالانکہ سب صورتوں میں جمع تکلم کا صیغہ داخل ہے۔
 جواب۔ جمع تکلم اگرچہ جمع ہے لیکن حکماً مفرد ہے کیونکہ مفرد میں جواعداً جارحی ہوتا ہے جمع تکلم میں بھی وہ اعراب جارحی ہوتا ہے اسلئے لفظ مفرد کہنے سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ اور نیز منظور ہے حالی السنہ میکمل

نقشہ صورت اول و دوم و سوم

انام احوال انام من معانہ	حالت رفع	حالت نصب	حالت جزم
مفرد جمع	ھوینوب وھی نضوب وانت نضوب وانا نضوب ونحن نضوب	لن یضرب و تضرب واضرب و نضرب	لن یضرب ولم تضرب واضرب ولم تضرب
مفرد ممثل واوی	ھویدعو وھی تدعو وانت تدعو وانا ادعو ونحن ندعو	لن یدعو ولن تدعو ولن ادعو ولن ندعو	لن یدعو ولم تدعو ولم ادعو ولم ندعو
مفرد ممثل یالی	ھویرحی وھی ترحی و انت ترحی وانا ارحی ونحن سرحی	لن یرحی و ترحی دارحی وسرحی	لن یرحی ولم ترحی وارحی ولم سرحی
مفرد ممثل الٹی	ھویرضی وھی ترضی وانت ترضی وانا ارضی ونحن سرضی	لن یرضی و ترضی و ارضی و نرضی	لن یرضی ولم ترضی وارضی ولم سرضی

چہاں صیح یا متصل یا ضمائر و لوزنہائے مذکورہ رنج شاں باثبات نون و نصب و جزم بجز ف نون یعنی فعل مضارع کی چوتھی قسم وہ صیغے خواہ جنس صیح ہو یا متصل خواہ متصل واوی ہو یا یائی یا الھی مگر ضمیر مرفوع متصل بارز کے ساتھ ہو اور نون اعرابی بھی ہو الحاصل سات صیغہ چار تثنیہ اور ایک جمع مذکر غائب اور ایک جمع مذکر حاضر اور ایک واحد مؤنث حاضر جیسے یضربان و تضربان و تضربان و تضربان و یضربون و تضربون و تضربین اور دو صیغہ جمع مؤنث غائب و حاضر مبنی ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گئے اب سات صیغہ حالت رنج میں نون ثابت رہے گا کیونکہ وہ نون ضمہ کے مقابلہ میں ہے اور حالت نصب و جزم میں نون ساقط ہو جاوے گا اور ہر ایک کی مثال نقشہ سابقہ میں آئے وا ہے۔

سوال - حالت نصب کو جزم کے تابع کیوں کہے۔

جواب - فعل میں نصب کو جزم کے تابع کہتے جیسے ام میں نصب کو جر کا تابع کہتے کیونکہ فعل کے لئے جزم شمی مخصوص اور اسلئے کے لئے جزم شمی مخصوص ہے اب حالت نصب ام میں جیسا کہ شمی مخصوص کا تابع ہونسل میں بھی تابع ہوا فلاسزج۔

سوال - ان سات صیغہ میں نون اعرابی کیوں لاتے ہیں بجائے اعراب بالمرکز کے۔

جواب - ان صیغوں کے ساتھ جب کہ ضمائر بارزہ الف و واو و یا متصل ہو اور شدۃ اتصال سے کلمہ واحدہ کی حکم میں ہوگا اب اگر الف و واو و یا ضمائر کے پہلے اعراب جاری کیا جاوے وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا وہ تو جائز نہیں ہے اور وہ ضمائر صرف علت ہونے کی وجہ سے حرکت کو قبول نہیں کرتی ہیں اور ضمائر کے بعد اعراب بالمرکز کو بھی زائد کرنا ممکن نہیں کیونکہ دو حرف زائد ہونا لازم آوے گا وہ بھی صحیح نہیں ناچار ضمہ کے بدلہ میں نون اعرابی کو لایا کیونکہ نون اعرابی اور غنہ میں متحد الموضع ہے اور نون اعرابی الف کے بعد کسور ہوتا جیسے یفعلان۔ اور جمع کے بعد مفتوح ہوتا ہے تاکہ ام کا تثنیہ کے ساتھ نشا ہو اور جمع کا نون ام میں مفتوح ہوتا ہے جیسے مسکون فعل جمع میں بھی نون تو ہوگا۔

نقشہ صورت چہاں

اقام مضارع	حالت رفع	حالت نصب	حالت جزم
جنس صیح	ہما یضربان و انما تضربان و ہم یضربون و انت تضربون و انت تضربین	لن یضربا ولن تضربا و لن یضربوا ولن تضربوا و لن تضربی	لہ یضربا و لہ تضربا و لہ یضربوا و لہ تضربوا و لہ تضرب
جنس متصل واوی	ہما یغزوان و انما تغزوان و ہم یغزون و انت تغزون و انت تغزبین	لن یغزوا ولن تغزوا و لن یغزوا ولن تغزوا و لن تغزی	لہ یغزوا و لہ تغزوا و لہ یغزوا و لہ تغزوا و لہ تغزی
جنس متصل یائی	ہما یرمیان و انما ترمیان و ہم یرمون و انت ترمون و انت ترمین	لن یرمیا ولن ترمیا و لن یرموا ولن ترموا و لن ترمی	لہ یرمیا و لہ ترمیا و لہ یرموا و لہ ترموا و لہ ترمی

جنس مقتل القی	ہما یرضیان وانما یرضیان وہم یرضون وانتم یرضون وانت یرضین	لن یرضیا وترضیا و لن یرضوا وترضوا ولن یرضی	لیرضیا وترضیا و یرضوا وترضوا و یرضی
---------------------	--	--	---

کتاب میں جو مثالیں مذکور ہیں انکی ترکیبیں

ترکیب صورت اول - ہو یرض و لن یرض و لم یرض - (ترجمہ ظاہر ہے) ترکیب اول - ہو ضمیر مرفوع منفصل
محللاً مرفوع مبتدا - یرض فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محللاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
معلوف علیہا و اوحرف عطف لن یرض فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محللاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر
جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معلومہ اول و اوحرف عطف لم یرض فعل ہو ضمیر مرفوع متصل مستتر محللاً مرفوع فاعل
فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ ثانی - معلوف علیہا اور دونوں معلومہ مل کر جملہ معلومہ ہو کر محللاً مرفوع خبر ہوا
ہو ضمیر مبتدا کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ -

ترکیب دوم - ہو ضمیر مرفوع منفصل محللاً مرفوع مبتدا یرض فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محللاً مرفوع خبر
مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معلوف علیہا و اوحرف عطف لن یرض مذکورہ طریقہ پر فعل و فاعل مل کر
جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ اول و اوحرف عطف لم یرض مذکورہ طریقہ پر فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ ثانی
معلوف علیہا اور دونوں معلومہ مل کر جملہ معلومہ -

ترکیب سوم - ہو یرض جملہ اسمیہ ہو کر معلوف علیہا و اوحرف عطف لن یرض فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ معلومہ معلوف علیہا اور معلومہ مل کر پھر معلوف علیہا و اوحرف عطف لم یرض مذکورہ طریقہ پر فعل و فاعل
مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ -

نوکتہ - ترکیب دوم و سوم میں جملہ اسمیہ کی عطف جملہ فعلیہ پر ہوا - تمثیلات میں یہ جائز ہے اب یہ
اعراض وارد نہ کر سکے کہ ترکیب دوم و سوم میں اسمیہ کا عطف فعلیہ پر کس طرح ہو سکا - حالانکہ نا جاننے
کذافی زینی زاہد - قانڈہ - ترکیب صورت دوم و سوم بیحد نامتد ترکیب صورت اول کے مگر فرق یہ ہے کہ
صورت اول صحیح کا صیغہ اور صورت ثانی جنس مقتل داوی و یائی کا صیغہ اور صورت سوم میں جنس مقتل العقی کا مثال
جیسا کہ مذکورہ نقشہ سے معلوم ہو گیا -

ترکیب صورت چہدم - حالت رقی ہما یرضبان و یرضبان و یرضوان و یرضیان - ہما ضمیر مرفوع متصل محللاً
مرفوع مبتدا یرضبان فعل الف ضمیر بارز محللاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلوف علیہا و اوحرف
عطف یرضیان فعل الف ضمیر بارز محللاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ اول - و اوحرف عطف
یرضوان فعل الف ضمیر بارز محللاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلومہ ثانی و اوحرف عطف یرضیان

فعل لغ ضمیر بارز ملامت مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثالث معطوف علیہا اور تینوں معطوف
 مل کر محلاً مرفوع خبر مہا ہا ابتدا کا ابتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔
 ترکیب جمع حالت رفی ۔ ہم ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع ابتدا یغزوں فعل و او ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع
 فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا و او حرف عطف یغزوں فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف
 اول و او حرف عطف یغزوں فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی و او حرف عطف یغزوں فعل بفاعل
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثالث ۔ معطوف علیہا اور تینوں معطوف مل کر جملہ معطوفہ ہو کر محلاً مرفوع خبر ابتدا و خبر مل
 کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔ مثال واحد نمونہ حالت رفی انت تفرین الخ انت ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع ابتدا و او
 حرف عطف تفرین فعل یا ای ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف
 علیہا و او حرف عطف تفرین فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوفہ اول و او حرف تفرین فعل بفاعل
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی ترضین فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ معطوف علیہا اور تینوں معطوف
 مل کر محلاً مرفوع خبر انت ابتدا کا ابتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ذکتہ) باقی ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو۔

بدانکہ قولہ فصل بدانکہ عوامل بر دو قسم است الخ۔ مصنف معمولات کے بیان کر کے عاملات کا بیان کرتے
 ہیں جان لو کہ عوامل دو قسم پر ہے (۱) عامل لفظی جو لفظاً تلفظ کیا جاوے جیسے مثال مذکور ہوئی (۲)
 عامل معنوی جو لفظاً تلفظ نہ کیا جاوے لیکن اس کا اعتبار لفظ ہوگا جیسا کہ ابتدا اور فعل مضارع کا عامل
 رافع معنوی ہے ۔ اسکی تفصیلی بیان آخر کتاب میں آنے والی ہے پھر عامل لفظی تین قسم ہے (۱) حرف عامل
 (۲) افعال عامل (۳) اسماء عامل ان تینوں قسم کو علیحدہ مصنف بیان کر رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔



باب اول در حروف عاملہ و در دو فصل است ،

فصل اول - در حروف عاملہ در اسم و آن پنج قسم است ، اول حروف جر و آن ہفدہ است
 باوین والی و حتی و فی و لام و ربت و واو قسم و تائے قسم و عن و علی و کاف تشبیہ و مذ و مند و خاشا
 و فلا و علا و این حروف در اسم روند و آخرش را بحر کنند چون المال لزید دوم حروف
 مشبہہ لفعیل و آل شش است ، ان و ان و کان و لکن و لیت و نعل و این حروف را اسمی باید
 منصوب و خبری مرفوع چون ان شریداً قائماً زید را اسم ان گویند و قائم را خبر ان . بدان کہ
 ان و ان حروف تحقیق است و کان حرف تشبیہ و لکن حرف استدراک و لیت حرف تمسبی و
 نعل حرف ترجیحی ، سوم ما و الا المشبہان بلیس و آن عمل لیس میکنند چنانکہ گوی مازید قائماً
 زید اسم است و قائماً خبر او ۱۲

تشریح - واضح باد مصنف معمولات و اعرابات کے بیان سے فارغ ہو کر عوامل کا بیان فرما رہے ہیں
 اور عوامل دو قسم ہیں - (۱) نقلی (۲) معنوی اور عوامل نقلی چونکہ عوامل معنوی سے اصل ہے اسلئے عوامل نقلی کو
 معنوی پر مقدم کیا اور عوامل نقلی میں سے پہلے حروف عاملہ کے بیان کو لایا اور وہ دو فصل پر مشتمل ہے
 پہلی فصل ان حروف عاملہ کے بیان میں جو اسم میں عمل کرنے والے ہیں ، اور دوسری فصل ان حروف عاملہ
 کے بیان میں جو فعل مضارع میں عمل کرنے والے ہیں اور حروف عاملہ چونکہ افعال عاملہ و اسمائے عاملہ سے
 باعتبار تعدد و کثیر ہیں اور کثیر مستحق التقدیم ہوا کرتا ہے - بناؤ علیہ حروف عاملہ کو باقی دو قسم عاملہ پر مقدم کیا
 کمال یعنی پھر حروف عاملہ میں سے عاملہ در اسم کو عاملہ در فعل مضارع پر مقدم کیا اسلئے کہ نحو یوں کا مقصود
 بالذات حالات اسم کو جاننا اس وجہ سے ان حروف عاملہ کو پہلے ذکر کیا جو اسم میں عمل کرنے والے ہیں و
 ایضا بوجہ کثرت کے بعدہ عاملہ در اسم میں سے حروف جارہ کو باقیوں پر اسلئے مقدم کیا کہ حرف جر
 باعتبار تعدد و کثیر ہیں کیونکہ وہ شترہ ہیں اور کثیر مستحق التقدیم ہوا کرتا ہے اسلئے حروف جارہ کو باقی
 قسموں پر مقدم کیا و حروف عاملہ در اسم پانچ قسم ہیں -

سوال - مصنف حروف عاملہ در اسم کو پانچ قسم پر کیوں بتایا حالانکہ بعد القامہ جر جانی نے سات قسم بتایا
 سے و ادیا و ہنرہ و الا آیا و انکی ہنیا ۔ ناصب احمد پس اس ہفت صرف ہی مقدار -
 جواب - الا صرف استثناء عند الجمہور عاملہ نہیں بلکہ فعل سابق مستثنی کا عامل ہے بخلاف بعد القامہ
 کے جو مصنف مذہب جمہور کو اختیار فرمایا تو مستثنی کی بحث علیحدہ آخر میں ملحق کیا جاوے

اللہ کو یہاں شمار نہیں کیا۔ اب رہی بات واو میں واو بھی عند الجمہور عامہ نہیں بلکہ مفعول مؤنث صوب ہوگا
 فعل سابق سے بخلاف جر جانی کے اور مصنف نے مذہب جمہور کو اختیار فرمایا پس یہ حروف عامہ
 و اسم پانچ قسم باقی رہا پس عبارت مصنف صحیح ہوگی۔ قسم اول حروف جر یعنی جسروینے والے حروف
 اور اصلاح میں حروف جر اسکو کہتے ہیں جو اسم صریح یا اسم تاویل کی کے شروع میں داخل ہو کر آخر
 میں جسدیتے ہیں خواہ جسد لفظی یا تقدیری یا محلی یا مکانی مثال اسم صریح جیسے المال بزید مال زید
 کے لئے مختص ہے۔

فروکیب۔ المال بزید جار مجرور مل کر متعلق ہوا مختص شبہ فعل کے ساتھ مختص شبہ فعل
 پنا نائب فاعل اور متعلق مل کر خبر مبتدا و خبر ملکہ جسد اسمیہ خبریہ۔ مثال اسم تاویل جیسے قولہ تعالیٰ وضاعت
 علیہم الارض بجماد حبت مثال مذکور میں مارحبت میں مائے مصدر یہ کے ذریعہ مصدر ہو گیا
 اور مصدر اسم تاویل ہے بعدہ اس پر با حروف جر داخل ہوا ای ہمارحبت اور ان کو اسلئے حروف جر
 کہتے ہیں کیونکہ جسد کا معنی کھینچنا ان حروف میں بھی معنی فعلیت کو کھینچ کر اس اسم کی طرف لاتے ہیں
 جن کے شروع پر حروف جر داخل ہو یا تو بوجہ جسدیتے اسم کے جیسے مرت بزید میں با حرف جار مرور
 معنی فعلیت کو کھینچ کر زید کی طرف لائی جو زید کا مدخول ہے اور حروف جر کو حروف الاضافہ بھی کہتے ہیں
 وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اضافہ بمعنی تضيف ای توصل و انفسار پہنچا دینا حروف بھی معنی فعلیت کو اس
 اسم کی طرف پہنچا دیتے ہیں۔ جن پر حروف جر داخل ہوتے ہیں اسلئے حروف الاضافہ کہتے ہیں کذا فی المتوسط۔
 اور وہ حروف جر شترہ ہیں جیسا کہ شیخ عبدالقادر جرجانی نے فرمایا ہے

نوع اول ہفدہ حرف جر بودیدان یقین کانیزیں یک بیت آمد بعد یون و چرا
 باو تاوکاف ولام واودنذونذ خلا ربہ ماشامن عدانی عن علی حتی اونی

اور بعض کے نزدیک اس سے پیش و کم بھی ہے۔ کذا فی القوائد الضیائیہ۔ ہر ایک کی مثال۔

- ۱۱، کتب بالقلم ۲۴، قاللہ لافعلتی ۳، نہرید کالاسد ۲۵، المال لزید ۵، واللہ لانعان
- ۱۶، ما ایت منذ ومنذ یوم الجمعة ۲، جار فی القوم خلا نہید ۸، ماب قاپ یقینون القرآن والقرآن
- یلعنه ۱۹، جار فی القوم حاشا نہید ۱۰، قبضت من الدرہم ۱۱، جار فی القوم عد انہید ۱۳،
- المال فی الکیس ۱۳، اخذت عن نہید ۱۴، نہید علی السقف ۱۵، مومت برحی حتی دامتہ ۱۶،
- ذہبت الی المدرسہ۔ مثال کا ترجمہ و ترکیب ظاہر ہے فقہ علی الذکور ۱۷،

رف، واضح ہو کہ حروف جر میں سے واو تاوکاف کے ساتھ اسلئے خاص کیا کیونکہ وہ واو تاوکاف
 کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی اکثر ان استعمال میں ہیں اور غیر قسم پر داخل نہیں ہوتے ہیں بخلاف بار ولام کے

اگرچہ قسم کے لئے مستعمل ہے لیکن غیر قسم کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہیں اسلئے بادلام کو قسم کے ساتھ منقسم کیا
 پھر واو قسم و تائے قسم کے درمیان فرق یہ ہے کہ تالفظ اللہ کے ساتھ منقسم ہے جیسے تالشد لا فعلن کذا و مثل
 ما الکلمہ وغیرہ شاذ ہے بخلاف واو کے وہ لفظ اللہ وغیرہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے واشد و زید وغیرہ
 ف۔ حروف جر کے متعدد معانی بالتفصیل شرح بابۃ غالب میں مذکور ہیں اور حروف جواسم کے
 ساتھ کیوں خاص کیا المال لزید میں حروف لام جر ہے لیکن الک وغیرہ مفتوح کیوں ہوا اسکو
 بحث علامات اسم و مضمیر میں ذکر کی گئی فانظر فیہ۔ (ف) واضح باد حروف جر جو باعتبار تعداد
 شترہ ہیں وہ تین قسم ہیں قسم اول ان حروف جر جو حرفیت کے لئے لازم ہے اور وہ تُو ہے۔ من دلی
 و حتی و لی و بادلام و رب و واو قسم و تائے قسم۔ قسم دوم جو اسم و حرف دونوں ہو سکتے ہیں اور وہ با پنج
 حروف ہیں۔ علی و عن و کاف و مذ و منذ یہ حروف اسم و حرف دونوں ہو سکتے ہیں جیسے کتب نحو
 میں مذکور ہے۔ قسم سوم وہ حروف جو فعل و حرف دونوں ہو سکتے ہیں اور وہ تین حروف ہیں۔
 جیسے حاشا و خلا و عدا کذا فی شرح المفضل۔

قسم دوم۔ حروف مشبہ بالفعل۔ حروف عائدہ و اسم کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل
 ہے یعنی وہ حروف جو فعل متعدی کے ساتھ لفظاً و معنیاً مشابہت رکھنے والے ہیں لفظاً مشابہت چند
 طرح ہے۔ ۱، فعل جیسے ثلاثی و رباعی و خماسی ہوتے ہیں حروف مشبہ بالفعل بھی ثلاثی اور رباعی و
 خماسی ہوتے ہیں جیسے اَنْ اَمْ اِثْنِ بَرُوْزِنُ فَعْلٌ وَاَنْ بَرُوْزِنُ فَعْلُنْ و غیرہ (۲) فعل جیسا کہ بنی علی الفتح
 ہوتا ہے یہ حروف بھی بنی علی الفتح ہوتے ہیں اَنْ بَرُوْزِنُ ذَبٌ و غیرہ (۳) ان حرفوں کے وزن فعلوں
 کے وزن پر ہیں، وہ فعل جیسا کہ مدغم ہوتا ہے حروف بھی مدغم ہوتے ہیں۔ در معنی مشابہت یہ ہے
 ان حرفوں کے معنی میں فعلیت کے معنی موجود ہیں جیسے اَنْ وَاَنْ حَقَقْتُ کے معنی میں اور کَانَ شَبَعْتُ اور لَکِنَّ
 استدرکت کے معنی میں استدرک کا معنی دفع التوہم الناشی من کلام الالباقی یعنی استدرک کا معنی اس دم
 کو دوبار کرنا جو کلام سابق سے پیدا ہو جیسے جاری زید کن عمر و اور لیت تمنیت اور عمل ترتبیت کے معنی
 میں ہے اور تنی و زجی کا فرق بحث انشائیہ میں مذکور ہے اور حروف مشبہ بالفعل بقول مشہور چھ ہیں جیسے
 قول شاعر اِنَّ وَاَنْ کَانَ لیت لکن لعل۔ یہ ناصب اسمند و رافع در خبر ضد ما دلار۔

قولسا ایس حروف را اسم باید منصوب الخو یہ حروف جمل اسمیہ پر داخل ہو کر متباد کو نصب کرتے
 ہیں اور اسکو اصطلاح نہاۃ میں اسم ان کہتے ہیں اور خبر کو رافع کرتے ہیں اور اسکو اصطلاح نحو میں خبر ان کہتے
 ہیں یہ مذکورہ عمل اس وقت جبکہ ان حرفوں کے ساتھ بنی حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ مائے کافہ یعنی وہ
 ما جو عمل سے روک رکھنے والے ہے متصل نہ ہو اگر متصل ہو تب وہ مذکورہ عمل نہیں کریں گے بقول مشہور

کیونکہ یہ حروف فعل متعدی کے ساتھ لفظاً و معنیاً مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں جب نامے کا نشہ متصل ہو تو فعل کے ساتھ مشابہت قائم نہیں رہی اور عدم مشابہت موجود ہونے کی وجہ سے وہ ملنی اور بے عمل ہو جائیگا جیسے اتمانزید قائم و کانمازید قائم و لکن زید قائم و لیتمازید فاضل و لعلما عمر و غائب یہ عمل بمطابق مذہب بصری ہے اور کو فیوں کے نزدیک یہ حروف صرف اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسا کہ ان حروف کے داخل ہونے سے پہلے بھی تھا کیونکہ حروف مشبہہ بالفعل عامل ضعیف ہے اور عامل ضعیف معمول متعدد یعنی خبر میں عمل نہیں کر سکتے ہیں کذا فی الفوائد الفیائیہ جیسے ان زیداً قائم تحقیق کہ زید قائم ہے ان حرف مشبہہ بالفعل زیداً اسم ان قائم خبر ان اسم ان و خبر ان مل کر جملہ اسمیہ خبریہ، کان زیداً ائیداً گویا زید شیر ہے سائر زیداً لکن عدیقہ یسافر زید نے مسافرت اختیار کی اسپر شبہ پیدا ہو گیا کہ شاید ان کے دوست بھی سفر میں ہمراہ گئے ہوں گے۔ اس کا جواب لکن سے دیا گیا کہ اس کا دوست سفر میں نہیں گیا۔ لیت الشباب یجود و لعل عمر غائب، ترکیب مذکورہ پر تیس کرلو سوال۔ حروف مشبہہ بالفعل فعل متعدی کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے عمل کرنے کو تسلیم نہیں کیونکہ فعل متعدی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب کرتا ہے ان حروف کا عمل اس کے برعکس ہے پس مشابہت عمل کس طرح ہو سکتی ہے۔

جواب۔ فعل متعدی کا عمل دو قسم ہے (۱) عمل اصلی (۲) عمل فرعی۔ عمل اصلی وہ ہے جس میں مرفوع منصوب پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر و ا اور عمل فرعی وہ ہے جس میں منصوب مرفوع پر مقدم ہوتا ہے اور حروف مشبہہ بالفعل باعتبار عمل فرع ہے اور فرعی عمل دینا زیادہ مناسب ہے اسلئے عمل فرعی کو دیا اور عمل اصلی کو نہیں دیا تاکہ اصل و فرع دونوں متساوی نہ ہوں کان المشابہت تا ساقطت عمل الفرع۔

فوائد عجیبہ۔ واضح ہو کہ بحسب استقرہ چند جگہ میں ان بالکسر پڑھنا واجب ہے۔ (۱) ام موصول کے بعد جیسے ہادی الذی ان اباه قائم میرے پاس آیا وہ شخص کہ بیشک اس کا باپ قائم ہے۔ (۲) واو حالیہ کے بعد جیسے ہادی زید و ان اباه ذہب آیا میرے پاس زید جس حالیکہ اس کا باپ جانے والا ہے۔ (۳) حرف ندا کے بعد جیسے یا نبی ان اللہ اصلی وہم بعد حروف افتتاح یعنی بعد حروف تہیہ کے جیسے الا ان زیداً قائم (۴) حروف تصدیق کے بعد اور حروف تصدیق سے مراد حروف ایجاب ہیں جیسے ازید قائم کے جواب میں نعم ان زیداً قائم کہا جاوے (۵) حتی ابتدائیہ کے بعد جیسا کہ مرض فلان حتی انہم لایرجون، اور حتی جارہ اور حتی عاطفہ کے بعد دونوں جائز ہے فتح پڑھنا بھی اور کسرہ پڑھنا بھی جائز ہے دہا قسم کے جواب میں جیسا کہ و اللہ ان زیداً فاضل۔ (۶) ابتدائے کلام میں جیسے ان زیداً قائم (۷) اور اس کے قول کے بعد جو مثنی و مہم کے معنی میں نہ ہو کما قال ان بکراً قائم (۸) اگر خبر میں لام زائدہ ہو جیسے ان زیداً القائم شمال مذکورہ کا

کاترجمہ و ترکیب ظاہر ہے، اسلئے ناچیز نے قصداً ترک کیا، چند جگہ اُن بالفتح پڑھنا واجب ہے (۱۱) اُن اسم و خبر ملکر اگر فاعل واقع ہو جیسے یعنی اُن خالداً قائم۔ پونجی بھگویہ خبر کو بیشک خالد قائم ہے (۱۲) اُن اسم و خبر مل کر مفعول بہ واقع ہو جیسے کرعت اُن زیداً قائم مکروہ سمجھا ہوں میں اس بات کو بیشک زید قائم (۱۳) اُن اسم و خبر مل کر مجرور واقع ہو جیسے محبت اُن بکراً قائم متعجب ہوں قیام بکری سے (۱۴) اُن اسم و خبر ملکر مضاف الیہ واقع ہو جیسے محبت اُن طول انک قائم متعجب ہوں تیرے قیام کی درازی سے (۱۵) اُن اسم و خبر مل کر مبتدا مؤخر ہوا اور خبر مقدم ہو جیسے عندی انک قائم (۱۶) بعد لولا جیسے لولا انہ حاضر، بعد لوشرطیہ جیسے لوانک قائم (۱۷) بعد اذما جاتیہ جیسے فرجت فاذا ان السبع واقف اور بعد اذما جاتیہ کسرہ بھی جائز ہے۔ (۱۸) ما یعنی مادام کے بعد جیسے اجلس ما ان زیداً قائم ای مادام ان زیداً قائم بعد مذ و منذ جیسے مارا تک مذ و منذ انک مسافرت ہر ایک کاترجمہ و ترکیب ظاہر ہے۔

الحاصل موضع جملہ میں ان بالکسرہ پڑھنا واجب ہے اور موضع مفرد میں فتح پڑھنا واجب ہے جیسے مذکورہ مواضع میں تامل کیجئے بالکسر کے مواضع سب مواضع جملہ میں اور مواضع ان بالفتح مفرد کے مواضع میں جیسے منزلتہ فاعل منزل مفرد ہے منزل جواب نداء و قسم موضع جملہ ہے علی ہذا القیاس فا حفظ حفظاً ان ما کنت لسنو شاتقا کذانی الفوائد الضیائیہ و ایضاً للفصل

(ف) کان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سراسر وہ حرف مفرد ہے اور خلیل نحوی کے نزدیک حرف مرکب ہے کان حرف تشبیہ جارہ اور ان مکسورہ سے کان ہوا لیکن ان مکسورہ پر جب حرف جر داخل ہوتا ان بالکسر کو فتح پڑھنا واجب ہوگا کان ہوا مذکورہ قاعدہ کی بنا پر مگر مذہب اول اولیٰ و اقرب الی الجمان ہے اور کان میں تخفیف کی جاتی ہے اور کان ہوگا اور بعد التخفیف ملنی ہوگا کیونکہ اشتہار باقی نہیں رہتی ہے۔ یہ برطانیٰ مذہب مشہور ہے مگر بعض کے نزدیک بعد التخفیف بھی عامل ہوگا کذانی عبدالرسول۔

قولب۔ لکن کے بارے میں اختلاف ہے بھری کے نزدیک لکن سراسر حرف مفرد ہے اور اس میں تغیر و تبدیلی نہیں، مگر کو قبول کے نزدیک لکن مرکب ہے لاتے نافیہ اور کاف تشبیہ اور ان مکسورہ سے لاک اف لیکن کسرت ہمزہ کو ماقبل کاف ساکن میں دیتے اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اور کبھی لکن کو تخفیف کی جاتی ہے تو اتوت لکن ملنی ہوگا بوجہ فوت شدن مشابہت فعل متعدی یہ ہمزہ مشہور ہے مگر یونس و اخفش کے نزدیک عمل باقی رہے گا مگر مذہب اول اولیٰ ہے جیسے مشی زید و لکن بکر عندنا و بکر عندنا اور اس وقت ایک وادعا طے لکن کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ مثال مذکور ہوئی۔

قولب۔ لبت یہ انشا ربیع تثنیٰ کے لئے موضوع ہے خواہ تثنیٰ ممکنات سے ہو جیسے لبت زیداً حاضر خواہ

ناممکنات سے ہوں جیسے لیت الشباب یعود مگر قرآنحوی ما بعد لیت کو مفعول بہ کی بنا پر منصوب پڑھتے ہیں اور لیت کو فعل متعدی بد و مفعول کے ساتھ تاویل کرتے ہیں جیسے لیت زیداً حاضر ای تمنی زیداً حاضرًا۔

قولہ نقل میں چند لغات ہیں ۱۱، عن ۱۲، ان ۱۳، لا ۱۴، عن ۱۵، عن ۱۶ اور کبھی لعل مجرور بھی کرتا ہے کذا فی الفوائد الضیائیہ۔ قولہ سوم ما ولا المشبہتان الخ یعنی حروف عامل و اسم کی تیسری قسم وہ حروف جو لفظاً و معنایں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ لفظاً مشابہت یہ ہے لیس جیسے جلد اسمیہ پر داخل ہوتا ہے یہ ما ولا بھی جلد اسمیہ پر داخل ہوتا ہے معنی مشابہت یہ ہے لیس جیسے نفی کا فائدہ دیتا ہے ما ولا المشبہتین بھی مثل لیس نفی کا فائدہ دیتے ہیں اب لیس کے ساتھ لفظاً و معنایں مشابہت رکھنے کی وجہ سے لیس جیسے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے یہ ما ولا بھی مثل لیس اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتے ہیں لیکن لیس کا عمل فرعی جو منصوب مرفوع پر مقدم ہونا اس کو عمل نہیں دیتا تاکہ صورتہ لا مشبہہ بلیس لائے نفی جنس کے ساتھ التباس نہ ہو قائل جیسے مازیداً قانماً زیداً قائماً نہیں ہے۔

تو کیب۔ ما مشبہہ بلیس زیداً اسم ما و قانماً خبر ما اسم ما و خبر لک جلد اسمیہ جریدہ۔ ۱۲

۱۱، ما ولا کے درمیان بحسب استقرار میں فرق ہے ۱۱، مایہ عام ہے معروف و نکرہ دونوں پر آسکتا ہے بخلاف لا کے وہ صرف نکرہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اسکی مشابہت لیس کے ساتھ قلیل ہے کما فی المطولات ۱۲، مانفی حال کیلئے مستعمل ہوتی ہے بخلاف لا کے وہ مطلق نفی کے لئے موصوع ہے خواہ ماضی ہو یا مستقبل یا حال ۱۳، ما کی خبر میں بازائدہ ہونا جائز ہے لیکن لا کی خبر میں بازائدہ ہونا صحیح نہیں جیسے لا زید بقائم کہنا صحیح نہیں مذکورہ فرق کے غیر ما۔ لا کی مشابہت میں اور کچھ فرق ہے وہ یہ ہے ما کی مشابہت لیس کے ساتھ قوی ہے لا کی مشابہت سے چند وجہ سے ۱۱، لیس جیسے نفی حال کے لئے بجز ہرپ شہور ما بھی نفی حال کیلئے ہے بخلاف لا کے وہ نفی مطلق کیلئے ۱۲، اور لا مشبہہ بلیس کا وجود نادر ہے کیونکہ وہ مسموع من الترتیب بخلاف ما کے کذا فی العابدی فی شرح بدایۃ النحو فانظر فیہ۔

۱۳، اور ما ولا المشبہتین کا عامل ہونا یہ مذہب اہل حجاز کے مطابق تو مگر بین مواضع میں کما ذکر فی بدایۃ النحو بخلاف بنی تمیم کے انہوں نے ما ولا کیلئے کسی عمل ثابت نہیں کرتے ہیں اسکی تفصیل مطولات سے معلوم کیجئے کیونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اسلئے ناچیز نے قصداً ترک کر دیا ۱۴

چہ اسم لا کی نفی جنس اسم این لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبر شس مرفوع چوں لا
مَعْدَمٌ وَ جِبْنٌ ظَرِيفٌ فِي الدَّاسِ وَ اِذَا نَكَرَهُ مَفْرُودَةً بَاشَدُ مَبْنِيٌّ بَاشَدُ بِرَفْعِهِ جَوْنٌ لَكَتَرَجَلٌ فِي الدَّاسِ
وَ اِذَا رَجَعِيَ اَوْ مَعْرُوفَةً بَاشَدُ تَكَرَّرَ لَ ا بِا مَعْرُوفَةً وَ يَكْرُ لَ ا زِمٌ بَاشَدُ وَ لا مَعْنَى بَاشَدُ بَعْنِ عَمَلٍ نَكَرَ وَ اَل

مَعْرُوفٌ مَرْفُوعٌ بِأَشَدِّ بَأْتِدَارٍ جَوْنٌ لَا تَمِيْدُ عِنْدِي وَلَا عَمْرٌ وَأَكْرَبُ آلَ لَانِكْرَه مَرْفُوعٌ
 بِأَشَدِّ مَكْرَهٍ بِأَنْكْرَهٍ وَيَكْرُورٌ وَبِحَرْفٍ رَوَاسْتٍ جَوْنٌ لَأَحْوَلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا
 قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلٌ
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ بِحَرْفٍ مَرْفُوعٌ تَدَاوُلٌ بِتَجْمِيْدٍ يَا دَايَا وَهَيَا وَأَيُّ وَهَمْزَه مَفْتُوحَه
 وَأَيُّ مَرْفُوعٌ مَنَادٌ كِي مَضَافٌ رَا مَضْبُوكُنْدُ جَوْنٌ بِأَعْبُدُ اللّٰهَ وَمَشَابِهٌ مَضَافٌ رَا
 جَوْنٌ يَا طَالِعًا جَبَلًا وَنَكْرَهٌ غَيْرُ مَعِيْنٍ رَا چنانکہ اعمی گوید يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي وَمَنَادٌ كِي مَرْفُوعٌ
 مَعْرُوفٌ مَعْنَى بِأَشَدِّ بِرِ عِلَامَتِ رَفْعٍ جَوْنٌ يَا نَمِيْدُ وَيَا نَمِيْدَانُ وَيَا مَسْلُوْنَ وَيَا مُوسَى وَيَا قَانِي
 بِدَانِكَ أَيُّ وَهَمْزَه بَرَأءٌ نَزْدِيْكٌ سِتٌ وَيَا دَهْيَا بَرَايِ دَوْرٍ وَيَا غَامِ سِتٌ -

تشوہیجہ - مَرْفُوعٌ عَالِمٌ دَرِاسَمِ كِي چھوٹھی قسم لائے نفی جنس کی ہے یعنی وہ لاجو جنس کی نفی کیلئے مَوْضُوعٌ
 ہو لیکن حقیقت میں جنس کی نفی کیلئے مَوْضُوعٌ نہیں بلکہ جنس کی صفت کی نفی کرنے کے لئے ہے جیسے مثال
 سابق سے معلوم ہوگا پس مَضْفٌ كِي عبارت مذکورہ میں ایک مَضَافٌ مَقْدَرٌ مَانَا جَاے عبارت صحیح ہوگی
 اسی لائے نفی صفت جنس یعنی جنس کی صفت کو نفی کرنے والا لایس مثال و مثل لہ دو نون برابر ہو گیا اور
 اس لاکا اسم اکثر مَضَافٌ ہوتا ہے اگر اسم مَضَافٌ ہو یا شبہ مَضَافٌ اور لائے نفی جنس بلا فاصلہ واقع
 ہوتی اس وقت منصوب ہوگا اور موب بھی ہوگا اور خبر مَرْفُوعٌ ہوگی جیسے لَانِعْلَامٌ رَجُلٌ طَرِيفٌ فِي الدَّرَجَةِ
 جَالِدٌ غِلَامٌ مَسْتَقْرِي الدَّرَجَةِ اس مثال سے معلوم ہوا جنس غلام کی نفی مراد نہیں استقراریت فی الدرہ مراد ہے
 چونکہ صفت ہے اور جبکہ مَضْفٌ نے اکثر کا قید لگایا اس سے معلوم ہوا اگر مَضَافٌ نہ ہو تو اس کے احکام دوسرے
 قسم کے ہوں گے جیسے اکی تفصیل آئندہ آنے والی ہے ۔

توکیب - لائے نفی جنس غلام مَضَافٌ رَجُلٌ مَضَافٌ اِلَيْهِ مَلِكٌ اِسْمٌ لَانِظَرِيفٌ شَبِيْهُ فِعْلٍ
 غَيْرِ مَوْضُوعٌ مَتَّصِلٌ مَحَلًّا مَرْفُوعٌ فَاعِلٌ شَبِيْهُ فِعْلٍ وَفَاعِلٌ مَلِكٌ خَبْرٌ اَوَّلٌ ہوا لائے نفی جنس کالی حرف جر الدار
 مجرور جار مجرور بل کر متعلق ہوا مستقر شبہ فعل کا ضمیر مَوْضُوعٌ مَتَّصِلٌ مَحَلًّا مَرْفُوعٌ فَاعِلٌ اور فی الدرہ
 متعلق سے ملکہ خبر ثانی ہوا لائے نفی جنس کا لائے نفی جنس اپنی نام اور دونوں خبر سے ملکہ جملہ اسمیہ جزئیہ
 اس صورت میں لائے نفی جنس کی دو خبر ہے ۱۲، لائے نفی جنس غلام رَجُلٌ تَرْكِيْبٌ اِنْسَانِيٌّ ہوا کہ اسم
 لَانِظَرِيفٌ شَبِيْهُ فِعْلٍ غَيْرِ مَتَّصِلٌ فَاعِلٌ فِي الدَّرَجَةِ متعلق ہوا لَانِظَرِيفٌ كِي ساتھ لَانِظَرِيفٌ شَبِيْهُ فِعْلٍ اِنْسَانِيٌّ و متعلق سے
 ملکہ خبر ہوا لائے نفی جنس کا لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے ملکہ جملہ اسمیہ جزئیہ اس صورت میں لائے نفی جنس
 کی ایک خبر ہوگی - ۱۳، لَانِظَرِيفٌ جِنْسٌ مَعْنَى مَتَّصِلٌ فِعْلٍ غِلَامٌ رَجُلٌ تَرْكِيْبٌ اِنْسَانِيٌّ ہوا کہ مَوْضُوعٌ لَانِظَرِيفٌ مَضْفٌ

تطابق فی المعرّفہ بوجہ تخصیص فی الدار متعلق ہوا انتفاء فعل کے ساتھ اتنی فعل اپنا فاعل و متعلق مل کر جو غیر خبریہ
 (۱۴) لائے نئی جنس غلام رجل ترکیب اضافی ہو کر موصوف ظریف صفت محمول بر محل ام لا باعتبار بعد فی الدار
 ثابت یا مستقر کے ساتھ متعلق ہو کر خبر لامل کر مجمل اسمیہ خبریہ کذا فی البدل البدر البدر فارسی سب ترکیبوں کے
 ترکیب اولیٰ ہے کیونکہ اس صورت میں کذب لازم نہیں آئے گا اور مصنف مثال مشہور جو کہ لا غلام علی
 فی الدار تھی اختیار نہ کیا تاکہ مرکب کذب نہ ہو اور طریق کذب مطولات سے تلاش کئے یا تو دو خبر ہو اس
 مثال لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لائے نئی جنس کی خبر کبھی طرف ہوتا ہے جیسے فی الدار اور غیر ظرف بھی
 ہو سکتا ہے جیسے ظرف یا تو اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ لائے نئی جنس کی خبر متعدد ہو سکتی ہے
 اور بھی چند وجوہات ہیں لیکن ناچیز نے مذکورہ پر بس کیا

(ف) لائے نئی جنس صورتہ مذکورہ میں ام کو نصب و خبر کو رفع کیوں دیتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ لائے نئی جنس حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ عمل النیطر علی النیطر اور حمل النقیض علی النقیض
 کے طور پر مشابہت رکھتی ہے اب بوجہ مشابہت حرف مشبہ بالفعل جیسے ام کو نصب و خبر کو رفع دیتے
 ہیں لائے نئی جنس بھی ام کو نصب و خبر کو رفع دیتا ہے مگر بات یہی کہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حرف
 مشبہ بالفعل اصل اور لائے نئی جنس فرع ہے بوجہ مشبہ و مشبہ بہ ہے۔

سوال - لائے نئی جنس فرع کو اعراب اصلی حرف مشبہ بالفعل کا کس طرح دینا صحیح ہے۔

جواب - یہ ہے کہ قاعدہ مستکہ ہے الضرورة تج المحضرات یعنی ضرورت کے وقت ممنوعات بھی جائز ہیں
 یہاں بھی اس قاعدہ کے مطابق عمل کیا ضرورت یہ ہے کہ اگر لائے نئی جنس اسم کو رفع دیوے اور خبر کو نصب
 تو اس وقت لائے مشبہ بالفعل کی ساتھ صورتہ التباس ہوگا والا لتباس غیر جائز۔ اور حمل النیطر علی النیطر و حمل
 النقیض کا معنی کا نیزہ وغیرہ سے تلاش کیجئے۔ یہ متعذر اسکا حامل نہیں اور حمل النقیض علی النقیض یعنی لائے نئی جنس ثبوت
 نئی کیلئے مستعمل ہے اور حرف مشبہ بالفعل ثبوت اثبات کیلئے وہ اب ایک دوسرے کی نقیض ہے دوم
 حمل النیطر علی النیطر یعنی لائے نئی جنس اور حرف مشبہ بالفعل دونوں قسم نفس تاکید میں ایک دوسرے کی نقیض ہے
 لیکن اول تاکید نئی دوسرے تاکید اثبات کیلئے مستعمل ہے۔ اور اگر لائے نئی جنس کی خبر افعال عامہ میں سے
 کوئی ایک ہو تو اس وقت خبر کو حذف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ لائے نئی خود حذف پر ذال و قرینہ کا سنا ہے
 فالحذف جائز۔ اور جو باتیں لائے نئی جنس کے بارے میں لکھی گئیں یہ سب اہل جاز کا مذہب ہے لیکن نئی
 تیم لائے نئی جنس کیلئے خبر کو ثابت نہیں کرتے ہیں اور خبر ثابت نہ کرنے کے دوستی ہیں اسکا بالتفصیل بیان کا نیزہ
 میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا فالہم

قولہ و اگر نکرہ مفرد باشد مثنیٰ باشد بر فتح جوں لاجل فی الدار یعنی اگر لائے نئی جنس کا اسم نکرہ ہو اور مفرد ہو
 یعنی مضاف یا مشبہ مضاف نہ ہو لیکن مثنیہ و جمع ہو سکے کیونکہ یہاں مفرد کے معنی مضاف یا مشبہ مضاف

نہ ہو لیکن تشبیہ و مجع بھی ہو سکے کیونکہ یہاں مفرد کے معنی مضاف یا شبہ مضاف نہ ہونا قرینہ یہ ہے کہ
 اسکے پہلے متقابل مضاف گیا تو یہاں عدم مضاف و شبہ مضاف مراد ہو گات لائے نفی جنس کا اسم نفی
 ہو گا قطع پر فتوح عام ہے خواہ اعراب بالحرکت ہو یا حروف یا غلی یا حکالی لیکن اس صورت میں بھی لائے نفی
 جنس اور اسکے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہونا شرط ہے جیسے آئندہ ہے یہ بات معلوم ہوگی مثال لارجل
 فی الدار و لارجلین فی الدار و لاسلین فی الدار و لاسلمات فی الدار و لارجل فی الدار سب امثال مذکورہ میں
 داخل ہے۔

توکیب۔ لارجل فی الدار گھر میں کوئی مرد موجود نہیں ہے۔ لالائے نفی جنس رجل نکرہ مفرد یعنی علی الصبح
 محلاً منصوب اسم لانی الدار جار مجرور مل کر متعلق ہوا مستقر شبہ فعل۔ ستر شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل
 شبہ فعل و فاعل و متعلق سے مل کر خبر لام کر جملہ اسمیہ خبریہ و لارجلین فی الدار۔ لالائے نفی
 جنس رجلین یا لے ماقبل فتوح پر مبنی محلاً منصوب اسم لانی الدار متعلق ہوا مستقر ان شبہ فعل کے ساتھ مستقر ان
 شبہ فعل ضمیر مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل و متعلق سے ملکر خبر لام کر جملہ اسمیہ خبریہ
 و لاسلین فی الدار۔ ای لاسلین مستقر و ن فی الدار۔ لائے نفی جنس سلین یا لے ماقبل کسرہ پر مبنی محلاً منصوب
 اسم لامستقر و ن فی الدار شبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر خبر لام کر جملہ اسمیہ خبریہ اور باقی امثال کی
 ترکیب کو اس پر قیاس کر لو۔

سوال لائے نفی جنس کا اسم اگر نکرہ مفرد ہو تو مبنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں لائے نفی جنس کا اسم من استخرا قیہ حریفہ معنی کو ضمن میں لیتا ہے اور
 متضمن حرف مبنی ہوا کرتا ہے اسلئے صورت مذکورہ جو بھی بمطابق قاعدہ مذکورہ اسم لامبنی ہو گا اب بات رہی
 کس طرح من استخرا قیہ حریفہ کے معنی کو ضمن میں لیتا ہے طریقہ یہ ہے کہ لارجل فی الدار اصل میں لامن رجل فی الدار
 تھا پس من استخرا قیہ حریفہ کو حذف کیا گیا بوجہ کثیر الاستعمال کے پس لارجل فی الدار ہوا۔

سوال۔ لارجل فی الدار اصل میں لامن رجل فی الدار تھا اسکی کیا دلیل ہے۔

جواب یہ کہ لارجل فی الدار یہ جواب واقع ہوتا ہے لامن رجل فی الدار سوال کا اب سوال میں جیسے من حریفہ
 استخرا قیہ موجود ہے جواب میں بھی ہونا چاہیے۔ تاکہ سوال و جواب باہم مطابقت ہو جاوے اور سوال و
 جواب کے درمیان مطابقت ہونا یہ امر معتم بالشان ہے کہ لارجل فی الدار علی ارباب معقول خلاصہ یہ بات ثابت ہوگی
 کہ لارجل فی الدار اصل میں لامن رجل فی الدار تھا متضمن من استخرا قیہ کی وجہ سے مبنی ہوا۔

سوال۔ مبنی من اصل تو سکون پر ہونا ہے اب صورت مذکورہ میں جبکہ تہ پر ذکیر ہوا

جواب یہ کہ فعل کی اصل معنی ہونا ہے اور اسم کی صورت۔ مؤنث۔ برنامیہ بنا غایض ہے و بنا ہی
 افعال محرب ہونا مثل فعل مضارع وغیرہ۔ یہ عارضی ہے جس صورت مذکورہ میں بنا اصل موجود نہیں پس

سکون پر مبنی ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ حرکت پر مبنی ہونا لیکن حرکت میں اخف الحركات جو کہ فتح ہے اسپر مبنی ہوگا تاکہ
 اسکی ثقالت بوجہ زائل ہو جاوے۔ جواب دوم۔ فتح و سکون کے درمیان مناسبت تامہ ہے کیونکہ فتح الف کا
 جسز وہ ہے کیونکہ الف تو فتح سے پیدا ہوتا ہے پس الف جو کہ سکون ہے اسکی فتح کے ساتھ مناسبت ہوگی
 اسوجہ سے فتح پر مبنی کیا۔

سوال۔ لائے نفی جنس کا اسم معرب جب مضاف ہو تب بھی تو لائے نفی جنس کا اسم من استغراقہ کو
 متضمن ہوتا ہے پس وہ کیوں متنی نہیں ہوتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ جبکہ لائے نفی جنس کا اسم مضاف ہو اس صورت میں معرب غالب ہو جاوے گا کیونکہ اضافت
 اسمائے معربہ کے بڑے خاصہ میں سے ہے اور مبنی ہونا مغلوب ہو جاوے گا اگرچہ متضمن حرف ہے اس لئے
 صورت مضاف میں معرب ہوگا فعال

قولہ، داگر بعد آل لامعروفہ باشد الزمینی اگر لائے نفی جنس کے بعد یعنی لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو خواہ
 بفاصلہ ہو یا بے فاصلہ تب دوسرے معرفہ کو لاکے ساتھ تکرار لانا واجب ہوگا اور وہ لائے نفی جنس
 جو معرفہ پر داخل ہوے وہ ملغی و بے عمل ہوگا اور وہ معرفہ جو لاکے بعد واقع ہو وہ ابتدا کی بنا پر مرفوع
 ہوگا ایسا ہی اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو لیکن لا اور اسم کے درمیان فاصلہ واقع ہو تب اسوقت بھی تکرار
 لانا نکرہ دیگر واجب ہوگا اور لا ملغی و بے عمل ہوگا وہ نکرہ بفاصلہ مرفوع ہوگا بتدائیت کی بنا پر اور اس کا
 چھ احتمال باہر ہوگا۔ (۱) لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو اور بلا فاصلہ ہو اور مضاف نہ ہو جیسے لازید عندی ولا
 عمر یہ کتاب میں مذکور ہے (۲) لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو اور فاصلہ بھی ہو لیکن مضاف نہ ہو جیسے لانی الدار
 زید ولا عمر (۳) اسم معرفہ ہو اور بے فاصلہ واقع ہو لیکن مضاف ہو جیسے لا غلام زید فی الدار ولا عمر (۴)
 اسم معرفہ و بفاصلہ و مضاف بمعرفہ ہو جیسے لانی الدار غلام زید ولا عمر (۵) اسم نکرہ بفاصلہ ہو مضاف نہ ہو
 جیسے لانی الدار رجل ولا امرأۃ (۶) اسم نکرہ ہو بفاصلہ ہو اور نکرہ کی طرف مضاف ہو جیسے لانی الدار غلام
 رجل ولا امرأۃ اس طرح شبہ مضاف کی بھی بہت سی صورتیں حاصل ہونگی لیکن بندہ ناپاک نے خوف طوالت
 سے چھوڑ دیا بعدہ ان صورتوں میں ابتداء کی بنا پر رفع پڑنا واجب ہوگا اسلئے واجب ہے کہ لاصفت نکرہ کی
 نفی کے لئے موضوع ہے فلہذا اس کا اثر معرفہ میں متنع ہوگا اور چونکہ لا عامل ضعیف ہے کیونکہ وہ بوجہ شائبہ
 عمل کرتا ہے اور عامل ضعیف کا معمول مفعول میں عمل کرنا ممکن نہیں پس بنا برابتداء کے رفع ہوگا اور تکرار
 معرفہ سے واجب ہے کیونکہ لا اصل میں نفی جنس کے لئے ہوتا ہے جنس میں تعدد ہے معرفہ میں تعدد نہیں
 لہذا تکرار کو قائم مقام تعدد و جنس کے کیا گیا اور مفعول میں تکرار اسلئے واجب ہے کہ لا فیہا رجل ام امرأۃ
 کے جواب میں بولا جاتا ہے پس سوال کے مطابق جواب میں بھی تکرار واجب ہے۔ جیسے لازید عندی

ولاعمر و دینی میرے نزدیک زید و عمر و نہیں ہے اسکی دو ترکیب ہوگی۔ پہلی ترکیب عطف المفرد علی المفرد دوسری عطف الجمل علی الجملہ۔ ترکیب اول لامنی زید معطوف علیہ و او حرف عطف لامنی عمر و معطوف معطوف علیہ و معطوف مکرر مبتدا عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ہوا شائبان شبہ فعلی کا ہما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب دوم۔ عطف الجمل علی الجملہ تقدیر عبارت یہ ہوگی لازید عندی ثابت و لاعمر و عندی ثابت لامنی زید مبتدا عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ثابت شبہ کا ثابت شبہ فعل و ضمیر مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر خبر مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا و او حرف عطف لامنی عمر و مبتدا عندی مفعول فیہ ثابت کا ثابت شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوفہ بعد سابقہ معطوف علیہا معطوف علیہا و معطوفہ مل کر جملہ معطوفہ۔

اور بعض نے ترکیب احتمالی کے وہم سے لا کو مشتبہ بیس کر کے اور دو ترکیب کی ترکیب اول عطف المفرد علی المفرد دوم عطف الجمل علی الجملہ لیکن یہ صورت باطل ہے کیونکہ اس صورت میں ماخذ فیہ سے خارج ہوگا فاعل قولہ اگر بعد آں نکرہ مفرد باشد مکرر نکرہ دیگر درو پنج وجہ جائز است یعنی اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو بلا فاصلہ اور مفرد ہو یعنی مضاف و مشبہ مضاف نہ ہونے اور ایک لا اور اسم دیگر کے ساتھ مکرر لایا جاوے گا وہ باعتبار لفظ احتمالاً پانچ صورتیں ہیں اور صحت معانی کے اعتبار سے بہت سی صورتیں جائز ہیں۔ جیسے لاجول و لا قوۃ الا بالشد الخ سے ہر وہ ترکیب مراد ہوگی جس میں لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہوے حرف کے ساتھ اور ہر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہوے بدون فاصلہ کے جیسے آئندہ مثال سابق سے معلوم ہو گیا۔
 ۱، لاجول و لا قوۃ الخ دونوں اسم بنی علی الفتح ہو اور دونوں لائے نفی جنس ہو ۲، لاجول و لا قوۃ الخ دونوں اسم مرفوع ہوے اور دونوں لایا تو مشبہ بیس ہو یا دونوں ملنی۔ ۳، لاجول بفتح لام و لا قوۃ بالرفع لائے اول لائے نفی جنس لای ثانی ملنی یا تو مشبہ بیس ۴، لاجول و لا قوۃ الخ تیسری قسم کا برعکس اول مشبہ بیس یا ملنی لائے ثانی لای نفی جنس ۵، لاجول و لا قوۃ الا بالشد لای اول نفی جنس و لای ثانی زائدہ۔

سوال پانچ قسم ہونے کی وجہ حصر کیا ہے۔ جواب واضح ہو کہ لا کا اسم دونوں موضع مفتوح ہیں اسوقت یہ احتمال رکھتا ہے کہ دونوں لای نفی جنس کے لئے ہو جیسے صورت اول یا تو لائے اول نفی جنس اور ثانی زائدہ بعض تاکید نفی کیلئے لایا گیا اور ثانی اسم منصوب ہوگا اور وہ اول پر عطف ہوگا جیسے صورت خاص یا تو دونوں جگہ دونوں اسم مرفوع ہوگا پس اس صورت میں بھی احتمال رکھتا ہے کہ دونوں لائے نفی جنس کیلئے لیکن عمل سے ملنی ہو جیسے صورت ثانی کی ایک صورت یا تو دونوں لای نفی جنس ہو جیسے صورت ثانیہ کی صورت ثانی یا تو لای اول برائے نفی جنس و ثانی زائدہ یا مشبہ بیس جیسے صورت ثالث یا تو اسکا عکس جیسے صورت چہرہ یا جو کئی اور

صورت اول لا حول ولا قوة الا باللہ میں مشہور دو احوال ہو سکتے ہیں، اول عطف المفرد علی المفرد۔
 ۱۷، عطف الجملہ علی الجملہ۔ عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی لا حول عن المعیۃ ولا قوۃ علی
 الطاعة ثباتان باعداد اعداد الا باعداد اللہ ترجمہ، نہیں ہے باز رہے گناہ سے کسی کی مدد سے مگر مدد خداوندی
 اور نہیں ہے قوۃ الطاعت وعبادت خداوندی پر کسی کی مدد سے مگر مدد خداوندی سے

توکیب۔ لالائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد یعنی علی الفتح مفعلاً منصوب اسم لامعطف علیہ عن المعیۃ
 جار مجرور مل کر متعلق ہوا حول کے ساتھ واو حرف عطف قوۃ مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد یعنی علی الفتح مفعلاً
 منصوب اسم لامعطف علی الطاعة جار مجرور مل کر متعلق ہوا قوۃ شبہ فعل کے حول معطوف علیہ اور قوۃ معطوف
 معطوف علیہ و معطوف ملکا اسم لاثباتان شبہ فعل ضمیر ہما مرفوع متصل مستتر مفعلاً مرفوع فاعل باحرف جار اعداد
 احد ترکیب اضافی ہو کر مجرور جار مجرور مل کر مستثنیٰ منہ الاحرف استثناء باعداد اللہ مذکورہ کی مانند ہو کر
 جار مجرور ہو کر مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثباتان شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل اپنی
 ضمیر ہما فاعل و متعلق سے مل کر خبر اسم لا و خبر لامل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

د، عطف المفرد علی المفرد کی صورت جز کے موقع میں شبہ فعل واحد مقدر مانا جاوے یا ثنیہ کے
 علامت خاۃ کا اختلاف ہے بعض نحوی کا مذہب یہ ہے خبر ثنیہ یعنی ثباتان مانا جاوے جیسے ترکیب بالآ
 میں مذکور ہو چکا وہ تو ظاہر ہے اور اکثر خاۃ کے نزدیک خبر مفرد محذوف مانا جاوے وجہ یہ ہے کہ حقیقت
 تو دونوں لائے نفی جنس لائے واحد کے منزلہ میں ہے اگرچہ بظاہر عبارض دیگر تکرار لا ہوا پس گویا اس
 طرح ہوگا لاشی من الامرین الا باللہ اس اعتبار سے خبر مفرد مقدر مانا جاوے۔ قدبر وکن من الشاکرین ثم
 احوال دوم یعنی صورت اول کی دوسری ترکیب عطف الجملہ علی الجملہ کے قبیلہ سے تقدیر عبارت یوں
 ہوگی لا حول عن المعیۃ ثابت باعداد احد الا باعداد اللہ ولا قوۃ علی الطاعة باعداد احد الا باعداد اللہ ترجمہ
 کسی کی مدد سے سوائے مدد الہی سے گناہ سے باز نہیں رہ سکتے اور کسی کی مدد سے سوائے مدد الہی کی کوئی
 طاقت نہیں، اس صورت میں بھی دونوں لائے نفی جنس ہوگا۔

توکیب۔ لالائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد مفعلاً منصوب اسم لامعطف علیہ عن المعیۃ جار مجرور مل کر متعلق
 ہوا حول کے ساتھ ثابت شبہ فعل محذوف ہو ضمیر مرفوع متصل مستتر مفعلاً مرفوع فاعل باحرف جار اعداد
 احد ترکیب اضافی ہو کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور مل کر مستثنیٰ منہ الاحرف استثناء باحرف جار
 اعداد اللہ ترکیب اضافی ہو کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور مل کر مستثنیٰ منہ مستثنیٰ و مستثنیٰ مل کر متعلق
 ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ۔ ثابت شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر لائے نفی جنس لائے نفی جنس
 اپنا اسم ولا حول عن المعیۃ اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا قوۃ

علی الطاعة ثابت بامداد ابدالاً بالذات، ترکیب بعینہ جملہ سابقہ کی مانند ہو کر معطوف معطوف علیہا اور معطوف
 مگر جملہ معطوف " صورت دوم - لاجول" ولاقوة" الا بالذات۔ اس صورت میں احتمال کی چار صورت حاصل ہوگی
 مشہوراً کیونکہ دونوں لایا تو زائدہ ہوگا تو اس صورت میں (۱) عطف المفرد علی المفرد ہوگا یا تو (۲) عطف
 الجملہ علی الجملہ ہوگا یا تو دونوں لایا یعنی مشبہ بلیس ہو تو اس صورت میں بھی دو صورت حاصل ہوگی (۱) یا تو
 عطف المفرد علی المفرد ہوا (۲) یا تو عطف الجملہ علی الجملہ مجموعہ چار صورت محمد مشہورہ۔ احتمال اول دونوں لایا
 زائدہ عطف الجملہ علی الجملہ ہو تو اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی لاجول" عن المعصية ثابت بامداد
 ابدالاً بالذات۔ ولاقوة علی الطاعة بامداد ابدالاً بالذات۔ ترجمہ کسی کی مدد سے سوائے مرد اللہ کے
 گناہ سے باز نہیں رہ سکتے اور کسی کی مدد سے سوائے مرد الہی کے کسی کو زندگی طاقت بھی نہیں ہے۔

تو کیب - لایا حول شبہ فعل مصدر عن المعصية متعلق ہو کر مبتدا ثابت شبہ فعل ضمیر محذوف ہو مستتر
 محلاً مرفوع فاعل باحرف جار ابدالاً مضاف احد مضاف الیہ مضاف الیہ مکر مجرور ہوا باحرف جار
 کا جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ الاحرف استنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر
 متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ ثابت شبہ فعل اینا فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ
 اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واحد صرف عطف لایا قوۃ شبہ فعل مصدر علی الطاعة جار و مجرور مگر
 متعلق ہوا قوۃ مصدر کے ساتھ شبہ فعل و متعلق مکر مبتدا ثابت بامداد ابدالاً بالذات بعینہ مذکورہ کی مانند
 ہو کر خبر قوۃ مبتدا کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "

احتمال دوم دونوں لایا زائدہ یا لایا عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت لاجول عن المعصية ولاقوة علی الطاعة
 ثابان یا ثابت بامداد ابدالاً بالذات۔ ترجمہ مذکورہ کے مانند۔ ترکیب لایا حول مصدر شبہ فعل
 عن المعصية جار و مجرور مل کر متعلق ہوا حول شبہ کی ساتھ شبہ فعل و متعلق مل کر معطوف علیہ واحد حرف
 عطف لایا قوۃ شبہ فعل علی الطاعة جار و مجرور مل کر متعلق ہوا قوۃ شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل و
 متعلق مل کر معطوف معطوف علیہ و معطوف مل کر مبتدا ثابان بقول بعض و ثابت بقول اکثر ثابان شبہ فعل
 ہما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل بامداد احد مذکورہ کی مانند جار مجرور ہو کر مستثنیٰ منہ الاحرف
 استنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابان شبہ فعل کے ساتھ
 ثابان شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا مذکور کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

احتمال سوم - دونوں لایا مشبہ بلیس عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت یوں ہوگی لاجول" عن المعصية
 ولاقوة علی الطاعة ثابان یا ثابان بامداد ابدالاً بالذات ترجمہ سابقہ کی مانند۔
 تو کیب - لایا حول" عن المعصية شبہ فعل مع متعلق مل کر اسم لایا مشبہ بلیس معطوف علیہ واحد
 حرف عطف لایا مشبہ بلیس قوۃ علی الطاعة اسم لایا مشبہ بلیس معطوف معطوف علیہ اور معطوف سے مکر

اسم لامشبهہ بلیس ثابین شبہ فعل ہا ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل بامداد جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ، الآخر استنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابین یا ثابین شبہ فعل کے ساتھ ثابین شبہ فعل اپنا فاعل اور متعلق سے مل کر خبر لامشبهہ بلیس لامشبهہ بلیس اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

احتمال چہام - دونوں لامشبهہ بلیس عطف الجملہ علی الجملہ تقدیری عبارت یہ ہوگی لاجول علی الطاعة ثابنا بامداد احد الابدان اللہ ولاقوة علی الطاعة ثابنا بامداد اللہ۔ (ترجمہ) مذکورہ کی مانند ترکیب اجمالی۔ لامشبهہ بلیس حول عن المعیبة ام لا ثابنا بامداد احد الابدان اللہ مذکورہ کی مانند ہو کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہا واو حرف عطف لاقوة علی الطاعة ثابنا بامداد احد الابدان اللہ مذکورہ کی مانند ہو کر معطوف علیہا اور معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ۔

صیغہ سوم - لاجول ولاقوة اللہ اس صورت میں اگر لائے اول کو نفی جنس کے لئے قرار دیا جاوے اور لائے ثانی کو نفی و زائدہ قرار دیا جاوے تب اس صورت میں دو احتمال حاصل ہوگا (۱) عطف المفرد علی المفرد، (۲) عطف الجملہ علی الجملہ احتمال اول میں تقدیر عبارت یہ ہوگی لاجول عن المعیبة ولاقوة علی الطاعة ثابنا بامداد احد الابدان اللہ۔ ترجمہ - ظاہر مثال مذکور کے۔

تذکرہ - لائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد محلاً منصوب اسم لام عن المعیبة متعلق حول کے ساتھ شبہ فعل متعلق مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف لائے قیاسی شبہ فعل علی الطاعة جار و مجرور مل کر متعلق ہوا قیاسی شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل اپنا فاعل و متعلق سے مل کر معطوف ہوا لاجول پر عطف معطوف و معطوف علیہ مل کر اسم الای نفی جنس ثابنا شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل بامداد احد باحرف جار امداد واحد ترکیب اضافی ہو کر مجرور جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ، الآخر استنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابنا شبہ فعل کے ساتھ ثابنا شبہ فعل اپنا فاعل اور متعلق مل کر خبر لای نفی جنس بتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۱۱

الف: سوال ترکیب مذکورہ میں تو لاقوة مرفوع کو لاجول مفتوح پر عطف کرنا صحیح نہیں کیونکہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان حکم اعراب ایک ہوا کرتا ہے یہاں تو ایک نہیں بلکہ ایک مفتوح لاجول دوسرے مرفوع قیاسی اب عطف المفرد علی المفرد کس طرح صحیح ہوا۔

جواب - ترکیب مذکورہ میں لاقوة الحکم کو لاجول لفظ پر عطف نہیں کیا بلکہ لاجول کے محل بعید پر عطف کیا کیونکہ لاجول محل بعید کے اعتبار سے مرفوع تھا اب قیاسی مرفوع کو حوالہ مرفوع پر عطف کرنا صحیح ہوگا اب بات یہی محل قریب کس کو کہتے ہیں محل قریب کہتے ہیں بالفعل جو عامل ہے اس کا اعتبار کرنا ترکیب میں۔ محل قریب ہے اور عامل داخل ہونے سے پہلے جو حالت قدیمہ تھی اگر اسکا اعتبار

یہ زیادے تو اسکو محل بعید کہا جائے گا جیسے شال مذکور میں لا حول میں فعل بعید کا اعتبار کر کے عطف کرنا صحیح
ہو تاں لی فان اذوق الدقائق ۔

احتمال دوم ۔ لای اول نفی جنس کے لئے اور لای ثانی زائدہ عطف الہی الہد کی تقدیر عبارت یوں
ہوگی لا حول عن المعصية ثابت بامداد احد الا بامداد الله ولا قوة على الطاعة ثابت
بامداد احد الا بامداد الله ۔ ترجمہ مذکورہ کی مانند ۔

تو کیب ۔ لای نفی جنس حول عن المعصية اسم لاثابت بامداد احد الا بامداد الله مذکورہ کے مانند ہو کر خبر الی
اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا و اوحف عطف لای نفی قوۃ علی الطاعة شہد فعل و متعلق
مل کر ابتدا ثابت بامداد احد الا بامداد الله ترکیب مذکورہ کی مانند ہو کر خبر ابتدا و خبر مل کر ابتدا اسمیہ خبریہ معطوف
معطوف علیہا اور معطوف سے مل کر جملہ معطوف ۔

۲ احتمال سوم ۔ لائے اول نفی جنس دلائے ثانی مشبہ بلیس تقدیری عبارت یہ ہوگی لا حول عن
المعصية ثابت بامداد احد الا بامداد الله ولا قوة على الطاعة ثابت بامداد الله
ترجمہ ظاہر ہے ۔ تو کیب ۔ لای نفی جنس حول عن المعصية اسم لائے نفی جنس ثابت بامداد الا بامداد
الله خبر لام لائے نفی جنس و خبر لامکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا و اوحف عطف لام مشبہ بلیس قوۃ علی
الطاعة شہد فعل مع المتعلق مل کر اسم لام مشبہ بلیس ثابت بامداد احد الا بامداد الله بطور مذکورہ خبر ہوا لا
مشبہ بلیس کا لام مشبہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف ہوا معطوف علیہا اور معطوف مل
کر جملہ معطوف ہوا ۔

رف) اس صورت ثانیہ میں احتمال چہارم عقلاً ہو سکتا ہے لیکن صحیح نہیں کیونکہ جبکہ لائے اول لائے نفی
جنس کے لئے ہو اور لائے ثانی لائے مشبہ بلیس ہو اس صورت میں عطف المفرد علی المفرد صحیح نہیں کیونکہ
عطف المفرد علی المفرد کرنے کیلئے دونوں کی خبر مقتضی اعراب میں متحد ہونا شرط ہے وہ یہاں موجود
نہیں ہوگا کیونکہ لائے نفی جنس خبر مرفوع کا مقتضی ہوگا اور لام مشبہ بلیس کی خبر منصوب کا مقتضی ہوگی
دونوں جبکہ متحد نہیں ہوا وہ عطف بھی ممکن نہیں ۔ تو صورت مذکورہ بھی صحیح نہیں ہوگی ۔

صورت چہارم ۔ یعنی لائے اول ملتی مرفوع با بادل علی قول الضعیف لائے ثانی لائے نفی جنس اس صورت میں
چند احتمال ہوگا ۔ ۱) عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت یہ ہوگی ۔ لا حول عن المعصية ولا قوة على
الطاعة ثابتان بامداد احد الا بامداد الله ۔

تو کیب ۔ اجمال لای حول عن المعصية معطوف علیہ و اوحف عطف لای لائے نفی جنس قوۃ علی الطاعة
معطوف معطوف علیہ و معطوف مل کر ابتدا ہوا ثابتان شہد فعل ضمیر ما مستتر فاعل بامداد احد مقتضی منہ

الأحرف استثناء بامداد الله مستثنى مستثنى متعلق هو اثباتان شبه فعل کے ساتھ اثباتان غیر فعل بافاعل متعلق ملکر خبر مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ اس صورت میں بھی مذکورہ کی مانند اعتراض لازم آئے گا۔ کیونکہ قوۃ مفتوح کو حول مرفوع پر عطف کرنا کس طرح صحیح ہو اسکا جواب بعینہ مذکورہ جواب ہے نفس علیہ۔

احتمال دوم: عطف الجملہ علی الجملہ تقدیر عبارت لا حول عن المعصية ثابت بامداد احد الا باء الله -

ترکیب، لالغی حول شبه فعل عن المعصية اسکے ساتھ متعلق ہو کر مبتدا ثابت ہو خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا واد حرف عطف لالائے نفی جنس قوۃ علی الطاعة اسم لا ثابت الخ جز لائے نفی جنس و اسم لا و خبر لامل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

احتمال سوم: لائے اول مشتبہ بلیس و لائے ثانی لائے نفی جنس تقدیر عبارت یہ ہوگی لا حول عن المعصية

ثابت بامداد احد الا باء الله ثابتاً ای الا بامداد الله ولا قوۃ علی الطاعة ثابت بالرفع بامداد احد الا بامداد الله۔ ترکیب پہلے پر قیاس کر لو اور بالانصب اسم پہلے لا لا مشتبہ بلیس اور دوسرے لالائے نفی جنس ہو تو اس صورت میں عطف المفرد علی المفرد جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں دونوں خبر کے اعراب کا مقتضی یعنی تعاضد ایک نہیں بلکہ ایک کا انصب اور ایک رفع کما ذکر۔

صورت پنجم: لائے اول برائے نفی جنس لائے ثانی زائدہ برائے تاکید نفی جیسے لا حول ولا قوۃ الا بالله اس صورت میں دو احتمال ہوگا۔ احتمال اول: عطف المفرد علی المفرد تقدیری عبارت لا حول عن المعصية ولا قوۃ علی الطاعة اثباتان بامداد احد الا بامداد الله۔

ترکیب (لالائے نفی جنس حول عن المعصية شبه فعل متعلق ملکر اسم معطوف علیہ واد حرف عطف لا واد زائدہ قوۃ علی الطاعة معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اسم لا اثباتان الخ ملکر خبر لابل اسم لا و خبر لامل سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ احتمال دوم عطف الجملہ علی الجملہ تقدیری عبارت لا حول عن المعصية ثابت بامداد احد الا بامداد الله ولا قوۃ علی الطاعة ثابت بامداد احد الا بامداد الله۔

ترکیب: لالائے نفی جنس حول مصدر عن المعصية جار مجرور ملکر متعلق حول مصدر کے ساتھ شبه فعل اپنا متعلق سے ملکر اسم لا ثابت بامداد احد الا بامداد الله بطور مذکور خبر لا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واد حرف عطف لازائدہ قوۃ اسم معطوف لفظ حول پر قوۃ شبه فعل اپنا متعلق سے مل کر اسم لا ثابت بامداد احد الا بامداد الله بطریق مذکور خبر لامل اپنا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

سوال: لا قوۃ آہ جب لازائدہ ہوتی تو قوۃ مرفوع ہونا واجب تھا اب مقصود کیوں ہوا؟
جواب: قوۃ میں اگر حسب لازائدہ ہے تو وہ قیاساً مرفوع ہونا تھا ابتدائیت کی بنا پر لیکن وہ لفظ حول پر عطف ہوا اب حول جیسے مفتوح تب قوۃ بھی منصوب ہوگا بنا بر العطف فی حکم المعطوف علیہ کے

سوال - اوپر کی بات سے معلوم ہوا کہ قوتہ حول پر عطف ہے وہ مسلم نہیں کیونکہ اگر قوتہ حول پر عطف ہوتا تو وہ بھی مفتوح ہوتا۔

جواب یہ ہے کہ لفظ قوتہ یہ مفتوح نہیں ہوگا کیونکہ تابع موب لفظ کا تابعدار ہوا کرتا ہے اور مخی کا تابع محل کی تابعداری کرتا ہے قوتہ موب ہوگا بنا بر لفظ موب کے جیسے فوائد الضیائیہ سے معلوم ہوتا ہے اثنان معطوف علی الاول فیكون منصوباً حمله علی لفظہ مشابہت حوکتہ ۱۲

قولہ پنجم حرف نداء مصدر یعنی آواز دینا و کرنا اور نداء بحسب استقرار دو قسم پر ہے ۱) نداء حقیقی۔
 ۲) نداء مجازی نداء حقیقی اسکو کہتے ہیں جس میں منادی یعنی جس کو آواز دی جائے آواز دینے کے پہلے متوجہ نہ تھا آواز دینے سے متوجہ ہوا ہوا اسکو نداء حقیقی کہا جاتا ہے جیسے یازید وغیرہ۔ نداء مجازی وحکی اسکو کہتے ہیں جس میں منادی آواز دینے سے پہلے متوجہ تھا جیسے حق سبحانہ کو نداء دینا کیونکہ باری تعالیٰ ہمہ اوقات حاضر ہے جیسے یا اللہ یا تو منادی ایسا ہو جو بعد نداء متوجہ ہونا ممکن نہیں کیونکہ منادی کو صلاحیت توجہ نہ ہو بلکہ جس کو قبول کی صلاحیت نہیں ہے اسکو صلاحیت اقبالیہ قرار دیکر نداء دیا جاتا ہے تاکہ حالات مجبورہ حاصل ہو جیسے یا سدا دیا امرض و یا جبال وغیرہ اسکو نداء مجازی کہا جاتا ہے کذانی شرح اور اصطلاح میں نداء کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا اس حرف کے ذریعہ جو ادعوا کا قائم مقام ہو جیسے یا وغیرہ اور منادی کے معنی نوحی آواز دیا ہوا اور اصطلاح میں منادی اس اسم کو کہتے ہیں جس پر حرف نداء سے کوئی ایک حرف داخل ہوا اور سپر داخل ہو اسکو متوجہ کرنا مقصود ہو خواہ وجہا ہو یا قلبا خواہ حقیقہ ہو یا حکماً نادی و منادی۔ نداء دینے والا کو کہا جاتا ہے اور حرف نداء جس کے ساتھ نداء دیا جاتا ہے اسکو کہتے ہیں اور حرف نداء بقول مشہور پانچ ہیں یا دایا و یا وای و ہمزہ اور بعض نے پانچ حرف سے نداء بھی فرمایا۔ کذانی الحاشیہ الفوائد الضیائیہ۔

قولہ ۱۱) اس حرف منادی مضاف را بنصب کذا لہ مصنف حروف مذکورہ کے عمل کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مذکورہ حروف نداء منادی مضاف اور شبہ مضاف اور مذکورہ غیر معین کو نصب دیتے ہیں مثال اول یا عبد اللہ ای اللہ تعالیٰ کا بندہ و ترکیب یا یعنی علی اسکو ن معنی فعلی حرف نداء قائم مقام ادعو یا اطلب یا ابنہ فعل کا ادعو فعل ضمیر نامستتر محلاً مرفوع فاعل بعد مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ ملکہ منادی مقول بہ ادعو فعل اپنا فاعل اور منادی مقول بہ ملکہ جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مثال دوم شبہ مضاف کی مضاف وہ اسم ہے جو مضاف کے ساتھ مشابہت معنی مضاف جیسے بغیر مضاف الیہ تا تمام رہتا ہے شبہ مضاف بھی دو قسم اسم کے بغیر تا تمام رہتا ہے۔ جیسے طالعاً یعنی چڑھنے والا یہ محتاج ہے کسی طرف کی طرف کہ پہاڑ پر چڑھنے والا ہے۔ یا غیر پر اب اسکو جبلا لانے سے وہ تمام ہو گیا جیسے یا طالعاً جبلاً ای وہ مرد جو پہاڑ پر چڑھنے والا ہے۔

ترکیب۔ یا فہرذا قائم مقام ادعوا فعل کا ادعوا فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر مرفوع فاعل راجل موصوف
 محذوف طائفاً شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول پہ بائیہ سے ملکر صفت ہوا راجل موصوف کا موصوف اور صفت ملکر
 منادی مفعول پہ ادعوا فعل کا ادعوا فعل اپنے فاعل اور مفعول پہ سے ملکر جملہ فعلیہ نشائیہ۔ خاصہ مذکورہ ترکیب میں
 تقدیری عبارت بھی ہوگی جیسے یا راجل طائفاً جملہ۔

فائدہ۔ مذکورہ ترکیب بمطابق مذہب بصری کے میں ورنہ کوئیوں کے نزدیک طائفاً شبہ فعل کے
 پہلے موصوف محذوف ماننے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسم فاعل وغیرہ بلا اعتماد ناقلاً کرتا ہے
 لہذا موصوف کو محذوف ماننے کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ بالتفصیل اختلاف کا بیان باب سوم میں آنے
 والا ہے۔ مثال سوم نکرہ غیر معین یعنی حرف نہ نکرہ غیر معین نصب ویتنی کی مثال جیسے کوئی نابینا کہے یا راجل
 غذبیدی (اسے کوئی مرد میرے ہاتھ کو پکڑو) ترکیب یا حرف نہ نکرہ قائم مقام ادعوا فعل کا ادعوا فعل انا ضمیر
 مستتر فاعل راجل منادی مفعول پہ فعل و فاعل اور منادی مفعول پہ مل کر جملہ فعلیہ نشائیہ ہو کر نکرہ محذوف فعل ضمیر انت
 مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل با حرف جاریدی ترکیب اضافی ہو کر مجرور ہوا با حرف جار کا جار اور
 مجرور ملکر متعلق ہوا محذوف فعل کے ساتھ محذوف فعل انت فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ نشائیہ ہو کر جواب نہ نکرہ
 و جواب مل کر جملہ نشائیہ۔

(تو کیب) یا راجل غذبیدی یہ یعنی مذکورہ ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ بیدی میں جو با ہے وہ
 زائد ہے بیدی ترکیب اضافی ہو کر مفعول پہ ہو اخذ فعل کا محذوف اپنے فاعل اور مفعول پہ ملکر جملہ فعلیہ نشائیہ
 ہو کر نکرہ جواب نہ نکرہ مل کر جملہ نشائیہ۔

سوال۔ تیسری مثال میں نکرہ کو غیر معین کے ساتھ کیوں مقید کیا جبکہ نکرہ تو ہمیشہ غیر معین رہتا ہے
 جواب۔ مثال مذکور میں غیر معین نکرہ کے لئے قید اجترازی نہیں بلکہ قید اضافی ہے جو مقید کے مخالف نہیں
 ہو اگر تا ہے بلکہ مقید و قید دونوں کا مصدران ایک ہو جیسے نکرہ وغیر معین دونوں کا مقصود غیر معین ہونا
 یہاں اگر قید اجترازی ہوتی تب اعتراض وارد ہوتا کمالاً یعنی۔

سوال۔ مثال مذکور بقول اعمی کے ساتھ کیوں مقید کیا۔
 جواب۔ تاکہ اشارہ ہوئے اس بات کی طرف کہ اعمی عدم بصارت کی وجہ سے کبھی منادی کو معین نہیں کر سکتا
 ہے لہذا غیر معین کے ساتھ مقید کیا ہاں اگر چہ اندھا سنتے سنتے معین کر لیوے اس کا اعتبار نہیں
 کیونکہ یہاں معین سے مراد تعین بالبصارت ہے فاعل فاعل و دلیل یہ ہے۔

سوال۔ مثال مذکور میں منادی منصوب کیوں ہوا
 جواب۔ منادی کے عامل میں نجات کا اختلاف ہے۔ مذہب اول امام الامام سراج البصریوں حضرت

علامہ سیبویہ کے نزدیک منادئ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے اور مناسب منادئ فعل محذوف سے دہرایا ہے کہ فعل عمل میں اصل ہے اسم و حرف و فعل کے ساتھ مشبہ ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے۔ جبکہ اصل کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے فرع کی طرف رجوع کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا اصل میں فعل تھا لیکن حذف ہونے کی وجہ سے فعل کو حذف کرنا واجب ہوا اور حرف زائد جو منی فعل ہے اس کے فعل کے قائم مقام کیا یہ مذہب تھا ہے مذہب دوم۔ ہر دو کے نزدیک نفس حرف زائد منادئ کو نصب دیتا ہے کیونکہ وہ قائم مقام فعل ہے اور جو چیز قائم مقام عامل ہے وہ عامل ہوگی لہذا حرف زائد بھی عامل ہوگا۔

مذہب سوم ابوعلی کا ہے۔ ابوعلی فرماتا ہے حرف زائد اسمائے افعال میں سے ہے لہذا اسمائے افعال جیسے نماز ہے یہ حرف زائد بھی عامل ہوگا جیسے یا اسم فعل یعنی ادعو لیکن آخر کسری دونوں مذہب غیر فحار ہے اور مردود قول ہے جیسے مطولات میں تفصیل وار بیان ہے فانظر فیہ کذا فی النورین ص ۲۲

سوال منادئ مضاف وغیرہ کے امثال کو امثال منادئ مفرد پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ منادئ مضاف وغیرہ معرب ہے اور منادئ مفرد معرّفہ منی ہے المعرب مقدم علی المنی یعنی معرب منی پر مقدم ہوا کرتا ہے اسلئے منادئ مضاف وغیرہ کو منادئ معرّفہ مفرد پر مقدم کیا کیونکہ معرب مقصود اصلی ہے بخلاف منی کے۔

قول۔ منادئ مفرد معرّفہ منی اگر منادئ مفرد ہو یعنی مضاف و مشبہ مضاف ہو اور معرّفہ ہو نہ کہ

نہ ہو تب منادئ علامت رفع پر منی ہوتا ہے خواہ ہو علامت رفع اعراب بالحرکت لفظی کے ساتھ جیسے یا زید یا اعراب بالحرکت لفظی کے ساتھ جیسے یا زیدان و زیدون و سلمون یا اعراب بالحرکت تقدیری ہو جیسے یا موسیٰ و یا قاضی۔۔۔۔۔ ہر ایک کی ترکیب یا زید را ی زید یا حرف ندا قائم مقام

ادعو فعل کا ادعو فعل انما ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل زید منادئ مفرد معرّفہ منی علی الضم محلا منصوب منادئ مفعول بہ

ادعو فعل اپنا فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ یہ مثال معرّفہ قبل النداء ہے یا رجل بعد النداء معرّفہ ترکیب

مذکورہ پر قیاس کر لو یا زیدان یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعو فعل انما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع

فاعل زیدان منادئ مفرد معرّفہ منی علی الالف محلا منصوب منادئ مفعول بہ ادعو فعل اپنے فاعل اور منادئ

مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ۔ یا سلمون و ادحو عطف یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعو

فعل بفاعل سلمون منادئ مفرد منی علی الواو محلا منصوب منادئ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور منادئ مفعول بہ

ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ۔ و یا موسیٰ و ادحو عطف یا حرف ندا قائم مقام ادحو فعل کا ادعو فعل انما

ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل موسیٰ منادئ مفرد معرّفہ منی علی الضم تقدیری محلا منصوب منادئ مفعول بہ فعل اپنے

فاعل اور منادئ مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اور ایسا ہی ترکیب یا قاضی کا ہے نا حفظ نا فتح تک

خاندان۔ سوال۔ منادئ مفرد معرّفہ منی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

جواب۔ ضادی مفرد معروفہ کاف ایسی خطابی کے قائم مقام ہوتا ہے جو کاف حرفی کے ساتھ لفظاً معنی شائبہ
 کہ وجہ سے بنی ہوگا اور جو چیز بنی کی جگہ میں قائم مقام ہو وہ بنی ہوگی فلہذا ضادی مفرد معروفہ بنی ہوگا ارباب
 کی اور کاف حرفی کے ساتھ فعلی مشابہت تو ظاہر ہے کیونکہ دونوں صورت و شکل ایک ہے اور معنی مشابہت
 یہ ہے کاف ایسی جیسے خطاب کیلئے مستعمل ہے کاف حرفی بھی خطاب کے لئے مستعمل ہے اب معنی مشابہت ہوگی۔
 سوال۔ ضادی مضاف و مشبہ مضاف بھی کاف ایسی خطابی کی جگہ میں قائم ہوتا ہے اب وہ بنی کیوں نہیں ہوا۔
 جیسے یا بعد اللہ ای ادو ک جواب ضادی مضاف و مشبہ مضاف میں دو جہت ہے ۱۱ جہت عرب جو مضافت
 و مشبہ مضافت جو اسم عرب کا خواہ کبرہ سے ہے۔ ۱۲ جہت بنی وہ ہے کہ کاف ایسی خطابی کی جگہ میں واقع
 ہے لیکن جہت عرب غالب ہے اور جہت بنی مغلوب ہے اور جس موضع غالب و مغلوب دونوں کا اجتماع ہو جائے
 تو غالب کو ترجیح ہوتی ہے مغلوب مروج ہوتا ہے بنا علیہ عرب رہے گا بنی نہیں ہوگا۔

سوال۔ نکرہ غیر معین تو مضاف نہیں ہے اب وہ بنی کیوں نہیں ہوا ہے۔

جواب۔ نکرہ غیر معین کاف ایسی خطابی کی جگہ واقع ہونا صحیح نہیں کیونکہ کاف ایسی خطابی تو معروفہ ہے نکرہ
 غیر معین ہے اب نکرہ غیر معین کاف ایسی غیر معروفہ موضع میں واقع ہونا صحیح نہیں اب علت بنی موجود نہیں فلہذا
 عرب ہوگا قائل۔ سوال۔ ضمتہ پر بنی کیوں کیا حالانکہ سکون پر بنی ہونا اصل ہے۔

جواب۔ یہ ضادی تو بنی اصلی نہیں تاکہ وہ سکون پر بنی ہوتا بلکہ وہ بنی عارضی ہے بنی عارضی کے لئے
 سکون پر بنی ہونا شرط نہیں فلہذا حرکت پر بنی ہوگا۔ لیکن حرکتوں میں سے فتمہ پر بنی کیا کیونکہ اگر کسرہ
 پر بنی ہو تو ضادی مضاف بنیائے مکمل کی حالت میں حذف یا میں جیسے یا غلامی سے یا غلام کے ساتھ التباس
 ہو جائے گا اسلئے کسرہ پر بنی نہیں کیا اور فتح پر بھی نہیں کیا کیونکہ ضادی مضاف بنیائے مکمل کبھی الف کیساکہ
 بدل جاتی ہے جیسے یا غلامی سے یا غلام پھر الف کو حذف کر ڈالتے ہیں ماقبل فتح کو قائم رکھتے ہیں جیسے یا
 غلام اب اگر فتح پر بنی کیا جائے تو صورت مذکورہ کے ساتھ التباس ہو جائے التباس غیر جائز فلہذا ضمتہ پر
 بنی ہونا وہ تعین ہو گیا و ایضاً وہ حرکت قوی بھی ہے اسلئے ضمتہ پر بنی کیا گیا۔

قول بدانکہ ای و ہمزہ برائے نزدیک ست او یعنی حرف ندا میں سے ای بفتح ہمزہ اور ہمزہ مفتوحہ ندائے
 قریب کے لئے مستعمل ہے اور ای و ہمزہ ندائے بعید کے لئے اور یا عام کبھی ندائے قریب کیلئے اور کبھی ندائے
 بعید کے لئے مستعمل ہوتی ہے و ہمزہ ہے قلب حروف قلت صوت پر ڈال ہے اور قلت ندائے
 صوت قریب پر ڈالی ہے اور کثرت حروف مد صوت پر ڈال ہے اور مد صوت ندائے بعید پر ڈال ہے
 اور بعض حضرات ندائے قریب و بعید کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے ہیں بلکہ ہر
 ایک قریب و بعید و متوسط کیلئے مستعمل ہے اور بعض حضرات ندا کو قریب و بعید دو قسم کی طرف تقسیم

کرتے ہیں تو وسط کو قریب میں داخل کرتے ہیں۔

ف۔ اگر منادی معرف باللام ہو تو مذکر کے لئے لفظ ایٹھا اور مؤنث کے لئے ایٹھا منادی کے شروع میں فاصلاً لاتے ہیں تاکہ معرفت ایک حرف تعریف اور معرف باللام اور ایک حرف تعریف ایک جا مع نہ ہو جیسے یا ایٹھا البنی دیا ایٹھا المرأة مگر لفظ اللہ پر ایٹھا کو زائد نہیں کیا گیا اگرچہ وہ منادی واقع ہو باوجودیکہ معرف باللام ہے کیونکہ لفظ اللہ قاعدہ مذکورہ سے مستثنیٰ ہے جیسے یا اللہ

ف۔ لفظ ایٹھا و ایٹھا باعتبار ترکیب کے مختلف اقوال کے ساتھ منقول ہے (۱) بعض نحوی فرماتے ہیں کہ لفظ ایٹھا و ایٹھا موصوف ہے منادی معرف باللام صفت ہے موصوف صفت بلکہ منادی واقع ہو (۲) اور بعض نحوی فرماتے ہیں کہ ایٹھا و ایٹھا موصول بالعدۃ صلا موصول وصلہ مل کر منادی۔

(۳) بعض نحوی فرماتے ہیں ایٹھا و ایٹھا بمنزلہ ضمیر فاصلہ کے ہے ترکیب میں اس کا لحاظ نہیں کڈانی زینت (۴) میم شد و بجائے حرف زدیا کے صرف لفظ اللہ کے آخر میں زائد کرتے ہیں جیسے اللہم از قنی راسے اللہ مجھے رزق عطا فرما، یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ لفظ اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

ف۔ کبھی حرف زدیا محذوف ہوتی ہے جیسے یوسف اعرض عن ہذای یا یوسف اعرض عن ہذا اور ایسا ہی منادی کبھی حذف ہوتا ہے وقت میں پایا جانے قرینہ کے جیسے یا اجمد واصل میں یا قوم اجمد واصل تھا۔ بہر حال اگر قرینہ و قائم مقام متا موجود ہو تب حذف واجب ہوگا ورنہ جائز ہے۔

فصل دوم در حروف عامہ در فعل مضارع و آں برد و قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند و آں چہارست اول آن چوں اریدان تقوم وان بفعل معنی مصدر باشد یعنی ارید قیامک و بریں سبب اور مصدر یہ گویند دوم لن چوں لن یخرج زید ولن برائے سنا کی دہنی ست سوم کے چوں اسلمت کے ادخل الجنۃ چہارم اذن چوں اذن اگر مک در جواب کسی کہ گوید انا اتیک غذا۔

تشریح۔ واضح ہو کہ مصنف پہلے حروف عامہ در اسم کو بیان فرمایا تھا اور اس میں حروف عامہ در فعل کو بیان کرنا چاہتے ہیں بقول قسم اول وہ حروف جو فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ اجمالاً چار ہیں اور تفصیلاً پانچ جیسے علامہ جسہ جالی فرماتے ہیں ان لن پس کے اذن این چار حرف معتر نصب مستقبل کنڈاں جلد دائم اقمنا۔
الحاصل فعل مضارع کو نصب دینے والا چار حرف ہیں (۱) ان لفظ و مقدرہ (۲) لن (۳) کی (۴) اذن

ان لفظوں کی مثال جیسے ارید ان تقوم یعنی ارادہ کرتا ہوں یہ کہ کھڑا ہوئے تو اس مثال میں تقوم منصوب ہوگا
 لوجہ ان لفظوں کے۔ (ترکیب) ارید فعل انما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل ان لفظ ناہب کے
 مصدر یہ تقوم فعل انت ضمیر متصل مستتر محلاً مرفوع اب مل و فاعل مل کہ بتاویل مفرد محلاً منصوب مفعول بہ
 ہوا یہ فعل کا ارید فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کہ حمد فعلیہ خبریہ ۱۰ مثال مذکور میں تقوم فعل مضارع کے
 ذریعہ نوب و مصدر ہو گیا اسلئے ان کو مصدر یہ کہا جاتا ہے پس ارید ان تقوم یعنی ارید قیامک یعنی
 تیرے قیام کا ارادہ کرتا ہوں۔

ترکیب ارید فعل انما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل قیامک ترکیب انسانی ہو کر مفعول بہ فعل
 و فاعل و مفعول بہ مل کہ حمد فعلیہ خبریہ اور مثال اعراب بالحرکت کسے اب اعراب بالحرک کا مثال جیسے ان
 تصور مخیر الکم تھا ان مصدر یہ کے ذریعہ نون اعرابی ساقط ہوئی۔

فائدہ ۱۰۔ ان مصدریہ لفظاً و معنیاً ان حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اسکی وجہ سے
 ان حرف مشبہ جیسے ام کو نصب دیتے ہیں ان مصدریہ جو فعل کے لئے مخصوص ہے وہ بھی فعل مضارع
 کو نصب کرے گا لفظاً مشابہت جیسے ان مصدریہ و ان دونوں شکلاً و صورتاً ایک ہے کیونکہ دونوں حرف
 کے شروع میں مفتوح ہے اور معنا مشابہت یہ ہے کہ ان حرف مشبہ بالفعل جیسے فعل کو مفرد کی تاویل میں
 کہ ہے ان مصدریہ بھی فعل کو بتاویل مفرد کرتے ہیں اب مذکورہ قاعدہ علم ان سیقوم وغیرہ سے اعراض
 وارد ہوگا کہ ان مصدریہ کے ذریعہ فعل کو منصوب نہ ہوا تو قاعدہ باطل ہے تو اسکا جواب یہ ہوگا ان کے
 ذریعہ نصب ہوگا جب ان لم یعرض عارض یعنی اگر کوئی عارض پیش قدمی نہ ہو یہاں تو پیش قدمی جیسے سین
 استقبال وغیرہ پیش ہئے اور عارض کی تحقیق مطولات میں بسوط ہے۔

فائدہ ۱۱۔ ان کچھ قسم ہے (۱) مصدریہ جو مذکور ہوئی (۲) ان مخفوف من المتعد جیسے علم ان سبکون تیسرا
 ان تفسیر یہ جیسے قولہ تعالیٰ و نادیناک ان یا ابراہیم دس ان زائدہ جیسے فلان جہ البشیرای
 فلما جاء البشیر۔ (فائدہ ۱۲) ان کا فعلی عمل نصب و یا معنوی عمل فعل کو مصدر کے معنی میں کر دینا
 اور بعض حضرات نے ان جازمہ کو تصریح فرمایا لیکن وہ قابل قبول نہیں اسلئے ناچیز نے اسکو نقل نہ کیا جیسے
 تعالوان نأتی اصل میں ان تا یعنی تھا ان مصدریہ یا ان جازمہ کے ذریعہ یا حرف علت کو ساقط کر دینا
 کذا فی بعض الحواشی۔ قولس لئن خرج زید یعنی ہرگز نہ نکلے گا زید۔

ترکیب لن حرف ناصبہ یخرج فعل زید اسم ظاہر فاعل فعل اور فاعل ملکہ حمد فعلیہ خبریہ !
 الحاصل دو قسمی قسم حرف ناصبہ سے لن ہے وہ بھی فعل مضارع میں لفظاً و معنیاً دونوں قسم عمل کرتا ہے
 لفظاً عمل یہ ہے کہ لفظاً فعل مضارع کو نصب اور نون اعرابی کو ساقط کرتا ہے جیسے اعراب فعل مضارع
 میں مثال مذکور ہو چکی معنا عمل یہ ہے کہ لن فعل مضارع کو مستقبل کیسے خاص کر دیتا ہے جیسے معنی سے

لاہر ہو گیا۔ فائدہ - ان دن و گئی اذن افادہ استقبال میں ان مقصدیہ کے ساتھ مشابہت سے اور اس
 مشابہت کی وجہ سے ان جیسے فعل مضارع کو نصب کرتا ہے مذکورہ حروف بھی نصب کرے گا۔

فائدہ روشن بادل لفظ لن کے بارے میں علماء نحویہ کا اختلاف ہے۔ مذہب اول قرآنوی کے نزدیک
 لن اصل میں لام تھا الف کو نون ضیفہ کے ساتھ بدل ڈالی لن ہوئی شیخ رضی نے فرمایا کہ مذہب ثرا
 کی کوئی دلیل قوی موجود نہیں مذہب دوم خلیل نحوی کے نزدیک لن اصل میں لائن تھا ہمزہ کو خلاف
 قیاس حذف کیا برائے تخفیف کے جیسے تخفیف ایش کہ اکی شئی ہے بعدہ دو ساکن جمع ہوا درمیان الف
 اور نون ساکن کے الف جو کہ مستحق حذف ہے حذف کر ڈالا لن ہوا۔ مذہب سوم سیبویہ کے نزدیک
 لن برائے ہی مستقل حرف ہے اس کی کوئی تغیر و تبدل نہیں اور حرفوں کا اصل بھی تغیر و تبدل نہ ہونا پس
 لن حرف برائے ہی اور سیبویہ کا مذہب فخر ہے۔

فائدہ - لن کس معنی کا مفید ہے اکی بارے میں علماء اسلام کا اختلاف ہے ابی الستر والجماعت کے
 نزدیک لن تاکید نفی مستقبل کیلئے موضوع ہے اور معتزلی نفی تاکید کے لئے ہر ایک کی دلیل و وجوہات
 مطولات میں مذکور ہے۔ فاطمہ ہنات،

قولنا سوم کی الیٰ یعنی کی جو کہ تاکہ کا معنی دیتا ہے اسکے ذریعہ بھی فعل مضارع منصوب اور نون اعرابی
 ساقط ہوتا ہے جیسے اسلت کی ادخل الجنت یعنی میں اسلام لایا تاکہ جنت میں ہو جاؤں ترکیب - اسلت فعل بغا
 کی حذف زمانہ ادخل الجنت جملہ ہو کر تبادل مفرد مفعول بہ تامل کر جملہ علیہ خبریہ۔

فائدہ - واضح ہو کہ کی کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ تخیل کیلئے موضوع نہیں بلکہ
 سببیت کے لئے موضوع ہے اور بعض کے نزدیک اس کا برعکس ہے اور بعض کے نزدیک مطلقاً ہے
 کبھی تخیل کے لئے مستقل ہے اور کبھی سببیت کے موضوع ہے۔

فائدہ - قول ادخل الجنت مابعد دخلت خروجت مفعول فیہ یا بہ اسکے بارے میں اختلاف کثیر ہے یہ
 بحث کا نیزہ مبسوط میں ہے آئندہ آیہ والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قول ادخل یعنی فعل مضارع کو نصب دینے والا حرف میں سے چوتھا اذن ہے وہ بھی فعل
 مضارع کو نصب کرتا ہے لیکن اذن فعل مضارع کو نصب دینے کیلئے دو شرط ہے اول مابعد اذن
 ماقبل اذن پر اعتماد نہ کرے یعنی اذن کا ماقبل معمول ہو بلکہ دونوں مستقل اور دخول اذن سے زمانہ استقبال
 مراد ہونہ کہ حال و ماضی دوسری شرط یہ کہ دخول اذن جواب یا جزو واقع ہو اسلئے مصنف نے در جواب
 کیلکہ کے ساتھ مقید کیا اگر مذکورہ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہو تب اذن فعل مضارع
 کو نصب نہیں کرے گا بلکہ رفع دے گا مثال نصب دینے اذن کے جیسے انا تیک خدا اس سوال کے جواب

کہا جائے گا کہ اذن اگرک۔ میں تیرے پاس آئیندہ کل آؤنگا۔ جواب میں کہو اسوقت تیرا اکرام کروں گا پس مثال مذکورہ میں دونوں شرط موجود ہونے کی وجہ سے اکرم فعل مضارع منصوب ہو اب باقی مثالوں کو قیاس کرو۔ (ترکیب) انا ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع قبل انا ضمیر مرفوع متصل مستر مرفوع فاعل کت خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فدا مفعول فیہ طرف زمان فعل اور فاعل اور مفعول بہ و فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر سوال و بمنزلہ شرط اذنا فی نامیدہ مفعول فیہ مقدم اکرم فعل ضمیر انا فاعل کت خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ و فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب و بمنزلہ جستا۔ اور اذن کے رفع دینے کی مثال تفصیل دار فوائد الضیائیہ میں مذکور ہے اگر یہاں ذکر کیا جاوے تو طوالت لازم آوے گی اسلئے ناچیز نے اسکو ترک کر دیا۔

سوال۔ اذن تو حشر ہے اب وہ کس طرح مفعول فیہ واقع ہوئے گا۔

جواب۔ اذن اگرچہ صرف نامیہ ہو لیکن وہ صورتہ ثلاثی ہونے کے اعتبار سے مشاکل ام ہے اور معنی بھی ظرفیت کا معنی دیتی ہے اسلئے مفعول فیہ واقع ہوا یا تو یہ کہو کہ اذن بعض حضرات کے نزدیک ام ہے لہذا وہ مفعول فیہ واقع ہو سکتا ہے مثل اسمائے شرط کے کما سیالی فی الباب الثالث۔

فائدہ ۱۴۔ لفظ اذن میں اختلاف ہے۔ عند السیویہ اذن برامہ حشر ہے کوئی تغیر و تبدیل نہیں۔ اور بعض کے نزدیک اذ ان تھا حرکت ہمزہ کو نقل کر کے ماقبل ذال میں دیا اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اذن ہوا (۱۳) اور شیخ رضی کے نزدیک اذن اصل میں اذ تھا اب وہ لازم اضافت ہونے کی وجہ سے گویا کہ مضاف ہوا اور مضاف محذوف کے عوض میں نون ساکن یعنی تونین کو لایا اذن ہوا کذالی القوائد الضیائیہ فائدہ ۱۵۔ لفظ اذن وادیا فار کے بعد واقع ہو تو بامداد اذن میں رفع و نصب دونوں جائز ہے جیسے فاذا اگرک۔

و بدانکہ ان بعد از شش حروف مقدرہ باشد و فعل مضارع را نصب کند حتی نحو مؤذرت حتی ادخل البلد و لام مجد نحو ما کان اللہ یعد بہم و او یعنی الی ال یا الا ان نحو لادن او تعطینی حتی۔ و واد الہرف و لام کی و فاکہ در جواب شش چیز است امر و تہی و نفی و استفہام و کنی و عرض و امثلہا مشہورہ

قولہ بدانکہ ان بعد از و اذنی ہو کہ مصنف ان لفظ اور باقی حروف نامیہ کو بیان کر کے ان مقدرہ کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا جان تو کہ چھ چیز کے بعد ان مقدرہ رہے کہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے لیکن نصب دینے کیلئے دو شرط ہے اول یہ کہ جبکہ حتی کا دخول فعل مضارع سے زمانہ مستقبل مراد ہونے کے حال نہ کہ دونوں خواہ باعتبار نامیہ ہو یا تکلم یا مستقبل خواہ حکایتہ یا حقیقتہ دوسرا

یہ کہ حتی یعنی الی انتہائے غایتہ یا تو کی سبب کے معنی میں ہو اول یعنی یہاں تک کہ اسکو حتی غایتہ کہتے ہیں اور جو سبب کے لئے آتا ہے اسکو تعلیلہ اور سبب بھی کہتے ہیں جیسے اسَلَّمْتُ حَتَّى ادْخُلَ الْجَنَّةَ اس مثال میں دخول جنت مستقبل ہے اور اسلام کیلئے حتی یعنی کی ہے (ترجمہ) اسلام لایا میں تاکر داخل ہوں بہشت کو اور اسیر حتی تغیب الشمس یعنی سیر کرتا ہوں میں سورج غروب ہونے تک یہ مثال حتی یعنی الی انتہائے غایتہ کا در نہ غروب شمس کے لئے سبب قرار دیا جاوے تو اس وقت خلاف واقع لازم آئے گا کیونکہ کوئی شخص سورج کو نہ ڈوبا سکے گا الا باذن اللہ پس اگر حتی کے مدخول مضارع سے زمانہ حال مقصود ہو تو اس وقت وہ فعل مضارع کو منصوب نہ کرے گا بلکہ مرفوع ہوگا کیونکہ ان مصدر یہ مستقبل کی علامت ہے پس جب حال مراد ہو تو خلاف علامت و خلاف مقصود لازم آوے گا وہ ناجائز ہے اور اسوقت وہ حتی جارہ اور عاطفہ ہوگا بلکہ حتی ابتدائیہ ہوگا یعنی ایسا حتی جس سے نئے کلام شروع کیا ہو نامکمل ہے۔ حتی تن قسم پر ہے (و) حتی جارہ۔ اسکو کہتے ہیں جو اسم مزج اور اسم تاویل پر داخل ہوتا ہے اور اپنے مدخول کو محرور کرتا ہے حقیقتہ یا حکما (۳) حتی عاطفہ اسکو کہتے ہیں جو اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے اور مابعد کو ماقبل کے حکم میں کر دیتا ہے جیسے قدم الحاج حتی المشاة یعنی حاجی لوگ آگئے یہاں تک کہ پیادہ چلنے والے حاجی بھی آگئے (۴) حتی ابتدائیہ اس کو کہتے ہیں جس سے نیا کلام شروع ہو جیسے مثال مذکور ہوئی اور حتی ابتدائیہ کا یہ معنی نہیں کہ اسکے بعد مبتدا محذوف ہو اور فعل مضارع اسکی خبر ہو یہ سمجھنا سخت غلطی ہے۔

قولہ لام حمد جیسا کہ ماکان اللہ معذبہم یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے قولہ حمد حمد کے لغوی معنی دانستہ انکار کردن حمد بالفتح جیم معنی جان کر انکار کرنا اور اصطلاح نماۃ میں لام حمد اس لام کو کہتے ہیں جو کان معنی کی خبر میں ہو حقیقتہ یا تو حکما مثال حقیقی کہ قولہ تعالیٰ ماکان اللہ معذبہم اور حکما کے مثال لم یکن لیفعل یعنی نہیں ہے وہ کہ کرے فائدہ لام کی وہ لام حمد کے درمیان لفظاً و معنایاً دونوں طرح فرق ہے۔ لفظاً یہ کہ لام کی جو کہ تاکہ کا معنی دیتی ہے اور عام ہے کہ کان معنی وغیر معنی دونوں میں مستعمل ہوتی ہے جیسے اسلمت لا دخل البلد و ماکان زید لیدخل السوق بخلاف لام حمد کے وہ خاص ہے کان معنی کے خبر کے لئے آتا ہے غیر کان معنی میں مستعمل نہیں ہوتا ہے جیسے مثال مذکور ہوئی اسلئے طریقہ مذکورہ کو اختیار فرمایا۔ اور معنایاً فرق یہ کہ لام کی جو کہ اصل ہے اسکو گرا دینے سے معنی میں خلل پذیر ہوگا بخلاف لام حمد کے اسکو گرا دینے سے معنی میں کوئی خلل نہ ہوگا کیونکہ زائدہ ہے مثال مذکورہ میں لام کو گرا دینے سے کوئی نقصان نہ ہوگا جیسے ماکان اللہ معذبہم کا معنی صحیح ہوگا قائل " سوال۔ حتی اور لام حمد اور لام کی کے بعد ان مصدر یہ مقدرہ کیوں مانتے ہیں۔

جواب۔ یہ تینوں حقیقتہً حرف جہز اور حرف جر اسم پر داخل ہوتا ہے اور اگر کبھی فعل پر داخل ہوتا ہے تو اس کا ان مصدریہ وغیرہ کے ذریعہ اسم تاویل یعنی مصدر کر دیتے ہیں بعد اذ مذکورہ حروف داخل ہوتے ہیں اسے تینوں حروف کے بعد ان مصدریہ مصدر ماننا لازم ہے ورنہ حرف جر جو اسم پر داخل ہوتا ہے فعل کے اوپر داخل ہونا لازم آوے گا وہ ناجائز ہے۔

سوال۔ ان تینوں جگہ میں ان مصدریہ کو ملحوظ کیوں نہیں مانتے ہیں تاکہ صراحتہً مصدر ہو جاوے۔
جواب۔ اگر ان تینوں حروف کے بعد ان مصدریہ کو ملحوظ مانا جاوے تو بظاہر دو حروف عامل

نابہ یعنی ان ولام کی ایک جماع ہونا لازم آوے گا وہ بالکل جائز نہیں اسلئے ان کو مقدر مانتے ہیں۔

گذائی شرح۔ فائدہ۔ لام جہز کے بارے میں نحاۃ کا اختلاف ہے (۱) کوئیوں کے نزدیک لام جہز

حرف زائدہ ہے اسکے لئے کوئی تعلق کی ضرورت نہیں جیسے بازائدہ کے لئے متعلق کی ضرورت نہیں نحو

مازید بقائم اکی ما زید قائمات (۲) اور بھریوں کے نزدیک یہ حرف جار زائدہ نہیں بلکہ اصل ہے اسکے لئے فعل

یا شبہ فعل ہونا ضروری ہے خواہ وہ فعل نقلی ہو یا تقدیری۔ اب اس تقریر سے کوئیوں پر اعتراض وارد

ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ میں خبر ناقص صرف مصدر ہے یعنی تعذیب اور اسم ناقص یعنی لفظ اللہ اسم ذات ہے

اب اسم ذات پر حمل صرف مصدر کا صحیح نہیں کہا ہوا ظاہر۔ کیونکہ حقیقت میں اسم ناقص مبتدا اور خبر ناقص

خبر ہے اب زید مذب کہنا یعنی زید ما زنا یہ مثال جیسے صحیح نہیں اس آیت مذکورہ بھی حمل صحیح ہوگا کیونکہ اللہ

تعذیب یعنی اللہ ان کو عذاب دینا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس کا جواب کوئیوں نے نقل کیا ہے اور

فرماتے ہیں کہ ان مثالوں کی تاویل جتنے سے صحیح ہوگا۔ تین طرح سے تاویل کی جا سکتی ہے۔ مشہور

تاویل، اول جانب اسم سے یعنی اسم ناقص کے شروع میں ایک مصدر مقدر مانا جاوے جیسے لفظ صفتہ

وغیرہ جیسے ماکان صفتہ اللہ تعذیبہم یعنی نہیں ہے اللہ کی صفت عذاب تیا۔

ترکیب، اول مانا زید ماکان فعل ناقص صفتہ اللہ ترکیب اضافی ہو کر اسم ناقص تعذیب شبہ فعل مضاف

ہم ضمیر مجرور متصل محل مجرور مفعول بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ مل کر خبر ناقص

اسم ناقص اور خبر ناقص ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تاویل دوم خبر کی جانب سے اور وہ دو تاویل ہو سکتی ہے۔ مصدر یعنی اسم فاعل جیسے ماکان اللہ تعذیبہم

ان ماکان اللہ تعذیبہم یعنی نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا ان کو۔ اسم فاعل یہ ذات مع الوصف ہے

اب ذات مع الوصف کا حمل صرف اللہ ذات پر صحیح ہوگا۔

ترکیب، مانا زید ماکان فعل ناقص لفظ اللہ اسم ناقص مذب شبہ فعل مضاف ہو ضمیر مترا فاعل ہم ضمیر

مضمون متصل محل مضمون مفعول بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ مل کر خبر ناقص

تاویل دوم مضاف مقدر بجانب خبر جیسے ماکان اللہ ذات قدیمہ بحذف مضاف بر مصدر تعذیب یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے یعنی صاحب عذاب نہیں ہے ۔

ترکیب سوم، مانا فیہ کان فعل ناقص لفظ اللہ اسم ناقص ذام مضاف تعذیم مذکورہ ترکیب کے مانند ترکیب اضافی ہو کر پھر مضاف الیہ ہو ذام مضاف کا مضاف اور مضاف الیہ مل کر خبر ناقص فعل ناقص اور خبر ناقص اور اسم ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اس صورت میں خبر ناقص کا محل لفظ اللہ اسم ناقص پر صحیح ہو گا کیونکہ دونوں اسم ذات ہے یعنی لفظ اللہ ذام جو خبر ناقص ہے وہ بھی اسم ذات ہے اب دونوں اسم ذات ہے۔ اسم ذات کا محل اسم ذات پر صحیح ہوتا ہے مگر بھریوں کے نزدیک یہ لام مجد تو جارہ غیر زائدہ ہے۔ اور ان کے نزدیک ایک شبہ فعل محذوف ہے اب تقدیری عبارت یہ ہو گی ماکان اللہ تاصداً ایعدیہم یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے کا قصد کرنے والا نہیں ہے۔ ترکیب مذہب بھری مانا فیہ کان فعل ناقص لفظ اللہ اسم ناقص قاصداً شبہ فعل ہو مرفوع متصل مستر فاعل لام۔ لام مجد حرف جار ان مصدر یہ تاصداً محذوف یعذب فعل ضمیر ہو فاعل مرجع لفظ اللہ اسم ضمیر منصوب متصل محلاً منسوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر تاویل مصدر محلاً مجرور مجرور لام حرف جار اور مجرور ملکر متعلق ہوا قاصداً شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل و فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ناقص فعل ناقص اور خبر ناقص اور اسم ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یہ صورت تاویل کی صورت نہیں کیونکہ قاصداً یہ صیغہ اسم فاعل ذات مع الوصف ہے اس کا محل لفظ اللہ اسم ذات پر صحیح ہو گا یہ مذہب فہما مضاف ہے جیسے عبارت مصنف سے معلوم ہوتا ہے۔

قولہ آو۔ اور وہ ادجوانی کے معنی میں ہو مذہب جمہور اور ادجوانی اللہ کے ہے مذہب سیبویہ کے اس کے بعد ان مقدر رک فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں لازمناً او تعطیٰ حقاً۔

سوال۔ بعد او ان تقدیوں ہوتا ہے۔ جواب ادجوانی کے معنی میں ہوا تو الی حرف جر ہے اور حرف جراسم پر داخل ہوتا ہے نہ کہ فعل پر اگر فعل پر داخل ہو تو اسکو اسم کے ساتھ تاویل کر دیتے ہیں ان مصدر کے ذریعہ اسلئے ان مقدرہ ماننے کی ضرورت ہوئی ایسا ہی ادجوانی الا یہ سستی کو نصب دینے کے واسطے متعلق ہوتی ہے اب جب فعل مضارع کے اوپر ان مقدرہ مانا جاوے گا تو الا غیر عامل ہونا لازم آوے گا وہ خلاف اصل ہے اسلئے ان مقدرہ مان کر ما بعد الا کو نصب دیتے ہیں ورنہ خلاف واقع لازم آویگا۔

جواب۔ حرف استثنا اسم پر داخل ہوتا ہے اگر فعل پر داخل ہو تو اسکو اسم کے ساتھ کرتے ہیں ان مصدر کے ذریعہ سے جمہور کے مذہب کے مطابق اس مثال کی تاویل ہوگی۔ جیسے لازمناً الی اعطاک حقاً۔

فائدہ۔ یہ معنی جو بعض شارحین نے کہا ہے کہ ادجوانی الا ان یا اولیٰ ان پھر اس کے بعد ان مصدر یہ کو مقدر مانے یہ محض غلط ہے کیونکہ اس صورت میں تکرار ان لازم آوے گا وہ تو جائز نہیں۔

ترکیب۔ مذہب جمہور لازمناً او تعطیٰ حقاً ای الی ان تعطیٰ حقاً یعنی لازم پکڑوں میں تھکو مجھ کو میرے حق

دینے تک لام تاکید زائدہ الزم فعل ضمیر انما مرفوع متصل محللاً مرفوع فاعل ک خطاب ضمیر منصوب متصل محللاً منصوب مفعول بہ اوحسرت زائدہ یعنی ال۔ ال حرف جار ان مصدر یہ مقدرہ تعین فعل ضمیر انت مرفوع متصل فاعل نون وقایہ کی شکم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول حقی ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ ثانی فعل و فاعل اور دونوں مفعول بہ ملکر بتاویل مصدر محللاً مجرور ہوا الی حرف جار کا جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا الزم تک فعل کے ساتھ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب - مذہب سیبویہ واضح ہو کہ سیبویہ کے نزدیک فعل مضارع پر ایک مضاف مقدرہ ماننا مجرور ہے تاکہ استثنائے صریح ہو تقدیری عبارت یہ ہوگی الزم تک او تعین حقیقی ای لازم تک فی کل وقت الا فی وقت ان تعین حقیقی - ترجمہ - تمکو میں تمامی وقت لازم پکڑوں مگر وقت میں دینے مجھے میرے حق کو۔

ترکیب - لام تاکید زائدہ الزم تک فعل انما فاعل ک خطاب ضمیر منصوب متصل محللاً منصوب مفعول بہ فی حرف جار کل مضاف وقت مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا فی حرف جار کا جار با مجرور مستثنیٰ منہ الا حرف استثنائی حرف جار وقت مضاف الیہ مضاف محذوف ان مصدر یہ تاہم محذوف تعین فعل انت فاعل نون وقایہ کی شکم مفعول بہ اول حقیقی ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ ثانی فعل و فاعل اور دونوں مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مفرد محللاً مجرور مضاف الیہ ہوا وقت مضاف کا مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا فی حرف جار کا جار با مجرور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا الزم تک فعل کے ساتھ فعل فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قائد کا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہونا شرط نہیں کبھی مرفوع اور کبھی مجرور ہوتا ہے مثال مذکورہ ہے اگر مستثنیٰ مجرور ہو تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ قولہ واو العرف - عرف کا معنی لغوی باز رکھنا واو صرف اس واو کو کہتے ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اپنے عامل معطوف علیہ کے حکم کو اپنے دخول معطوف پر آنے سے باز رکھتا ہے یا تو اعراب معطوف علیہ کو معطوف میں آنے سے باز رکھتا ہے اور اسکو ولو الجمع بھی کہتے ہیں جیسے لانا کل السمک و تشرب اللبن ترجمہ پھلی کو دودھ کے ساتھ ایک وقت میں منہ کھاؤ و شکم کا مقصود یہ ہے کہ ایک وقت میں پھلی اور دودھ کو کھانے میں جمع نہ کرو یہاں و تشرب میں جو واو ہے وہ واو عرف ہے کیونکہ واو کے ماقبل معطوف علیہ عدم اکل پر دلالت کرتا ہے اور تشرب اللبن اثبات شرب پر دلالت فرماتا ہے اور واو کی معطوف علیہ کی حکم کو معطوف پر آنے نہ دیا اگر واو عرف کے معطوف میں بھی لانا کا لحاظ کیا جاوے تب معنی بھی خلاف مقصود متکلم ہو جاوے اور اس وقت معنی یہ ہوگا کہ پھلی اور دودھ کھانے میں جمع مت کر یہ خلاف مقصود متکلم ہے۔

سوال - واو عرف فعل مضارع پر عمل کرنے کے لئے کیا شرط ہے۔
جواب - دو شرطیں ہیں اول یہ کہ واو کے ماقبل اور واو کے تاہم دونوں کے حصول کا زمانہ ایک ہی

جیسے مثال مذکور میں اکل السمک و شرب اللبن ایک زمانہ اور ایک حالت کھانے کو منع فرمایا نہ کہ مطلقاً کھانے کو۔
 دو شرط داؤ کے ماقبل امر و نہی و نفی و تمنی و عرض و استفہام میں سے کوئی ایک مقدم ہو ورنہ فعل مضارع
 کو نصب دیوے ہر ایک کی مثال۔ مثال امر زرنی واکرمک مثال نہی لاتا اکل السمک و شرب اللبن۔ مثال استفہام
 ہل عندکم مار و اشربہ مثال تمنی لیت لی مالا و انفقہ مثال نفی ماتینا و تحدثنہ۔ مثال عرض الاتزل بنا و تصنیب
 نیز ان مذکورہ مثالوں میں دو شرط موجود ہوتی ہیں جبکہ سے وادصرف کے بعد ان مقدرہ کہ فعل مضارع
 کو نصب دیتا ہے۔

سوال۔ وادصرف کے بعد ان مصدر کیہ کو کیوں مقدرہ مانتے ہیں؟

جواب۔ وادصرف حقیقت میں وادعاطف ہے اب وادصرف کے ناقبل جملہ انشائیہ اور ناقبل فعل مضارع
 جملہ خبریہ اب جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر صحیح نہ ہوگا اسلئے وادصرف کے مابعد ان مصدر یہ مقدر
 مان کر فعل مضارع کو مصدر کر دیتے ہیں۔ اور یہ مصدر وادصرف کے ناقبل جملہ انشائیہ سے جو مصدر سمجھا جا
 تا ہے اس پر عمل ہوا اب عطف المفرد علی المفرد ہوگا اور ترکیب بھی صحیح ہو جاوے گا کہ عطف المفرد علی الجملہ
 وہ صحیح نہیں جیسے مذکور ہوا مثال امر کی تاویل عبارت تقدیر عبارت لیکن منک زیارة واکرام۔ ترکیب
 لام امر مجازہ لیکن فعل ناقص منک جار مجرور بلکہ معطوف علیہ منی معطوف دونوں مل کر متعلق ہوا تا باشد
 فعل کے ساتھ تا باشد فعل ناقص با فاعل اور متعلق مل کر خبر ناقص مقدم زیادہ معطوف علیہ وادصرف عطف
 اکرام معطوف دونوں مل کر اسم ناقص مؤخر خبر ناقص مقدم اور اسم ناقص مؤخر مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
 مثال نہی کی تقدیر عبارت۔ لایکتب منک اکل السمک مع شرب اللبن (ترکیب) لالائے نایفہ منک متعلق
 ہوا بکتابت فعل کے ساتھ اکل السمک اضافی ہو کر فاعل مع مضاف شرب مصدر مضاف اللبن مفعول بہ مضاف الیہ
 دونوں مل کر پھر مضاف الیہ ہوا لفظ مع مضاف کا دونوں مل کر مفعول فیہ ہوا۔ لایکتب فعل و فاعل اور مفعول
 فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مثال نفی کی تقدیر و تاویل عبارت لیس منک ایتان و تحدتیک ایتان
 متوکیب۔ لیس فعل ناقص منک متعلق ہوا تا باشد کے ساتھ تا باشد فعل ناقص با فاعل و متعلق مل کر خبر ناقص مقدم
 ایتان معطوف علیہ تحدت مصدر مضاف ک فاعل مضاف الیہ ایتان مفعول بہ تانی مل کر معطوف ہوا ایتان
 معطوف علیہ اور معطوف مل کر اسم ناقص مؤخر خبر ناقص مقدم اور اسم ناقص مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 مثال استفہام کی تقدیر عبارت ہل یحون منکم مار و اشربہ منی۔

متوکیب۔ ہل حرف استفہام کیون فعل ناقص منکم معطوف علیہ وادصرف عطف منی معطوف علیہ
 اور معطوف مل کر متعلق ہوا تا باشد فعل کے ساتھ تا باشد فعل ناقص با فاعل اور دونوں متعلق سے مل کر
 خبر ناقص مار معطوف علیہ وادصرف عطف شرب معطوف دونوں مل کر اسم ناقص مؤخر فعل ناقص اپنے اسم
 ناقص مؤخر و خبر ناقص مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ مثال تمنی کی تقدیر عبارت لیت لی ثوبت مال انفقہ

فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور نصب دینے کے واسطے دو شرط ہے اول یہ کہ فاعل ماقبل ما بعد کے لئے اعتماد کرے اور دوسری شرط یہ کہ فاعل پہلے امر نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض سے کوئی ایک ہو۔ سوال۔ پہلی شرط کو کیوں دیا۔ جواب۔ فعل مضارع اگر عوامل نصب و جازم سے خالی ہو تو فعل مضارع کو رفع دینا اصل ہے اگر عامل نصب و جازم داخل ہو تب اپنے عامل کے مطابقت اپنے حال پر رہے گا اب جبکہ فعل مضارع پر ان مصدریہ کو مقدر ماننے تب معنی میں تغیر و تبدیل ہو جاتے ہیں اب معنی میں جیسا کہ تغیر ہوا اب فاعل کو لاکر لفظ میں بھی تغیر کیا تاکہ تغیر لفظ تغیر معنی پر دلالت کرے سوال۔ دوسری شرط کیوں کیا۔

جواب۔ اسلئے اشیاء بستہ کو شرط کیا تاکہ ساخت یہ وہم نہ کرے کہ فاعل کے بعد جو جملہ ہے وہ فاعل کے پہلے جملہ پر عطف ہوا بلکہ عطف المفرد علی المفرد ہو گا کیونکہ اگر عطف الجملہ علی الجملہ قرار دیا جاوے تو عطف الجزیہ علی الانشائیہ لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے جیسا کہ اوپر میں مذکور ہوا فاعل کی مثال اور ترکیب و اوصاف کی مثال اور ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ داد کی جگہ میں فاعل کو لاوے مثال امر کی تقدیر عبارت لیکن منک زیارة فاعلام منی مثال نہی کی تقدیر عبارت لاکن منک مشتمل فقرب منی مثال نفی کی تقدیر عبارت لیس منک اتیان فمحدثیک منی۔ مثال استفہام کی تقدیر عبارت ہل یجون منکم ہا فشریب منی۔ مثال تمنی کی تقدیر عبارت لیست لی بوث مال فانفاق منی۔ مثال عرض کی تقدیر عبارت الایجون منک نزول فامابہ خیر منی اور کبھی بدون شرائط مذکورہ کے فاعل کے بعد ان مصدریہ مقدر رہتا ہے۔

قولہ اشلتما مشہورہ یعنی مذکورہ ان مقدر رہنے کی مثال تو شائع ضائع ہے بتفصیل و بیان کی ضرورت نہیں لیکن ناچیز بنرض سہولت بیان کر دیا۔

قسم دوم حسب وفیکہ فعل مضارع راجع کمند و ان بنجست کمند و لام امر ولای نہی و ان شرطیہ چون لم یبصر و کما یبصر و لیبصر و لا تبصر و ان تبصر انبصر بدانکہ ان در دو جملہ رود و چون ان تغرب اضرب جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم راجع ان براکی مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چون ان صوبت صوبت و اینجاست تقدیری بود زیرا کہ ماضی موجب نیست و بدانکہ چون جزای شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا و ما فاور جملہ آور دن لازم بود چنانکہ گوئی ان تاتنی تانت محکم و تاتنی تانت تانت و ان اتاک عمرو فلا تحنه و ان اگر متنی فحوالت اللہ حیبرا

مصنف فعل مضارع کے عامل ناصب کو بیان سے فارغ ہو کر فعل مضارع کے عامل جازم کو بیان کرنا شروع فرمایا دوسری قسم وہ مسرُوف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ عامل جازم پانچ ہیں چنانکہ بعد القاب جبر جاتی نے فرمایا ان دلم ولما ولام امر و لائے نہیں نیز پنج حرف جازم فعلند ہر ایک بیدعا اول لم سوال لم فعل مضارع کو جزم کیوں دیتی ہے۔ جواب لم کی لفظا و معنا ان حرف شرطیہ کے ساتھ مشابہت ہے اب مسرُوف شرط جیسا کہ فعل مضارع کو جزم دیتی ہے لم بھی جزم دینگا اور لفظا مشابہ ہے کہ ان شرطیہ جیسا کہ دو حرف دالا ہے لم بھی دو حرف والی ہے اور ان میں جیسا کہ حرف اول متحرک و حرف دیگر ساکن لم میں بھی حرف اول متحرک اور حرف دوم ساکن اور مشابہ ہے کہ ان شرطیہ جیسا کہ ماضی کے معنی کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے لم بھی فعل مضارع کو ماضی منفی کی طرف پلٹ دیتی ہے اب نفس پلٹانے میں دو توں کی مشابہت ہونے کی وجہ سے ان شرطیہ جیسا کہ جزم دیتی ہے لم بھی جزم دیوینگا تاکہ مشابہت باقی رہے سوال۔ ان شرطیہ جزم کیوں دیتی ہے۔

جواب۔ واضح نے اس کو جزم دینے کیلئے بنایا اسلئے وہ جزم دیتی ہے اور اصطلاح پر کوئی اعتراض و مناقشہ نہیں کہولم لاناقتشہنی الاصطلاح۔ جواب ان جبکہ دو جملہ پر داخل ہوتا ہے اور دو جملہ میں عمل کرنا موجب ثقالت ہے پس عمل قوی یعنی حکایت دینے کی طاقت نہیں رکھتی ہے اس سے اضعف و اخف ترین حرکات جو کہ جزم ہے عمل ان کے لئے منقض کیا کذا فی الشرح میں

قولہ لکنا۔ لٹا بھی فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور جزم کی علت وہ ہے جو لم میں مذکور ہیں۔

سوال۔ لم ولما کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب۔ لم ولما کے درمیان چند فرق ہے (۱) لم مطلق ماضی منفی کے لئے مستعمل ہوتا ہے یعنی زمانہ ماضی سے کسی ایک زمانہ میں تکلم نے کوئی کام نہ کیا اور لما استعراق ماضی منفی کے لئے وضع کیا گیا ہے استعراق یعنی زمانہ ماضی سے زمانہ تکلم تک کسی کام کی نفی کرنے کے لئے لا موضوع ہے جیسا کہ لایضرب یعنی کسی زمانہ میں نہ مارا یعنی ہمیشہ اب زمانہ موجود تک بھی نہ مارا (۲) لم کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز نہیں اور لما کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز ہے اگر قریبہ ہو پس شارقت المدینہ ولما یہ اصل میں شارقت المدینہ لٹا اول خلافا تھا اب ادخلها کو لما کے بعد سے حذف کر دیا یعنی قریب ہوا میں شہر کو نہیں داخل ہوں پس شارقت المدینہ ولم کہنا صحیح ہوگا۔ (۳) لٹا یہ حرف شرط کو داخل کرنا جائز نہیں ہے اور لم کے اوپر داخل کرنا جائز ہے جیسا کہ ان لم یضرب ومن لم یضرب اور ان لما یضرب اور من لما یضرب کہنا صحیح ہوگا کیونکہ لٹا یہ حرف شرط داخل ہوا اور وہ جائز نہیں ہے (۴) لما امید کے کاموں میں مستعمل ہوتا ہے اور لم ایسا نہیں۔ قولہ لام امر اسکو کہتے ہیں جو کسی کام کو تلاش کرنے پر دلالت کرے اور لائے نہیں اسکو کہتے ہیں جو کسی کام تلاش نہ کرنے کے لئے دلالت کرے۔

سوال - لام امر اور لائے نہی فعل مضارع کو جزم دیتی ہے۔

جواب - لام امر اور لائے نہی یہ دونوں معنائیں شرطیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اب ان شرطیہ جیسا کہ فعل مضارع کو جزم دیتی ہے لام امر اور لائے نہی بھی دیکھا جیسا کہ لیغرب و لا تقرب اور مشابہت یہ ہے کہ ان شرطیہ جیسا کہ ماضی کو استقبال کی طرف انتقال کرتی ہے ویسا ہی لام اور لائے نہی بھی فعل مضارع کو حال اور استقبال مشترک سے استقبال کیلئے پلٹا کر دیتی ہے اور ہر ایک کی مثال لم لیغرب و لا تقرب و لیغرب و لا تقرب اور اس کی ترکیب سہل ہونے کی وجہ سے بندہ نے بیان نہیں کیا۔ قائل قولہ۔ ان تصرفنہ کو جزم دیتی ہے جیسے ان تصرفنہ یعنی اگر تو مرد کرے گا میں بھی مدد کر دوں گا۔

ترکیب، ان شرطیہ جازمہ تصرفنہ انت ضمیر مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، انہر فعل ماضی مرفوع متصل مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزمنا شرط اور جزمنا مل کر جملہ شرطیہ۔

قولہ ما بدانکہ ان در دو جملہ رود الخ یہ لہذا ان شرطیہ سے کچھ حکم کو بیان کرنا مقصود ہے اور جملہ شرطیہ اسکو کہتے ہیں جیسے ایک جملہ کو دوسرے جملہ کیلئے معلق کرے پہلے جملہ کو شرط کہتے ہیں اور ثانی جملہ کو جزمنا کہتے ہیں۔ سوال - شرط اور جزمنا کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب - شرط کو اسلئے شرط کہا جاتا ہے کہ اس میں دوسرا جملہ وجود میں آنے کیلئے جملہ اول کی ضرورت پڑتی ہے اب شرط بھی جزمنا اول اسلئے شرط کو شرط کہتے ہیں اور جزمنا یعنی کامل کر دینا اور جزمنا کو جزمنا اسلئے کہتے ہیں کہ وہ جملہ اول کے خواہش کو کامل کر دیتا ہے جیسا کہ مثال مذکورہ میں تصرفنہ شرط ہے اور انہر جزمنا ہے کیونکہ متکلم کا مدد وجود میں آنے کیلئے مخاطب کی نصرت شرط ہے۔

قولہ ان تقرب اضرب یعنی اگر تارے گا تو مار دوں گا میں اسکی ترکیب بعینہ ان تصرفنہ کی مانند ہے پس اسکو پھر لٹانے کی حاجت نہیں۔ قولہ ان برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود پس اس عبارت سے مصنف کا مقصود ان شرطیہ کی فعلی اور معنوی عمل بیان کرنا ہے واضح ہو کہ ان شرطیہ معنی مستقبل کے لئے ہوتی ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہوئے پس ان ماضی کو معنی مستقبل میں کر دیتی ہے جیسا کہ ان ضربت ضربت یعنی اگر تارے گا تو مار دوں گا میں یہاں ضربت اور ضربت دونوں ماضی کا صیغہ ہونیکے باوجود بھی مضارع کا بھی معنی دیا اگر مضارع پر داخل ہوتے بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتی ہے۔

مشترک نہیں رہتی ہے۔ قولہ ان ضربت ضربت (ترکیب) ان شرطیہ جازمہ ضربت فعلت ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ضربت فعلت ضمیر فاعل فعل اور فاعل مل کر جزمنا شرط اور جزمنا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قولہ اینما جزم تقدیری بود نہ ہر کہ الخ اور یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے اور سوال یہ ہے

کہ اگر ان شرطیہ جزم دیتا ہے تب ضربت ضربت میں جزم کیوں نہیں دیا اب اس کا جواب مصنف نے فرمایا اس میں بھی ان شرطیہ عمل کی مشابہت و کلف عمل نہ کیا لیکن عمل تقدیری کی کیونکہ فعل نامی مبنی ہونے کی وجہ سے لفظ عمل نہ کرے گا۔

فائدہ ۶۔ اگر شرط و جزا مضارع کا صیغہ ہو تو جزم دینا واجب ہے لفظا مثال گذر گیا اگر شرط و جزا نامی ہو تو تب لفظ عمل نہ کرے گا لیکن تقدیراً عمل کرے گا مثال گذر گیا اگر شرط مضارع ہو اور نامی ہو جزا تب بھی مضارع کو جزم دینا واجب ہے مثال ان تقریب ضربت اگر جزا مضارع اور شرط نامی ہو تب جزا میں جزم دینا اور نہ دینا دونوں جائزے مثال ان ضربت تقریب۔

قولہ بدانکہ چون جزا کے شرط جملہ اسمیہ باشد الحیا امر و نہی الحی اس عبارت سے مصنف یہ فرماتے ہیں کہ ان شرطیہ کی جزا میں کب نا آتی ہے وہ مصنف مشہور کی بنا پر چار جگہ بتایا مگر نا چیز بحسب استقرار چند مواقع کو بیان کرتا ہے ان اشارت اللہ تعالیٰ ذیل کی جگہوں میں جزا میں فار لانا واجب ہے۔ (۱) اگر شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے ان تائینی مانع مکرم اگر تو میرے پاس آوے پس اکرام کیا جاوے تو ترکیب ان شرطیہ جائزہ تائنی فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر مفعلاً مرفوع فاعل نون وقایہ کی منکلم ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فاجزیہ انت ضمیر مرفوع متصل مفعلاً مرفوع مبتدا مکرم مشبہ فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر مفعلاً مرفوع نائب فاعل مشبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ (۲)

اگر جزا امر کا صیغہ ہو جیسے ان رایت زیدا فا کر مہ اگر زید کو دیکھے گا تو پس اکرام کر تو اس کو ترکیب ان حرف شرط رایت فعل تائیمی مرفوع متصل بارز مفعلاً مرفوع فاعل زید مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فاجزیہ اگر تم فعل ضمیر انت فاعل ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ (۳) اگر جزا نہی واقع ہو جیسے ان اتاک عمر و فلا تہنہ اگر عمر و تیرے پاس آوے پس اس کی امانت مت کر ترکیب ان حرف شرطیہ جائزہ اتا فعل عمر و فاعل ک خطاب ضمیر منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر

شرط فاجزیہ لالائے نہی جائزہ تین فعل ضمیر انت فاعل ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) اگر جزا جملہ دعائیہ واقع ہو جیسے ان اگر تھی فزاک اللہ خیرا اگر اکرام کرے تو میرا پس بدل دے گا تب حکم اللہ تعالیٰ اجماعاً بدلہ ترکیب ان حرف شرط اکرم فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل علی طریقہ المذكورہ نون وقایہ کی منکلم ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فاجزیہ جزا بروزن و فاعل لفظ اللہ فاعل ک ضمیر منصوب متصل مفعلاً منصوب

مفعولہ۔ اول خبر مفعول بہ ثانی

فعل اور فاعل اور دونوں مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ (۵) اگر جہ نماضی ہو سے قد کیسے
 جیسے ان اگر متنی نقد اگر تنگ اس اگر تو جھکو اکرام کرے پس البتہ اکرام کیا میں تم جھکو گذشتہ کل (۶) جواب
 استقیام ہو بل تعلم فتیح (۷) اگر جہ نماضی مع منفی ہوتا کے ساتھ جیسا کہ ان تشریحی نماز تک یعنی اگر
 جھکو گالی دیوے تو پس نہیں ماروں گا میں تم جھکو (۸) اگر جہ نماضی مع منفی ہولم کے ساتھ جیسا کہ ان تشریحی فلم
 اضرک یعنی اگر تو جھکو گالی دیوے پس نہیں ماروں گا میں تم جھکو (۹) اگر مفعول مع منفی ملن ہو جیسا کہ ان تقریر
 الکتاب ملن تستقل یعنی اگر کتاب اللہ کو پڑھے تو پس ہرگز گمراہ نہیں ہوئے تو تمہی کے جواب میں جیسا کہ بیت
 لی کتاب تہننی کاشکہ مرے لئے کتاب ہوتی پس پڑھوں (۱۰) عرض کے جواب میں جیسا کہ الاتسار بنا تعقیب
 خیر کیوں نہیں اترا تو ہمارے ساتھ پس پہنچے تو بھلائی کو سوال جزا میں فایوں لاتے ہیں۔ جواب۔ دہمخ
 ہو کہ ایک قاعدہ کلیتہ ہے جس جگہ شرط تاثیر ہو کر تو فالانا اس وقت جزا میں جائز نہیں اگر حرف
 شرط تاثیر نہ کرے تو فالانا البتہ واجب ہے جیسے ان مواضع مذکورہ میں حرف شرط کا کوئی اثر نہیں
 غور سے دیکھو فلہذا فالانا واجب ہے اگر حرف شرط کا تاثیر ضعیف ہو تو فالانا اور نہ لانا جائز ہے۔

باب دوم در عمل فعال

بدانکہ بیع فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونه است قسم اول معروف بدانکہ
 فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر رفع کند چون قائم نہاید و ضروب عمدت
 و شش اسم را نصب کند اول مفعول مطلق را چون قائم نہاید قیاماً و ضروب نہاید ضویاً
 دوم مفعول فیہ را چون ضمنت یوم الجمعة و جلست فوقک سوم مفعول معہ را چون
 جاء الیہ و البعثات ای مع البعثات چہارم مفعول لہ را چون قمت الیوم الیہ
 ضروب متعدی یا بیعیم حال را چون جاء نہاید کہ کہنا ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت
 فعل بفاعل ایہامی باشد چون طاب نہاید نفساً اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چون
 ضرب نہاید عمدتاً و این عمل فعل لازم را نباشد

تشریح۔ واضح ہو کہ مصنف معروف عامل در اسم و در فعل مضارع کے بیان سے فارغ ہونے کے
 بعد افعال عامہ کے بیان کو شروع فرمایا بقول بدانکہ بیع فعل غیر عامل نیست البتہ قسم فعل خواہ لازم
 ہو خواہ متعدی خواہ متصرف ہو یا غیر متصرف خواہ مقار بہ ہو یا غیر مقار بہ خواہ تامہ ہو یا غیر تامہ۔

الاصول پر تبسم کا فعل عمل کرنے والا ہے کیونکہ فعل کی اصل عمل کرنا ہے اور ہر شے کا اپنا اصل پر برقرار رہنا یہ بھی ایک اصل ہے بنا علیہ کوئی فعل ایسا نہیں ملے گا کہ وہ عمل کرنے والا نہیں ہے اور فعل عمل کے اعتبار سے دو قسم پر ہے اول معروف دوم مجهول، فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے اور چودہم یعنی اسم مفعول مطلق و فیہ و معہ و لا و حال و تیز کو نصب کرتا ہے اور یہ عمل فعل لازم معروف کا ہے لیکن فعل متعدی معروف ساٹھ اسم کو نصب کرتا ہے انہیں سے چھ قسم جو مذکور ہو چکا باقی ایک قسم وہ مفعول بہ ہے خواہ وہ نصب لفظی ہو یا بتقدیری ہو خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو یا اغراب بالحرکت ہو یا اوزاب بالحروف ہو جیسا کہ بالتفصیل بحث اعراب میں مذکور ہوا۔

فعل کا معنی لغوی کرنا کام کا اور اصطلاح میں فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دلالت کرتا ہے ایسے معنی پر جو اسکے نفس میں ہونے والا ہے۔ جس حالیکہ وہ معنی میں زمانوں میں سے کسی زمانوں کے ساتھ ملنے والا ہو۔ فعل لازم۔ لازم کا معنی لغوی لیٹنے والا اور اصطلاح میں فعل لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو صرف فاعل سے تمام ہو جاتا ہے اور مفعول بہ کی طرف محتاج نہیں ہے۔ فعل متعدی۔ متعدی یعنی تجاوز کرنا اور اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں جو صرف فاعل سے تمام نہ ہو کر مفعول بہ کی طرف تجاوز کرتا ہے یعنی مفعول بہ کے بغیر اس کا معنی ناتمام رہتا ہے۔ اور فعل معروف اس فعل کو کہتے ہیں جسکو فاعل جلی یعنی اسم ظاہر اور فاعل خفی یعنی اسم ضمیر کی طرف نسبت کیا جاوے اور اسکو معلوم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا فاعل معلوم ہے اور فعل مجهول اسکا خلاف۔ اور فعل متصرف اس فعل کو کہتے ہیں جسکو نامنی و مضارع و غیرہ کی طرف گردانا جاتا ہے اور فعل غیر متصرف اسکا خلاف ہے اور باقیوں کی تعریف آئندہ میں آنے والی ہے مثال فاعل۔ قام زید و کھڑا ہوا زید، قام فعل زید اسکا فاعل فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ و ضرب عمرو در مارا عمرو نے، ضرب فعل عمرو اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مثال اول فعل لازم کا اور مثال ثانی فعل متعدی کا۔

مثال منصوبات۔ اول مفعول مطلق کا مثال جیسے قام زید قیانا کھڑا ہوا زید کھڑا ہونا، یہ مثال مفعول مطلق برائے تاکید کی ہے قام فعل زید فاعل قیانا مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور ضرب زید ضربا در مارا زید نے مارا، یہ مثال بھی برائے تاکید ہے ضرب فعل زید فاعل اور ضربا مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ مثال اول فعل لازم کا اور مثال ثانی فعل متعدی کا۔ دوسری قسم مفعول فیہ کو نصب کرتا ہے جیسے صمت یوم الجمعہ و جلست فوق دروزہ رکھا میں جمعہ کے دن کا اور بیٹھا میں تیرے اوپر صمت فعل ت ضمیر مفعول متصل بارز محل مفعول فاعل اور یوم الجمعہ ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ طرف زمان فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ دوسری قسم فعل متعدی کا مثال یہ ہے ضربت یوم الجمعہ و ضربت فی السوق اور ان

دونوں کی ترکیب مذکورہ بالا ترکیب پر قیاس کیجئے۔ تیسرا مفعول مہ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے جاہ البرد
 والبیات ای مع البیات یعنی موسم جاہ آؤ ساتھ جتوں کے ترکیب۔ جاہ فعل البرد فاعل واو معنی مع البیات
 مفتہ بالفتح ای حرف تفسیر مع مضاف البیات مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر مفسر بالکسر
 مفتہ و مفسر مل کر مفعول مہ فعل اپنے فاعل اور مفعول مہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ راز بڑا حضور مرحوم
 اور بعض نے اسکی ترکیب یوں کیا ہے۔ جاہ فعل البرد فاعل والبیات کو مفعول مہ ہاں اگرچہ یہ ترکیب صحیح
 ہے لیکن اولی نہیں کیونکہ ای مع البیات کو شامل نہیں کرتا ہے اور البیات یہ مفعول مہ ہے تو نصب ہونا
 واجب تھا لیکن بظاہر جر ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ بیات جر کی جمع ہے جمع نونث سالم اور جمع نونث
 سالم کا اعراب حالت نصب میں جر کے ساتھ ہوتا ہے حکما جیسے مذکور ہوا اسلئے جر ہوا اور مثال فعل
 لازم کا ہے اور فعل متعدی کا مثال یہ ہے ضرب زید عمر مع بکر دما زید نے عمر کو بکر کے ساتھ اسکی
 ترکیب مذکورہ بالا ترکیب پر قیاس کیجئے۔ چوتھا مفعول لہ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے قت اگرنا زید۔
 زید کا تعظیم کرنے کی غرض سے کھڑا ہوا میں ترکیب ثمت فعلت ضمیر مرفوع متصل بارز محل مرفوع فاعل
 اگرنا مشبہ فعل مصدر لام حرف جار زید مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اگرنا مشبہ فعل کا
 اور شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ ہوا ثمت فعل کا ثمت فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر
 جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف ضربہ تا و تیار مارا میں نے زید کو ادب دینے کی غرض سے،
 ترکیب ضربہ فعل بفاعل ضمیر منصوب متصل محل منصوب مفعول بہ اور تا و تیار مفعول لہ فعل اپنے فاعل
 اور مفعول بہ اور لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اور مثال اول فعل لازم کا اور مثال ثانی متعدی کا
 پانچواں حال کو بھی نصب دیتا ہے جیسے جاہ زید ما کتابا یعنی آیا زید حالت رکوب میں، جاہ فعل زید ذوال
 را کتابا مشبہ فعل ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال ذوالحال اپنے حال
 سے مل کر فاعل ہوا جاہ فعل کا جاہ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور یہ مثال فعل لازم کا ہے
 اور فعل متعدی کا مثال یہ ہے جیسے ضرب زید شد وذا۔ چھٹا تیز کو بھی نصب دیتا ہے بشرطیکہ
 فعل یا شبہ فعل کی نسبت اپنے فاعل کی طرف کرنے میں بہام ہوئے جیسے طاب زید نفسا خوش ہوا
 زید از روئے نفس کے، طاب فعل زید میز بالفتح نفسا تیز میز اور تیز مل کر فاعل فعل اپنے فاعل سے
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور فعل لازم کی مثال ہے اور فعل متعدی کی مثال اسپر قیاس کر لو۔
 قولہ اما فعل متعدی الخ یعنی فعل متعدی مفعول بہ کو نصب کرتا ہے جیسے ضرب زید عمر و امارا
 زید نے عمر کو۔ ضرب فعل زید فاعل عمر فاعل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
 و قولہ۔ اس عمل فعل لازم رہا باشد الخ یعنی مفعول بہ کو نصب کرنا یہ عمل خاص کر کے فعل متعدی مرفوع

فصل بدانکہ قاعل اسمیت کہ پیش از وے فعلی باشد مسند بدان اسم بر طریق قیام
 فعل بدان اسم چون **سُرَّيْدُ** در **ضَرْبِ زَيْدٍ** و مفعول مطلق **مَعْدَرِيسَتِ** کہ واقع شود بعد
 از فعلی و آن مصدر یعنی آن فعل باشد چون **صَرَبًا** در **ضَرْبَتِ** خبریاد قیام ماس تمت قیام
 و مفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور در واقع شود و او را طرف گویند و طرف بر دو گونه است
 طرف زمان چون **يَوْمَ** در **مَمْتِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ** و طرف مکان چون **عِنْدَ** در **جَلَسَتْ عِنْدَ**
 و مفعول موع اسمیت کہ مذکور باشد بعد از او بمعنی مع چون **وَالْجَبَابِ** در **جَاءَ الْمَرْءُ**
وَالْجَبَابِ اى مع **الْجَبَابِ** و مفعول له اسمیت کہ دلالت کند بر چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد
 چون **اِكْلَ مَا دَسَّ قَمَّتْ اَكْرَامًا لِيَدِي** و حال اسمیت نکره کہ دلالت کند بر بیات فاعل
 چون **سُرَّ كِتَابًا** در **جَاءَ سُرَّيْدًا** کتاب یا بر بیات مفعول چون **مَشَدُ** و **دَا** در **ضَرْبَتِ سُرَّيْدًا**
مَشَدُ و **دَا** یا بر بیات بر دو چون **سُرَّ كَبِي** در **لَعِيَتْ سُرَّيْدًا** **سُرَّ كَبِي** و فاعل و مفعول
 را **ذَوِ الْحَالِ** گویند و آن غالباً معرفه باشد و اگر نکره باشد حال را مقدم دارند
 چون **جَاءَتِي سُرَّ كَبِي** و حال جمله نیز باشد چنانچه **سُرَّيْتِ الْاُمَيْرِ وَ هُوَ سُرَّ كَبِي**
سُرَّيْتِ اسمیت کہ رفع ابهام کند از **عَدُو** چون **عِنْدِي** **اَخَذَ عَشْرَ دِينَ هَيْتًا** یا **زَيْن**
 چون **عِنْدِي** **سُرَّ طَلَّ سُرَّيْتًا** یا **زَكِي** چون **عِنْدِي** **تَقْدِيرًا** **بُرَّ** یا از مساحت چون
مَا فِي السَّمَاءِ قَدَّ سُرَّ رَاحَةَ مَحَابِلًا و مفعول به اسمیت کہ فعل فاعل بر دو واقع شود چون
ضَرْبِ سُرَّيْدٍ عَمَّ بدانکہ این همه منصوبات بعد از تمامی جمله باشند و جمله بفعل و فاعل
 تمام شود و بدین سبب گویند کہ **الْمَنْصُوبُ فَضْلَةٌ**

تشکیک - معنی زر ہے کہ تشریح سے پہلے فاعل کی تعریف میں جو عبارات منعلقہ ہے اسکو حل کرنا ضروری
 ہے تا باسانی فاعل کی تعریف معلوم ہو جائے قول پیش از وی میں وی کا مرجع اسم ہے مسند اسم مفعول اسکی
 ضمیر راجع ہے طرف فعل یا شبہ فعل کے جو فاعل سے پہلے ہو۔ قول بدان اسم اس سے اشارہ اس بات کی
 طرف کہ مرجع اس کا وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل یا تو شبہ فعل ہو فاعل کا نوعی معنی کرنے والا کسی کام کا
 اور اصطلاح میں فاعل ایسا اسم ہے خواہ اسم مرتبی ہو تبادلہ جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو اور اس فعل
 یا شبہ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف ہو۔ جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو بطریق قائم ہونے یا تو صادر
 ہونے اس فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کے ساتھ صدور جیسا کہ افعال اختیار یہ میں مثلاً **اَكَلَ** و **شَرِبَ** وغیرہ

یا عدم صدور جیسا کہ افعال غیر اختیار یہ میں مثلاً طال و نالت وغیرہ اور قولہ پیش از دی فعلی باشد سے زید قام سے اقرار ہے کیونکہ زید اسم سے پہلے کوئی فعل واقع نہ ہو تو زید مبتدا اور قام کو خبر سے تعبیر کرتے ہیں یہ مذہب بصری کا ہے لیکن کوئیوں کے نزدیک زید قام اور قام زید دونوں ایک برابر ہے اور دونوں صورت میں زید فاعل ہے اور تقدیم فاعل علی الفعل ان کے نزدیک جائز ہے لیکن مصنف نے بھریوں کا مذہب اختیار فرمایا اس نے پیش از دی کی قید کے ساتھ مقید کیا و بقولہ مسند بذاں اسم کی قید سے مفاعیل خارج ہو گئے کیونکہ مقولات کے ساتھ مسند نہیں ہوتا ہے۔

و بقولہ بر طریقی قیام فعل بذاں اسم کی قید سے مقول نام ایسم فاعلہ خارج ہو گیا کیونکہ وہ بر طریقی وقوع فعل علیہ ہے اور بر طریقی قیام فعل الخ یہ قید بر مذہب ابن حاجب لگانا لابدی ضروری ہے ورنہ متعلق مفصل اور اکثر بھریں اور شیخ عبد القادر جرجانی کے نزدیک اس قید کو ترک کرنا واجب ہے کیونکہ یہ حضرات فاعل اور نائب فاعل میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں (کذا فی الفوائد ضیائیہ والدرایہ)

مثال فاعل جیسے زید فاعل ہے ضرب زید میں (ترکیب) ضرب فعل زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ و قولہ مقول مطلق وہ ایسا مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو بشرطیکہ وہ مصدر فعل مذکور کے معنی میں ہو۔ یعنی مقول مطلق اور فعل مذکور دونوں مثنی مصدری میں ایک ہونے کہ جینہ فعل مذکور کے معنی میں ہو کیونکہ فعل اصطلاحی کے تین معنی ہیں (۱) مثنی مصدری (۲) نسبت الی فاعل ثانی (۳) احران با زمان اور وہ مقول مطلق میں موجود نہیں اور اس مصدر سے مراد عام ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی

اور فعل مذکور سے عام مراد ہے خواہ موقوف ہو یا مقدر جیسے ضرب الرقاب اصل میں فاعلہ لولا ضرب الرقاب تھا لیکن لفظاً و باباً متحد یعنی ایک ہونا ضروری نہیں جیسے لفظاً و باباً و معنا متحد ہے ضربتہ مرنایا تو لفظاً متحد نہ ہو لیکن مثنی و باباً متحد ہو جیسے تعدت جلتا یہ مثال ان لوگوں کے قول پر صحیح ہے جنہوں نے تو دو مجلس کو مرادف مانا ورنہ مثال صحیح نہ ہوگی کیونکہ فعل مذکور کے معنی میں نہ ہو گا یا تو لفظاً و معنا متحد ہو لیکن باباً تغایر ہو جیسے نسبت اللہ نباتا اور انبات اور نبات دونوں باباً متغایر ہے و کما ذکر فی الصرف یا تو لفظاً و باباً تغایر ہو لیکن مثنی متحد ہو جیسے ناد جس فی لفظ خیفہ موسیٰ کیونکہ ایجا س باب افعال سے یعنی در دل انگندن ترس را کے ہے (کذا فی الصراح) اور خیفہ کے معنی بھی ڈرانا اب دونوں معنی متحد ہے لیکن باب و لفظ میں تغایر ہے مثال مقول مطلق جیسے مرنایا یہ مقول مطلق ہے ضربت مرنایا اور قیام مقول مطلق ہے تری تیانہ میں دونوں مثال کی ترکیب گذر گئی۔

فائدہ۔ مقول مطلق تین معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اول تاکید کے واسطے مثال مذکور ہوا۔ دوم بیان نوع کے لئے جیسے جلستہ جلستہ بحر الجیم دبیجا میں ایک نوع بیہنا، سوم بیان عدد کے لئے جیسے جلستہ

جلستہ بافتح ریٹھا میں ایک مرتبہ بیٹھا، جیسے شاعر کہتا ہے۔ شعر

الفُعْلَةُ لِلْمَرْءِ وَالْفُعْلَةُ لِلْحَاكِمَةِ وَالْفُعْلَةُ لِلْقَدِيسِ وَالْمِفْعَلُ لِلْأَلْبَةِ

دو قول مفعول فیہ اسمیت الخ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مفعول فیہ کا مطلب جس میں فعل کیا گیا ہو اور اصطلاح نجات میں مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو حقیقتاً ہو یا حکماً اور فعل مذکور سے مراد عام ہے خواہ فعل لغوی یا اصطلاحی اور مفعول فیہ کو اصطلاح نجات میں طرف بھی کہا جاتا ہے کیونکہ طرف کے معنی برتن کے ہیں اور برتن جیسا کہ چیزیں سمائی جاتی ہیں ویسا ہی مفعول فیہ میں بھی فعل مذکور کو سما یا جاتا ہے خواہ زمان میں ہو یا مکان میں ہو پھر طرف دو قسم پر ہے یعنی حقیقتہ مفعول فیہ دو قسم پر ہے ایک مفعول فیہ طرف زمان وہ اسکو کہتے ہیں جس زمانہ یا وقت میں فعل مذکور واقع ہو۔ دوسرے طرف مکان وہ اسکو کہتے ہیں کہ جس جگہ یا مکان کے اندر فعل مذکور کیا جاتا ہے مثال اول جیسے یوم مفعول فیہ ہے صمت یوم الجبوتہ کے اندر اسکی ترکیب گزر چکی ہے مثال ثانی جیسے جلستہ عندک اسکی ترکیب مثل جلستہ فونک کے ہے۔

فائزہ۔ شہدت یوم الجبوتہ جو مفعول بہ وہیہ دونوں کا فعل ہے اس سے اعراض وارد نہ ہوگا کیونکہ ہر قولیاً کے اندر قید حیثیت ملحوظ ہوا کرتی ہے۔ اسلئے مثال مذکور میں اگر من حیث ما فعل فیہ ہو تو مفعول فیہ واگر من حیث واقع علیہ ہو تو مفعول بہ (فلا مناشئہ) اور وہ دو ترکیب یعنی انا صارب یوم الجبوتہ والعجمنی صرنک یوم الجبوتہ میں داخل ہوگی کیونکہ ان دونوں میں شبہ فعل مذکور و فعل لغوی موجود ہے۔ باقی تقریرات آئندہ کتابوں میں پائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

وقولنا مفعول مؤخر مفعول مؤخر معنی لغوی جسکے ساتھ فعل کیا گیا ہو اور اصطلاح میں مفعول مؤخر وہ اسم ہے جو واد یعنی مع کے بعد واقع ہو والیات مفعول مؤخر ہے جو جاء البرد والیات ای مع البیات کے اندر ہے اور اسکا معنی دو ترکیب مذکور ہو چکا واد یعنی مع کے بعد واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ مفعول مؤخر مفعول فعل کی مصاحبت پر دلالت کرے اور یہ مصاحبت کئی قسم پر ہے اول یہ کہ مفعول مؤخر فاعل کا ہم مصاحبت ہو بیجا دونوں فعل سے صادر ہونے میں جیسے استواء الماء والخشبۃ۔ پانی لکڑی کے برابر ہوا۔ یا تو مفعول مؤخر اور مفعول اولوں میں مصاحبت ہو جیسے ضربت زید مع بکر یا تو مفعول مؤخر فاعل و مفعول دونوں کی مصاحبت ہو جیسے کفاک زید در ثبات کفایت کیا مجتہ کو زید ساتھ در ہم کے عرف مفعول مؤخر کے فاعل کے بارے میں نجات کا اختلاف ہے اول عبد القاصیدہ جرجانی کے نزدیک مفعول مؤخر کا فاعل عرف واد ہے جیسے انک شتر میں ہے۔

واد و یا دہمنزہ و الا ایادائے حییا ناصب اسم اند پس این ہفت حرف ای مقدا

دوم انخسش کے نزدیک مفعول مؤخر کا فاعل مفعول فیہ یعنی طرفیہ کی بنا پر ہے کیونکہ مع جو مصاحبت پر دلالت کرتی ہے اور وہ از قبیل طرف کے ہے۔

سوم مذہب جمہوریہ ہے کہ مفعول مو کا عامل فعل یا شبہ فعل یا معنی الفعل بواسطہ واو یعنی مع کے شبہیت مفعول فیہ کے ہے۔ چہارم کو فیوں کے نزدیک مفعول مو کا عامل معنوی ہے مانند جذا و خبر کے پنجم۔ زجاج کے نزدیک مفعول مو کا عامل واو کے بعد ایک فعل مقدر رہا کرتا ہے وہ اس کا عامل ہے کیونکہ وہ واو یعنی مع کے اصل عاقلہ ہے۔ اسلئے معطوف میں بھی فعل ہونا چاہیے تاکہ عطف الفعلیہ علی الفعلیہ ہو جاوے وکنانی الخاریہ فائدہ مفعول مو واو یعنی مع کے بعد واقع ہوتا ہے صراحت مع کے بعد نہیں بلکہ واو کے بعد واقع ہوتا ہے کیونکہ واو لفظ مع سے مختصر ہے کیونکہ مع دو حرف ہے اور تا بھی مع سے مختصر تھی لیکن اسکے بعد واقع نہیں ہوتا کیونکہ فارص تریب و جمعیت کیلئے آیا کرتی ہے نہ کہ جمعیت کیلئے بخلاف واو کے وہ جمعیت و جمعیت دونوں کیلئے مستعمل ہے اسلئے اسکے بعد واقع ہوتا ہے۔

وقول مفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند الخ مفعول لہ کے معنی لغوی جسکے لئے فعل مذکور کیا گیا اور مطلقاً شحاًۃ میں مفعول لہ وہ اسم ہے جو فعل مذکور کے سبب پر دلالت کرے۔ غلامہ تعریف یہ ہے کہ مفعول لہ وہ اسم ہے کہ جسکو حاصل کرنے کی غرض سے یا تو جسکے وجود کے سبب سے فعل مذکور کو ایجاد میں لایا جاتا ہے۔ تحصیل کی مثال جیسے اگر انا مفعول لہ ہے قیمت اگر انا میں یعنی گھڑا ہوا زید کا اکرام حاصل کرنے کی غرض سے ویسا ہی ضربتہ تاویبا۔ مثال سبب وجود مفعول لہ کے جیسے قدرت عن الحرب جنبا میں لڑائی کے سبب ان سے بزدل ہونکے سبب بیٹھ گیا، ترکیب قدرت فعل بفاعل عن الحرب جاہ مجرد مل کر متعلق ہو اقتدرت فعل کے ساتھ اور جنبا مفعول لہ، فعل اپنے فاعل و مفعول لہ مل کر جملہ فعلیہ خریہ، اور یہ تعریف بالموافق جمہور کے ہے ورنہ زجاج لغوی مفعول لہ کے وجود کو بھی نہیں مانتے بلکہ اس کو مفعول مطلق من غیر اللفظ میں داخل کر دیتا ہے لیکن اس کا بطلان مطولات میں ذکر ہے اور مفعول لہ نصب ہونکی شرائط بھی مطولات میں ہے۔ وقول شحاًۃ حال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند برہیات فاعل یا مفعول یا ہر دو الخ۔

حال کا معنی لغوی حال الشیء بحول یعنی بدل جانا ہے ماخوذ ہے اور حال کو اسلئے حال کہا جاتا ہے کہ وہ ایک حالت پر نہیں رہتی ہے اور اصطلاح میں حال وہ لفظ ہے کہ فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت بیان کرے جو بوقت صدور فعل عن الفاعل یا تو وقوع فعل کے پائی جاتی ہے جیسے را کبا حال ہے جاتی زید را کبا کے اندر ویسا ہی مشدودا حال ہے ضربت زیدراشدودا میں اور را کین حال ہے لقیث زیدرا کین میں اور مذکورہ تعریف میں لفظ ہیئت سے تمیز خارج ہوگی کیونکہ وہ ہیئت پر دلالت نہیں کرتی اور فاعل و مفعول بہ کی قید سے ان دونوں کے غیر کی ہیئت سے احتراز ہے۔ قابل۔

فائدہ، فاعل و مفعول بہ سے مراد عام ہے خواہ فاعل حقیقی ہو یا محکی ویسا ہی مفعول حقیقی ہو یا محکی سب نائب فاعل وغیرہ اور صفات الیہ و مجرور کی ہیئت بیان کرنا بھی حال ہوگا کیونکہ وہ سب حکماً فاعل

و مفعول بہ ہے۔ مثال ہیئت فاعل جار زید را کتا اسکا معنی و ترکیب گذر چکی مثال ہیئت مفعول بہ جیسے ضربت زیداً شد و ذرا یعنی مارا میں نے زید کو جس حالیکہ وہ زید سخت بنا دیا ہوا، ترکیب، ضربت فعل ت مینر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زیداً ذوالحال کا ذوالحال و حال مل کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ سے فعل و نائب فاعل مل کر حال ہوا زیداً ذوالحال کا ذوالحال و حال مل کر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۱ و مثال ہیئت ہر دو جیسے لقیبت زیداً را کہیں ر ملاقات کیا میں نے زید کو جس حالیکہ میں اور زید دونوں سوار کی حالت میں ہو، ترکیب اول لقیبت فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع ذوالحال اول زیداً ذوالحال ثانی را کہیں شبہ فعل ضمیر مخن مستتر فاعل شبہ فعل اپنا فاعل مل کر حال اول ہوا ت ضمیر ذوالحال کا ذوالحال و حال مل کر محلاً مرفوع فاعل پھر را کہیں شبہ فعل محذوف اپنا فاعل سے مل کر حال ثانی ہوا زیداً ذوالحال کا زید ذوالحال و حال مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

المامل را کہیں کو ترکیب میں دو مرتبہ لحاظ کیا جاوے کیونکہ ذوالحال جیسا کہ دو ہے ویسا ہی حال بھی دو ہونا مناسب ہوگا یہ ترکیب میرے استاذ و مرشد حضرت نامولانا الحاج بڑا حضور سے میری کان سے سنی لیکن اکثر شارحین یہاں بک گئے کمالا یعنی، ترکیب ثانی لقیبت فعل ت ضمیر بارز محلاً مرفوع ذوالحال را کہیں شبہ فعل ضمیر مخن فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر حال ہوا ت ضمیر ذوالحال کا ذوالحال و حال ملکر محلاً مرفوع فاعل زیداً ذوالحال را کہیں شبہ فعل ضمیر ہما مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل سے مل کر حال ہوا زیداً ذوالحال کا ذوالحال و حال مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مگر ترکیب اول اولی والیق ہے بخلاف ترکیب ثانی کے کہ ذانی زیدی زیادہ ص ۱۲۹ ارف شبہ فعل میں متقل فاعل نہیں بلکہ ماقبل کی اتباع کرتا ہے اسلئے پہلی دو مثال میں شبہ فعل کا ضمیر غائب مانا گیا کیونکہ فعل مذکور غائب ہے اور مثال آخر میں متکلم مانا گیا کیونکہ وہ مذکور متکلم ہے جیسے لقیبت لیکن ترکیب اول میں ثالث صورت کی ثانی صورت میں بھی ضمیر متکلم مانا گیا حالانکہ ذوالحال غائب ای زیداً و ضمیر متکلم تھے بنا بر تعلق کے کا بون و قول فاعل و مفعول را ذوالحال گویند الخ ذوالحال کا معنی صاحب حال اور اصطلاح میں جسکی ہیئت بیان کی جاتی ہے اس کو ذوالحال کہتے ہیں و قولہ و آن غالباً الخ یعنی ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے کیونکہ ذوالحال بمنزلہ محکوم علیہ کے ہے اور محکوم علیہ کی اصل معرفہ ہوتا ہے لیکن غالباً لفظ سے مقید اسلئے کیا ہے کہ کبھی تکرہ مخصوصہ جو کہ حکما معرفہ ہے ذوالحال واقع ہوتا ہے اور تکرہ مخصوصہ وہ ہے کہ جو صفت وغیرہ کے ذریعہ سے عام کیا جاتا ہے اور حال کا اصل تکرہ ہونا ہے کیونکہ وہ فی الحقیقت محکوم بہ ہے اور محکوم بہ کا اصل تکرہ ہونا ہے و اگر کہیں حال معرفہ ہوتو اسکو تکرہ کے ساتھ تاویل کر لیتے ہیں جیسے مرت بہ وحدۃ ای متوحدا

مثال مذکورہ میں وحدۃ باصافت مفرد ہے اور حال واقع ہوا ہے اسلئے اسکو متوحدا سے چونکہ ہے تاویل کی
 ویسا ہی بہت سی مثالیں ہیں مانند وانزلنا العراک وغیرہ ۱۱

وقولہ اگر نکرہ باشد الخ اگر کہیں ذوالحال نکرہ ہو تو اسوقت حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے تاکہ
 وہ نکرہ ذوالحال واقع ہو سکے کیونکہ یہ توفیرۃ مسلمہ ہے کہ التقدیم باحقۃ التاخیر لیسید الحصر والقصر والتفصیل
 یعنی اگر کوئی مؤخر چیز کو مقدم کیا جاوے تب وہ تقدیم حصر وقصر وتفصیل کا فائدہ دیتی ہے جیسے آئندہ
 مثال میں آنے والا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تاکہ حالت نصب میں حال وصفت کے ساتھ التباہا
 نہ ہو جو جائز نہیں جیسے رات راجلا راکبا اور جبکہ راکبا کو مقدم کیا جاوے تو حال ہونے کے ساتھ تعین
 ہو جاوے کیونکہ عربی میں صفت موصوف پر مقدم نہیں ہوتی بخلاف حال کے کہ وہ ذوالحال پر مقدم ہو سکتا
 ہے جیسے جآدی راکبا رجل و آیا میرے پاس رجل میں حالیکہ سوار ہے۔ ترکیب جآء فعل نون و نایہ یای
 متکلم ضمیر متصل مفعلاً منصوب مفعول راکبا شبہ فعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم رجل ذوالحال
 مؤخر حال مقدم ذوالحال مؤخر سے مل کر فاعل ہوا جآء فعل کا جآء فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ (فائدہ ۱۶) حال چند قسم پر ہے (۱) حال نکرہ (۲) منتقلہ (۳) مترادفہ (۴) متداخلہ (۵) دائمہ
 (۶) مقدرہ وغیرہ ہر ایک کی تفصیل آنے والی ہے۔

وقولہ وحال جملہ نیز ثابت انصافاً حال مفردہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد حال جملہ
 ہونے کی صورتیں بیان فرما رہے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہو سکتا ہے مگر تاویل یا تبتد
 بصری اور جملہ خبریہ بلا تاویل حال واقع ہو سکتا ہے وگر جملہ خبریہ حال واقع ہوتی تو وہ حال سے خالی
 نہیں یا تو اسمیہ ہوگا یا فعلیہ اگر اسمیہ ہو حال واقع ہوا تو اسوقت رابطہ کی ضرورت ہے خواہ وہ رابطہ داو
 ہو فقط یا ضمیر ہو فقط یا تو دونوں ہو اگر حال جملہ فعلیہ ہوتی بھی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو مضارع
 مثبت ہوگا تو اس وقت رابطہ صرف ضمیر ہے یا تو ماضی مثبت یا منفی یا تو مضارع منفی ہو تو سب
 صورتوں میں رابطہ کبھی ضمیر اور کبھی داو اور ہر دونوں رابطہ ہو کر بنا ہے اور ہر ایک کی تفصیل دار بیان
 انشاء اللہ کا قید میں آنے والا ہے۔ جیسے رأیت الایمر و ہو راکب و یکھا میں نے ایمر کو جس حال میں وہ
 سوار ہونے والا، ترکیب رأیت فعل بفاعل الایمر ذوالحال داو خالیہ ہو ضمیر مرفوع منفصل مفعلاً مرفوع
 مبتدا راکب خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعلاً منصوب حال ذوالحال اور حال مل کر مفعول رأیت
 فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وقولہ تميز الخ اصطلاح کے اندر تميز اس کم کو کہا جاتا ہے جو ابہام ثابتہ و مستقرہ کو ذات مذکورہ و مقدرہ
 سے رفع کر دیوے اور ذات مذکورہ سے جو تميز دیوے وہ کبھی مفرد و مقدرہ سے ابہام کو دور کرتا ہے

خواہ وہ مفرد مقدار عدد سے ہو جیسے عَشْرًا عَشْرًا در تہا ر میرے پاس گیارہ درہم ہیں، یا تو وزن سے رفع ابہام کرے جیسے عندی رطل زینتہ میرا پاس ایک رطل ہے از روئے زینتوں تیل کے، یا تو کبیل سے رفع ابہام کرے گا۔ جیسے عندی قیفزان بڑا میرے پاس دو قیفز گہیوں کا موجود ہے، اور عندی قیفزان بڑا کے اندر کئی ترکیبیں ہو سکتی ہیں۔ ترکیب اول عندی طرف قیفزان میزب الفتح برا تیز میز اور تیز سے مل کر فاعل طرف و فاعل طرف سے مل کر جملہ ظرفیہ۔ ترکیب دوم عندی موجود شبہ فعل محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم قیفزان میز برا تیز دونوں مل کر مبتدا مؤخر تو مبتدا مؤخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب سوم مثبت فعل محذوف عندی اس کا مفعول فیہ و قیفزان برا تیز و تیز سے مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ « اور ترکیب عندی رطل زینتہ و عندی احد عشر درتہا کا مانند ترکیب مذکورہ و بالا کے ہے واللہ اعلم، یا تو مساحت بکسر الیم معنی لغوی زمین کا ناپنا یعنی پیمائش والا کہ اسکے مصداق میں ابہام واقع ہو جیسے قدر راحۃ یعنی مقدار کف دست تو اس میں مختلف چیزوں کا احتمال ہو سکتا ہے لیکن کافی السماء قدر راحۃ سما یا میں سما یا تیز واقع ہونے سے رفع ابہام ہو گیا اور دوسری کسی چیز کا احتمال باقی نہیں رہا (ترجمہ) آسمان میں مقدار مقبلی کے بادل موجود نہیں، ترکیب۔ نامشبہہ بلیس فی السماء جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابثا شبہ فعل محذوف کے ساتھ اور ثابثا بالنصب سبب خبر مشبہہ بلیس ہونے کے اور ثابثا شبہ فعل ضمیر متز فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مآ مقدم قدر مضاف راحۃ مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر میز سما یا تیز میز و تیز سے مل کر اسم مآ مؤخر اسم مؤخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ «

ترکیب۔ کما زائدہ فی السماء ظرف قدر راحۃ سما یا فاعل طرف تو ظرف فاعل طرف مل کر جملہ ظرفیہ۔

ترکیب۔ کما نافیہ فی السماء متعلق مثبت فعل کے ساتھ قدر راحۃ سما یا میز و تیز مل کر فاعل مثبت کا مثبت فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ (فائدہ) مقدار میں مثل وزن وغیرہ میں کوئی ابہام نہیں بلکہ موزوناً و تکلیفات و معدودات کے اندر ابہام ہے جیسے ظاہر ہے کہ ایک دو تین عددوں کے اندر کوئی ابہام نہیں بلکہ اس کے معدودات کیا چیز ہیں اس میں ابہام ہے۔

د قول مفعول بہ الخ مفعول بہ ایسا ایک اسم ہے جن فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضربت زید عمر ضربت فعل زید فاعل و عمر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ « و قول بدانکہ ایس ہمہ منصوبات الخ یعنی جملہ جب فعل و فاعل یعنی مسند و مستند الیہ سے تمام ہو جاتا ہے تو ان چھ منصوبات کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے اس لئے ان چھ مفعولات کو فضلہ کہا جاتا ہے۔ المنصوبۃ فضلۃ۔ المنصوبۃ مبتدا فضلہ خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ «

فصل - بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظهر چون ضَرِبَ نَرِيْدًا و مضمَر بارز چون ضَرَبْتُ
 و مضمَر مستتر یعنی پوشیدہ چون نَرِيْدًا ضَرِبَ فاعل ضَرِبَ ہو ست در ضرب مستتر بدانکہ
 چون فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قَامَتْ
 هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ اِی هِی و در مظهر مؤنث غیر حقیقی و در مظهر جمع تکیبہ دو و جہر و اِی باشد
 چون طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ قَالَ الرَّجَالُ وَ قَالَتِ الرَّجَالُ و قسم دوم مجهول بدانکہ
 فعل مجهول بجای فاعل مفعول بہ را بر رفع کند و باقی را بنصب چون ضَرِبَ نَرِيْدًا یَوْمَ الْجُمُعَةِ
 امام الامیر ضَرِبَ یا شد یَدًا اِنِّی دَا سِرًا تَا دِیْبَادِ الْخَشْبَةِ و فعل مجهول را فعل مالم لیسیم فاعلہ
 گویند و مرفوعش را مفعول مالم لیسیم فاعلہ گویند۔

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است اول متعدی بیک مفعول چون ضَرِبَ نَرِيْدًا عَمْرًا دوم
 متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چون اعطانی و آنچه در معنی او باشد چون
 اَعْطَيْتُ نَرِيْدًا دَرَاهِمًا و اِنْجَا اَعْطَيْتُ نَرِيْدًا نِزْرًا سِتِّ سَوْمٍ متعدی بدو مفعول کہ اقتصار
 بر یک مفعول روا نباشد و این در افعال قلوب است چون عَلِمْتُ وَ ظَنَنْتُ وَ حَسِبْتُ وَ خَلْتُ
 وَ تَرَعِمْتُ دَرَايْتُ وَ وَجَدْتُ چُون عَلِمْتُ نَرِيْدًا فَاضِلًا وَ ظَنَنْتُ نَرِيْدًا عَالِمًا جِهَامٍ
 متعدی بسہ مفعول چون اَعْلَمَ و اَسْرَى و اَنْبَاءُ و اَخْبَرَ و خَبَرَ و نَبَأٌ وَ حَدَّثَ چون اَعْلَمَ
 اللّٰهُ نَرِيْدًا اَحْمَدًا فَاضِلًا بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب
 عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہ و مفعول معہ را بجائے فاعل تواند نہاد
 و دیگر بار شاید در باب اعطیت مفعول اول بمفعول مالم لیسیم فاعلہ لائق تر باشد از

مفعول دوم

تشہیر واضح ہو کہ مصنف ہر ایک کی تعریف بیان کرنے کے بعد فاعل جو کہ جزو کلام ہے اور کثیر
 الاستعمال ہے اسلئے اسکے احکام بیان فرما رہے ہیں تاکہ مبتدیان نحو پر عربیت کی قدرت حاصل
 ہو فرماتے ہیں کہ ہر قسم فعل کا فاعل دو حال سے خالی نہیں اول فاعل اسم ظاہر ہو اور اسم ظاہر وہ ہے
 جسکا تلفظ کیا جاتا ہے جیسے فَرَبٌ زَبِيْدٌ میں زَبِيْدٌ فاعل ہے اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد
 ہوتا ہے خواہ وہ فاعل تشہیر ہو یا توجہ مثل ضَرِبَ الزَبِيْدَانِ و الزَبِيْدَانِ دوم یہ کہ فاعل اسم مضمَر ہو
 خواہ ضمیر بارز ہو جیسے فَرَبْتُ میں ت ضمیر فاعل بارز خواہ مستتر ہو جیسے زَبِيْدٌ ضَرِبَ میں فاعل فَرَبْتُ ہو
 ہے جو زَبِيْدٌ کی طرف راجع ہے ہر ایک کی ترکیب ظاہر ہے اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فاعل واحد کیلئے فعل
 بھی واحد ہوگا اگر تشہیر ہو تو فعل تشہیر

دونوں صورتوں میں اور تکلیف و حضوریت و غایت میں مطابقت ہونا ضروری ہے،
 و قولہ بالذکر جبکہ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ واقع نہ ہو یا تو فاعل مؤنث
 کضمیر ہو خواہ حقیقی ہو یا غیر حقیقی تب مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں فعل کے اندر علامت تانیث لانا
 واجب ہے جیسے قامت ہند و ہند قامت یہاں فاعل قامت ہی ہے جو صند کی طرف راجع ہے۔
 (ترکیب) قامت فعل صند فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا واو حشر معطف
 صند مبتدأ قامت فعل ضمیر ہی مرفوع متصل مستتر مفعلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر
 معطوف (علت) صورت اول کا یہ ہے کہ جبکہ فاعل مؤنث حقیقی ہو بے فاصلے کے تو تانیث کی تاثیر فعل
 میں غالب ہے اسلئے تانیث لانا واجب ہے اور ثانی صورت میں ضمیر مؤنث اور اس کا مرجع دونوں
 مطابقت ہونے کیلئے در نہ رجاع ضمیر مؤنث الی الذکر لازم آئے گا۔ اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو خواہ فاعل
 ہو فاصلہ نہ ہو یا تو حقیقی ہو کر فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ واقع ہو یا تو فاعل اسم ظاہر ہو کہ مرجع
 تکمیل ہو تو مذکورہ تینوں صورتوں میں دو وجہ جائزے اول فعل کو مذکر لانا دوم مؤنث لانا جیسے
 طلعت الشمس (فعل مذکر کی مثال) طلعت الشمس (فعل مؤنث کی مثال) اور یہ دونوں منظر مؤنث غیر حقیقی
 کی مثال ہے اور قال الرجل فعل مذکر کی مثال قالت الرجل فعل مؤنث کی مثال اور یہ دونوں جمع
 تکمیل میں سے ہے اور مذکورہ بالا مثالیں غیر فاصلہ کی ہے اب فاصلہ کی مثال ویتا ہوں حضرت مجلس القاضی
 الیوم امرأة یا تو حضرت مجلس القاضی الیوم امرأة ہر ایک کی ترکیب مذکورہ ترکیبوں پر قیاس کیجئے۔
 علت، صورت اول میں یہ ہے جب فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو تب وہ مؤنث قوی نہیں بلکہ ضعیف
 ہے تو اس ضعف کی بنا پر علامت تانیث نہیں لایا ہاں اگر چہ وہ ضعیف ہے لیکن فی نفسہ مؤنث ہونے
 لحاظ سے فعل کو مؤنث لایا جاوے اور صورت ثانیہ میں جمع تکمیل کی وجہ سے اول یہ کہ لفظ مؤنث
 و معنی مذکر اسلئے اس میں دونوں جانب کا لحاظ کیا گیا اور ثالث کی علت یہ ہے کہ جب فاصلہ واقع ہو
 تب تاثیر قوی نہیں اسوجہ دونوں جائزے اگر فاعل جمع مذکر سالم ہو تو اسوقت علامت تانیث واجب
 نہیں جیسے جاء المسلمون کیونکہ یہ لفظ و معنی دونوں اعتبار سے مذکر ہے اور تانیث جو علامت مذکر ہے
 اسکے خلاف ہے اور اگر فاعل ایسی ضمیر ہو جو نساء و یتام جیسے جمع کی طرف راجع ہو تو اسوقت فعل کو واحد
 مؤنث یا جمع مؤنث دونوں جائزے جیسے الایام مضنک و مضین و کذا انساؤ اللہ اعلم۔
 اور قسم اول میں فعل معروف کی گفتگو تھی وہ ختم ہوئے اب دوسری قسم کی طرف آئیے۔
 اور دوسری قسم فعل مجهول ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ وہ بجائے فاعل کے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے
 اور ثانی مفعولات کو نصب کرتا ہے جیسے عزب زید یوم الجمعة امام الامیر فزیرا شد بیدانی دارہ تارینا و البشیر

یعنی لڑ ڈالا زید کو جو کہ دن امیر کے سامنے سخت مارنا ایک گھر میں لاشی کے ساتھ ترکیب قریب فعل
 مجہول زید نائب فاعل یوم الحجۃ مفعول فی طرف زمان امام الامیر ظرف مکان ضرباً شدیداً ترکیب توصیفی ہو کے
 مفعول مطلق فی دارہ متعلق تا دینا مفعول لہ مع الخشبۃ مفعول مؤد فعل اپنا نائب فاعل اور مفعول فیہ زیاں
 و مکان اور مفعول مطلق اور متعلق اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔ فعل مجہول کے فاعل کو مفعول مالم یسم
 فاعلہ کہا جاتا ہے یعنی ایسا مفعول جس کا فاعل نہ ہو اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ کہا جاتا ہے یعنی
 ایسا فعل جس کا فاعل نہ ہو نہیں یہ جو گذرا ہے اول فصل کی تشریح سے آئندہ یہ فصل ثانی یعنی بدانکہ فعل
 متعدی بر جہلہ الخ ہے یعنی نہیں رہے کہ مصنف فعل لازم کے احکام سے فارغ ہونیکے بعد فعل متعدی
 کے احکام کو شروع فرمایا بقول فعل متعدی الخ فعل متعدی و لازم کی تعریف گذر گئی اور فاعل متعدی
 باعتبار حذف معانی و عدہ اجمالاً تین قسم اور تفصیلاً چار قسم پر ہے۔ قسم اول جو ایک مفعول کی طرف متعدی
 ہو جیسے قریب زید عمر امارا زید نے عمر کو قریب فعل زید فاعل عمر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل
 کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔ دوم متعدی الخ دوسری قسم وہ فعل متعدی جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو جس سے
 ایک مفعول پر بھی بلا قریب حذف پس کرنا جانتے جیسے اعطی اور وہ افعال جو اعطی کا معنی دینے والا
 ہے یعنی متعدی بدو مفعول غیر افعال قلوب جیسے سبب و کسرت وغیرہ جیسے اعطیت زیداً در تھا یہ متعدی بدو
 مفعول ہوا اور اس جگہ اعطیت زیداً تو صرف اعطیت در تھا کہنا صحیح ہوگا۔ ترکیب اعطیت فعل بفاعل
 زیداً مفعول بہ ثانی فعل فاعل و دونوں مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب اعطیت زیداً اعطیت
 فعل بفاعل زیداً مفعول بہ فعل فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے اور اعطیت در تھا ترکیب بالاکر
 ہے۔ قسم سوم تیسری قسم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو لیکن ایک مفعول پر اکتفا کرنا جائز نہ ہو اور یہ
 افعال قلوب میں جاری ہے اور افعال قلوب وہ افعال ہیں جو قلوب سے صادر ہوتا ہے جیسے خلعت قلب
 سے خیال کیا میں، و بیاری اسکا غیر اور ان کو افعال شک و یقین بھی کہتے ہیں کیونکہ ان افعال میں علمت
 و رایت و وجدت یہ تینوں فعل یقین کا فائدہ دیتی ہے اور حببت و ظننت و خلعت ظن کا فائدہ دیتے ہیں
 اور زعمت یہ ظن و یقین دونوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اسکا افعال غیر علاج و جوارح بھی کہتے ہیں اور جو
 فعل غیر قلب سے ہے یعنی اعضاء و جوارح سے صادر ہوتا ہے اسکا افعال جوارح و علاج کہا جا رہے اور ہر ایک
 کی تفصیلی بحث شرح مائتہ عامل میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ مثال یقین علمت زیداً فاعلہ جاننا میں
 زید کو فاعل۔ ترکیب۔ علمت فعل بفاعل زیداً مفعول اول فاعلہ مفعول ثانی فعل اپنا فاعل اور دونوں
 مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مثال ظننت زیداً فاعلہ جاننا میں زید عالم ہے اظننت فعل بفاعل
 زیداً مفعول بہ اول عالم مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فائدہ - قسم ثانی و ثالث کی علت یہ ہے کہ قسم ثانی میں مفعول اول و ثانی ایک دوسرے کا مناسبت ہے اسلئے ایک کو حذف کر کے دوسرے کو باقی رکھنے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں اور قسم ثالث میں مفعول بہ اول بمنزلہ مبتدا اور مفعول ثانی بمنزلہ خبر کے ہے کیونکہ افعال فلوب فی الحقیقۃ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور مفعولیت کی بنا پر دونوں کو نصب کرتا ہے اور اگر ایک کو رکھ کر دوسرے کو حذف کیا جاوے تو مبتدا کو رکھ کر خبر کو حذف کرنا یا برعکس لازم آئے گا یہ جائز نہیں ہاں اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اسوقت حذف کرنا جائز ہے ۱۲

چہاں متعدد متعدي بے مفعول الخ چوتھی قسم جو فعل متعدی تین مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے اعلم جنایا واری وکھلا یا۔ انبار واجر وخیب ونباء کے معنی خبر دلانا وحدث کے معنی حدیث بیان کیا اور مصنف صحیح اشغال کو باب افعال و تفعیل سے لاکر اس کی طرف اشارہ کی ای اشارۃ الی ہذا ان نہیں بیان الہ تعدیہ جیسے اعلم اللہ زیداً عمراً فاضلاً و جانا یا اللہ تعالیٰ زید کو کہ عمر فاضل ہے، ترکیب۔ اعلم فعل لفظ اللہ فاعل زیداً مفعول بہ اول عمر مفعول بہ ثانی و فاضلاً مفعول بہ ثالث فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۳

وقولہا اس پر الخ مذکورہ مفاعیل یعنی باب اعطیت وعلت کے دونوں مفعول اور اعلم کے تینوں مفعول فی الحقیقۃ باب مفعول بہ ہے اور اس سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ سب مفاعیل میں اسکو نائب فاعل قرار دینا صحیح ہوگا حالانکہ مصنف اسکو رفع کرنے کے لئے فرمایا کہ علت کا دوسرے مفعول اور علت کا تیسرا مفعول کو نائب فاعل قرار دینا صحیح نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں فی الحقیقۃ مستند ہے اگر اس کو نائب فاعل قرار دیا جاوے تب مستندالیہ ہونا لازم آوے گا تو کسی واحد حالت واحدہ میں مستند و مستندالیہ ہونا ممکن نہیں اسلئے نائب فاعل نہ ہو سکے ویسا ہی مفعول لہ و مفعول نائب فاعل نہ ہو سکے کیونکہ مفعول لہ خواہ باللام ہو اپنے معنی علیت پر باقی نہیں رہتا اور مفعول مو میں وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل و فاعل دونوں ہی فعل کا جزو ہے جیسے ہے اور وہ اتصال پر دلالت کرتا ہے اور مفعول موجودہ واو کے ہو اور واو فی الاصل حرف عاطف ہے اور واو کا اصل فعل و فاعل کے اندر انفصال ڈالنا مخلصہ یہ ہے کہ مفعول مو اور نائب فاعل کے درمیان منافات ہے بناءً نائب فاعل نہیں ہو سکتا ہے اور باقی مفعول کو نائب فاعل قرار دینا صحیح ہوگا اور باب اعطیت کے دونوں مفعولوں میں سے مفعول اول نائب فاعل ہونے کیلئے زیادہ مناسب ہے ثانی سے کیونکہ مفعول بہ اول جیسے زید میں معنی فاعلیت زیادہ ہے مفعول ثانی یعنی در تھا سے۔

فائدہ ۵، الہ تعدیہ چند چیزیں ہیں - ۱- باب افعال - ۲- باب تفعیل - ۳- باب استفعال - ۴- باب مفاعلہ - ۵- باب کرم اس شرط پر کہ باب نصر کے اندر معنی مبالغہ کیلئے مستعمل ہو، فعل لازم فعل متعدی کے معنی کو ضمن میں لینا - بعد فعل لازم کے حرف جر لانا یعنی مذکورہ باب میں اگر فعل لازم کو لیا جاوے تو وہ فعل لازم کو فعل

متعدی جیسے استعمال کیا جاسکتا ہے اگر وہ باب متعدی بیک مفعول ہوتا تب وہ بھی ویسا ہی ہوگا اور اگر وہ متعدی بد مفعول ہوتا تب یہ بھی ویسا ہی علیٰ ہذا القیاس جمیع احکام میں وہ شامل ہوگا اور نہ اس قدر یہ سکا کی معنی ہوگا مثال باب تفصیل فرج زید خوش ہوا زید یہ لازم ہے، اس سے فرقتاً میں نے اسکو خوش کیا، مثال افعال ذمب زید سے اَوْضَبْتُ زید یعنی میں نے زید کو لے گیا، مثال مفاعل مشی زید یعنی زید پیدل چلا یہ لازم ہے اس سے ماشیتہ میں نے اسکو چلایا یہ متعدی ہے۔

فصل۔ بدانکہ افعال ناقصہ مفہومہ اند کان و صائر و ظل و بات و اصبیح و اضحی و اضمنی و عاد و ارض و غدا و سراح و صائر ال و ما انفک و ما تبرح و ما فقی و ما دامر و کبیس۔ اس افعال بفاعل تنہا تمام نشوند و محتاج باشند بجز سے بدیں سبب اینہا را ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسند الیہ را بر رفع کنند و مسند را بنصب چون کان نہ یئد قائما و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان و باقی را برین قیاس کن بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے افعال بفاعل تنہا تمام نشوند چون کان مَطَرٌ شد باران بمعنی خصل و اورا کان تائمہ گویند و کان زائدہ نیز باشد۔

فصل۔ بدانکہ افعال مقار بہ چارست عسی و کاذ و کذب و ادشک و اس افعال و افعال در جملہ اسمیہ روند چون کان اسم را بر رفع کنند و خبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد یا ان چون عسی نہ یئد ان یخروج یا بی ان چون عسی نہ یئد یخروج و شاید کہ فعل مضارع با ان فاعل عسی باشد و احتیاج بجز بقیہ چون عسی ان یخروج نہ یئد در محل رفع بمعنی مصدر

تشکر ہے۔ واضح ہو کہ مصنف افعال تامہ متصرفہ کے بیان سے فارغ ہوئی کے بعد افعال ناقصہ کے بیان کو شروع فرمایا کہ جان لو کہ افعال ناقصہ اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہاں فاعل سے اسم کان اور خبر کان مراد ہے اور افعال ناقصہ ستترہ ہیں اور بعض کے نزدیک تیسرہ ہیں ہر ایک کی تفصیل اپنا مقام آئیگا اور ان افعال کو ناقصہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف فاعل پر تمام نہیں ہوتا ہے اور خبر کی طرف محتاج ہوا کرتا ہے اور جو چیز محتاج ہوتی ہے غیر کی طرف وہ ناقص نہ لہذا یہ افعال ناقصہ ہیں اور ان افعال کا عمل یہ ہے کہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مسند الیہ کو رفع کرتا ہے اور اسکو اسم کہا کرتا ہے اور خبر کو مشبہ بالمفعول ہونے کی بنا پر نصب دیتا ہے اس کو خبر کہتے ہیں جیسے کان زید قائما و زید کفر اتھا، ترکیب۔ کان فعل ناقص زید اسم کان قائما خبر کان تو کان ہم و خبر

کو لے کر جملہ اسمیہ خبریہ اور باقی امثال جیسے صارفہ زید فعیلا و اصبح زید فعیلا اور باقیوں کو مذکورہ بالا امثالوں پر
 قیاس کیجئے۔ ۱۰۔ و تولى بدانکہ جان لو کہ ان افعال ناقصہ میں سے بعض افعال بعض حالات میں صرف فاعل کو
 لے کر تمام ہو جاتا ہے اور خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے جیسے کان و غیرہ مثال۔ کان کان مطران وصل
 یہاں کان بمعنی فصل ہے جو فعل تامہ ہے اور المطر یہ اس کا فاعل ہے تو فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور
 ایک قسم کان زائدہ ہے وہ اسکو کہتے ہیں کہ اس کان کو کہ اگر اسکو لفظ سے ساقط کر دیا جائے تو کوئی معنی نہیں
 پذیر ہوگا جیسے ناکان اصح علم من تقدم یہاں کان زائدہ ہے اور اسکو معنی سے ساقط کر دینے سے کوئی فہم
 نہ ہوگا اور ایک قسم کان شایہ ہے جس کا اسم کان ضمیر شان ہو جیسے کان زید قائم کی ای کان ہو زید قائم
 اور کان شایہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اسم کان ضمیر شان ہو اور خبر کان جملہ واقع ہو ۱۱۔
 اور مصنف افعال تامہ متعريف کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد افعال مقاربہ کی بحث کو لایا ہے کیونکہ
 افعال ناقصہ و مقاربہ خبر کی طرف محتاج ہونے میں مشترک ہے اسلئے افعال ناقصہ کے بعد افعال مقاربہ
 کو لایا ہے اور مقاربہ کے معنی لغوی باہم قریب کر دینے والا اور اصطلاح میں افعال مقاربہ اس کو کہتے
 ہیں جن فعلوں کی خبر کو اسم یعنی فاعل کے قریب کر دینے پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو اور یہ قریب
 کر دینا تین قسم پر ہے اول رجاء یعنی متکلم کا امید کے اعتبار سے خبر کو فاعل کی قریب کر دیوے جیسے معنی زید
 ان یخرج امید ہے کہ قریب ہے زید نکلے۔ دوم حصول معنی چیز کو فاعل کے لئے یقین طور قریب کر دیوے
 لیکن متکلم شروع بالفعل نہ کرے جیسے کاد زید ان یخرج و عنقریب یعنی طور پر زید نکلے۔ ۱۲۔ انذار
 یعنی متکلم شروع فی الفعل کی وجہ سے خبر کو فاعل کے قریب کر دیوے بطور یقینی جیسے طفق زید یخرج قسم اول
 کے لئے معنی اور ثانی کے لئے کاد اور ثالث کے لئے طفق خاص ہے جیسے مثال مذکورہ سے معلوم ہو جاتا ہے
 فائدہ ۱۰۔ افعال مقاربہ اصلاً چارہ ہے جو مذکور ہوا اور ملحقاً اور چند قسم پر ہے جیسے اخذ و طفق و جعل
 و ادنی وغیرہ۔ کذا ان عند الرسول، ان فعلوں کا عمل یہ ہے کہ افعال ناقصہ کی مانند جملہ اسمیہ پر فاعل ہو کر اسم
 کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع ہونا
 شرط ہے خواہ بان ہو جیسے معنی زید ان یخرج یا بی ان چون معنی زید یخرج۔ ترکیب اول۔ معنی فعل
 مقاربہ و زید اسم معنی ان مصدر یہ ناصبہ یخرج فعل ضمیر ہو مستتر ملامت مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر بتاویل
 مفرد ملامت منصوب خبر معنی اسم معنی و خبر معنی مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب دوم معنی فعل مقاربہ زید فاعل ان
 یخرج فعل و فاعل مل کر بتاویل مفرد ملامت منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور
 یہ ترکیب ثانی عند الزمخشری ادنی ہے۔ ترکیب سوم معنی فعل زید مبدل منہ ان یخرج فعل و فاعل مل کر
 بتاویل مفرد ہو کر بل الاستعمال ان زید تو مبدل منہ اور بدل سے مل کر فاعل معنی فعل کا معنی فعل اپنے فاعل

سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور ترکیب ثالث کو علامہ جانچنے سے ترجیح دیا ہے اور فرمایا کہ بعد اجمال تفصیل وقوع فی النفس ہوتی ہے اور اسکو شارح رضی نے بھی ترجیح دیا ہے (دکنانی بعض مشروحات کاغذہ)

(ف) ترکیب اول میں عسلی ناقصہ ہے اور ثانی میں تامہ ہے اور ترکیب اول میں مصدر کا حمل ذات پر لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں تقدیر عبارت یہ ہوگی عسلی زید خروج اس کا جواب یہ ہے کہ مثل جواب ماکان اللہ لیعذبہم کتے میں تاویل ہوگی۔ عسلی صفت زید خروج دونوں صفت (۲) عسلی زید خارجا مصدر بمعنی اسم فاعل یہ ذات مع الوصف ہے اس کا حمل ذات پر صحیح ہے (۳) عسلی زید والخروج یہاں دونوں ذات ہے زید و ذالہذا حمل صحیح ہوگا۔ مثال ثانی ہے ان کی ترکیب۔ عسلی فعل مقار بہ زید اسم عسلی یخرج فعل و فاعل مل کر محلا منصوب خبر عسلی۔ عسلی اپنی اسم و خبر کو لے کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور باقی اور ترکیب ہو سکتی ہے مانند اول کے مذکورہ بالا ترکیب عسلی ناقصہ کا تھا اور مثال تامہ یہ ہے کہ عسلی ان یخرج زید لیکن اسوقت وہ عسلی خبر کی طرف محتاج نہ ہوگا، اسی عسلی خروج زید یہ اسوقت ہوگا جبکہ خبر عسلی مقدم ہو اسم پر اور فعل مضارع بان ہو ترکیب اول عسلی فعل ان مصدر یہ نا صمد یخرج فعل زید فاعل فعل و فاعل مل کر تاویل مفرد محلا مرفوع فاعل عسلی تو عسلی اپنے فعل و فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ لیکن خروج زید نسبت میں دونوں مقصود ہے ترکیب دوم۔ عسلی فعل مقار بہ ان یخرج فعل ضمیر مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر محلا منصوب خبر مقدم اور زید اسم عسلی تو خبر تو عسلی اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب سوم۔ عسلی فعل ضمیر مستتر اسم و ان یخرج زید تاویل ہو کے خبر تو عسلی اپنی اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(فائدہ ۱) افعال مقار بہ یہ سب انشائیہ ہوگا کیونکہ وہ فعل ترجیح کے معنی کا متضمن ہے پس فعل ترجیحی جیسے انشائیہ ہے وہ بھی انشائیہ ہوگا اور وہ غیر متصرف بھی ہوگا (ف) افعال مقار بہ کا خبر فعل مضارع ہونا اسوجہ شرط ہے کہ معنی مقار بہ حاصل ہو اور اس میں وہ معنی موجود ہے اور معنی مقار بہ کے علاوہ اور کوئی مقصود نہیں کیونکہ فعل مضارع بقول بعض حال و استقبال کے لئے موضوع ہے دکنانی الشرح ص ۹۴

فصل بدانکہ افعال مدح و ذم چہارست یَعْفُو وَ حَبَّنَا اِبرای مدح و بَشَسَ وَ سَاءَ اِبرای ذم و ہر چہ تا بعد فاعل باشد ان را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چون یَعْفُو الرَّجُلُ نَمِیْدُ یا مضاف بسوکی معرف بلام باشد چون یَعْفُو صَاحِبُ الْقَوْمِ نَمِیْدُ یا ضمیر مستتر مینر بکرة منصوب چون یَعْفُو سَاجِدًا نَمِیْدُ فاعل یَعْفُو هُوَ مستتر و یَعْفُو سَاجِدًا منصوب است بر تیز زیرا کہ هُوَ مبہم است وَ حَبَّنَا نَمِیْدُ حَبَّ۔ فعل مدحت و ذم فاعل او زید مخصوص بالمدح و ہم چنین یَسُرُّ الرَّجُلُ نَمِیْدُ وَ سَاءَ الرَّحْمٰنُ عَمْرُو

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ ازہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول ما انفعَلہ چون
 ما احسن نأیداً چہ نیکو ست زید تقدیرش ای شئی احسن نأیداً ما بمعنی ای شئی است
 در محل رفع با تدا و احسن در محل رفع خبر مبتدا و فاعل احسن ہواست در مستتر و نأیداً
 مفعول بہ دوم انفعَل بہ چون احسن بزید احسن صیغہ امرست بمعنی خبر تقدیرش احسن
 نأیداً ای حساں ذاحسن و بازائدہ است ۔

تشریح ۔ مدح معنی نومی مدح و تعریف کرنا اور اصطلاح میں فعل مدح اس کو کہتے ہیں جو انشاء مدح
 کے لئے موضوع ہو وہ مشہور و وہ ہے نعم و حبذا اور ذم کا معنی نومی برا کہنا و بچو کرنا اور اصطلاح نماۃ
 میں اسکو کہتے ہیں جو انشاء ذم کے لئے موضوع ہو وہ بھی دو ہے بس و ساء ہر ایک کی مثال آنے والی ہے
 اور تعریف کے اندر انشاء مدح و ذم کی قید سے مدح و ذمہ والے الفاظ سے احتراز ہو گیا کیونکہ یہ الفاظ اجاب
 مدح و ذم کے لئے موضوع ہے اور اخبار و انشاء کے درمیان فرق آئندہ کتابوں میں آنے والا ہے اور
 مدح اور ذم سے بھی احتراز ہے کیونکہ وہ دونوں بھی طلب مدح و ذم کے لئے موضوع ہے نہ کہ انشاء مدح
 و ذم کے لئے اور ما احسن زید بھی خارج ہو گیا کیونکہ وہ انشاء مدح کے لئے نہیں بلکہ انشاء تعجب کیلئے دینا
 ہی شرف وغیرہ ۔

ف، یحذف و بیس اصل میں نعم و بسن تھا بر وزن سبغ تخفیفاً فاکلمہ کو ساکن کر کے کسرہ عین کو ماقبل
 حرف میں دیا نعم و بس ہو گیا۔ اب کوئی اعتراض نہ کیا جاوے کہ یہ فعل کے وزن پر نہیں پھر نعم کے اندر جار
 لغت ہے۔ انعم انعم انعم ہر نعم ویسا ہی بس کے اندر بھی قول ہر چه بالعد فاعل باشد انعم اس عبارت
 سے طریقہ استعمال بیان کرنا مقصود ہے تو استعمال میں اولاً فعل مدح و ذم ثانیاً فاعل مدح و ذم اور ثانیاً
 وہ شئی جو فاعل مدح کے بعد واقع ہو تو اسکو مخصوص بالمدح یعنی مدح کے ساتھ خاص کیا ہوا، کہا جاتا ہے
 اور فاعل ذم کے بعد جو شئی واقع ہوتا ہے اسکو مخصوص بالذم کہتے ہیں یعنی ذم کے ساتھ خاص کیا ہوا
 اور وجود قرینہ کی وجہ سے مخصوص بالمدح و ذم کو حذف کرنا جائز ہے جیسے نعم بعد ای یوب اور مخصوص
 اپنی افراد و تثنیہ و جمع و تذکرہ و تانیث میں فاعل کے مطابق ہو گا جیسے نعم الرجل زید و نعم الرجلان زیدان
 وغیرہ و قولہ شرط آنت لہ افعال مدح و ذم غیر جذب کے فاعل کے لئے اجمالاً تین شرطیں ہیں ۔

اول یہ کہ فاعل مدح و ذم معرف بلام عہد ذمہنی ہو جیسے نعم الرجل زید و بس الرجل زید و دوسری شرط یہ
 کہ اگر معرف بلام نہ ہو تو معرف بلام کی طرف اضافت ہو خواہ بلا واسطہ ہو جیسے نعم صاحب القوم زیدیا
 بواسطہ جیسے نعم و جو فرس غلام الرجل زید وغیرہ تیسری شرط اگر مذکورہ بالا دونوں شرط موجود نہ ہو
 تب فاعل ایسا ایک ضمیر مستتر ہو جسکی تہیز نکرہ منصوب ہو جیسے نعم جلا زید و بس جلا زید یا تو تہیز لفظ

جیسے قول تعالیٰ فقہا ہی الامثال اول نعم الرجل زید و زید اچھا مرد ہے۔ ترکیب اول نعم فعل مدح الرجل
 فاعل مدح زید مخصوص المدح فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب دوم
 نعم فعل مدح الرجل فاعل مدح فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم زید مبتدا مؤخر خبر مقدم اور
 مبتدا مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ، ترکیب سوم نعم فعل مدح الرجل فاعل مدح فعل مدح اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر علیحدہ جملہ۔ جو ضمیر مبتدا محذوف سے زید خبر مبتدا مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
 متانفہ تو تقدیر عبارت ہوگی نعم الرجل ہو زید و جملہ متانفہ جو سائل کے سوال کے جواب میں واقع
 ہو، یہاں بھی اگر مذکورہ پر کوئی سائل سوال کرے نعم الرجل کون شخص ہے تو کہا جاوے ہو زید فی نعم الرجل
 من ہو اُجیب ہو زید۔ ترکیب چہارم۔ نعم الرجل مذکورہ جیسے جملہ فعلیہ انشائیہ یعنی فعل محذوف انا ضمیر
 مرفوع متصل ملامر فواع فاعل زید منصوب مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اس وقت
 مخصوص بالمدح منصوب ہوگا۔ ترکیب پنجم۔ نعم فعل مدح الرجل مبتدا زید بدل مبتدا اور
 بدل مل کر فاعل ہو انعم فعل کا فعل و فاعل مل کر خبر جملہ فعلیہ انشائیہ، ترکیب ششم۔ نعم فعل مدح الرجل معلوف
 علیہ زید عطف بیان معلوف علیہ زید عطف بیان مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور اسی
 ترکیب پر جس الرجل زید اور ساء الرجل زید کا مابین ترکیب کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں اور نعم حسب
 القوم زید کی بھی مذکورہ کے مانند چھ ترکیبیں ہوں گی مگر فرق یہ ہے کہ مثال اول میں الرجل مفرد فاعل
 ہوا اور یہاں صاحب القوم ترکیب اضافی ہو کر فاعل ہوگا اور نہ باقی احکام مذکورہ کا ہے۔ نعم الرجل
 زید کی ترکیبیں بھی مذکورہ بالا جیسے ہے مگر فرق یہ ہے کہ نعم رجلا زید میں میز و تمیز مل کر فاعل مدح ہوگا
 نعم رجلا زید۔ نعم فعل مدح ضمیر ہو مرفوع متصل مستر ملامر فواع میز رجلا تمیز و تمیز مل کر فاعل ہو انعم
 فعل کا اور زید مخصوص بالمدح تو فعل مدح اپنے فاعل مدح و مخصوص بالمدح سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ
 جملہ انشائیہ ہونگی وجہ یہ ہے کہ یہ افعال انشاء مدح و ذم کے لئے موضوع ہیں اور جو انشاء کہنے سے مرفوع
 ہو کر ثابت ہے وہ انشائیہ ہوتا ہے لہذا یہ افعال بھی انشائیہ ہوں گے۔ مثال جدا۔ جدا زید و زید اچھا ہے
 (۵) ترکیب۔ حسب فعل مدح ذامحلا مرفوع فاعل مدح زید مخصوص بالمدح تو فعل مدح اور فاعل اپنے
 مخصوص المدح سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور باقی پانچوں ترکیب مذکورہ بالا پر قیاس کیجئے۔

(۶) نعم و جس دونوں کی فعلیت کے اندر نماۃ میں اختلاف ہے بصریوں اور کئی فرماتے ہیں کہ یہ
 دونوں فعل ہے دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ فعل کے ساتھ جیسے تا تانیت ساکن لاحق ہوتا ہے ویسا ہی
 ان دونوں کے ساتھ بھی لاحق ہوتا ہے دوسری دلیل فعل کے اندر جیسے ضمیر مستکن رہتا ہے۔
 ویسا ہی ان دونوں کے مع بھی ضمیر مستتر باکرتی ہے۔ تیسری دلیل یہ دونوں معنی علی الفتح ہے اگر کم
 ہوتا تب معنی علی الفتح نہ ہوتا کیونکہ معنی ہونگی کوئی وجہ موجود نہیں ہے اور بعض کے نزدیک کم ہے دلیل کی

یہ ہے کہ ان دونوں پر حرف زناد و فح ہونا ہے جو اسم کی علامت میں سے ہے جیسے یا نعم المولیٰ پس معلوم ہوا کہ وہ اسم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ضار و نون محذوف ہے اصل میں یا اللہ نعم المولیٰ اور یہاں حرف زناد نعم پر داخل نہیں ہوا لہذا وہ ضار و نون نہیں ہیں وہ اسم نہ ہو گا۔

فصل۔ بدانکہ فعل تعجب کو تعجب کا معنی لغوی تعجب کرنا یا تو کسی شئی نادر کو جاننا جس کا سبب غمی ہو اور اصطلاح میں فعل تعجب اسکو کہتے ہیں جو انشاء تعجب کے لئے موضوع ہو پس قید بالا سے تعجب و محبت خارج ہو گیا کیونکہ وہ دونوں انشاء تعجب کیلئے نہیں بلکہ اخبار تعجب کے لئے ہے اور افعال تعجب پر مثال مجرد سے جسکے معنی میں لون و عیب ظاہری کے معنی نہ ہو اور مشہوراً دو وزن پر آتے ہیں اول ما افعلا دوم افعال بہ اگر شلالی مزید فیہ یا رباعی مجرد و مزید فیہ یا اس شلالی مجرد سے جو لون و عیب ظاہری کا معنی دیوے تو لفظ اشدا یا اتوی یا احسن یا اجمع وغیرہ سے صیغہ تعجب بنا کر بعد میں وہ مصدر منصوب ذکر کرنا چاہیے جس سے فعل تعجب بنا نا چاہتے ہو جیسے ما اشد اعوارہ لفظی ترجمہ کسی شئی نے اسکی ایک چشمی کو اشد کر دیا ترجمہ محاورہ اسکی ایک چشمی کیا ہی عجیب ہے ویسا ہی اشد و با استخراج۔ اشد با صفرارہ وغیرہ وزن اول ما افعلا کی ترکیب کو وزن اول ہے جیسا احسن زید لفظی ترجمہ کسی شئی نے زید کو صاحب حسن بنا دیا اور اصطلاحی ترجمہ زید کیا ہے حسین ہے ۱۲ پھر لفظ ما کے اندر اختلاف ہے سیویہ اور خلیل نخوی کے نزدیک مانکرہ ہے موصوفہ ای شئی صفت محذوف ہوئی بنا پر تقدیر عبارت یوں ہوگی ای شئی عظیم احسن زید ادب شئی نے زید کو حسین کیا ہے۔ ترکیب ما یعنی شئی موصوفہ عظیم صفت موصوفہ صفت مل کر مبتدا احسن فعل بفاعل زید مفعول بہ فعل اپنا فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ انشاء یہ کیونکہ وہ انشاء کے لئے موضوع ہے۔ دوسرا انفس کا مذہب یہ ہے کہ ما موصولہ ہے یعنی الذی تو تقدیر عبارت یہ ہوگی ما احسن زید ای الذی احسن زید اشی عظیم یعنی وہ شئی جو زید کو حسین کیا ہے بڑی شئی ہے، ترکیب ما یعنی الذی اسم موصول احسن فعل بفاعل زید مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشاء یہ ہو کر صلہ موصول وصلہ مل کر محلاً مرفوع مبتدا اور شئی عظیم ترکیب تو صیغی ہو کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ انشاء یہ ۱۱

مذہب سوم۔ فراخوی کا اس کے نزدیک لفظ ما استفہامیہ یعنی ای شئی اس نے ما احسن زید کی تقدیر عبارت یوں مانی ہے ای ای شئی احسن زید زید کو کس چیز نے حسین کیا ہے، ترکیب ای مضاف شئی مضاف الیہ تو مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا احسن فعل مبیہ مرفوع متصل مستر فاعل زید مفعول بہ فعل اپنا فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبر بہ ۱۲ ہو کر پھر محلاً مرفوع خبر ہوا ای شئی مبتدا کا تو مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ انشاء یہ ۱۱

فائدہ۔ شیخ رضی کے نزدیک قول راجح باعتبار معنی مذہب فرا کا ہے گویا کہ متکلم زید کے حسن سے ناواقف تھا پس اس پر تعجب ہو کر سوال کیا کہ زید کو کس چیز نے حسین کیا ہے؟ اور مصنف نے اسی مذہب کو اختیار کرتے ہوئے اپنی کتاب کے اندر بیان فرمایا بقول تقدیر شئی ای شئی لکن مذہب من حیث اللفظ ضعیف ہے

کیونکہ یہاں نقل الانشاری الانشار لازم آتا ہے جو کلام عرب میں جائز نہیں ہے کیونکہ استقام جیسا کہ
 انشدہ کے قبیل سے ہے دینا ہی تعجب بھی انشاء سے ہے لہذا نقل الانشاری الانشار لازم آتا ہے جو
 غیر ثابت ہے اسلئے اس مذہب کو اختیار نہیں کیا و کذا فی الشرح (وزن دوم افعال بہ کو متضمن ہو اور یہاں
 نہ کہ صیغہ مراد ہے جیسے احسن بزید احسن صیغہ امر ہے افعال سے لیکن خبر کے معنی میں یعنی امر اگرچہ من قبیل
 انشاء ہے لیکن بمعنی خبر یعنی فعل ماضی کے معنی میں ہے احسن بمعنی احسن تقدیر عبارت یوں ہوگی۔
 احسن بزید ای احسن زید ای صار زید فاحسن وزید حسن والا ہو گیا، اور بزید میں جو بار ہے وہ زائدہ
 نہ باجو تعدیہ کے لئے آتا ہے و اللہ اعلم بالصواب، اور یہ احسن بزید میں بھی عند النماة اختلاف ہے اول سیوۃ
 کے نزدیک احسن بزید میں مجرور فاعل اور افعال کا ہمزہ محذوف ہے وہ میرورۃ کیلئے ہے اور با زائدہ ہے اسکو
 صفت نے بھی اختیار فرمایا اسلئے فرمایا ہے ای صار ذ احسن ترکیب صار فعل ناقص ضمیر جو مرفوع متصل
 مستتر ملامر فوع اہم ناقص ذ احسن ترکیب اضافی ہو کر خبر ناقص صار فعل ناقص اپنی ام ناقص و خبر ناقص
 سے مل کر جہ فعلیہ خبریہ۔ دوسرا خفش کے نزدیک وزن ثانی میں با کا دخول مفعول بہ ہے خواہ با کو
 زائدہ تسلیم کیا جاوے اور ہمزہ افعال تعدیہ کے لئے ہو گا یا با زائدہ نہ ہو بلکہ تعدیہ کے لئے ہو ہمزہ افعال
 کی وجہ سے تعدی نہ ہو۔ بہر صورت اخفش کے نزدیک احسن کے اندر انت ضمیر مستتر ہے گی۔ اور زید
 مفعول بہ فعل فاعل و مفعول بہ مل کر جہ فعلیہ انشاء ہے اور ذ کے نزدیک احسن بزید امر کا صیغہ ہے براہیک مخاطب
 کے وصف کی بیان کرنے پر قادر ہو زید کی صفت بیان کر اس صورت میں صفت میں مبالغہ ہو گا جو باعث
 تعجب ہو۔ (ف) امر ماضی کے معنی میں ہو سکتا ہے جیسے ماضی امر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے رحم اللہ تعالیٰ ای
 ارحم باللہ (ف) اس بحث میں میں نسخہ جائز ہے۔ فعلا التعجب بنظر صیغہ اس باب کا ۲۔ فعلا التعجب بنظر
 جنس تعجب کے (۳) فعلا التعجب بنظر افراد کثیرہ

باب سوم در عمل اسماء عاملة ان یازدہ و شمس

اول اسمائے شرطیہ یعنی ان و آن نہ است من و ما و این و متی و آتی و اتی و اذ ما و
 حیثا و ممثما فعل مضارع را بحرزم کنند چون من تضرب اضرب و ما تفعل افعل
 و این تجلس اجلس و متی تقعد اقم و آتی شئی تا کل اکل و اتی تکتب اکتب و اذ ما
 تسانر اسافر و حیثا تقصد اقص و ممثما تقعد اقع و دوم اسمائے افعال بمعنی
 ماضی چون صیغہات و شتان و سمان اسم را بنا بر فاعلیت بر فتح کنند چون حیثا

يَوْمُ الْيَوْمِ اى بَعْدُ سَوْمٌ : كَمَا اِقْتَالَ بَعْنِي اَمْرًا حَاضِرًا جَوْنٌ رُوَيْدٌ ذُبْدَةٌ وَحَيْثُمُ وَ عَيْلَتُ
 وَ دُوْنَتُ وَ هَذَا اِسْمٌ لَمْ يَنْصَبْ كَتَبْنَا بِرَ مَفْعُولِيَّةٍ جَوْنٌ رُوَيْدٌ تَرَيْدٌ اى اَسْمُوْلًا جِهَارًا
 اِسْمٌ فَاعِلٌ بِمَعْنَى خَالٍ يَا اِسْتِقْبَالَ عَمَلٍ مَعْرُوفٍ كَتَبْنَا بِرَ اَنْكُمُ اَعْتَمَادًا كَرِهًا يَشَدُّ بِرَ
 لَفْظِيكَ بِرَ اِزْوًا يَشَدُّ وَ اَنْ لَفْظًا يَابِتًا يَشَدُّ وَ اِنْ لَفْظًا يَابِتًا يَشَدُّ وَ اِنْ لَفْظًا يَابِتًا يَشَدُّ وَ اِنْ
 مَتَّعِي جَوْنٌ تَرَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوهُ عَمَلٌ يَامُوصُوفٌ جَوْنٌ مَرَّتٌ بِرَجُلٍ ضَارِبٌ اَبُوهُ بَكْرًا
 يَامُوصُولٌ جَوْنٌ جَادٌ فِي الْقَائِمِ اَبُوهُ وَ جَادٌ فِي الضَّارِبِ اَبُوهُ عَمَلٌ يَادٌ وَ اَلْحَالُ جَوْنٌ
 جَادٌ فِي تَرَيْدٌ مَرَاتِبًا عَلَا مَرَاتِبًا يَابِتًا يَشَدُّ اِسْتِفْهَامٌ جَوْنٌ اَضَارِبٌ تَرَيْدٌ عَمَلٌ يَحْرَفُ
 سَمْعِي جَوْنٌ مَا قَائِمٌ تَرَيْدٌ بِرَمَالٍ عَمَلٌ كَرِهًا وَ ضَرْبٌ مِيكْرٌ وَ قَائِمٌ وَ ضَارِبٌ مِيكْرٌ
 اِسْمٌ مَفْعُولٌ بِمَعْنَى خَالٍ وَ اِسْتِقْبَالَ عَمَلٍ مَجْهُولٌ كَتَبْنَا بِرَ اَعْتَمَادًا مَذْكُورًا جَوْنٌ تَرَيْدٌ مَضْرُوبٌ
 اَبُوهُ عَمَلٌ وَ مَعْطَى عَلَامَةٌ دِيهِمَا وَ بَكْرٌ مَعْلُومٌ اِنْبَسَ فَاَصْلًا وَ خَالِدٌ مَخْبَرٌ اِنْبَسَ
 عَمَلٌ فَاَصْلًا بِرَمَالٍ عَمَلٌ كَرِهًا وَ اَعْطَى وَ عَمَلٌ اَخْبَرَ مِي كَرِهًا مَضْرُوبٌ وَ مَعْطَى
 وَ مَعْلُومٌ وَ مَخْبَرٌ مِي كَرِهًا .

تشریحات :- مضاف افعال عامل کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اسمائے عاملہ کے بیان کو شروع فرمایا
 تاکہ طلباء کو عوامل لفظیہ اچھی طرح معلوم ہو سکے لیکن اسماء عاملہ زیادہ ہونے کے باوجود افعال عاملہ کو مقدم
 ذکر کیا وجہ اسکی یہ ہے کہ فعل عمل میں اصل ہے اور اسم فرع اور اصل شروع پر مقدم ہوا کرتی ہے اسلئے
 افعال عاملہ کو مقدم اور اسمائے کو مؤخر کیا اور سید صاحب اسماء غیر عاملہ کو ذکر نہ کیا باوجود زیادہ
 افراد کے اور مصروف غیر عاملہ کو ذکر کیا باوجود قلت افراد کے جو آئندہ آنے والا ہے اور اسمائے عاملہ
 بحسب استقرار گیارہ قسم ہے اول اسمائے شرطیہ یعنی ایسا اسم جو ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہو
 پس جبکہ ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہوا تب وہ مثل ان شرطیہ کے دو جملہ پر داخل ہو کر جملہ اول کو
 شرط اور جملہ ثانیہ کو جز بنا میگا اگر شرط و جز دونوں فعل مضارع ہوں تو فعل مضارع کو مثل
 ان کے جزم کرے گا اور اسمائے شرطیہ بحسب استقرار کے نو ہے اور اسکا کلمہ مجازاً یعنی ایسے کلمے جو
 جز کا تقاضا کرنے والے ہیں اور کلمات شرط و جز ابھی کہنے ہیں ۔
 (ف) اسمائے شرطیہ کا مذکورہ عمل اگر وہ ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہو ورنہ فعل مضارع کو
 جزم نہیں کریگا کیونکہ علت جزم موجود نہیں جیسے من و ناسیخ ملہ و استقبالیہ وغیرہ کے لئے
 ہو فعل مضارع کو جزم نہیں کرے گا لیکن میرے استاد مرشد مرحوم بڑے حضور نے فرمایا کہ

صلہ وغیرہ کی صورت میں بھی فعل مضارع مجزوم ہوگا حلا علی صورتہ الشرطیہ اور ترکیب میں من و ما وغیرہ کو موصول ماننے کی صورت میں ایک ضمیر موصول کی طرف راجع ہونے کیلئے مقدم ماننا واجب ہوگا اور باقی احکام شرط و جزا باب اول کے اواخر میں مذکور ہو چکا ۱۱

رف اسن و ما وائی باعتبار معمول ہونے کی حالت میں اول مبتدا ہونے کی وجہ سے محلا مرفوع ہوئے جبکہ مذکورہ تینوں موصول واستفہام وغیرہ ہو۔ دوم محلا منصوب مفعول بہ واقع ہونے جبکہ شرط کے معنی کو متضمن ہو جیسے دونوں صورتہ ترکیب میں مذکور ہوگی۔ سوم محلا مجرور ہوگا کہ اگر مضاف الیہ یا حرف جار کا مجرور واقع ہو جیسے مررت من ہوا حوک و غلام من علتت علتت ترکیب طاب سے قس علی الذکورہ، و قول من شرط و استفہام و موصول و موصوف کے لئے مستعمل ہو سکتا ہے جیسے اسم غیر متکثر کی بحث میں تفصیل مذکور ہوئی من شرطیہ کی مثال جیسے من تضرب اضرب رجحکو تو مارے گا اسی کو میں ماروں گا۔ ترکیب اول من اسم شرط متضمن معنی ان محلا منصوب مفعول بہ مقدم تضرب فعل ضمیر انت محلا مرفوع فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط اضرب فعل ضمیر انا مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر جزا اول کر جملہ شرطیہ ۱۲ ترکیب دوم۔ من موصول تقدیر عبارت یہ ہوگی الذی تضربہ اضربہ الذی اسم موصول تضربہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جملہ موصول و صلہ مل کر مبتدا اور اضربہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا اول کر جملہ شرطیہ اور استفہامیہ کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کیئے و قولہ ما شرط و استفہام و موصوف و موصول و زائدہ نامہ کیلئے مستعمل ہو سکتا ہے تفصیل مذکور ہوئی مثال ما شرطیہ کی ما فعل فعل رجحکو تو کرے گا اس کو میں بھی کروں گا، ترکیب مانند من کے ہے کی لافرق بینما من حیث الترکیب ۱۱ و قولہ این مکان شرط کے معنی میں ہوتا ہے اس کو شرطیہ اور کبھی استفہام مکان کے لئے ہوتا ہے اس کو استفہامیہ کہتے ہیں مثال این مجلس اجلس دہیں جگہ تو بیٹھے گا اسی جگہ میں بھی بیٹھوں گا، ترکیب این اسم شرط متضمن معنی ان محلا منصوب مفعول فیہ مقدم مجلس فعل ضمیر انت فاعل فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط اجلس فعل انا ضمیر مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا اول کر جملہ شرطیہ ۱۳

و قولہ منی تقم اتم دہیں وقت تو کھڑا ہوگا میں بھی کھڑا ہوں گا، یہ کبھی شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے اسکو شرطیہ اور کبھی استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے تو اسکو استفہامیہ کہتے ہیں اور این و منی کے بعد کبھی ما زائدہ ہوتا ہے جیسے اینما و منما اور ترکیب اسکی مانند ترکیب این کے ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ منی طرف زماں کے لئے اور این طرف مکاں کے لئے ہے۔ و قولہ ای مثل ای شئی تاکل اکل رجحکو تو کھاوے گا میں بھی کھاؤں گا، ترکیب۔ ای شئی ترکیب اضافی ہو کر مفعول بہ مقدم تاکل فعل انت ضمیر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط اکل فعل و فاعل مل کر جزا اول کر جملہ شرطیہ

جسزائل کر جلد شرطیہ باقی ترکیب مثل سن کے ہے و قول الی مثل الی تکتب اکتب و صطرح یا جس جگہ تو لکھے گا میں بھی لکھوں گا، ترکیب مثل سابق کے ہے یہ شرطیہ و استنہایہ دونوں ہو سکتا ہے۔
 و قول اذنا کبھی شرط اور کبھی طرف کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اذل کو شرطیہ اور ثانی کو استنہایہ کہتے ہیں۔ مثال شرطیہ اذما تسافر اسافر و جو وقت تو سفر کرے گا میں بھی سفر کروں گا، ترکیب اذما اسم شرط معلق منصوب مفعول فیہ مقدم تسافر فعل وانت ضمیر فاعل فعل و فاعل و مفعول فاعل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط اسافر فعل انما ضمیر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جملہ شرط و جزائل کر جملہ شرطیہ و قول حیثا تعقد اقصا و جس جگہ تو قصد کرے گا میں بھی قصد کروں گا، یہ شرط و طرف و تعلیل کے لئے مستعمل ہوتی ہے ترکیب حیثا اسم شرط معلق منصوب مفعول فیہ مقدم تعقد فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر شرط اقصا فعل و فاعل مل کر جزا شرط و جزائل کر جملہ شرطیہ۔

و قول ہما تعقد اقصا و جس جگہ تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا، ترکیب مثل سابق کے ہے۔ (ف) اذما و حیثا و معما کی نازائدہ ہے اور معما کی اصل میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک نانا تھا مار ثانی نازائدہ ہے اور اول ما کی الف کو پاء سے بدل دیا تھا ہوا اور بعض کے نزدیک مہ یعنی اکف ام فعل نانا ثانیہ نازائدہ تو دونوں مل کر کلمہ واحد یعنی شرطیہ ہو گیا ایسا ہی حیثا و اذما میں بھی اختلاف ہے تو عند الی جو یہ یہ الفاظ ثلثہ غیر مرکب ہے و عند غیرہ مرکب نازائدہ کے ساتھ اصل میں مہ و اذ و حیث تھا لیکن یہ الفاظ ثلثہ فعل مضارع کو جزم دینے کے لئے نازائدہ کے ساتھ متصل ہونا شرط ہے اگر متصل نہ ہو تو جزم نہ کر سکے جیسے افضل الشارحین نے فرمایا اذ و حیث مجزبان الفعل المضارع مع ما و اما بد و نھا نلا و کذانی فوائد الضیائیہ و قول دوم اسماء افعال اسکا نالہا و ما علیھا اسم غیر متکثر میں مذکور ہو چکا۔ اسماء افعال یعنی فعل نامی اسم ظاہر یا تو فیہ مستتر کو قابلیت کی بنا پر رفع دینا ہے اور وہ بہت ہیں لیکن مصنف تمثیل تین اسماء افعال کو لایا مثل هیومات یعنی بعد و شتان یعنی افرق و سرعان یعنی سرع جیسے پہلیا یوم العید و عید کا دن بہت دور ہے۔ ترکیب اول پہلیا اسم فعل یعنی بعد فعل یوم العید ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب ثانی بہلیا یوم العید مذکورہ کی مانند ہو کر مفسرہ ای حرف تفسیر بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسرہ و یسا ہی سرعان زید و شتان زید۔

و قول سوم اسماء افعال لوستیہ اسماء افعال جو امر حاضر کے معنی میں ہو اسم ظاہر یا ضمیر منصوب کو مفعولیت کی بنا پر نصب کرتے ہیں کیونکہ فاعل ہمیشہ اسم فعل یعنی امر حاضر میں مستتر رہتا ہے کیونکہ وہ امر حاضر کے معنی میں ہے دینی واحد حاضر میں و انما ضمیر مستتر رہتا ہے جیسے روید و بک و عیل و علیک و دونک و ما جیسے روید زید ای اہلک۔ ترکیب روید اسم فعل یعنی اہل فعل انت ضمیر مرفوع متصل مستتر معلق مرفوع فاعل زید مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ثانیہ ہو کر مفسرہ ای حرف تفسیر

ابنہ فعل ضمیر انت فاعل اور ضمیر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ضمیر اور باقی مثالوں کی کتب
 مذکورہ ترکیب جیسے ہے۔ (فائدہ) باب سوم میں اسمائے افعال کو علیحدہ طور پر بیان کیا بخلاف بحث اسم فہرہمکن کے
 کیوں کہ دونوں باعتبار عمل کے جداگانہ ہے فاعل۔ ۱۰

وقول چہ اسم فاعل الخ اسمائے عاملہ کی جو تعلق قسم اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس کو کہتے ہیں جو فعل معروف
 سے مشتق کیا گیا ہو، اسلئے کہ اس ذات کے لئے موضوع ہو جسکے ساتھ اس کا ناخذ یعنی معنی مصدری باعتبار
 ضرورت قائم ہونہ کہ باعتبار ثبوت و دوام و استمرار کے پس مذکورہ تریف سے اسم مفعول و تفضیل و صفت مشبہ
 خارج ہوگی۔ اور اسم فاعل عمل کرنے کیلئے لفظاً و معنایاً دونوں طرح پر شرطیں ہیں۔ معنایاً یہ ہے کہ
 اسم فاعل حال یا تو استقبال کے معنی میں ہو اور لفظی شرطیں یہ ہیں کہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کرنا پڑے
 وہ چھ چیزیں ابتدا و موصول و موصوف و ذوالحال و حرف استفہام و حرف نفی ہیں اگر مذکورہ دو قسم شرطیں اسم
 فاعل میں موجود ہوتے ہیں مفعول کا عمل کرے گا ورنہ نہیں کرے گا جیسا کہ آئندہ مثالوں سے روشن ہو جائیگا
 ابتدا پر اعتماد کرنے کی مثال زید قائم ابوہ زید اس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے قائم شبہ فعل ابوہ اسمائے متہ
 بکہہ کو رفع دیا یہ مثال لازم کلی ہے۔ ترکیب۔ زید مبتدا قائم شبہ فعل ابوہ ترکیب اضافی ہو کر فاعل شبہ
 فعل و فاعل مل کر خبر ہو انہ بد ابتدا کا قرابتاً و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ زید ضارب ابوہ عمرا زید اس کا باپ
 عمر کو مار ڈالنے والا ہے، زید مبتدا ضارب شبہ فعل ابوہ فاعل عمر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر خبر مبتدا
 و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور یہ مثال شبہ فعل متعدی بیک مفعول کی ہے باقی بد و مفعول و ب مفعول کو اس
 پر تیس کہتے۔ ۱۱ موصوف پر اعتماد کرنے کی مثال جیسے مررت برجل ضارب ابوہ بکر اڈنگڑا میں ایسے مرد
 کے ساتھ جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے، مررت فعل بفاعل باحرف جار برجل موصوف ضارب شبہ فعل جس
 برجل موصوف پر اعتماد کر کے ابوہ کو رفع اور بکر کو نصب دیا۔ ضارب شبہ فعل ابوہ فاعل بکر مفعول بہ
 شبہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر صفت ہوا برجل موصوف کا اور موصوف صفت مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا
 جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور
 یہ مثال متعدی کی ہے اور لازم کی مثال مررت برجل قائم ابوہ ترکیب ظاہر ہے اور موصول پر اعتماد
 کر کے عمل کرنے کی مثال جیسے جارقی القائم ابوہ ای جارقی الذی قام ابوہ۔ ترکیب جار فعل نون و قایہ
 یا ای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ الذی اسم موصول قائم یعنی قام فعل ابوہ فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر وصلہ
 ہوا الذی اسم موصول کا موصول و وصلہ مل کر محلاً مرفوع فاعل جار فعل کا جار فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مل کر
 جملہ فعلیہ خبریہ یہ مثال لازم کی ہے اور متعدی کی مثال یہ ہے جارقی الضارب ابوہ عمرا ای جارقی الذی
 یضرب ابوہ عمرا کی ترکیب مانند مذکورہ جیسے ہے اور مثال اول عین فعل کا ہے اور ثانی مثال شبہ فعل
 کلہ، ذوالحال پر اعتماد کر کے عمل کرنے کی مثال جارقی زید راکتبا علامہ قرتا میرے پاس زید آیا اس

حال میں کہ غلام اسکے گھوڑے پر سوار تھا، ترکیب جار فعلی محلاً منصوب مفعول بہ زید ذوالحال ایک شب فعل
 اذوالحال پر اعتماد کر کے غلام کو رفع و فرسا کو نصب دیا، غلام ترکیب اضافی ہو کر فاعل فرسا مفعول بہ شب فعل
 اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر
 حال ہوا ذوالحال و حال مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل ہوا
 مل کر جملہ جملیہ خبریہ، اور استفہام پر اعتماد کر کے عمل کرنے کی مثال جیسے اضراب زید عمر اریا۔ یہ عمر کو ماہی بوالا،
 ترکیب اول ہمزہ حشر استفہام ضارب شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم مقام خبر عمر مفعول بہ شبہ فعل با
 فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ، ترکیب دوم ہمزہ حشر استفہام ضارب شبہ فعل ہوضیر مستتر خلفاً منوع
 فاعل عمر ذوالحال ہمزہ حشر استفہام ضارب شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر مقدم زید مبتدا مؤخر مبتدا مؤخر و خبر مقدم مل کر جملہ اسمیہ
 انشائیہ، حرف نفی کہ مثال جیسے قائم زید۔ و زید کھڑا ہونے والا نہیں، ترکیب اول مانا فیہ قائم شبہ فعل ضمیر
 ہوستتر فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر مبتدا مقدم زید مبتدا مؤخر تو مبتدا مؤخر و خبر مقدم مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب دوم مانا فیہ قائم شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم مقام خبر شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم
 مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ، و قول ہاں عمل کہ قائم یعنی فعل معروف لازم جو عمل کرے اسم فاعل لازم بھی
 وہ عمل کرے گا جیسے قائم وغیرہ کہے اور فعل معروف متعدی جو عمل کرے اسم فاعل متعدی بھی وہی عمل کرے گا۔
 جیسا کہ مثال مذکور سے روشن ہوگی اور افعال کے عمل کا بیان باب دوم میں بالتفصیل بیان ہو چکا واللہ اعلم
 (ف) اسم فاعل عمل کرنے کیلئے معنوی شرط حال و استقبال کے معنی میں ہونا درجہ اسکی یہ ہے کہ اسم فاعل عمل
 کرتا ہے فعل مضارع کے ساتھ لفظاً و معنایاً مشابہت رکھنے کی وجہ سے لفظاً جیسے حرکات و سکنات و جزئیات
 وغیرہ میں مثل ضارب و یضرب اور معنی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ جیسا کہ حال و استقبال کا معنی ہونا ہے
 یہ بھی حال و استقبال کے معنی میں ہوا اب دونوں اعتبار سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے مثل فعل مضارع عمل
 کرے گا اسلئے حال و استقبال کے معنی میں ہونے کے ساتھ مشروط کیا گیا اگر حال یا تو استقبال کے معنی میں
 نہ ہوتے مشابہ و مشابہ کے درمیان مشابہت قائم نہیں رہے گی اور استقاط مشابہت کی وجہ سے عمل بھی
 باطل ہو جائے گا جیسا کہ اگر فعل ماضی کے معنی میں ہو تو عمل نہیں کرے گا بلکہ اضافہ معنوی ہوگی بخلاف کسان
 کے کہ اسکے نزدیک مطلقاً عمل کرے گا و کذا فی النہایۃ والابدایۃ

رفاعتی کا، سوال اسم فاعل کرنے کے لئے اعتماد مذکور کی شرط کیوں ہے۔ جواب۔ اول ناکہ اسم فاعل کی
 مشابہت فعل کے ساتھ قوی ہو جائے اس طرح فعل جیسا کہ سند ہوتا ہے فاعل کی طرف اسم فاعل بھی
 اپنے فاعل کی طرف سند ہوا کرتا ہے اور اپنا باقبل مثل فاعل کے ہے۔ جواب دوم اسم فاعل ہمزہ صفت
 کے ہے تو صفت ہمیشہ موصوف پر اعتماد کرتی ہے۔ جواب سوم۔ فعل عمل میں اصل ہے تب بھی اپنے
 فاعل پر اعتماد کرتا ہے پس اسم فاعل عامل فرعی ہے وہ تو بطریق اولیٰ ہے جو باقبل پر اعتماد کرے گا اور مذکور
 اعتماد جو شرط کیا گیا بھریوں اور سیبوں کے نزدیک ورنہ انھیں دیکھنے کے نزدیک بلا شرط مذکور

کے عمل کر کے کیونکہ ان کے نزدیک عمل کرنے کیلئے راجح فعل کافی ہے اور شبہ فعل بھی راجح ہے۔
 پنجم اسم مفعول الخ اسم مفعول اس کو کہتے جو فعل مجہول سے مشتق ہو اور اس ذات کیلئے موضوع ہو جیسے پنا
 ماخذ یعنی معنی مصدر کی حقیقتہً و حکماً واقع ہو جیسے مضروب زید میں زید پر ضرب واقع ہو اور اسم
 مفعول عمل کرنے کیلئے لفظاً و معنایاً اسم فاعل کے ہے جس علیہ جیسے مبتدا پر اعتماد کرنے کی مثال زید مضروب
 ابوہ زید اس کا باپ مار ڈالا گیا، عمر و معطی غلام ذر ہما عمرو کے غلام کو درہم دیا گیا، و بکر معلوم بنو ناسبا
 اور بکر کے بیٹے کا فاضل ہونا بتلایا گیا، و خالد بن زید عمرو و فاضلاً راہ خالد اسکے بیٹے عمرو کا فاضل ہو
 کی خبر دیا گیا، ترکیب۔ زید مبتدا مضروب شبہ فعل ابوہ نائب فاعل شبہ فعل ذائب فاعل مل کر خبر
 مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا و ادحرف عطف عمرو و مبتدا معطوفی شبہ فعل غلام نائب فاعل
 درہم مفعول بہ ثانی شبہ فعل و نائب فاعل و مفعول بہ ثانی مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مطونہ و اد
 حرف عطف خالد مبتدا خبر شبہ فعل ابوہ نائب فاعل و عمرو مفعول ثانی و فاضلاً مفعول بہ ثالث مل کر خبر
 تو مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

فائدہ۔ مصنف غلام نے اسم مفعول مبتدا پر اعتماد کر کے عمل کرنے کی مثال کیوں لائے ہیں۔

جواب۔ یہ ہے کہ ایک نائدہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ یہ کہ اسم مفعول خواہ متعدی یک مفعول ہو اور مفعول
 ہو یا نائب مفعول ہو۔ مفعول اول نائب فاعل ہو گا اور باقی سب مفعول رہے گا۔ واللہ اعلم۔
 زائدہ اسم مفعول کے موصوف و موصول ذوالحال وغیرہ پر اعتماد کرنے کی مثال جینہ اسم فاعل کی مثال جیسے
 مگر فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کے بجائے اسم مفعول کے صیغہ کو رکھا جائے گا ورنہ کوئی فرق نہیں جیسے مرتب
 راجح مضروب ابوہ و جار فی المضروب ابوہ وغیرہ۔

ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند شرط اعتماد مذکور چون سید حسن غلام کی
 ہماں عمل کہ حسن میگرد و حسن میکند مضموم اسم تفضیل و استعمال اور رسمہ وجہ است بہ
 من چون سید افضل میں عمر دیا یا الف و الام چون جلدنی زیدن الا فضل یا یا نفاست
 چون زید افضل القوم و عمل او در فاعل باشد و آن ہو است فاعل افضل کہ در دستر
 ست مضموم مصدر بشرطیکہ مفعول مطلق باشد عمل فعلش کند چون اعجبنی ضرب زید عمر
 نہم اسم مشابہ مضاف الیہ را خبر کند چون جلدنی غلام زید بدانکہ اینجالام بحقیقت
 مقدر است زیرا کہ تقدیرش است کہ غلام کنیزید و ہم اسم تام تمیزاً بنصب کند
 تمامی اسم یا بتوین باشد چون ما فی السماء قدمنا و اخیر سبحاننا یا تقدیر توین چون عند
 احدث عشر رجلاً و سید اکثر منک ما لا یا ہون تلبس چون عندی تفسیران

بئس يا بنون جمع چون هَلْ نَفَيْتُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا يَا بَشَائِرَ نُونٍ جمع چون عِنْدِي
عَشَادُونَ دِي هِنَا تَاتَسْعُونَ يَا بَاضَانَتِ چون عِنْدِي مَلُوكُهُ عَسَلًا ياز و هم اسماي
كنايه از عدد و آن دو لفظ مست كَمُ و كَذَا بر دو قسم است استقبائيه و خبريه كم استقبائيه
تميز را نصب كند و كذا نیز چون كَمُ مَجَلًا عِنْدَكَ و عِنْدِي كَذَا هُنَا و كَمُ خبريه
بمتر را بجزر كند چون كَمُ مَالٍ انْفَقْتُ و كَمُ دَارًا بَنَيْتُ و كَارِي مَن جَارٍ بر تميز كم خبريه
آيد چون قَوْلِ تَعَالَى كَمُ مَن مَدَّبَ فِي السَّمَوَاتِ -

جیسی قسم صفت مشبهه جو اتم فاعل کے ساتھ واحد و تثنيه و جمع ذکر و تانیث میں مشابہت رکھتی ہے مثال
حسن و حسان و غیرہ مثل ضارب و ضاربان و غیرہ کے اور اصطلاح میں وہ اتم جو مستحق ہو فعل لازم سے تاکر
دلالت کرے اس شخص پر جس کے ساتھ وہ فعل قائم ہو بطور ثبوت و دوام و استمرار کے پس اتم فاعل و مفعول
دیگرہ خارج ہو گئے کیونکہ وہ حدوث پر دلالت کرتے ہیں اور اسکا صیغہ اتم فاعل و مفعول کی صیغہ کے
مخالف ہے بلکہ سماعی ہے کذا ذکر فی علم الصیغہ اور صفت مشبہ اپنے فعل لازم کی مانند فاعل کو رفع کرچی
فاعلیت کی بنا پر اور مزید عمل یہ ہے کہ نصب دیتا ہے مشبہ بالفعول کی بنا پر اگر اسم معرفہ ہو اگر نکرہ ہو تو
نصب دیتی ہیں تميز کی بنا پر اور اتم تفضیل عمل کرنے کے لئے اعتماد مذکورہ یعنی مبتدا و موصوف و ذوالحال
و حرف نفي و استفهام، پر اعتماد کر کے مذکورہ عمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور صفت مشبہ موصول
پر اعتماد نہیں کرتی ہے کیونکہ صفت مشبہہ پر جو الف و لام داخل ہو وہ الذی کے معنی میں نہیں ہوتا ہے
بخلاف اتم فاعل و مفعول کے کیونکہ صلہ فعلیت پر و فعلیت حدوث پر دلالت کرتی ہے اور شی ضد
ضد آخر کے لئے شرط نہیں ہو سکتی ہے۔ وینا ہی عمل کرنے کیلئے حال و استقبال کے معنی میں ہونا
بھی شرط نہیں کیونکہ حال و استقبال حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہہ دوام پر
پس حال و استقبال صفت مشبہہ کی ضد ہے اور شی ضد ضد آخر کے لئے شرط نہیں ہو سکتا ہے اسلئے حال
و استقبال کے معنی میں نہیں ہوتا ہے جیسے زید حسن غلام زید کا غلام حسین ہے، ترکیب زید مبتدا
حسن مشبہ فعل غلام ترکیب اضافی ہو کر فاعل مشبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ باقی
مثال موصوف کا جار فی زید حسن غلام و جار فی زید حسن غلام و ما حسن زید ہر ایک ترکیب
و ترکیب ظاہر ہے۔ (دفعہ) صفت مشبہہ کی اٹھارہ صورتیں ہیں جو ہدایۃ النحو و کافیہ میں مذکور ہے۔
یہ رسالہ اس کا مشتمل نہیں اسلئے ناچیز نے اسکو قصداً ترک کر دیا۔

بمفعول اتم تفضیل جو سماعی عامل کی ساتویں قسم اتم تفضیل ہے، اتم تفضیل وہ اتم ہے جو فعل نومی یعنی مصدر
سے اسلئے مشتق ہو کر اس ذات پر دلالت کرے جس میں باعتبار کسی دوسرے چیز کے معنی مصدری زیادہ تر

پائے جاتے ہیں اور اس کا استعمال تین طرح پر ہے اول من کے ساتھ مستعمل ہو جیسے زید افضل من عمرو (زید عمر سے زیادہ فضیلت والا ہے) اور استعمال میں اسم تفضیل ہمیشہ واحد ہوتا ہے اگر مفضل واحد و تثنیہ و جمع ہو جیسے زید افضل من عمرو و الزیدان افضل من عمرو و الزیدون افضل من عمرو تینوں صورت میں افضل واحد مذکر ہے اگر مفضل مؤنث ہوتی بھی علامت تانیث لانا ممنوع ہے علت مطولات میں مذکور ہے۔ ترکیب زید مبتدا افضل شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل من عمرو جار مجرور مل کر متعلق ہوا افضل شبہ کے افضل شبہ فعل و فاعل و متعلق سے مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۱۲ دوسرا استعمال یا تو اسم تفضیل الف و لام کے ساتھ مستعمل ہو جیسے جارنی زید ان افضل ر میرے پاس فاضل زید آیا، اس استعمال میں اسم تفضیل ہمیشہ مفضل کی واحد و تثنیہ و جمع و تذکرہ و تانیث میں مطابقت کرے گا، کیونکہ اسم تفضیل بمنزلہ صفت کے ہے اور مفضل بمنزلہ موصوف کے اور صفت اور موصوف کے درمیان ہمیشہ مطابقت ہوتی ہے جیسے جارنی الزیدان الافضالین و الزیدون الافضالون ترکیب جار فعل نون و قایہ محلاً مفعول بہ زید موصوف الافضال صفت موصوف و صفت مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۳ تیسرا استعمال۔ یا تو اسم تفضیل اضافت کے ساتھ استعمال ہوگا یعنی اسم تفضیل مضاف ہو مفضل علیہ مضاف الیہ ہو جیسے زید افضل القوم زید قوموں سے افضل ہے یہ تیسری قسم دو معنی کے لئے مستعمل ہوتی ہے اول مضاف سے معنی زیادتی قصد کیا جاوے مضاف الیہ سے یا تو مطلقاً زیادہ کا قصد کیا جاوے اگر اضافت سے معنی اول مراد ہو تو اسم تفضیل واحد و مطابقت موصوف کے دونوں جائز ہے اور ثانی معنی کے اعتبار سے ہمیشہ اسم تفضیل موصوف کے مطابق ہوگا۔ کذاتی الکافیہ، ترکیب زید مبتدا افضل القوم ترکیب اضافی ہو کر خبر تو مبتدا و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۱۴ اور اسم تفضیل مفعول میں مطلقاً عمل نہیں کرتا ہے خواہ مفعول بہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر اور فاعل اگر اسم ضمیر ہو جیسے مذکورہ مثالوں میں گذر گیا تب اسم تفضیل بلا شرط عمل کر سکتا ہے کیونکہ ضمیر مستتر معمول ضعیف ہے کیونکہ لفظ میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اور فاعل ضعیف معمول ضعیف کے اندر بلا شرط عمل کر سکتا ہے اور اگر فاعل اسم ظاہر ہو تب اسم تفضیل عمل کرنے کے لئے چند شرطوں کی ضرورت ہے تاکہ ان شرائط سے قوت پیدا کر کے اسم ظاہر میں عمل کرے اور یہ شرائط وغیرہ تثنائی ہدایتیہ الخ و غیرہ میں تفصیل وار مذکور ہیں، مانظر فیہ۔

(فائدہ) مذکورہ تین استعمالات میں سے ایک حالت کے اندر دو استعمال ایک ہی ساتھ ہونا ممنوع ہے جیسے زید افضل من عمرو استعمال بلام و من اور تینوں استعمالات سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہونا بھی ممنوع ہے جیسے زید افضل ہاں اگر مفضل علیہ محذوف ہو تو صحیح ہوگا۔ جیسے الشکر الی من کل شیء ۱۵

رفائد کا) ہم تفضیل بنانے کا قاعدہ کتب صرف میں مذکور ہے اسلئے تصدات ترک کر دیا ویسای باقی
 ماندہ مسئلے آئندہ کتب النحو میں ملیں گے۔ ہیشتم مصدر۔ یہ اپنے فعل کی مانند عمل کرے گا یعنی اگر مصدر
 لازم ہو تو رفع کرے گا اور اگر متعدی ہو تو مفعول بہ کو نصب کرے گا اور شرط یہ کہ ترکیب میں وہ
 مصدر مفعول مطلق واقع نہ ہو اگر مفعول مطلق واقع ہو تو اس وقت فعل مذکور کا عمل کرے گا کیونکہ مصدر
 فاعل ضعیف ہے اور فاعل قوی کے موجودگی کے وقت فاعل ضعیف کا عمل کرنا ممکن نہیں ہے اگر مصدر
 فعل محذوف کا قائم مقام ہو تو اس وقت دو حالت سے یا تو فعل محذوف کا عمل کرے گا کیونکہ وہ اصل
 ہے یا تو مصدر کا عمل کرے گا کیونکہ وہ اصل کا نائب ہے مثل العجب ضرب زید عمرو اذ عجبک تعجب میں اذ لانزید
 کے بدلے نے عمرو کو اور مثال مذکور میں ضرب مصدر سے زید کو محذوف رفع دیا کیونکہ زید فاعل ہے اگر وہ
 لفظ محذوف ہو اور عمرو کو نصب دیا مفعولیت کی بنا پر ترکیب العجب فعل فون وقایہ یا ای متکلم محذوف
 مفعول بہ ضرب مصدر شبہ فعل مضاف زید فاعل مضاف الیہ عمرو مفعول بہ شبہ فعل مضاف و مضاف
 الیہ مفعول بہ لک فاعل العجب فعل و فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۴

رفائد) مصدر متعدی کا بحسب استقرار یا پنج استعمال ہے اول مصدر کے فاعل کی طرف اضافت ہو
 اور مفعول بہ لفظ منصوب ہو مثال مذکور ہوئی دوم مصدر فاعل کی طرف اضافت ہو اور مفعول بہ مذکور نہ ہو
 جیسے عجبت من ضرب زید یہاں مفعول بہ موجود نہیں۔ سوم مصدر مفعول بہ کی طرف اضافت ہو اور فاعل لفظاً
 مذکور و مرفوع ہو جیسے عجبت من ضرب اللص الجلاذ یعنی جلاذ کے چور کو مارنے سے تعجب ہوں چہارم مصدر
 مفعول کی طرف مضاف ہو فاعل محذوف ہو جیسے دُعَا الخیر اصل میں دُعَا الخیر تھا اور اسم الخیر مفعول ہے
 پنجم مصدر مفعول مفعول کی طرف اضافت ہو جو فاعل کے قائم مقام ہے جیسے عجبت من ضرب زید الخیر یعنی
 مجھوں مصدر لازم کا ایک ہی استعمال ہے فاعل کی طرف اضافت ہونا۔ ششم اسم مضاف مضاف الیہ کو جر
 کرتا ہے بواسطہ حرف جر تقدیری کے جیسے جادتی غلام زید ر میرے پاس زید کا غلام آیا ترکیب جار فعل
 فون وقایہ یا ای متکلم محذوف مفعول بہ غلام زید ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل مفعول بہ مل کر جملہ
 فعلیہ خبریہ بقولہ کہہ کر بواسطہ جار کی طرف اشارہ فرمایا اور غلام زید میں غلام زید یعنی ایسا غلام جو زید
 کے لئے مختص ہے ترکیب غلام موصوف مختص لزيد صفت موصوف و صفت مل کر ترکیب توصیفی ۱۵

دہم اسم تام یا اسم تام اسکو کہتے ہیں جو تینوں لفظی یا تقدیری یا فون شکیہ و جمع و اضافت کے ذریعہ تام
 و ختم ہو جیسے آئندہ مثالوں سے ظاہر ہو جاوے گا اور اسم تام ہونے کا معنی یہ ہے کہ اسم کو حالت تام میں کسی
 کی طرف اضافت کرنا صحیح نہ ہو اور اسم تام تمیز کو مشابہ مفعول بہ کی بنا پر نصب دیتا ہے کیونکہ ہنزلہ فاعل
 اشیا تام و مثل تینوں وغیرہ ہنزلہ فاعل اور تمیز ہنزلہ مفعول بہ کے ہے اور مذکورہ بنا پر وہ فعل کے ساتھ
 مشابہت رکھتا ہے اور فعل جیسے عمل کرتا ہے یعنی فی انتصاب التیمز اور تینوں لفظی کے ساتھ اسم تام ہونے کی مثال

بلکہ محلاً مرفوع فاعل طرف طرف و فاعل طرف بل کہ جملہ ظرفیہ ۱۰ عندی کذا در تمام میرے پاس چند درجہ موجود ہے
 ترکیب اول عندی طرف کذا میتر در ہما تمیز میتر و تمیز بل کہ فاعل طرف طرف و فاعل طرف بل کہ جملہ ظرفیہ ۱۰
 ترکیب ثانی و ثالث کو مذکورہ پر قیاس کیجئے۔ مثال کم خبریہ کہ مال انفقت ربہت مال کو خرچ کیا میں
 ترکیب اول انفقت فعل بفاعل کم میز مال تمیز میتر و تمیز سے مل کر مفعول بہ مقدم انفقت فعل کا انفقت فعل
 و فاعل و مفعول بہ مقدم مل کہ جملہ فعلیہ خبریہ ۱۰ ترکیب ثانی تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ مال انفقتہ میں نے
 بہت مال کو خرچ کیا، کم میز مال تمیز میتر و تمیز مل کہ محلاً مرفوع مبتدا انفقت فعل ت ضمیر فاعل ہ ضمیر منصوب
 متصل محلاً منصوب مفعول بہ راجع کم مال کی طرف فعل و فاعل و مفعول بہ مل کہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً مرفوع
 خبر ہوا کم مال مبتدا کا مبتدا و خبر مل کہ جملہ اسمیہ خبریہ ۱۰ مثال ثانی کم دار نبیتہ میں نے بہت گھر بنایا، اکی
 ترکیب بعینہ کم مال انفقت کے ہے اور مصنف یہاں دو مثال لاکر ایک فائدہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ مثال
 اول کم کی تمیز شئی منقول ہے اور مثال ثانی میں کم خبریہ کی تمیز شئی غیر منقول ہے جیسے دار جو ہے اس کی عاۃ
 کہ وہ نقل نہیں کرتے بخلاف مال کے کہ وہ شئی منقول ہے ہمیشہ نقل کرتے ہیں (کذا فی الشرح) و قول
 گاہے میں جارہ پر تمیز از یعنی کم خبریہ کی تمیز پر اور کم خبریہ کے بعد یعنی کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان
 ایک من جارہ بیانیہ کو بھی زائد کرتے ہیں جیسے قول ہاری تعالیٰ کم من ملک فی السموات یہاں ملک تمیز اور
 کم خبریہ کے درمیان من کو فاصلہ لایا در ترجمہ بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہے، ترکیب کم میز بالفتح
 من جارہ زائد ہے ملک تمیز میتر و تمیز مل کہ محلاً مرفوع مبتدا فی حرف جار السموات مجرور جار مجرور مل کہ متعلق
 ہوا موجود مشبہ فعل کے ساتھ موجود مشبہ فعل ضمیر ہونا ماب فاعل تو مشبہ فعل و نائب فاعل و متعلق
 مل کہ خبر مبتدا و خبر مل کہ جملہ اسمیہ خبریہ ۱۰

رقم ۱۵، شاید مصنف مذہب شارح رضی کو اختیار فرمایا ورنہ امام الخواہن حاجب و علامہ تفتازانی نے
 من جارہ بیانیہ کو استغنیایہ و خبریہ دونوں کی خبر پر زائد ماننے میں جیسے ابن حاجب نے فرمایا و تدخل
 من بیصالی فی تمیز الجزیہ والا استغنیایہ اور ویسای علامہ تفتازانی اس آیت کریمہ سے استدلال پیش کیا کہ
 میں قول تعالیٰ سل بنی اسرائیل کم اتیناہم من آیتہ جنتہ تو اگر کم استغنیایہ ہو تو ترجمہ یوں ہوگا کہ آپ بنی اسرائیل
 سے دریافت کیجئے کہ ہم نے ان کو کس قدر نشانیوں دی ہیں و کم خبریہ ہو تو ترجمہ یوں ہوگا کہ ہم نے بہت نشانیوں
 بنی اسرائیل کو دی ہیں اب اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ دونوں کی تمیز پر من جارہ زائد ہو سکتا ہے
 یہ مذکورہ قاعدہ جو لازمی ہے اگر کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی فاعل واقع ہو تو اس وقت من جارہ
 لانا واجب ہوگا تاکہ تمیز و مفعول بہ کے ساتھ التباس نہ ہو جو ناجائز ہے جیسے کما اھلکنا من قودیہ
 اور من جارہ کو اس لئے زائد مانتے ہیں کیونکہ تمیز جیسے بیان کیلئے آیا کرتی ہے ویسای من بھی بیان کیلئے
 آتا ہے۔ اب دونوں کے درمیان مناسبت نام ہوگی اور لفظ بھی مناسبت کہ دو حرفی ہے

اور مثل کم خبریہ کے جر دینے میں فاعل ۱۰ (ف) کم باعتبار معمول کے کبھی ملامت مرفوع اور کبھی ملامت منصوب اور کبھی ملامت مجرور ہوا کرتا ہے (واللہ اعلم)

قسم دوم در عوائل معنوی بدانکہ عوائل معنوی بر دو قسم است اول ابتدائی خلواہم از عوائل لفظی کہ ابتدا و خبر را بر رفع کند چون نہاید قائمہ و اینجا گویند کہ نہاید مبتداست مرفوع با ابتدا و قائمہ خبر مبتداست مرفوع با ابتدا و اینجا در مذہب دیگرست یکی آنکہ ابتدا عاقل است در ابتدا و ابتدا و خبر دیگر آنکہ ہر یکی از ابتدا و خبر عالمست در دیگر دوم خلوفعل مضارع از ناصب جازم فعل را بر رفع کند چون یضرب نہاید اینجا یضرب مرفوعست زیرا کہ حالی است از ناصب و جازم تمام شد عوائل نحو یضربنہ اللہ تعالیٰ دعویہ -

نشان مح ۱۰ - واضح ہو کہ مصنف عوائل لفظیہ قویہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد عوائل معنویہ ضیفہ کے بیان کو شروع فرمایا۔ بقولہ بدانکہ جو بقولہ بدانکہ ائمہ جان لو کہ عوائل معنویہ دو قسم پر ہے اول ابتدا جو ہر معنوی ہے مذہب مشہور کے مطابق ابتدا و خبر دونوں کو رفع دیتا ہے جیسے زید قائم دونوں مرفوع ہوا ابتدا کی بنا پر ترکیب زید ابتدا و قائم خبر ابتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۱۰ اور اس کو مصنف علامہ و ابن حاجب و صاحب بدایۃ النحو وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے اور اپنی عبارت سے ذکر کیا کہ زید مرفوع ہوا ابتدا کی وجہ سے اور قائم بھی مرفوع ہوا ابتدا کی وجہ سے اور ابتدا کا عامل کے بارے میں چند اقوال ہیں ایک مذہب مشہور جو گزر چکا مذہب ثانی سینویہ کا جو امام اندلسی نے سینویہ سے نقل کیا کہ ابتدا کا عامل معنوی ہے ابتدا اور خبر کا عامل نقلی ہے یعنی ابتدا خود ہی خبر کو رفع دیتا ہے و مذہب ثالث امام کسائی اور فراقا ہے ان کے نزدیک ابتدا کا عامل خبر ہے اور خبر کا عامل ابتدا ہے یعنی دونوں کا عامل لفظی ہے بخلاف مذہب ثانی کے ایک عامل معنوی ، دوسرا عامل لفظی مذہب رابع امام خلف نے فرمایا کہ ابتدا کا عامل وہ اسناد ہے جو خبر کی جانب ابتدا کی طرف ہوتا ہے۔ مذہب خامس کو فین حضرات فرماتے ہیں کہ ابتدا کا عامل وہ ضمیر ہے جو خبر کے اندر مستتر رہتا ہے اور خبر کا عامل ابتدا ہے مذہب سادس بعض کے نزدیک ابتدا عاقل ہے ابتدا کا اور ابتدا اور ابتدا دونوں عامل ہے خبر کا واللہ اعلم بالصواب ۱۰

قسم دوم فعل مضارع کا عامل را رفع اسکے بارے میں بھی چند مذاہب ہیں ، مذہب اول بصریوں کا ان کے نزدیک فعل مضارع کا عامل ناصب و جازم سے عالی ہونا ہے جو امر معنوی ہے مذہب دوم کو فیوں کا ہے ان کے نزدیک فعل مضارع کا اسم فاعل کی جگہ میں واقع ہونا صحیح ہونا ہی فعل مضارع کا عامل را رفع ہے اسکے بارے میں اختلاف شدید مع جوابات فوائد ضیائیہ اور دیگر مطولات میں لکھا ہے کہ اگر زیادہ کا خیال ہو تو وہاں

ملاحظہ فرمائیے، مذہب سوم کال کے نزدیک علامت مضارع اپنی حروف آئین میں سے کسی ایک حروف کا ہونا فعل مضارع کا عاقل رافع ہے لیکن وہ مردود ہے کیونکہ اگر علامت مضارع عاقل رافع ہوتا تو فعل مضارع پر عاقل نصب و جازم داخل ہوتے کے بعد بھی مرفوع ہوتا حالانکہ ایسا نہیں بنا، علیہ وہ مفقود ہے اور مذکورہ بالا تینوں مذہبوں سے مذہب کوئی اولیٰ ہے لیکن مصنف نے مذہب بعری کو اختیار کیا اسکی تفصیل وار علت فوائد الضیاء میں مذکور ہے۔ ناظر فرمائیے۔

تاکمہ در فوائد متفردہ کہ دانستن آں واجبست و آن سر فصل ست فصل اول در تالیح بدانکہ تالیح لفظی ست کہ دونی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جهت و لفظ سابق را بتوابع گویند و حکم تالیح آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق بتوابع باشد و تالیح پنج نوع ست اول صفت و او تالیحست کہ دلالت کند بر معنی کہ در بتوابع باشد چون جلدی چون جلدی عالم یا بر معنی کہ در متعلق بتوابع باشد چون جلدی ساجل حسن علامتیں یا ابویہ مثلاً قسم اول در وہ چیز موافق بتوابع باشد در تعریف و تکبیر و تذکیر و تائیت و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چون جلدی ساجل عالم و س جلدی عالمان و س جلدی عالمون و اموات عالمہ و امواتان عالمات و حیوات عالمات اما قسم دوم موافق بتوابع باشد در پنج چیز تعریف و تکبیر و رفع و نصب و جر چون جلدی ساجل عالم ابویہ بدانکہ نکرہ را بجلہ خبر یہ صفت تو ال کر و چون جلدی ساجل ابویہ عالمہ و در جملہ ضمیری عالمہ نکرہ لازم باشد دوم تاکید و او تالیحست کہ حال بتوابع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا ساجل را شک بناند و تاکید بر دو قسم ست لفظی و معنوی تاکید لفظی تکرار لفظ است چون زید زید قائم و ضربت ضربت زید و ان ان زید ان زید و تاکید معنوی بہشت لفظ ست نفس و عین و کلا و کلتا و کل و اجتمع و اکتع و ابیح و ابصح چون جلدی ساجل نفسہ و جلدی الزید ان النفسہما و جلدی الذیدون النفسہم و عین را بریں قیاس کن و جلدی الزید ان کلاہما و الہند ان کلتاہما و کلا و کلتا خاصہ کلتی و جلدی القوم کلتہم اجمعون و اکتعون و ابصعون بدانکہ اکتع و ابیح و ابصح اتباعہ با اجمع پس بدون اجمع یانید و مقدم بر اجمع باشند۔

فصل پنجم واضح باو کہ مصنفین کرام کا عموماً یہ دستور ہے کہ آخری کتاب میں کچھ ایسے مسائل ضروری

بیان کرتے ہیں جو گذشتہ بحثوں میں نہ داخل ہو سکے ہو یعنی مذکورہ بحثوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور آخری کتاب کے بعد کو خاتمہ کے ساتھ موسوم فرماتے ہیں اب مصنف بھی اس طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا۔ قول اول توابع خاتمہ کے معنی لغوی انوکھی کے ہیں اور اصطلاح میں خاتمہ نامہ تختم ہونے والی جس چیز کے ساتھ شی کا اتمام ہوتا ہے اس کو خاتمہ کہتے ہیں یہاں خاتمہ سے مراد کتاب کا آخری حصہ جس سے کتاب ختم ہوگی۔ الحاصل خاتمہ الکتاب ان فوائد متفرقہ میں جن کو معلوم کرنا واجب ہے اور اس کو تین فصلوں میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

پہلی فصل توابع کی بحث میں قولہ بدانکہ لو جان لو کہ توابع ایسا ایک لفظ ہے جو لفظ باعتبار سابق و مستمر میں ہو اور توابع کا اعراب مثل اعراب متوع کے ہوگا اور جہہ واحدہ سے ہوگا یعنی اگر متوع فاعل کی بنا پر مرفوع ہو تو توابع بھی فاعلیت کی بنا پر مرفوع ہوگا لہذا فی المصوبیت والحروریۃ اور لفظ سابق کو متوع کہتے ہیں کیونکہ اسکا تا بعد لیا گیا اور لفظ لاحق کو توابع کہتے ہیں کیونکہ وہ متوع کی تابعداری کرنے والا ہے اور دومی سے مراد دوسری منزل میں ہونا جیسے متوع منزلہ اول اور توابع خواہ واحد ہو یا متعدد سب مل کر منزلہ ثانی کے ہے پس صفت ثالث و رابع و خامس وغیرہ سب توابع میں داخل ہوگی اور توابع کا حکم یعنی اثر مرتب علی الشئی یہ ہے کہ پیشہ اعراب میں متوع کی تابعداری کرے گا خواہ بدل ہو یا معطوف یا تاکید یا صفت وغیرہ علت مذکورہ ہوئی اور توابع پانچ قسم پر ہے درجہ صریح ہے کہ یا تو توابع مقصود ہو جیسے بدل یا تو متوع مقصود ہو تو تین حال سے حالی نہیں یا تو توابع متوع کے معنی صفت پر دلالت کرے تو صفت یا تو متوع کو ثابت و تفریر کرے تو تاکید یا تو توابع کرے تو عطف بیان یا تو توابع و متوع دونوں مقصود ہو تو عطف بحرف اول قسم توابع کی صفت ہے اور تقدیم صفت کی چند وجہ سے اول کثرت فائدہ کی بنا پر دوم کثیر الاستعمال کی بنا پر سوم کثرت تابعداری و کثرت بیان کی بنا پر مقدم کہے ہیں اور صفت کا لغوی معنی کسی کی بھلائی یا تو برائی بیان کرنا اور اصطلاح میں صفت ایک ایسا توابع ہے جو ایسا ایک معنی پر دلالت کرے جو ذات متوع یا تو متعلق متوع میں موجود ہو اور قسم اول کو صفت بحال موصوف کہا جاتا ہے اور قسم ثانی کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں وجہ تسمیہ ظاہر ہے قسم اول کی مثال جیسے جاؤنی رجل عالم یعنی میرے پاس ایک رجل آیا جو بذات خود عالم ہے بد ترکیب جاؤ فعل نون و تاء یہ یا ای مشکلم محلا منصوب مفعول بہ رجل موصوف عالم صفت موصوف و صفت مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

قسم ثانی یعنی صفت بحال متعلق موصوف کا مثال جاؤنی رجل من غلام یا ابوہ و میرے پاس ایسا رجل آیا

جس کا غلام یا جس کا باپ حسین ہے یہاں حسین ہونا وصف ذاتِ رجل نہیں بلکہ اس کا متعلق جو غلام ہے یا باپ ہے وہ حسین ہے اور ثانی قسم کی صفت ہونے میں بڑا اختلاف ہے جو مطولات میں مذکور ہے فانظر۔ ترکیب جار فعل نون و قایہ یا کی حکم محلہ منصوب مفعول بہ یا نیزہ رجل موصوف حسن صفت مشبہ فعل غلام ترکیب اضافی ہو کر فاعل مشبہ فعل و فاعل مل کر صفت موصوف و صفت سے مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دقولاً مثلاً صفت بحال موصوف میں صفت و موصوف کے درمیان دس چیزوں میں مطابقت یعنی متحد ہونا شرط ہے۔ بالقولہ لیکن دس چیزوں میں فی الحال چار کا موجود ہونا شرط ہے ورنہ صفت بحال موصوف نہیں ہو سکے گا۔ ۱۔ معرفہ و نکرہ سے ایک کا موجود ہونا یا تو دونوں معرفہ ہو یا تو دونوں نکرہ ہو، ۲۔ تذکیر و تانیث میں سے ایک کا موجود ہونا یعنی دونوں یا تو مذکر ہو گا یا مؤنث، ۳۔ واحد و تثنیہ و جمع میں سے ایک کا موجود ہونا یعنی دونوں واحد ہو یا دونوں تثنیہ یا تو دونوں جمع ہو، ۴۔ رفع و نصب و جر میں سے ایک کا موجود ہونا یعنی دونوں یا تو مرفوع ہو گا یا تو منصوب یا تو مجرور۔ ہر ایک کی مثال ذیل میں موجود ہے جیسے عندی رجل عالم ر میرے نزدیک ایک عالم رجل ہے، یہ مثال صفت بحال موصوف کا ہے جس میں چار شرطیں دس شرطوں میں موجود ہے۔ ایک رجل و عالم دونوں ذکر ہے (۲)، دونوں مرفوع ہے (۳)، دونوں واحد ہے (۴)، دونوں یعنی رجل و عالم دونوں نکرہ ہے، اور باقی مثالوں میں مذکورہ بالا قواعد کو جاری کیجئے و عندی رجلان عالمان مثال تثنیہ مذکر کا و عندی رجال عالمون مثال جمع مذکر کا و امرأة عالمة مثال واحد مؤنث کا و امرأتان عالمان مثال تثنیہ مؤنث کا و نسوة عالمت مثال جمع مؤنث کی ترکیب اول عندی رجل عالم عندی طرف رجل عالم ترکیب توصیفی ہو کر فاعل طرف تو طرف و فاعل طرف سے مل کر جملہ ظرفیہ ترکیب دوم ثابت عندی جزم مقدم رجل عالم ترکیب توصیفی ہو کر مبتدا مؤخر تو مبتدا و خبر سے مل کر جملہ ایسہ۔ ترکیب سوم مثبت عندی رجل عالم جملہ فعلیہ خبریہ بانی سبب جملوں کی ترکیب مذکورہ بالا پر قیاس کیجئے۔ ما بین کچھ فرق نہیں قسم ثانی یعنی صفت بحال متعلق موصوف میں بالقولہ پانچ چیزیں شرط ہیں لیکن بالفعل دو کا موجود ہونا شرط ہے اگر یہ دونوں موجود نہ ہو تو اسکا بحال متعلق موصوف واقع ہونا صحیح نہ ہو گا۔ ۵۔ بان دو سے زائد ہو سکتا ہے جیسے جارقی رجل عالم ابوہ و میرے پاس ایسا رجل آیا جس کا باپ کامل ہے۔ ترکیب جار فعل نون و قایہ یا کی حکم محلہ منصوب مفعول بہ رجل موصوف عالم مشبہ فعل ابوہ فاعل مشبہ فعل و فاعل سے مل کر صفت موصوف و صفت مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دقولہ بدانکہ یعنی نکرہ کی صفت کبھی جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے لیکن جملہ انشائیہ صفت نہیں ہو سکتا ہے۔

علت اسکا مذکور ہوئی، بحث اسم موصوف کے اندر اور معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ جملہ
 وصفاً معرفہ و نکرہ کسی میں داخل نہیں لیکن جبکہ وہ ادوات تعریف سے خالی ہے تو اہل سخاۃ نے اس
 کو حکماً نکرہ میں داخل کیا کرتے ہیں اب موصوف بھی نکرہ جملہ بھی نکرہ ملہذا ما بین مطابقت ہوگی
 وگر موصوف معرفہ ہو تب موصوف و صفت کے درمیان مطابقت نہیں ہوگی اور جبکہ من حیث ہی
 ہی مستقل ہو سکی وجہ سے موصوف کے ساتھ کوئی ربط نہیں اسلئے برائے قائم ربط موصوف میں ایک
 ضمیر ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو اور دونوں کے درمیان ربط قائم ہو جاوے
 مثال جادنی رجل ابوہ عالم۔ ترکیب جار فعل نون و قایہ یائی متکلم محلاً منصوب مفعول بہ رجل موصوف ابوہ
 مبتدا عالم خبر مبتدا و خبر مل کر صفت موصوف و صفت ل کر فاعل جار فعل کا جار فعل و فاعل مفعول بہ
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۱

رفائدہ (صفت چند چیزوں کا فائدہ دیتی ہے مگر موصوف و صفت دونوں معرفہ ہو تو توضیح کا
 فائدہ دیتی ہے جیسے زید الفاضل اور اگر دونوں نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جیسے رجل عالم یا
 تو مدح کے لئے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا تو ذم کے لئے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم یا تو تاکید کیلئے
 نفع واحد یا تو بیان بابیت کے لئے جیسے الجسم الطویل العریض العمیق یا تو کشف کے لئے اور بھی بہت
 سے معنی کے فائدہ میں مستعمل ہو کرتی ہے لیکن ناچیز نے اختصاراً چند قسموں کو بیان کیا ہے ۱۲

رف (قسم اول و ثانی جن چیزوں میں مطابقت کی بات گزر گئی یہ اسوقت ہوگا جبکہ صفت کا صیغہ
 مذکر و مؤنث مستوی الاستعمال والا نہ ہو جیسے رجل جریح و امراة جریح یا تو صفت خالص مؤنث
 کی صفت ہو جیسے امراة خائض یا تو صفت ایسا مفعول کے وزن پر نہ ہو جو فاعل کے معنی میں ہوتا ہے
 جیسے صبور یعنی صابر رجل صبور و امراة صبور یا تو صفت ایسا صیغہ مؤنث ہو جنکا ذکر پر بھی اطلاق
 کرنا بھی صحیح ہوتا ہے۔ جیسے رجل علامہ مذکورہ عدنی بشرطہ اگر متحقق ہو تو مطابقت ضروری
 نہیں ۱۱ کذاتی کتب الخ۔ دوم تاکید۔ تاکید کا معنی لغوی کسی چیز کو دوبارہ کرنا اور اصطلاح میں تاکید
 وہ تابع ہے جو امر متبوع کو نسبت میں ثابت کرتا ہے اور اکثر تاکید لفظی میں کہ وہ نسبت میں منسوب
 ہے یا منسوب الیہ کوئی اور شئی نہیں یا تو وہ شمول میں اپنے متبوع کے حال کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے
 تمام افراد کو اس حکم میں شامل ہے جو اسکے لئے ہے اور یہ تاکید معنوی میں مذکورہ قید کی وجہ سے باقی
 توابع خارج ہو گئے اور تاکید سے فائدہ یہ ہے کہ سامع کو تاکید کے ذریعہ کون منسوب ہے اور
 کون منسوب الیہ اس میں شک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے۔ تاکید لفظی منسوب الی اللفظ یعنی لفظ
 اول کو مکرر کرنا خواہ وہ لفظ اسم ہو جیسے زید قائم یا تو فعل ہو جیسے ضرب ضرب زید یا حرف ہو جیسے
 ابن ابی زید قائم شاید مصنف کا مذہب ہے ورنہ بعض نحوئی تاکید لفظی صرف اسم و فعل میں منحصر

مانتے ہیں اور حرف کو تاکید لفظی نہیں مانتے جیسے ابن حاجب کی مثال سے ظاہر ہے اور تاکید لفظی
 دو قسم پر ہے حقیقی جو مثال میں مذکور ہوا وحکی جیسے ضربت انت نفسک ترکیب زید اول مؤکد
 وزید ثانی تاکید مؤکد و تاکید سے مل کر مبتدا و قائم جز مبتدا و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا
 واو حرف عطف ضرب اول مؤکد و ضرب ثانی تاکید مؤکد و تاکید مل کر فعل زید فاعل فعل و فاعل مل
 کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول۔ واو حرف عطف ان حرف مشبہ بالفعل، اول مؤکد و ان ثانی تاکید
 مؤکد و تاکید مل کر حرف مشبہ بالفعل زید اسم ان قائم خبر ان اپنی اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
 معطوفہ ۱۱ (از بڑے حضور)

دوسری تاکید معنوی وہ ہے جو معنی کی طرف منسوب ہو اور معنی کا لحاظ کرنے کے بعد حاصل
 ہونا ہو اور تاکید معنوی اجمالاً ائمه وتفصیلاً نو الفاظ کے ساتھ خاص ہے ان کے غیر میں نہیں
 پایا جاتا ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ نفس، عین، کلا و کلا و کل و اجمع و اکتع و البصع و ابع ۱۲
 طریقہ استعمال۔ تاکید معنوی کے الفاظ میں سے اول دو یعنی نفس و عین عام ہے مفرد و ثنی و مجموع
 کے لئے آتے ہیں، البتہ مجموع کے لحاظ سے ان کا صیغہ اور ضمیر بدلتی رہے گی لیکن پھر مجموع کے
 لحاظ سے صیغہ کا بدل صرف واحد و جمع میں ہوگا اور تثنیہ کے لئے جمع کا صیغہ مستعمل ہوتا ہے
 اور کلا و کلا و کلا و کلا تثنیہ کے لئے ہیں نہ کہ واحد و جمع کے لئے اول تثنیہ مذکور و ثانی تثنیہ مؤنث کیلئے
 صیغہ و ضمیر دونوں بھی تثنیہ ہوگا اور باقی الفاظ سب غیر تثنیہ یعنی واحد و جمع کے لئے آتے ہیں
 اور ان میں سے صرف لفظ کل اختلاف ضمیر کے ساتھ مستعمل ہے جیسے واحد مذکر کے لئے کل اور واحد
 مؤنث کیلئے کلہا و جمع مذکر کے لئے کلہم و جمع مؤنث کیلئے کلھن اور باقی الفاظ اختلاف صیغہ کے ساتھ
 مستعمل ہے جیسے اجمع و جمعا و اجمعون و جمع ہر ایک کی مثال سابق میں آنے والے ہے مع الاستعمال
 اور مصنف طریق استعمال کو مثال پر اکتفا کیا ہے اور مستقلاً بیان نہیں فرمایا قابل۔

مثال نفس جارئی زید نفسہ و جارئی الزید ان النفسہا و جارئی الزیدون النفسہم و ترجمہ میرے
 پاس زید یقیناً آیا اور میرے پاس خود زید ہی آئے اور میرے پاس بہت زید خود ہی آئے،
 ترکیب۔ جار فعل نون و قایہ یا سے متکلم محلاً منصوب معقول بہ زید مؤکد یا لو مؤکد نہ نفسہ
 ترکیب اضافی ہو کر تاکید معنوی مؤکد و تاکید مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل و معقول بہ
 مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف جارئی مذکورہ کے مانند فعل و معقول بہ الزید ان
 نفسہا ترکیب اضافی ہو کر تاکید مؤکد و تاکید سے مل کر فاعل فعل و فاعل و معقول بہ مل کر جملہ
 فعلیہ خبریہ معطوفہ اول واو حرف عطف جارئی مذکورہ کی مانند فعل و معقول بہ الزیدون مؤکد نفسہم
 تاکید مؤکد و تاکید مل کر فاعل جار فعل و فاعل و معقول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوفہ ثانی یہ مذکورہ

مثال مذکر کیلئے اور مؤنث کی مثال جارئی ہند نفساً والہند انفسہا والہندون انفسہن ترکیب
 و ترجمہ مذکورہ کے مانند ہے اور نفس کا استعمال جیسے کی ہے ویسا ہی عین کا بھی استعمال ہے مگر
 فرق یہ ہے کہ نفس کے بجائے عین کو رکھا جائے ، (مثال کلا وکلنا کی) جارئی الیہا کلاصا
 یعنی میرے پاس بخود دو زید آئے۔ ترکیب، جار فعل نون و قایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ لڑبان
 کلا ہما ترکیب اضافی ہو کر تاکید مؤکد و تاکید مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ جار تخی الہند ان کلا ہما (میرے پاس بخود دو زند آئیں) ترکیب جار تخی مذکورہ کے مانند الہند ان
 مؤکد کلا ہما ترکیب اضافی ہو کر تاکید مؤکد و تاکید مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ خبریہ
 اور اس جگہ فعل مؤنث لانا واجب ہو گا کیونکہ فاعل مؤنث حقیقی بلا فاصلہ ہے مثال کل وغیرہ
 جارئی القوم کلہم اجمعون و اکتون و ابعون و ابعون میرے پاس قوم میں سے ہر شخص آیا یہاں
 لفظ کل قوم کے ہر فرد کو شامل ہو گیا اور اجمع وغیرہ سے مبالغہ فی التاکید مقصود ہے۔ ترکیب اول
 جارئی فعل نون و قایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ القوم مؤکد کلہم ترکیب اضافی ہو کر تاکید اول اجمعون
 معطوف علیہ و اوحف عطف اکتون معطوف اول و اوحف عطف ابعون معطوف ثانی و اوحف
 عطف ابعون معطوف ثالث معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار
 فعلی اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثال مؤنث جار تخی النسار کلہن جمع و کتب و تبیع و بصر مثال واحد مذکر اشتریت العبد کلہ و اجمع
 و اکتع و اجمع و البصر و مثال واحد مؤنث جار تخی المرأۃ کلہا و جمعاً و کتعا و تبعا و بصار ترجمہ و ترکیب
 ظاہر ہے اور ترکیب ثانی مثل ترکیب اول کے ہے مگر فرق صرف یہ ہے کہ کلمہ کو بدل منہ اجمعون ظہر
 کو بدل اور اگر اجمعون کی تفصیلی ترکیب کرنا مقصود ہو تو اس طرح کہنا پڑے گا کہ اجمعون مشبہ فعل عم
 ضمیر مستتر فاعل اور اجمع میں ہو اور جبار کے اندر بھی و جمع میں صن ضمیر مستتر ہوگی علی ہذا القیاس
 (فائدہ) لفظ نفس اگر چہ باعتبار استعمال الفعلی مؤنث قرار دیا گیا ہے مگر جبکہ ضمیر لوٹنا بخدا کی
 توضیح مؤنث راجع ہوگی مگر باعتبار مصداق مذکر و مؤنث دونوں کو نام ہے اسلئے مصنف مذکر کا اعتبار
 کیا ، (ف) لفظ کل و اجمع کے ساتھ ان چیز کی تاکید کی جاتی ہے کہ جو ذواجزا ہے اور اجزاء بھی
 ایسے ہو کہ ان کا افتراق از روئے جس یعنی حقیقہ و حکم کے صحیح ہو جیسے جار القوم کلہم میں قوم کو حنا
 افتراق کیا جائے۔ جیسے القوم یہ مجموعہ زید و عمر و بکر و خالد وغیرہ کا ہے۔ مثال افتراق حکمی کاشتریت
 العبد کلہ یہاں عبد کو حکماً اجزاء کیا جاسکتا ہے کیونکہ کسی غلام کے نصف کو خریدنے اور
 دوسرے نصف اخر کو ویسا ہی ثلث و ربع وغیرہ یہ حکماً اشترت افتراق ہونا ممکن ہے لیکن حقیقہ
 افتراق صحیح نہیں کیونکہ اگر حقیقہ افتراق کرنا چاہیے تو غلام ہلاک ہو جائے گا اور جار زید کل کہنا

صحیح نہیں کیونکہ اس میں نہ حقیقتاً نہ حکماً کسی قسم کا انفرق صحیح نہیں ہے و قولہ بدانکہ الخ یعنی اکتع و ایتح
 و البصیح یہ تینوں الفاظ اجمع کے تابع ہیں یعنی یہ تینوں الفاظ اجمع کے تابع ہونے کی حیثیت سے مذکور ہوتے
 ہیں اصالتاً مذکور نہیں ہوتے اسوجہ سے ان تینوں الفاظ کو اجمع کے علاوہ ذکر کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس
 وقت ذکر تابع بدوں متبوع کے لازم آئے گا اور یہ ستم نہیں اور تینوں الفاظ اجمع پر مقدم بھی
 نہیں ہوتے ہیں کیونکہ اسوقت تقدیم التابع علی المتبوع لازم آئے گا۔ وہ بھی صحیح نہیں علت یہ ہے
 کہ آخری تینوں الفاظ میں معنی جمعیت نہیں اور ذکر اجمع سے ان تینوں الفاظ میں معنی جمعیت ظاہر
 ہوتے ہیں اور بعض کے نزدیک الفاظ مذکورہ متاخرہ میں مستقلاً معنی جمعیت موجود ہے اور اجمع کی
 طرف تخاص اس مذہب کی بنا پر ان الفاظ ثلاثہ مذکورہ کو اجمع پر مقدم کرنا اور بدوں اجمع کے ذکر کرنا
 بھی صحیح ہے کیونکہ علت تابعیت موجود نہیں اور اسکے بارے میں اختلاف ضعیف ہے (گذائی الغرض ناظر فرمائیے)

سوم بدل واو تابعیت کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر جہاں قسم است بدل الکل
 و بدل الاشتمال، و بدل الفلظ، و بدل البعض بدل الکل آنتست کہ بدلوش بدلوش
 مبدل منہ باشد چون جَاءَ فِي تَمَيُّدٍ أَخْوَكُ و بدل البعض آنتست کہ بدلوش جزو
 مبدل منہ باشد چون ضَمِيْبٌ زَيْدٌ رَأْسُهُ و بدل الاشتمال آنتست کہ بدلوش
 متعلق بمبدل منہ باشد چون سَلِبَتْ تَمَيُّدٌ تَوْبَهُ و بدل الفلظ آنتست کہ بعد از غلط
 بلفظے دیگر یاد کنند چون مَسْرُوفٌ بِرَجُلٍ حَمَامٍ جِهَارِمْ عَطْفٌ بِحَرْفٍ و او تابعیت
 کہ مقصود باشد بہ نسبت یا متبوعش بعد از حرف عطف چون جَاءَ فِي تَمَيُّدٍ دَعْمٌ و
 و مَسْرُوفٌ عَطْفٌ وہ است در فصل سوم یا دکنیم اِنْشَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی و او را
 عطف نسق نیز گویند پنجم عطف بیان و او تابعیت غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند
 چون اِنْشَاءُ بِاللّٰهِ اَبُو حَفِصٍ عُمَرُو و قَبِيْكَ لِعِجْمٍ مَشْهُورٌ تَرَّ بَاشَد

تشریح :- تیسری قسم بدل ہے اصطلاح میں بدل ایسا تابع ہے جس کے متبوع کی طرف کسی شئی نسبت
 توطیہ و تمہید نسبت کی جائے اور تابع کی طرف بالذات نسبت کرے اسلئے مصنف نے فرمایا ہے کہ نسبت
 کے اندر مقصود بالذات تابع ہو گا کہ متبوع اور نسبت سے مراد عام ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی اب بجا رہی
 احد الا زید سے اعتراض واقع نہ ہو گا کہ یہاں تو نسبت موجود نہیں بلکہ عدم نسبت موجود ہے ۱۲
 (قائد کا) بدل منہ مقصود نہ ہو سکا یہ معنی نہیں کہ بالکل مقصود نہ ہو گا بلکہ یہ معنی ہے کہ مقصود و اصل
 نہ ہو گا اور مبدل منہ توطیہ و تمہید مذکور ہو اور توطیہ و تمہید کا مطلب یہ ہے کہ وہ مبدل منہ بدل کیلئے

جیسا ہو اور وہ بدل چار قسم پر ہے

وہ حصہ ہے کہ بدل نہ بدل کے درمیان مناسبت ہوگی یا نہیں ثانی قسم بدل الغلط اور قسم اول جو بدل نہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو وہ مناسبت یا تو کلیتہً ہوگی یا خبریہ یا ان دونوں کے علاوہ ہوگی قسم اول بدل الکل و قسم ثانی بدل البعض قسم ثالث بدل الاشتمال ہے اور بدل الکل وہ بدل ہے جس کا معنی و معنی بعینہ بدل نہ کا مصداق و معنی ہو جیسے جارق زید اخوک و میرے پاس زید آبا جو تیرا بھائی ہے یہاں لفظ زید پر صادق آتا ہے اخوک بعینہ اسی پر کلیتہً صادق آئے گا۔ ترکیب: جاد فعل نون و ناقہ یا ای متکلم ضمیر منصوب متصل محذوف منصوب مفعول بہ زید بدل نہ اخوک ترکیب اضافی ہو کر بدل الکل سے مل کر فاعل جاد فعل کا جاد فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دوسری قسم بدل البعض وہ بدل ہے جس کا مصداق بدل نہ کے مصداق کا جزو ہو جیسے ضرب زید رأسہ یعنی زید کا سر مار ڈالا گیا۔ یہاں مقصود بالذات ضرب رأسہ سے مگر زید کو تو طبیعت و تمہید لایا گیا ترکیب ضرب فعل مجہول زید بدل نہ اور رأسہ ترکیب اضافی ہو کر بدل البعض۔ بدل نہ و بدل البعض مل کر نائب فاعل ہوا ضرب فعل مجہول کا ضرب فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تیسرا بدل الاشتمال اسکو کہتے ہیں جس کا مصداق بدل لول و معنی بدل نہ کا جزو نہ ہو گا بلکہ ایک شئی سے متعلق ہو گا جیسے سلب زید تو پیر و زید کپڑا اس کا کھینچا گیا یہاں اصل مقصود سلب ہے لیکن زید کو تو بیعت و تمہید ذکر کیا گیا اور توپ بلیس ہے اور زید بلیس ہے تو ابلیس و بلیس کے درمیان مناسبت و تعلق ہے اسلئے سلب توپ کے بجائے سلب زید کہا گیا ترکیب سلب فعل مجہول زید بدل نہ توپ ترکیب اضافی ہو کر بدل الاشتمال بدل نہ و بدل الاشتمال مل کر نائب فاعل فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چوتھی قسم بدل الغلط وہ بدل ہے جس میں متکلم غلطی و سہویاً تو سبقت لسان و عقلی و عریانی کی وجہ سے ایک غلط لفظ لائے اور غلط لفظ لانے کے بعد دوسرے صحیح لفظ سے اس غلط کو درست و صحیح کر دیوے اور اسی غلط لفظ کو بدل نہ اور صحیح لفظ کو بدل قرار دیتے ہیں جیسے مررت برجل حمار رگزار میں رجل کے ساتھ نہیں نہیں بلکہ گدھا کے ساتھ اور مثال مذکورہ میں رجل بدل نہ حمار بدل ہے اول غلط ہے اور ثانی صحیح ہے۔ ترکیب مررت فعل بفاعل با حرف جار زید مجرور جار و مجرور ملکر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فائدہ: کبھی بدل نہ و بدل دونوں معروف ہوتے ہیں جیسے جارق زید اخوک یہاں دونوں معروف ہے یا تو دونوں نکرہ ہو جیسے جارق رجل غلام لک یہاں دونوں نکرہ ہیں یا تو بدل نہ حریف

و بدل نکرہ تو اس وقت بدل کی صفت لانا واجب ہے ورنہ فوقیت غیر مقصود علی المقصود و لازم آئے گی
 کیونکہ بدل نکرہ مقصود اور بدل منہ معرفہ غیر مقصود معرفہ اعلیٰ ہے نکرہ ادنیٰ سے کمال یعنی علیٰ من لہ
 غایتت بالکتب النحویہ جیسے بالناصیہ، ناصیئہ کاذبہ یہاں الناصیہ بدل منہ معرفہ اور ناصیئہ بدل ہے نکرہ
 اسلئے کاذبہ صفت کو لایا گیا ۱۲

الف، بدل منہ و بدل کبھی دونوں اسم ظاہر ہو جیسے کہ امثال مذکورہ میں گذرا ہے اور کبھی دونوں ضمیر
 ہو جیسے لقیتم ایام رملات کیا میں خاص کر کے ان سے یہاں ہم اول بدل منہ، ایام بدل و دونوں منصوب
 کی ضمیر ہوں یا تو بدل منہ ہم ضمیر بدل اسم ظاہر جیسے ضربت زیداً ضمیر منصوب بدل منہ زیداً بدل یا تو
 برعکس ہو جیسا کہ ضربت زیداً ایام یہاں زیداً بدل منہ، ایام بدل ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لیجئے۔
 فائدہ بدل الکلام بدل منہ کی توضیح و مبانی کا فائدہ دیتا ہے اور بدل البعض متکلم کے التباس
 فی القلب و فیکر نے کا فائدہ دیتا ہے اور بدل الاستعمال بھی مثل بدل البعض کے مگر مولانا سعید
 نے فرمایا کہ بدل البعض و بدل الاستعمال تو صیح متبوع و بدل منہ کا فائدہ دیتا ہے اور بدل الغلط
 سے کیا فائدہ ہے معلوم نہیں۔

قولہ جہام عطف بحرف۔ عطف کا معنی لغوی میل کرنا اور عطف بحرف کو اسلئے عطف کہتے ہیں
 کیونکہ اس میں حرف عطف کے ذریعہ معطوف علیہ کو معطوف کی طرف میل کیا جاتا ہے اور اصطلاح میں
 جیسا کہ حضرت مصنف علام نے فرمایا عطف بحرف ایسا تابع ہے جو نسبت میں اپنے متبوع کے
 ساتھ مقصود ہو یعنی معطوف علیہ جبکہ استقلال نسبت میں مقصود ہے معطوف بھی مستقلاً
 نسبت میں مقصود ہے اور عطف بحرف کی شرط یہ ہے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان حرف
 عاطفہ میں سے کوئی حرف عطف ہو اور معطوف علیہ ہمیشہ حرف عطف سے پہلے ہوتا ہے اور
 معطوف ہمیشہ حرف عطف کے بعد اور حرف عطف سے پہلے اگر مفرد ہو تو اسکو معطوف علیہ اور
 مابعد کو معطوف کہتے ہیں اور اگر معطوف حرف عطف سے پہلے جملہ ہو تو اسکو معطوف علیہا و مابعد جملہ
 کو معطوف کہتے ہیں جیسا کہ ترکیب میں مذکور ہوا جیسے جادلی زیداً و عمر۔ تیرے پاس زید عمر دونوں آیا
 یہاں میں مجیبت کی نسبت زید کے ساتھ جس طرح متعلق ہوا عمر کے ساتھ بھی متعلق ہوا اور مجیبت
 میں دونوں مقصود ہے ترکیب جاز فعل نون و قایہ یا کی متکلم منصوب متصل محل منصوب مفعول بہ زید
 معطوف علیہ و حرف عطف عمر معطوف اب معطوف علیہ و معطوف مل کر فاعل ہوا جاز فعل کا جاز
 فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ و اور اعطف نسق گوئیذ یعنی عطف بحرف کو
 عطف نسق بھی کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ نسق یہ تفریق سے ماخوذ ہے کلام عرب میں بچے کے دانت جب برابر
 ہوتے ہیں تو ان عرب اسکو تفریق نسق کہتے ہیں تناسب یہ ہے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان میں

حرکات و افعال برابر ہے اسلئے عطف نسق کہتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ نسق لفتح مبین مصدر یعنی
 بات کو ترتیب دینا اور عطف بحرف کو اسلئے عطف نسق کہتے ہیں آپس میں معطوف و معطوف علیہ کے حکم کو
 علی ترتیب بیان کرتے ہیں جیسے چاندی زبرد و عمر و بکر وغیرہ کو ذاتی السئل و غیرہ۔
 قاعدہ ۵۔ منفی مباد کو توابع کے عامل کے بائیں میں اختلاف ہے ناچیز اس کو تفصیلی طور پر لکھنا ہے تاکہ
 یہ تحریرات ناچیز کے لئے باعث جنت ہو جان لو کہ صفت و تاکید و عطف بیان کے بائیں میں تین قول
 ہے، مذہب سیبویہ کے نزدیک مذکورہ تینوں توابع کا عامل وہی ہے جو متبوع میں عمل کرنے
 والا ہے، مذہب اخفش کے نزدیک تینوں کا عامل منوی ہے مثل متداد خبر کے مذہب بعض اناس کہ
 مذکورہ تینوں توابع کا عامل مقدر مثل عامل متبوع ہے یعنی متبوع پر جو عامل موجود ہے اس کے مانند ایک عامل
 کو مقدر ماننا، اور بدل کے عامل کے بائیں میں بھی اختلاف ہے اخفش و عنبہ، و اکثر متأخرین
 کے نزدیک بدل کا عامل مقدر ہے جو مثل عامل مفعول علی المتبوع کے سیبویہ و میر و سیرانی و زعفرانی
 و ابن حاجب کے نزدیک بدل کا عامل وہ ہے جو بدل منہ کا عامل ہے اور عطف بحرف کے عامل کے بائیں
 میں بھی تین قول ہے اول مذہب سیبویہ کہ وہ معطوف کا عامل اس کو مانتا ہے جو معطوف علیہ پر
 داخل ہو ابواسطہ حرف جار کے مذہب ابن جنی و فاسی کے نزدیک معطوف کا عامل مقدر ہے مثل
 عامل متبوع کے مذہب بعض اناس کے نزدیک حرف عطف ہی عامل ہے جو عامل کا قائم مقام ہے۔
 قول پنجم عطف بیان یعنی معطوف علیہ کو غیر حشر و عطف بیان کرنا اور اصطلاح میں عطف بیان
 اس کو کہتے ہیں جو صفت نہ ہو اور متبوع کو روشن کر دے اور روشن کرنے کا یہ معنی کہ متبوع میں
 جو مثل شہد تھا اس کو دور کر دینا یہ معنی نہیں کہ متبوع اولاً غیر روشن تھا اس کو تابع و عطف بیان
 نے روشن کیا کیونکہ اگر مذکورہ کی مانند ہو تو فوقیت تابع علی المتبوع لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے جیسے
 اقسام ابو حفص عمر قسم کھایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ابو حفص نے جن کا علم مشہور عمر ہے، مثال مذکورہ
 میں ابو حفص متبوع اور عطف بیان ہے ابو حفص یہ معروض تھا لیکن اس میں کچھ شہد تھا عمر نے اس کو روشن
 کر دیا یہ اس وقت جبکہ علم مشہور ہے اور دوسری مثال چاندی زبرد و عمر و بکر ہے پاس زبرد
 آیا جو ابو عمر ہے، جبکہ کیفیت مشہور ہے۔ ترکیب مثال اول قسم فعل ابو حفص معطوف علیہ عمر عطف
 بیان معطوف علیہ اور عطف بیان مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار فعلی و فاعل مل کر جار فعلیہ خبریہ۔
 مثال ثانی جار فعلی نون و تالیہ یا ای متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زبرد معطوف علیہ ابو عمر
 ترکیب اضافی ہو کر عطف بیان معطوف علیہ اور عطف بیان مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار فعلی و تالیہ
 و مفعول بہ مل کر جار فعلیہ خبریہ۔

رقبہ، دو مثال لاکر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عطف بیان کبھی علم ہوتا اور کبھی کیفیت ہوتا

الحامیاء جو مشہور چودہ عطف بیان واقع ہو گا جیسے مثال گذرگی ۔

رف نلم بحسب استقر پنج قسم پر ہے اول یہ کہ علم شخصی جو اصل نام ہے کزید عمر و دکر وغیرہ
دوم کیفیت وہ نام ہے جو لفظ ابن و اب بشر و ع میں ہو جیسے ابو حفص ابن عباس سوم لقب
وہ نام ہے جس میں کسی قسم تعظیم پائی جاتی ہے جیسے محدث و منی وغیرہ چہدم عرف مشہور وہ نام ہے
جو عرف میں مشہور ہو جو بحکم تخلص وہ نام ہے جو شاعر اپنے شعر میں تخلص میں کرتے ہیں جیسے سہدی
و خاک وغیرہ ۱۲ کذ فی افتتاح رف عطف بیان اور بدل کے درمیان چند فرق ہے ۱) عطف بیان
کے لئے علم جو نامزدہ ری ہے بخلاف بدل کے وہ غیر علم بھی ہوتا ہے ۲) عطف بیان اسم ظاہر
ہونا شرط ہے بخلاف بدل کے وہ اسم ضمیر بھی ہو سکتا ہے ۳) عطف بیان کا مفہوم عین مفہوم
مسطوف علیہ کے ہو بخلاف بدل کے وہ عطف بیان میں متبوع و تابع دونوں مقصود ہوتا ہے ،
بخلاف بدل کے کیونکہ اس میں صرف تابع بدل مقصود ہے ۔ ۴) ابو حفص عمر و کا واقعہ جو ناقص
بارے میں ہوا یہ مطولات میں مذکور ہے نا طالب حناک

فصل در حروف غیر عاملہ و آن شازدہ قسم است اول حروف تہنک و آن سے
است الادامادھا دوم حروف ایجاب و آن شش است نعتہ و بلی
و آن بل دای و جیر و آن سوم حروف تفسیر و آن دو است ای و آن کہولہ تعالیٰ
نادینا ان یا ابراہیم چہارم حروف مصدریہ و آن سے است مادان و آن
مادان و فعل روند تا فعل یعنی مصدر باشد پنجم حروف تخصیص و آن چہار است
الآ و ہلا و لولا و لوما ششم حروف توقع و آن قد است برای تحقیق در
ماضی و برای تقریب ماضی بحال و در مضارع برای تخیل ہفتم حروف استفہام
و آن کہ است مادہنک و ہند ہشتم حروف روع و آن کلاست یعنی
بازگردانیدن و بمعنی حقانیز آمدہ ست چون کلا سوف تکون نہم تون و آن
پنج است تکلن چون نہید و تنکر چون ضہ ای اسکت سکوتا مافی وقت اما صہ
بغیر تون بمعناہ اسکت اسکت الان و عوض چون یومئذ و مقابلہ چون مبتلا
و ترخم کہ در آخر ابیات باشد شعر۔

۱۲ قلی اللوم عاذل والعیتابن
و قولی ان اصبت لقد اصابت

و تون ترخم و اسم و فعل و حرف رو و اما چہار اولین خاص ست باسم و ہم تون تاکید
در آخر فعل مضارع تخیل و خفیضہ چون اضربن اضربن ۔

فصل سوم - در حروف غیر عاملہ آخر خاتمہ کی تیسرے فعل حروف غیر عاملہ کی بحث میں اور۔
 حروف غیر عاملہ بحسب استقرار سولہ قسم میں منحصر ہیں جو درصہ یہ ہے کہ حروف غیر عاملہ میں حال
 سے خالی نہیں اول یہ کہ حرف فعل پر داخل ہونے کے لئے نقص ہو یا صرف اسم کے لئے نقص یا تو کسی
 ایک قسم کیلئے نقص نہ ہو وہ حروف جو صرف فعل پر داخل ہونے کیلئے نقص ہو وہ درہم سے۔
 اول یہ کہ شروع فعل پر داخل ہو یا آخر فعل پر اگر شروع فعل پر داخل ہو تو وہ تحقیق فعل
 یا تو تعلق فعل یا تو تخصیص فعل کے لئے ہو قسم اول حروف توقع مثل قد قسم ثانی حروف شرط
 مثل لو وغیرہ قسم ثالث حروف تخصیص اگر آخر فعل میں ہو تو بھی وہ حال سے خالی نہیں اول یہ کہ تائید
 فعل کے لئے ہو یا تو تاکید فعل کیلئے قسم اول تائید تائید قسم ثانی نون تعلقہ وغیرہ اگر حروف غیر عاملہ جو
 اسم کیلئے نقص ہے وہ تین مع اقسامہ اگر حروف غیر عاملہ دونوں قسموں سے کسی ایک کے ساتھ نقص ہو
 وہ بھی درہم سے خالی نہیں اول یہ کہ ان حروف غیر عاملہ کو ساکت کرنے سے معنی میں خلل پذیر ہو
 یا نہ ہو تو حرف زائد ہے اگر معنی میں خلل پذیر ہو اور وہ چند قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ماقبل کے مابعد
 کے ساتھ حکم میں شریک کرنے کا فائدہ دیتا ہے، قسم اول حرف عطف قسم ثانی بھی چند حال سے
 خالی نہیں یا تو وہ حروف تنبیہ مخاطب کے لئے ہو یا زجر مخاطب کیلئے یا تو شک متکلم کے لئے یا تو
 ایجاب و اثبات ماقبل کے لئے یا تو تعین مبہم یا تو تاحیل مرکب کیلئے ہو قسم اول حروف بیہم قسم دوم
 حروف ردع قسم سوم حروف استفہام چہاں حروف ایجاب پنجم حروف تغیر ششم حروف مصدر
 کذائی التحریر۔ قول اول حروف تنبیہ، تنبیہ باب تفعیل کا مصدر ہے معنی لغوی پیدا کرنا و
 آگاہ کرنا اور اصطلاح میں وہ حروف ہیں جو جملہ سے بیشتر آئیں جن سے مخاطب کی غفلت دور
 کرنا مقصود ہو اور وہ تین حروف ہیں الا اما یا اور انا و اما یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ
 جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ یا خبریہ یا انشائیہ تاکر مخاطب سہمی یہ بات معلوم کر لیں کہ مجھے ان حروف
 کے ذریعہ خبردار کر رہا ہے مثال ہر ایک کی الانزید قائمہ والاقامہ نماید و لا لا تفعیل
 عن الطلب اور انا کی مثال بھی مذکور کی مانند ہے لافوق جنبہا اور باکبھی مفرد پر داخل ہوتی ہے
 جیسے ہذا اور کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتی ہے جیسے ہذا یا نہ تائم اور ہا حرف تنبیہ کیلئے صدارت
 کلام کی ضرورت نہیں۔

رف، ابن حاجب امالی مسائل المتفرقة میں فرماتے ہیں حروف تنبیہ کا نام حروف افتتاح کہنا
 الیق ہے کیونکہ یہ حروف اگر شروع کلام میں ہوتے ہیں دوم حروف ایجاب جو دوسری قسم
 حروف ایجاب ہے ایجاب مصدر از باب افعال معنی لغوی جواب دینا و اثبات کرنا اور اصطلاح میں ان

حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ کلام سابق کی تحقیق و تثبیت کی جائے اور ان کو حروف تصدیق بھی
 کہا جاتا ہے اور وہ حروف بحیثیت استقرار چھ ہیں نعم کلام سابق کو تحقیق و تثبیت کرنے کیلئے موضوع
 ہے خواہ وہ کلام سابق اثبات ہو یا نفی خبریہ ہو یا انشائیہ ۲۱ یعنی کلام منفی کو ثابت و تحقیق کرنا
 کیلئے موضوع ہے خواہ وہ منفی مع الاستفہام ہو یا غیر استفہام ای ہنرہ و سکون یا مع الاستفہام
 کلام سابق کو اثبات کرنے کیلئے مستعمل ہونا ہے مگر ہمیشہ قسم میں مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ
 فعل قسم مطلق نہ ہو اور قسم بہ لفظ اللہ کے بغیر دوسرے لفظ نہ ہو اور بعض نے کہا ای تصدیق جملہ خبریہ
 کیلئے موضوع ہے اجل خبر دان یہ تینوں تصدیق خبر کے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ خبر مثبت ہو یا منفی
 اور ہر ایک کا تفصیلی بیان آئندہ آنے والا ہے ۲۲ سوم حروف تفسیر تفسیر کا معنی لغوی
 کسی شے کو لفظاً یا معنی بیان کرنا تاکہ سامع کو اچھی طرح معلوم ہو جاوے اور اصطلاح میں
 حروف تفسیر وہ حروف ہیں جن کے ذریعہ کسی امر مبہم کو بیان کیا جائے اور حروف تفسیر دوہے
 اول اکی بفتح الہمزہ و سکون یا یہ ہر شے مبہم کی تفسیر کے لئے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ شے مبہم مفرد
 ہو جیسے جادئی رجل ای زید یہاں رجل مفرد کی تفسیر کیا زید سے خواہ وہ شے مبہم جملہ ہو جیسے قطع
 رزقہ ای مات یعنی اسکا رزق منقطع ہو گیا یعنی مر گیا یہاں قطع رزقہ سے جملہ کی تفسیر کیا بذریعہ
 اکی کے دوسرے ان یہ اس فعل کے مفعول بہ کی تفسیر کرتا ہے جو فعل قول کے معنی میں ہو پس اوپر سے
 معلوم ہو گیا ان اس فعل کی تفسیر نہ کرے گا جو مرادہ قول ہو جیسے قال او یقول او قل وغیرہ ویساری
 جو معنی قول میں نہ ہو اسکی تفسیر بھی نہیں کرتا ہے جیسے عزب زید ای جرحہ کہنا صحیح نہیں فاعل عام
 ہے معنی قول کا مفعول بہ مقدر ہو یا مفعول ہو مثال اول جیسے نادینا کا ان یا ابراہیم و ای نادینا
 بلفظ ھو ان یا ابراہیم اور ہم نے اس ابراہیم کو ایک لفظ کے ساتھ پکارا وہ لفظ ای ابراہیم تھا
 مثال مذکورہ میں ان حرف تفسیر معنی قول نادینا یعنی تلنا کا مفعول بہ ثانی محذوف جو کہ بلفظ ہے
 اسکی تفسیر کیا ترکیب نادینا فعل تاضیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل لا ضمیر منفصل متصل
 محلا منصوب مفعول بہ اول با حرف جار لفظ محذوف باعتبار محل بعید مفعول بہ ثانی و مفسر بالفتح ان حرف
 تفسیر یا حرف ندا قائم مقام ادعو کے ادعو فعل تاضیر مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل ابراہیم علیہ السلام
 نادئی مفرد معروض محلا منصوب نادئی مفعول بہ ادعو فعل و فاعل اور نادئی مفعول بہ ملکہ جملہ فعلیہ انشائیہ
 ہو کر تبادیل مفرد مفسر مفسر مل کر محلا بعید کے اعتبار سے مفعول بہ ثانی ہو نادینا فعل کا نادینا
 فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثال ثانی قولہ تعالیٰ ادحینا الی امتک صلیحی ان اقد فیہ فی التابوت ہم نے آپ کے مال کے

پاس وہی بھیجا وہ وحی یہ ہے کہ ڈال تو تابوت میں مثال مذکورہ میں مایوفی اور حیاہ کا مفعول بہ مفعول
ہے اسکی تفسیر کیا ان اقدیہ ای اقدیہ فی التابوت۔ الف، اگر حرف تفسیر سے پہلے مفرد ہو تو مفسر بانفیج
اور ما بعد کو مفسر بالکسر اگر حرف تفسیر سے پہلے جملہ ہو تو ما قبل جملہ کو مفسر ہا بنفیج اور ما بعد کو
مفسر ہا کہتے ہیں مثال اوپر جس گز رہی، قول چہا م اغزی یعنی حروف غیر عاملہ کی جو بعضی قسم حروف
مصدر تہ یعنی ایسا حروف جو مصدر کہہ دیتے ہیں اور اصطلاح میں حروف مصدر یہ ان حروف کو
کہتے ہیں جو حروف اپنے دخول کو مصدر کہہ دیتے ہیں خواہ دخول مفرد ہو یا جملہ فعل ہو یا غیر فعل
جیسے جملہ اسمیہ اور حروف مصدر کہہ ہمیشہ استقرار تین ہے ماوان بنفیج ہمزہ و سکون نون
ان بنفیج ہمزہ و تشدید نون ماان یہ دونوں حروف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اپنے دخول
کو تاویل مصدر کرتے ہیں مثال ما جیسے قول تعالیٰ و صاقت علیہم اللہ منہم و حببت الی
رحبت تنگ ہوگی زمین ان پر باوجود کشادہ ہونے کے مثال مذکورہ میں رحبت کا مصدر تہ
کی وجہ ای رجہا مثال ان العجی ان ضربت مجھے تعجب میں ڈال تیرے ما ڈالنے کے مثال مذکورہ میں
ذریعہ ضربت مصدر ہو گیا ای ضربک دف، ان مصدر تہ ایک حروف عاملہ نامید بھی ہے

اور ان مصدر یہ ناصبہ اور ان مصدر یہ غیر عاملہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان
مصدر یہ عاملہ فعل مضارع کے لئے مختص ہے بخلاف ان مصدر یہ ناصبہ کے وہ عام ہے فعل مضارع
اور غیر مضارع دونوں پر داخل ہو سکتی ہے دوسرا فرق یہ کہ پہلا تو ناصبہ و عاملہ ہے اور ثانی غیر
عاملہ و غیر ناصبہ ہے قابل۔ اور ان یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اپنے دخول کو تاویل مصدر
کہہ دیتا ہے اور جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل کرنے سے مراد جملہ اسمیہ کی خبر کو مصدر بنا دینا جیسے العجی
ان زید قائم العجی قیام زید یعنی مجھے زید کے قیام نے تعجب میں ڈالا پنجم حروف تخصیص غیر عاملہ
کی پانچویں قسم حروف تخصیص مصدر از باب تفعیل رغبت دینا یا برائگیختہ کرنا یا درغلانا اور اصطلاح
میں ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ کسی کام پر لالچ یا تو شرم دلاتے ہیں اور علامہ سرکاکی نے ان کو
حروف تنذیم و مخربض بھی کہا ہے اور وہ ہمیشہ استقرار چار ہے الایہ مرکب ہے ان مصدر یہ
سے لاؤنا فیہ سے ہلائیہ مرکب ہے حرف شرط دلائے نافیہ سے لولا یہ مرکب ہے حرف شرط اور
لائے نافیہ سے لوما یہ مرکب ہے حرف شرط اور مائے نافیہ سے۔ دف، اگر حروف فعل ماضی
پر داخل ہو تو متکلم اپنے مخاطب سے فعل ماضی سے ندامت کرنے کا قصد کرنے میں جیسے فعلاً اگر متکلم
زید زید کا کیوں نہیں اکرام کیا تو مثال مذکورہ میں مخاطب کو عدم اکرام پر ندامت کیا اگر مضارع پر داخل
ہو تو متکلم مخاطب کو زمانہ مستقبل میں فعل کرنے کی رغبت دینے کا قصد کرتا ہے فعلاً تکرم زید کیوں نہیں

اکرام کرے گا تو زید کا یعنی زید قابل اکرام ہے اسکی خدمت کرنے کی طرف رغبت دیا اور حروف تخفیف کی باقی مثالوں کو مذکورہ پر قیاس کر لو۔ (ف) حروف تخفیف کے لئے صدارت کلام یعنی کلام کے شروع میں ہونا ضروری ولا بدی ہے تاکہ سامع منتہی معلوم کرے کہ یہ من قبیل تخفیف ہے خواہ فعل مطلق ہو یا مقدر مثال اول صلا من رب زید مثال ثانی بل زید امرتہ ای صل من رب زید من ربہ مثال۔ قول ششم حروف توقع و آن قد است الخ توقع کے معنی لغوی امید کرنا اور اصطلاح میں حروف توقع اسکو کہتے ہیں جبکہ دخول سے امید کا معنی مراد ہو غالباً جیسا کہ آئندہ مثالوں سے معلوم ہو جائے اور طریقہ استعمال یہ ہے کہ قد ہمیشہ مع تحقیق کا فائدہ دیتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر اگر قد ماضی پر داخل ہو تب کبھی تحقیق ماضی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی قدر زمانہ ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے خواہ امید کے ساتھ ہو یا بغیر امید کے ہو اور کبھی توقع و تحقیق و تقریب تینوں معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے قول موزن قد قامت الصلوٰۃ اور اگر قد مضارع پر داخل ہو تو کبھی تخیل فعل مع تحقیق کا فائدہ دیتا ہے جیسے ان الذنوب قد تصدق بشیک جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے مثال مذکورہ میں قد تخیل فعل کا فائدہ دیا ساتھ تحقیق اور کبھی قد مضارع پر داخل ہو کر بھی تحشیر کا فائدہ دیتا ہے جیسے قد نری قلب و جبک فی السمار (ف) دامنغ ہو کر بھریوں کے نزدیک قد دو قسم پر ہے قد حرفی جو مذکور ہوا قد اسمی دونوں بمنی ہے اور کو فیوں کے نزدیک قد حرفی بمنی ہے اور قد اسمی محرب ہے جیسے قد زید اور قد کبھی اسم فعل بھی ہوتا ہے کئی کے معنی میں جیسے قد درہم زید ای کئی درہم زید۔ نکتہ فعل مضارع پر قد اسوقت داخل ہوتی ہے جب فعل مضارع عوامل و عوامل جازم سے خالی ہو مثال مذکور ہوئی اور کبھی قد اور دخول قد کے درمیان قسم کے ساتھ فاصلہ کیا جاتا ہے جیسے لقد والش احسنت اصل میں والش لقد احسنت تھا قولہ ہفتم حروف استفہام استفہام مصدر از باب استفعال مادہ فہم استفہام یعنی طلبہم اور اصطلاح میں حروف استفہام ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ منکلم امر مجہول کو مخاطب عالم سے معلوم کرے اور حروف استفہام بحیثیت استقرار تین ہے ماد ہمزہ وعل پھر استفہام چند قسم پر ہے استفہام انکاری، استفہام استفہام اقراری وغیرہ ہر ایک کی تفصیل اوائل کتاب میں مذکور ہو چکی فانظر فیہ۔

(ف) ما استفہامیہ اکثر مفرد پر داخل ہوتا ہے جیسے ما اسک یترا نام کیا ہے اور ہمزہ وعل جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جیسے ازید قائم و اقام زید و بل زید قائم و بل قام زید وغیرہ لیکن بعض نے کہا کہ ہمزہ مطلقاً جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے بل کہ وہ ایسے

جملہ اسمیہ پر داخل ہونا ہے جس جملہ اسمیہ کی خبر فعل ہو جیسے ہاں نہ یہ نام قولاً بشم حروف ر د ع
 ر د ع کے معنی لغوی زجر و منع کرنا اور اصطلاحاً حروف ر د ع اسکو کہتے ہیں کہ منکلم نے جو غنکو
 کر رکھا ہے اس سے منع و زجر کرنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور وہ حرف ر د ع کلا ہے تنی باز کھنا
 اور کبھی کلا تحقیق مضمون جملہ کیلئے مستعمل ہوتی ہے اور اسوقت حق کے معنی میں ہوتا ہے اور اس
 وقت حرف ر د ع نہیں رہتی ہے بلکہ وہ اسم ہو جاتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ کلاموں تلامون حق سے
 کہ تم غمگین اپنے اعمال کے نتائج کو جان لو گے۔ ترکیب کلا حرف ر د ع سو ف حرف تہیفض تعلون
 فعل داؤضیر بارز ملامر فوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(ف) کلا حرف ر د ع جبکہ حق کے معنی میں ہو تو اسوقت اسم ہوگا یا نہیں اسکے بارے میں اختلاف
 ہے بعض کے نزدیک کلا جبکہ حقا کے معنی میں ہو تب وہ اسم مبنی ہوگا وجہ مبنی بشا کلت کلا حرفی
 کے اور بعض کے نزدیک اسوقت بھی حرفی رہے گا۔ قولہ نیم جو بن الخ تزیزا کے معنی لغوی منون کردن
 شئی مبنی کسی شئی کو تنوین والا کرنا یا تو تنوین داخل کرنا اور اصطلاح میں تنوین اس نون ساکنہ
 کو کہتے ہیں جو کہ آخری حرکت کی تابعداری کرے وفعالاً استعمالاً سوا اکان حقیقہ او حکمانہ کہ
 تاکید فعل کے لئے ہو جیسے زید پس تریف مذکور سے سن ولدن وغیرہ سے احتراز ہو گیا کیونکہ وہ
 نون ساکن اصلیت ہے اور نون خفیف سے بھی احتراز ہو گیا کیونکہ وہ صرف تاکید فعل کیلئے مستعمل
 ہوتا ہے اور وہ تنوین بحسب استقرار پانچ قسم پر ہے جیسے شاعر نے فرمایا ع

تنوین پنج قسم شد اے یازن بگیر
 اول تنکن ست دعوض و ثالث تکیر
 دیگر مقابلہ ست و ترم برادر م
 این پنج یاد سخن کہ شوی شاہ بے نظیر

کذافی التحفۃ۔ اول تمکن مصدر از باب تفعیل معنی لغوی قدرت دینا اور اصطلاح میں تنوین تمکن اس کو
 کہتے ہیں جو اسم منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے زید دوم تکیر وہ تنوین۔ ہے جو اسم نکرہ ہونے پر
 دلالت کرے اور وہ مانی طور پر اسماء افعال پر داخل ہو اور معرفہ و نکرہ کے درمیان فاصلہ کر دے
 جیسے صہ یہ اسم فعل ہے یہاں تنوین نے نکرہ کا فائدہ دیا ای اسکت سکتا مانی وقت تا چپ ہو تو
 چپ ہو کر کسی وقت میں۔ ترکیب اول صہ اسم فعل مبنی اسکت فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر
 ملامر فوع فاعل سکتا مفعول مطلق ما زائدہ فی حرف جار وقت مجرور ما زائدہ جار مجرور مل کر متعلق
 اسکت فعل کے ساتھ اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب ثانی
 صہ اسم فعل مبنی اسکت فعل کا اسکت فعل انت ضمیر مرفوع متصل مستتر ملامر فوع فاعل سکتا
 یا صفتہ مبنی کا ملاماً یا تو شئی صفت موصوف و صفت مل کر مفعول مطلق فی حرف جار وقت و صفت

ماہی مثنوی صفت موصوف و صفت مل کر مجرور ہوانی حرف جار کا جار و مجرور مل کر متعلق ہوا اسکت
 فعل کا اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ترکیب ثالث صیغہ
 اسم فعل یعنی اسکت اسکت فعل ضمیر انت مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ای
 حرف ضمیر اسکت سکوت نامانی وقت تا مذکورہ ترکیب کی مانند ہو کر مفسرہ فاعل۔

قولہ اما صیغہ بغیر تنوین یعنی اگر تنوین نہ ہو تو وہ نکات زائل ہو جاوے پس اسوقت معنی یہ ہوگا
 اور تقدیر عبارت یہ ہوگی اسکت سکوت الان بھی چپ ہو تو چپ ہونے کے اس وقت موجودہ میں
 ترکیب اسکت فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلہ مرفوع فاعل سکوت مفعول مطلق الان مفعول
 فیہ اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ سوم تنوین عوض وہ

تنوین ہے جو مضاف الیہ محذوف کے عوض میں لایا جاتا ہے جیسے حینذ اصل میں حین اذا کان کذا
 تھا کان کذا اذا کان مضاف الیہ اسکو حذف کر دیا اور اسکے عوض میں تنوین عوضیہ کو لایا حینذ
 ہوا اسی طرح ہی ساعد و یوسینذ وغیرہ چہارم تنوین تھی وہ تنوین ہے جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ

میں جمع مؤنث سالم میں لائی جاتی ہے جیسے مسلمات میں جو تنوین ہے یہ نون جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں ہے کیونکہ واد
 جمع مذکر سالم میں علامت مذکر سے اور مسلمات میں الف و تار قرشت جمع مؤنث کی علامت ہے لیکن جمع مؤنث
 سالم میں نون جمع سالم کا کوئی مقابلہ نہیں آسکتے تنوین کو اسکی مقابلہ میں لائے پنجم تنوین ترم مصدر از باب تفعیل

معنی نوبی آواز نیک یا تو گانا یا تو آواز کو گھومانا یا تو تلاوت قرآن میں آچھی آواز کرنا اور اصطلاح میں
 تنوین ترم اسکو کہتے ہیں جو ابیات و مضارع کے آخر تخمین کلام کیسے مستعمل ہوتی ہے کیونکہ نون ترم کے ذریعہ
 چشموم میں لفظ کو گویا مایا جاتا ہے اور یہ اسباب غنار سے ہے کمالا یعنی علی اصحاب الغنار جیسے قول شاعر

اقلی اللوم غاڈل والعتابن یہ قول ان اصبت لقتا صابن شعور مذکورہ میں العتابن و اصابن میں جو تنوین موجود
 ہے وہ تنوین ترم ہے۔ اصل میں العتاب و اصاب تھا نون یعنی تنوین ترم یعنی تخمین شعر کیسے ترکیب اول تقدیر
 عبارت یہ ہوگی یا غاڈل اقلی اللوم والعتاب و قول ان اصبت لقتا صاب۔ ترجمہ اے میری محبوب و معشوقہ عاڈل

تم نمانت و عتاب کو کم کرو اور اگر میں صحیح بات کہوں تو تم و تباہ کرتے ہوئے کہو اس نے صحیح بات کہی خلاصہ یہ
 کہ میری ساتھ انصاف کا معاملہ کرو ظلم مت کرو۔ ترکیب یا حرف ندا محذوف قائم مقام اد و فعل کا اد و فعل
 انا ضمیر مرفوع مستتر محلہ مرفوع فاعل غاڈل مناد کی مفرد معرفہ مرخم محلہ منصوب منادی مفعول بہ فعل و فاعل
 و منادی منفرد مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر ندا اقلی صیغہ واحد مؤنث حاضر از امر حاضر مودت اصل میں اقلی
 تھا بروزن آرنی اقلی فعل یا ضمیر بارہ مرفوع متصل محلہ مرفوع فاعل اللوم معطوف علیہ واد حرف عطف العتاب
 معطوف معطوف علیہ و معطوف مل کر مفعول بہ ہوا اقلی فعل کا اقلی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ
 انشائیہ ہو کر معطوف پہلا واد حرف عطف قولی فعل یا ضمیر بارہ محلہ مرفوع فاعل ان حرف شرط اصبت

فعل بفاعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط لازم تاکید قد حرف توجیح اصحاب فعل غیر ہوا مرفوع متصل مستتر محذوف مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جملہ شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ ہو کر محذوف منصوب مقولہ مقول بہ قولی فعل کا قولی فعل و فاعل و مقولہ مقول بہ مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہو کر مسطوطہ ہوا۔ اقلی معطوف علیہا کا معطوف علیہا اور مسطوطہ سے مل کر جملہ مسطوطہ ہو کر جواب نداء ہوا یا عازلہ نداء کا نداء و جزا نداء مل کر جملہ نداء ہے۔ ترکیب دوم تقدیر عبارت یہ ہوگی یا عازلہ اقلی اللوم والعتاب وان اصبحت قولی لقد اصحاب یا عازلہ مذکورہ کی مانند ہو کر نداء اقلی فعل بفاعل اللوم والعتاب معطوف و معطوف علیہ مقول بہ فعل و فاعل و مقول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہا و اد حرف عطف ان حرف شرط اصبحت فعل بفاعل جملہ فعلیہ ہو کر شرط قولی فعل یا ی ضمیر مرفوع متصل بارز محذوف مرفوع فاعل لقد اصحاب فعل غیر ہوا محذوف مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محذوف منصوب مقولہ مقول بہ قولی فعل اپنے فاعل اور مقولہ مقول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ شرط کا یا تو عین جزا نہیں بلکہ وال علی الجزا ہے شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ ہو کر مسطوطہ ہوا اقلی اللوم والعتاب معطوف علیہا اور معطوف سے مل کر جملہ مسطوطہ ہو کر جواب نداء و جزا مل کر نداء ہے۔

الحاصل میں لاقصدی و غیر معقدہ مانند بہت سی ترکیبوں کا احتمال ہے لیکن ناچیز نے صرف دو ترکیب پر کفایت کیا لا اعتراض علی۔ (ف) تین ترم ہے یہ اسم یا تو فعل یا تو حرف ہر ایک کے آخر میں تین ترم لاحق ہوتی ہے بخلات پہلی چار تین مثل مکن و تکبر و عوض و مقابلہ یہ اسم کے لئے مخصوص ہے جیسا تعریف سے یہ بات اور اسکی وجہ معلوم کی ہوگی فلا تعیدھا دم نون تاکید جو تاکید فعل کے لئے مستعمل ہوتی ہیں اور فعل مضارع کے آخر میں لاحق ہوتے ہیں خواہ وہ ثقیل ہو یا خفیف جیسے امر بن امر بن

یا ز و ہم حروف زیادت و آن ہست حرف ست ان و ان و ما و لا و من و کاف و یا و لام چہار آخر و حروف جر زیاد کردہ شد دوازدم حروف شرط و آن دواست اما و لا و اما برای تفسیر و فادہ جویش لازم باشد کقولہ تعالیٰ انہم سقی و سعید فاما الذین شقوا نفی النار و اما الذین سعدوا نفی الحما و لا برای انتہائی ثانی بسبب انتہائی اول چون لوکان فیہما الہة الا اللہ لقد تاسین و ہم لولا و او یازدم حروف زیادت و آن ہست حرف ست ان و ان و ما و لا و من و کاف و یا و لام چہار آخر و حروف جر زیاد کردہ شد دوازدم حروف شرط و آن دواست اما و لا و اما برای تفسیر و فادہ جویش لازم باشد کقولہ تعالیٰ انہم سقی و سعید فاما الذین شقوا نفی النار و اما الذین سعدوا نفی الجنة و لا برای انتہائی ثانی بسبب انتہائی اول چون لوکان فیہما الہة الا اللہ لقد تاسین و ہم لولا

و او ممنوعت برای انتقائی ثانی بسبب وجود اول چون لولا علی الملک عمر چہادیم لام
 مستوجہ برای تاکید چون لذیذ افضل من عمرو پانزدہم ما یعنی مادام چون اقوم ما مجلس الامیر شازدہم
 در عطف و آن دہست و او و مادوم و نئی و اما و او و ام و لا و لکن و شمت

یازدہم حروف زیادہ یعنی وہ حروف جو تخمین کلام کیلئے مستعمل کیا جاتا ہے اور انکو ساقط کر دینے سے
 سنی میں کوئی خلل پزیر نہ ہو اور وہ حروف زیادہ بحسب استقرار آٹھ میں جیسے ان وان و ما و لا و ن
 و کاف و ہاء و لام یہ آٹھ حروف یہ مرتب تیسین کلام و تونین کلام کیلئے مستعمل ہوتے ہیں اور تجارت
 سے ساقط کر دینے سے بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے اور یہ حروف کون و مکان میں زائد ہوتے ہیں
 اسکی تفصیل بہت طویل ہے مثل ہذا یہ نحو وغیرہ میں مذکورہ بندہ نے اس کو قصداً ترک کر دیا حروف زائد
 سے آخر کی چاروں حروف جر بھی ہو سکتے ہیں فاعل و واژہم حروف شرط شرط کا معنی لغوی
 و اصطلاحی مذکور ہوگی باب اول کے آخر میں اور اصطلاح میں حروف شرط وہ حروف ہیں جو
 دو جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ اول کو شرط اور جملہ ثانیہ کو جملہ کہتے ہیں اور حروف شرط بحسب استقرار
 تین ہیں ان جکی بخت او آخر باب اول میں مذکور ہو چکی تا بیع ہمزہ و تشدید میم لو تا اصل میں کیا تھا اور وہ
 کئی قسم ہے اہل کتاب امامہ میں مذکور ہو چکی خانہ فیہ - قول آتا یہ موضوع ہے تفسیر کرنے اس چیز کیلئے جو
 مشکلم نے اجمالاً رکھا تھا یا تو تفصیل کرنے اس اجمال کے جو وہن مشکلم میں اجمال تھی اور مخاطب نے بواسطہ قرآن
 معلوم کیا ہو پس مذکورہ دونوں صورت میں آنا کو لانا اور جواب آنا میں ناجزایہ لانا واجب ہے ورنہ
 تکرار آنا واجب نہیں جیسے تا استیاقیہ اور جواب آنا میں فاکر مانے کے وجوب کی علت یہ ہے تاکہ تا تفصیل
 شرطیہ پر دلالت کرے کیونکہ وہ عاجزایہ اور ناجزایہ شرط پر وال ہے فاعل قولہ تعالیٰ فہم شقی و سعید
 فاما الذین شقوا فی النار واما الذین سعیدوا فی الجنة القرآن پس ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض
 نیک بخت ہیں بہر حال وہ لوگ جو بد بخت تو وہ ناز جنہم میں ہوتے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے تو وہ
 جنت میں رہیں گے آیت مذکورہ میں لوگوں کی دو قسم کی گئی ایک شقی و سعید اور اس میں اس امر کے بارے
 میں اجمال ہے کہ انجام کار ان دونوں قسم کا کیا ہوگا - ترکیب نہم جلد و مجرور مل کر طرف شقی معطوف علیہ
 سعید معطوف معطوف علیہ و معطوف مل کر فاعل طرف طرف : فاعل طرف جلد طرفیہ یا تو ثابت نہم خبر مقدم شقی
 و سعید معطوف و معطوف علیہ مل کر مبتدا مؤخر جلد اسمیہ یا تو ثابت نہم خبر مجرور جلد فعلیہ خبریہ الحاصل نہم خبر میں تین
 ترکیب سے تین جملہ ہوگا طرفیہ و اسمیہ و فعلیہ تا تفسیر یہ تا شرطیہ تفصیلیہ الذین اسم موصول شقوا فعل و او ضمیر بارزہ
 محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جلد فعلیہ خبریہ ہو کر صلا موصول و صلا مل کر محلاً مرفوع مبتدا تام مقام شرط
 نفی النار ای نہم و اخذ فی النار ناجواب آتا ہم ضمیر مرفوع مفصل محلاً مرفوع مبتدا و اخذون شقیہ فعل ہم

ضمیر ملامر فوع فاعل فی النار متعلق و اعلون کے ساتھ و اعلون شبہ فعل و فاعل متعلق علیٰ کہ خبر متباد
اور خبر علیٰ کہ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر ملامر فوع خبر قائم مقام جبر قائم مقام شرط خبر قائم مقام
جبر قائم مقام جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہا و ادحہ شرط آتلاف شرط الذین سجدوا صلوا و سجدوا
کہ ملامر فوع جبر قائم مقام شرط فعلی الجزئیہ اکیہم و اعلون فی الجزئیہ مذکورہ کی مانند ہو کر جملہ اسمیہ خبریہ
ہو کر ملامر فوع خبر قائم مقام جبر قائم مقام شرط خبر قائم مقام جبر قائم مقام جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر
معطوفہ معطوف علیہا و معطوفہ سے علیٰ کہ جملہ معطوفہ ترکیب دوم اسکی ترکیب دوم مثل ترکیب اول کے
ہے مگر فرق یہ ہے کہ تقدیر عبارت ہوگی اما الذین شقوا فواتقون فی النار و اما الذین سجدوا و انفقوا حقون
فی الجزئیہ ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو یعنی حرف شرط اس کے ظاہر کرنے کیلئے آتا ہے کہ جبر کی نفی
ہونے کی وجہ شرط کا منفی ہونا جیسے لو کان فیہا الہتہ الا اللہ لفسدنا اگر ان دونوں زمین و آسمان
میں سوا اللہ تعالیٰ کے اور چند معبود موز ہوتے تو یہ دونوں ضرور درہم برہم ہو جاتے ترکیب لو
حرف شرط کان فعل ناقص فیہا ثابۃ یا ثابۃ میں کے ساتھ متعلق ہو کر جبر ناقص مقدم الہتہ موصوف
الہتہ یعنی غیر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ مضاف الیہ مکر صفت الہتہ موصوف کی مطابقت
یہاں حکما موصوف و صفت علیٰ کہ اسم ناقص مؤخر خبر مقدم و اسم ناقص مؤخر علیٰ کہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط
لام جواب لوفسدنا فعل الف ضمیر بارز ملامر فوع فاعل فعل و فاعل علیٰ کہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جبر شرط
و جبر علیٰ کہ جملہ شرطیہ رقولہ سینہ دم الہ حرف غیر عامل کی تیر ہوئی قسم لولا ہے اور یہ حرف بعض
کے نزدیک مرکب ہے حرف شرط اور لائے ناقص سے اور بعض کے نزدیک براہ حرف ہے
کیونکہ حرف کی اصل تغیر کو قبول نہ کرنا اور لولا یہ موضوع ہے واسطے نفی کرنے جبر ثانی یعنی جبر کے
سبب موجود ہونے جبر اول کے یعنی شرط کے یہ مذہب نحویان ہے ورنہ اہل البلاغہ و مناطحہ کے
اس سے خلاف ہیں بلکہ انی التمرہ الماحصل لولا جبر اول کی موجودگی کے باعث سے جبر ثانی متعلق نہ ہو جیسے
لولا علیٰ لعلک عمر د اگر علیٰ موجود ہوتا البتہ عمر و ہلاک ہو جاتا و اتقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کی
خلافت کے زمانہ میں ایک حاملہ عورت سے زنا کا ثبوت ہونے کا سبب سے حکم نہ آیا یعنی رحم کیلئے
حکم فرمایا لیکن اتفاقاً اس مجلس میں حضرت اسد اللہ علی موجود تھے آپ نے فرمایا اکی عمر اگرچہ حاملہ عورت
زنا کرنے کی وجہ سے قصور والی ہے لیکن اسکے باطن میں جو لڑکا ہے اسکا کوئی قصور تو نہیں تو زن
حاملہ کو رحم کرنے سے وہ بے تصور لڑکا بھی مر جاوے گا اور وہ ظلم سے خالی نہیں اس بات کو سنکر
حضرت فاروق اعظم نے فرمایا لولا علیٰ لعلک عمر اگر اس مجلس میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے البتہ
عمر ہلاک ہو جاتا کمالا یعنی علیٰ ارباب الثقیقین ترکیب اول لولا حرف شرط علیٰ جبر موجود شبہ فعل ضمیر ہوا
مستتر ملامر فوع نائب فاعل شبہ فعل نائب فاعل علیٰ کہ خبر متباد و خبر علیٰ کہ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط

لام تاکید جواب لولنا ملک فعل عمر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جسٹرا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ
 ترکیب دوم تقدیر عبارت یہ ہوگی لولا علی الملک عمری لولم یوجد علی الملک عمر اگر علی موجود نہ ہوتا لولنا
 ہلاک ہوتا لولنا حرف شرط لامبتی لم یوجد فعل علی نائب فاعل فعل و نائب فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر
 شرط الملک عمر ترکیب مذکورہ کی مانند ہو کر جسٹرا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ۔ ترکیب ثالث
 عند بعض تقدیر عبارت یہ ہوگی لولم یکن علی موجود الملک عمر ترکیب ظاہر ہے ترکیب رابع تقدیر عبارت
 یہ ہوگی لولنا علی الملک عمر ترکیب ظاہر ہے۔ قول چہارم لام مفتوحہ برائے تاکید یعنی حروف غیر
 عاملہ کی چودھویں قسم لام تاکید مفتوحہ اور لام تاکید وہ لام ہے جو مثنیٰ تاکید کا فائدہ دیتی ہے ام و
 فعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں مثال اسم لزیذ افضل من عمر البتہ زید عمر سے افضل ہے مثال فعل لا فعلن
 کذا ضرور آپ ایسا کرونگا ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو کہ قول پانزدہم الخ حروف غیر عاملہ کے پندرہویں
 قسم مابینی مادام ہے یعنی وہ ماجو مادام فعل ناقص کے معنی کا فائدہ دیتی ہیں اور اس کو مانے طرفیہ بھی
 کہا جاتا ہے جیسے اقوم ما جلس الایمیر قیام کروں جب ایمر جلوس فرمائے ترکیب اقوم فعل ضمیر انا
 مرفوع متصل مستتر محل مرفوع فاعل مابینی مادام فعل ناقص مانے مصدر یہ وام فعل ناقص مینیر ہو
 مرفوع متصل مستتر محل مرفوع ام ناقص جس فعل الایمر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر
 محلہ منصوب خبر ناقص مادام فعل ناقص اپنا ام ناقص و خبر ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تاویل مصدر
 مضاف الیہ ہوا مرفوع یا وقت یا جن مضاف مضاف کا مرفوع مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا
 اقوم فعل کا اقوم فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شانزدہم حروف عطف و ان
 وہ است الخ عطف کا معنی نحوی مل کر تا حروف عطف کے ذریعہ چونکہ معطوف کو حکم معطوف کی طرف
 میل کیا جاتا ہے اسلئے حروف عطف کہتے ہیں اور اصطلاح میں ان کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ دو اسم
 یا تو جملہ یا تو دو کلمہ کو حکم واحد میں کیا جاسکے اور وہ بحسب استقرار و دش حروف ہیں بقول شاعر
 وہ حروف عطف وہ است یعنی واد و فار ثم حتی او با و لکن بل و لا لیکن علامہ سساکاکی و صاحب المستوی
 و مبرد و کوفیاں حضرات ای مفرہ ولو کو بھی حروف عطفوں میں سے شمار کئے لیکن جمہور لغات نے
 اسکو مشدومت کے ساتھ تردید فرمائے اکنذانی حاشیۃ التفریح ص ۳۸۵ قولہ واد و فار ثم
 و حی چہار حروف معنی جمعیت پر دلالت کرنے کیلئے موضوع ہے لیکن فرق یہ ہے واد مطلقاً جمع کیلئے
 بلا ترتیب و منفعت اور فار جمعیت کے لئے بشرط الترتیب بین المعطوف والمعطوف علیہ بلا منفعت
 اور ثم بھی جمعیت مع الترتیب کے لیکن مع الہبت اور حی بھی مل ثم نے مگر منفعت ثم زیادہ ہے منفعت
 حی سے قولہ انا اور واد رام یہ تینوں معطوف و معطوف علیہ سے کسی ایک کے لئے حکم ثابت کرنے کیلئے موضوع
 ہے بلا تین بطور مبہم کے مگر انا کیلئے بشرط یہ ہے کہ اس سے پہلے اور ایک ابا برائے تاکید و تاکید

کے ہو جیسے الحد و اما زوج و اما فرد اور معطوف و معطوف علیہ سے کسی کو تردید کرے اور کسی کے لئے ثابت کرے ام دو قسم متصل و منقطع جو کہ بل انفراسیہ کے معنی میں ہو اور ام متصل اسکی خلاف ہو قولہ لا و بل و لکن یہ تینوں حروف معطوف و معطوف علیہ سے کسی ایک کیلئے حکم ثابت کرنے کے لئے موضوع ہے بطریق تعین مگر فرق یہ ہے لافعی کرنے واسطے اور بل اسکا برعکس ہے و لکن استدرک کے واسطے لیکن لکن کی پہلی نفی ہونا لازم ہے

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائے فائدہ طلاب استودہ شد

بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد الا و اخوات آن یعنی غیر دسوی و سواد
 و حاشا و خلا و عدا و ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکن تا ظاہر گردد کہ منصوب نسبت
 بسوی مستثنیٰ انچه نسبت کردہ شدہ است بسوی ماقبل وی و آن بر دو قسم متصل
 و منقطع متصل آنست کہ خارج کہ وہ شود از متعدد و بلفظ الا و اخوات کی مثل جاری
 القوم الا نماید پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم نمی خارج کردہ شد و منقطع
 آن باشد کہ مذکور بعد الا و اخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد و سبب آنکہ مستثنیٰ
 داخل باشد در مستثنیٰ منہ مثل جاری القوم الا حمایا کہ حمد در قوم داخل بود بدانکہ
 اعراب مستثنیٰ بر حسب قسم است اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الا در کلام موجب واقع شود پس
 مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جاری القوم الا نماید و کلام موجب آنکہ در ان نفی و
 نہی و استفہام نباشد و ہم چنین در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند
 منصوب خوانند نحو ما جاری الا نماید و اخذ و مستثنای منقطع ہمیشہ منصوب باشد
 و اگر مستثنیٰ بعد خلا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ما خلا و ما عدا
 لیس و لا یکن ہمیشہ منصوب باشد نحو جاری القوم خلا نماید او عدا نماید انچه
 دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ مذکور باشد پس
 در ان دو وجہ ر و است یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استنثار و دیگر آنکہ بدل
 باشد از ماقبل خویش چون ما جاری احد الا نماید او الا نماید موم آنکہ مستثنیٰ مفرغ
 باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا درین
 صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو ما جاری الا نماید و ما را یث الا نماید او ما ہو
 الا بزید چہ رام آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر دسوی و سواد واقع شود پس مستثنیٰ را

مجرد خوانند و بعد عا شا بر مذہب اکثر نیز مقرر باشد و بعضی نصب ہم جائز داشته اند
چون جائزنی القوم غیر نید و سومی نید و سومی نید و سومی نید و سومی نید و سومی نید و سومی نید
لفظ غیر مثل اعراب مستثنی بالا باشد در جمیع صورت ہائے مذکور چنانکہ گوئی جائزنی القوم غیر
نید و غیر حمایں و ما جائزنی غیر نیدن القوم و ما جائزنی احد غیر نید و غیر نید
و ما جائزنی غیر نید و ما دایت غیر نید و ما صورت بغیر نید و بدانکہ لفظ غیر
موضوعست برائے صفت و گاہے برای استثناء آید چنانکہ الا برای استثناء
موضوعست و گاہ و صفت متعل شود نحو قوله تعالی لو کان فیہما الہة الا اللہ
لفسدتا یعنی غیر اللہ و ہمچنین لا الہ الا اللہ ۔

تشریح ۔ قول مستثنی لفظی است کہ مذکور باشد بعد الا الخ واضح ہوا کہ مصنف بحث استثناء
کو کتاب نحویر میں نہیں لائے تھے شاید خوف الطاب کی طرف نظر فرماتے ہوئے ایسا کیا تھا لیکن
کسی تلمیذ دور کے عبد من عباد اللہ نے بحث مستثنی کو کتاب نحویر کے آخر میں لاحق کر دیا
اور اپنے نام کی تصریح نہیں فرمائی یہ تو بڑی قبولت اور اخلاص کی علامت ہے یہ قول تحقیقی
ہے مگر بعض شارحین فرماتے ہیں کہ بحث مستثنی مصنف سے بھی تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے ۔
واللہ اعلم بالصواب ۔ قول مستثنی صیغہ اسم مفعول از باب استعمال نادرہ ثنی یعنی الصرف و المنع پھر نا
اور روکن لفظ مستثنی کا معنی پھر آیا ہوا یا رو کا گیا حکم ماقبل سے معنی الگ و علیحدہ کیا گیا حکم ماقبل
سے اور اصطلاح تعریف میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ مستثنی ایک ایسا لفظ ہے جو
الا اور اسکے مثل کلمات کے بعد واقع ہو اور علامہ رضی فرماتے ہیں اللفظ المذكور بعد الا واخواتہا
فما لفا لما قبلہا نقیاً و اثباتاً یعنی مستثنی وہ ایک ایسا لفظ جو الا واخوات الا کے بعد واقع ہو جب
ما قبل الا ما بعد الا کی مخالف ہوا نہ روئے اثبات کے یا تو از روئے نفی کے اور بعض کے
نزدیک صرف بعد جملہ مذکورہ عن دخول فی تلك الجملہ اور بعض کے نزدیک مستثنی ای اخراج الشیء عن
دخل فیہ غیرہ اور ابن حاجب نے فرمایا ہے کہ مستثنی کے لئے مفہوم خاص نہیں بلکہ مستثنی وہ ایسا لفظ
مشترک ہے متصل و منفصل کے درمیان اور لفظ مشترک کی تعریف نہیں جوتی ہے اسلئے اس نے
کافیہ میں مستثنی کی تعریف بیان نہیں فرمایا پھر قبل تعریف بقیم کر دیا کہ زالی الدر ایہ ص ۱۲۰
قول اخوات الا یعنی الا کے ہم مثل کلمات یہ ہیں ۔ الا استثناء بقید معنی استثنایہ جو
۱۲، الا صقیبہ جو غیر کے معنی میں نہ ہوا کسی طرح غیر بھی دو قسم پر ہے ۱، محفہ جو معانی الا وال جو

(۲) استثنائہ جو الّا کے معنی میں ہو آئندہ آنے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳ سوئی بالفتح سین یا بالکسر دہ، حاشا سے لیکر الی آخر سات کلمے مثل ما غلدا وما عدا وغیرہ یہ صرفیوں کے نزدیک افعال ہیں اسلئے کہ ان کا وزن و صورت افعال جیسے ہیں مثلاً غلدا رمی وغیرہ اور نحو یوں کے نزدیک معنی فعل جب کہ انکے اندر نہیں پائے گئے اور اقتران زمان بھی معلوم نہیں ہوا تو حروف استثناء قرینہ کیا قولہ تناظر گرد و داخل یہاں سے استثناء کرنیکی غرض و غایتہ بتانا چاہتے ہیں کہ استثناء سے فائدہ یہ ہوگا کہ جو حکم مستثنیٰ نہ پر لگایا گیا ہے مستثنیٰ پر لگایا نہیں گیا۔ قولہ و آن بردو قسم استثناء ہے یہاں سے تقسیم مستثنیٰ کی طرف اشارہ ہے مستثنیٰ دو قسم ہے وجہ حصر یہ ہے کہ مستثنیٰ یا تو مستثنیٰ متصل استثناء داخل ہوگا یا نہ اول متصل ثانی منقطع کذا فی التحریر ص ۱۵

قولہ متصل آنت الخ یہاں سے ہر ایک کی تعریف کرنا مقصود ہے اور مستثنیٰ متصل کو منقطع پر اسلئے مقدم کیا کیونکہ وہ حقیقت میں اصل ہے اور منقطع فرع الاصل مقدم علی الفرع کی بنا پر متصل کو مقدم کیا مستثنیٰ متصل و منقطع کی تعریف میں محققین و علماء عامہ کا اختلاف ہے مذہب عامہ یہ ہے مستثنیٰ متصل وہ مستثنیٰ ہے جو مستثنیٰ نہ کی جنس سے نہ ہو جیسے جارئی القوم الا حمداً اور منقطع اس کے برعکس ہے مثلاً جیسے جارئی القوم الا حمداً اور محققین کا مذہب یہ ہے کہ مستثنیٰ متصل وہ مستثنیٰ ہے جو مستثنیٰ مستثنیٰ میں داخل تھا قبل الاستثناء بعد الاستثناء حکماً خارج ہو گیا برابر ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ نہ کی جنس سنی ہو یا نہ ہو اور منقطع مذکورہ کے برعکس ہے۔ حضرت مصنف علام فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ متصل وہ ہے جو الّا یا اخوات الّا کے ذریعہ متعدی یعنی مستثنیٰ نہ سے خارج کیا ہو جیسے جارئی القوم الا زید پس زید جو کہ قوم کے اندر قبل الاستثناء داخل تھا الّا کے ذریعہ حکم مجہ سے خارج کر دیا ہوا اور مستثنیٰ منقطع وہ مستثنیٰ ہے جو الّا و اخوات الّا کے بعد ہوا اور مستثنیٰ کو مستثنیٰ نہ سے خارج نہیں کیا کیونکہ فی الحقیقت مستثنیٰ وہ مستثنیٰ نہ میں داخل نہیں تھا جیسے جارئی القوم الا حمداً اس جملہ قوم میں داخل قبل الاستثناء داخل نہیں تھا۔ ترکیب

مثال اول جارئی القوم الا زید جار فعل فون و نائبہ یای متکلم مفعول بہ القوم مستثنیٰ نہ الاحرف استثناء زید مستثنیٰ اب مستثنیٰ نہ اور مستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب مثال ثانی جارئی القوم الا حمداً جار فعل فون و نائبہ یای متکلم مفعول بہ علی طریقہ المذكورہ القوم مستثنیٰ نہ الاحرف استثناء حمداً مستثنیٰ اب مستثنیٰ نہ اور مستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ بدانکہ اعراب مستثنیٰ حضرت مصنف تعریف مستثنیٰ اور اسکی اقسام سے فارغ ہو کر اقسام عرب مستثنیٰ کو شروع فرمایا بقول بدانکہ اعراب مستثنیٰ اعراب مستثنیٰ کی تفصیل مواب جانتے سے پہلے

چند امور کو جاننا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مستثنیٰ دو قسم ہے اول مستثنیٰ مفرغ بعینہ
 اسم مفعول از تفصیل تفریح مصدر معنی جو مستثنیٰ منہ سے فارغ و حال ہے یعنی جس کا مستثنیٰ منہ مذکور
 نہیں اس کو مستثنیٰ مفرغ کہا جاوے گا (۲) مستثنیٰ غیر مفرغ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو (۳) مواجبات مستثنیٰ
 کے اعتبار سے کلام دو قسم پر ہے (۱) کلام موجب جس میں نفی یا استنہام نہ ہو (۲) غیر موجب جو مذکورہ
 کے برعکس ہو (۳) ایک ہی قسم کا اعراب مستثنیٰ کی متعدد صورتوں میں داخل ہیں چنانچہ ہر ایک کی تفصیل
 آ رہی ہے۔ اب تفصیل کی طرف غور کیجئے قول اول آتک اللہ یعنی اعراب مستثنیٰ کی قسم اول یہ ہے کہ مستثنیٰ ہمیت
 منصوب ہوگا جس کی پہلی صورتیں ہیں اول یہ کہ مستثنیٰ بعد اللہ کے کلام موجب میں ہو جیسا کہ جاہلی القوم
 اللہ زید اس کی ترکیب گذر گئی دوسرا یہ کہ مستثنیٰ بعد اللہ کے کلام غیر موجب میں واقع ہو بشرطیکہ
 مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ما جارنی اللہ زید الحمد کلام غیر موجب میں اللہ زید مستثنیٰ کو
 مستثنیٰ منہ پر مقدم کیا نہیں آیا میرے پاس کوئی مگر زید۔ ترکیب مانا تہ اور جاہلی فعل مع مفعول
 بہ الاحرف استنار زید مستثنیٰ مقدم احد مستثنیٰ منہ مؤخر جار فعل اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ
 مل کر فاعل فون وقایہ تکلم مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ تہ مستثنیٰ منہ منقطع
 ہو خواہ مقدم ہو مستثنیٰ یا مؤخر ہو مثال مذکور ہوگی چوتھے یہ کہ مستثنیٰ بعد خلا و غذا کے مگر یہ
 بناء مرکب اکثر علماء پانچواں یہ کہ مستثنیٰ بعد ما خلا و غذا و لیس ولا یکن کے ہو جیسے جاہلی القوم
 خلا زید و غذا زید و ما خلا زید و لیس زید و لا یکن زید۔

نفس) مذکورہ خلا و غذا میں باعتبار ترکیب دو حیثیت ہے اگر فعل قرار دیا جائے جیسا
 کہ اکثر فاعل کا مذمب ہے تب ماقبل سے حال ہے اور حرف جر قرار دینے کا بھی احتمال ہے اس وقت
 زید مجرور ہوگا لیکن ما خلا و ما بعد وغیرہ میں صرف ایک صورت ہوگی کہ موضوع حال ہے کیونکہ
 اس میں حرف کا احتمال نہیں کیونکہ اس میں مانا تہ جو علامت فعل ہے وہ موجود ہے ہر صورت اللہ انما
 اللہ کے معنی کا قید ہوگا جاہلی القوم خلا زید ترکیب اول جاہلی فعل مع مفعول بہ القوم ذوالحال خلا فعل
 ضمیر جو مستتر محذوف فاعل زید مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محذوف
 منصوب حال ہوا القوم ذوالحال کا ذوالحال اور حال مل کر فاعل ہوا جار فعل کا جار فعل اپنے فاعل
 اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ گویا تقدیر عبارت یوں ہوگی جاہلی القوم حال کو نہ خلا ہمیں زید۔
 ترکیب ظاہر ہے ایسا ہی غذا کی مثال بھی ہے۔ ترکیب دوم جاہلی القوم فعل اور فاعل اور مفعول بہ
 خلا حرف جار زید مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہوا جار فعل کا جار فعل اور فاعل اور مفعول بہ اور
 متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے لیکن ما خلا و ما غذا کی صورت میں زید مجرور نہیں ہوگا بلکہ مفعولیت کی بناء
 پر منصوب ہوگا کیونکہ دونوں پر ما مصدریہ داخل ہے جو علامت فعل ہے اب ترکیب میں دونوں

تاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ وقت مضاف محذوف کا بعدہ دونوں مل کر مفعول زیر واقع ہوا جیسے
 جارنی القوم ما خلا زیداً ای جارنی القوم وقت علوم زیداً و کذا ما خلا اور لایکون انما اسم و خبر
 مل کر ماقبل سے حال واقع ہو جیسے جارنی القوم لایکون زیداً ای جارنی القوم حال کو نہ لایکون فی
 مجہم زیداً ترکیب ظاہر۔ قول دوم آنکہ دوسری قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ بناء بر استثناء
 منصوب ہوگا اور یہ ساتھ ساتھ یہ بھی جائز ہوگا کہ مستثنیٰ بناء بریدیت اعراب مستثنیٰ کے موافق
 ہو تو اس صورت میں رفع و نصب و جر تینوں اعراب یکے بعد دیگرے مستثنیٰ پر آسکتے ہیں اس کی صورت
 یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں بعد الّا کے واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہوئی مستثنیٰ غیر مفرغ
 ہو جیسے ما جارنی احد الّا زیداً ما جار فعل نون و قایہ یای منکلم مفعول بہ احد مستثنیٰ منہ الّا حرف استثناء
 زیداً مستثنیٰ اب مستثنیٰ منہ مستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ
 فعلیہ خبریہ۔ ترکیب صورت ثانی جار فعل نون و قایہ یای منکلم مفعول بہ احد مبدل منہ الّا زائدہ زید
 بدل مبدل منہ اور بدل مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ مثال منصوب ماریت احد الّا زیداً زید بدل بھی ہو سکتا ہے اور مستثنیٰ بھی مثال مجرور بدل
 ما ذہبت باحد الّا زیداً زید بناء بر بدل زیداً بناء بر استثناء۔

قول سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد نحو تبری قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ عوامل کے موافق مستثنیٰ کا
 اعراب پڑھا جائیگا یعنی اگر فاعل ماقبل الّا کے واقع ہو تو مستثنیٰ کو مفرغ اور اگر ہو تو منصوب اور
 اگر مجرور مجرور پڑھیں گے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو
 جیسے ما جارنی الّا زیداً و ماریت الّا زیداً و ماریت الّا زیداً و ماریت الّا زیداً ان تینوں مثالوں میں مستثنیٰ منہ مذکور
 ہیں اب اسکی عوامل کے موافق زید مستثنیٰ کے اعراب ہوا جیسے مثال اول رافع ہے اسلئے زید مفرغ ہوا
 اور مثال ثانی عامل ناصب ہے اسلئے زید منصوب ہوا اور مثال ثالث میں عامل جار ہے اسلئے
 زید مجرور ہوا مستثنیٰ منہ محذوف ہوا احد مثال اول احد مثال ثانی میں احد مثال ثالث میں ترکیب
 ہر ایک کی جار فعل یای منکلم مفعول بہ الّا حرف استثناء زید فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ مثال ثانی ماریت فعل بفاعل الّا حرف استثناء زید مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ
 خبریہ مثال ثالث ماریت الّا بید ماریت فعل الّا حرف استثناء جار زید مجرور مجرور بدل
 مل کر متعلق ہوا ماریت فعل کے ساتھ ماریت فعل بفاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 قول چہارم آنکہ نحو جو تھی قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوگا اور اسکی صورت یہ
 ہے کہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر سوی کے واقع ہو یا بعد حاشا کے واقع ہو مگر بناء بر مذہب اکثر علماء
 نہ ہو در بعض کے نزدیک مستثنیٰ بہ حاشا کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے جیسے جارنی القوم غیر زید
 سوی زید و سواد زید و حاشا زیداً یعنی زید کے سوا قوم میرے نزدیک آگئے۔ ترکیب جار فعل یای
 منکلم منصوب متصل مفعول بہ القوم ذوالحال غیر مضاف زید مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر حال
 ہوا القوم ذوالحال ل کا ذوالحال اور حال مل کر فاعل ہوا جار فعلی کا جار فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور جارنی القوم سوی زید اور سواد زید کی ترکیب مثل مذکورہ کے ہے۔

اور جارئی القوم فعل و فاعل اور مفعول بہ سو کی زید اور سواد زید ترکیب اضافی ہو کر مفعول فاعل
 فعل و فاعل و مفعول فاعل و بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور بھی متعدد ترکیب ہو سکتے ہیں مگر ناچیز نے اس
 پر اختصار کیا و جار القوم حاشا زید ترکیب اول مذکور ہوئی قسم اول کا اخیر ترکیب دوم جارئی
 القوم فعل و فاعل و مفعول بہ حاشا حرف جار زید مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل
 و مفعول بہ اور متعلق سے مل کر فعلیہ خبریہ ۔ بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنی بہ الا در جمع صورت ہوا
 اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ سو کی دو اعراب جیسے قابل اعراب ہے لفظ غیر بھی قابل اعراب ہے
 اس بات کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ لفظ غیر کا اعراب مثل اعراب مستثنیٰ بالآ کے ہے یعنی الآ کے بعد
 مستثنیٰ بالآ کے ہے یعنی الآ کے بعد مستثنیٰ واقع ہونے کی صورت میں مستثنیٰ پر جو اعراب ہو اگر موقع
 الآ میں لفظ غیر واقع ہو تب وہ مستثنیٰ کا اعراب لفظ غیر پر جاری ہوگا اور حقیقی مستثنیٰ مضاف
 الیہ ہو جائیگا کیونکہ لفظ غیر قابل اعراب ہے لہذا لفظ غیر پر اعراب جاری کرنے سے کوئی نقصان نہیں
 ہوگا بخلاف الآ کے کیونکہ وہ حرف ہے جیسے جارئی القوم غیر زید ای جارئی القوم الآ زید و جارئی
 القوم الآ حاشا ای غیر حاشا مثال اول مستثنیٰ متصل مثال ثانی مستثنیٰ منقطع و جار جارئی غیر زید القوم
 ای جارئی القوم الازید و جار جارئی احد غیر زید ای جار جارئی احد الازید و الازید کی مانند مثل
 قسم ثانی و جار جارئی غیر زید و جار جارئی غیر زید و جار جارئی الازید و جار جارئی الازید و جار جارئی
 بزید و جار جارئی الازید یہ مثال مستثنیٰ مفزع کا ہے ۔ قول و بدانکہ لفظ غیر موضوع سنت الاحقرت
 مصنف اس عبارت سے لفظ غیر کا استعمال بیان کرنا مقصود ہے حقیقت میں لفظ غیر صفت کے
 واسطے موضوع ہے ، کبھی مجازاً غیر کو استثناء کیلئے استعمال کرتے ہیں جیسے لفظ الآ کو واضح استثناء
 کیلئے وضع کئے تھے لیکن مجازاً صفت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ الآ وغیر دونوں کے
 ما بین مناسبت ہے وہ یہ کہ لفظ غیر جیسے کہ معنی مغایرت پر دال ہے لفظ الآ بھی مغایرت پر دال
 ہے کیونکہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کا معنی ہوا کرتا ہے اور الآ یعنی غیر ہونے کیلئے قرینہ ہے وہ یہ
 ہے کہ الآ منکور یعنی وہ جمع ہو جو غیر محصور ہو یعنی اسکی حد معین نہ ہو اسکے بعد واقع ہوتی الآ یعنی
 غیر ہوگا کیونکہ اسوقت مستثنیٰ منہ میں اتنا تعدد نہیں جسکی وجہ سے استثناء صحیح ہو اسلئے تعدد
 استثناء کی بنا پر الآ یعنی غیر صفت پر حمل کرتے ہیں جیسے قول باری تعالیٰ لو کان فیہا النفع
 الالہ لھند تا اب الالہ جمع منکور غیر محصور کے بعد واقع ہوا ہے اسلئے الآ یعنی غیر ہوگا ای
 لو کان فیہا النفع غیر اللہ لفظ تارکب گذر گیا ۔ اسطرخ الآ صفت ہونا کلمہ توحید ہے لہذا
 الای غیر اللہ و ہر حصہ ہے کہ اگر کلمہ توحید میں الالہ کو مستثنیٰ متصل قرار دیا جاوے تب مستثنیٰ
 مستثنیٰ منہ میں داخل ہوگا اب اللہ برحق کا متعدد ہونا لازم آدیکجا جو کہ باطل ہے ویسا ہی مستثنیٰ
 منقطع کہنا بھی باطل ہے کیونکہ اس صورت میں موجود برحق کا اثبات نہیں ہوگا لہذا توحید الالہ کو بھی غیر
 کہنا پڑیگا ۔ کوئی نقصان نہیں ہے جیسے لا الہ الا اللہ ترکیب لالای یعنی جنس الالہم جنس لا الالہ یعنی غیر
 و مضاف اللہ مضاف و مضاف الیہ ملکر جنر لالہم لا و خبر لا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ۔ ختم شدہ
 واللہ اسئل حسن الختام و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سید المرسلین و
 رحمہ اجمعین